کلام دبیر جلد ۷

رباعیاتِ دبیر

تحقیق، تدوین اور تشریح

ڈاکٹر سیّد تقی عابدی

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ

کتاب : رُباعیاتِ دبیرؔ
تصنیف : مرزا دبیرؔ
مرتبہ : ڈاکٹر سیّد تقی عابدی
سنہ اشاعت : ۲۰۰۸ء
ناشر : شاہد پبلی کیشنز نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۰۲
باہتمام : ڈاکٹر شاہد حسین، نئی دہلی
کمپوزنگ : اُردو ورلڈ نیٹ، ٹورانٹو، کینیڈا
فون 905 470 2040

ملنے کے پتے

Dr. Syed Taghi Abedi
1110, Secretariate Rd., New Market, ON
L3X 1M4, Canada
Tel: 905 868 9578 (home)
e-mail: taqiabedi@rogers.com

Shahid Publication
2253, Resham Street, Kucha Chelan, Darya Ganj,
New Delhi - 1100002
Ph: 011-55394044 (home)

فہرست

		صفحہ نمبر
۱	رو میں ہے رخشِ عمر	۳۵
۲	انتساب	۳۷
۳	پیش لفظ۔ علامہ سید عقیل الغروی	۳۸
۴	مقدمہ۔ ڈاکٹر سید تقی عابدی	۴۸
۵	جدول رباعیات	۸۷
۶	مرزا دبیرؔ کا زندگی نامہ	۹۲
۷	رباعیات	

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۱	یارب خلاق ماہ و ماہی تو ہے	۱۲۳	۱۱	تسلیم نبیؐ کو ہر سلیماں خم ہے	۱۲۸
۲	یارب جبروتی تجھے زیبندہ ہے	۱۲۳	۱۲	اندام نبیؐ نے کیا صفائی پائی	۱۲۸
۳	پروانے کو دھن شمع کو لو تیری ہے	۱۲۴	۱۳	کیا روئے پیمبرؐ نے ضیا پائی ہے	۱۲۹
۴	معبود کی شان بے نیازی دیکھو	۱۲۴	۱۴	معراج نبیؐ میں جائے تشکیک نہیں	۱۲۹
۵	صحرائے عدم سے خضر آگاہ نہیں	۱۲۵	۱۵	موسیٰؑ کو تو حکم خلع نعلین ملا	۱۳۰
۶	مانیں احباب واقربا کا کہنا	۱۲۵	۱۶	رف رف پہ عجب لطف سواری دیکھا	۱۳۰
۷	شطرنج دورنگی سے ہیں ششدر بندے	۱۲۶	۱۷	یا شاہ رسلؐ رحمت یزداں تم ہو	۱۳۱
۸	قطرے کو گہر کی آبرو دیتا ہے	۱۲۶	۱۸	ہر قلعہ پیمبر کے وصی نے کھولا	۱۳۱
۹	خامہ بھی مری طرح سیاہ کار نہیں	۱۲۷	۱۹	طے جادۂ حق پائے سبک رو سے کیا	۱۳۲
۱۰	بندوں سے پیام احد پاک کہا	۱۲۷	۲۰	کیوں خامے سے مشق خط پیمبرؐ کرتے	۱۳۲

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۲۱	گو سایا پیمبرؐ کے نہ ہمراہ رہا	۱۳۳	۴۳	یا شاہِ قدیمی یہ فقیر آیا ہے	۱۴۱
۲۲	یٰسین کو سُن کر جو قضا کرتے ہیں	۱۳۳	۴۴	اب آج یہ کہنے کو حقیر آیا ہے	۱۴۱
۲۳	یا شاہِ رُسل نائبِ یزداں تم ہو	۱۳۴	۴۵	اے کُل کے شہنشاہ فقیر آیا ہے	۱۴۱
۲۴	معراجِ نبیؐ کو جو بصد زین ملی	۱۳۴	۴۶	فرمودۂ حضرت امیرؑ آیا ہے	۱۴۲
۲۵	یا شاہِ رسلؐ آؤ شفاعت کے لیے	۱۳۴	۴۷	خورشیدوں میں ذرّۂ حقیر آیا ہے	۱۴۲
۲۶	کیا قامتِ احمدؐ نے ضیا پائی ہے	۱۳۵	۴۸	اے ہادیٔ کُل مہدیٔ دیں اورکنی	۱۴۲
۲۷	آدم نے شرف خیر بشرؐ سے پایا	۱۳۵	۴۹	اے جانِ رسولؐ انس و جاں اورکنی	۱۴۳
۲۸	اے قلزم ہمت کے شناور مددی	۱۳۶	۵۰	اے ترجمۂ نادِ علی اورکنی	۱۴۳
۲۹	الفت مجھے یا علی نقی آپ کی ہے	۱۳۶	۵۱	انجام بخیر اے میرے باری ہو جائے	۱۴۳
۳۰	تحصیل میری ہیچ مدانی ہے فقط	۱۳۶	۵۲	اے رونقِ فقر و زیب شاہی مددی	۱۴۴
۳۱	کوشش سے ہو کامیاب ناکام بخیر	۱۳۷	۵۳	شاہِ شہداؑ کی مہربانی ہو جائے	۱۴۴
۳۲	فردوسِ معلّٰی کی سند چاہتا ہوں	۱۳۷	۵۴	ہرچند سخن بھی بے نظیر اپنا ہے	۱۴۴
۳۳	یارب میں رہوں موردِ انعام حسینؑ	۱۳۷	۵۵	اے نسخۂ دردِ لا دوا اورکنی	۱۴۵
۳۴	کیا جود و عطا ہے واہ تیری یارب	۱۳۸	۵۶	یا شاہِ نجف مالکِ کشور تم ہو	۱۴۵
۳۵	یارب رہے یہ بانی مجلس آباد	۱۳۸	۵۷	شیعوں کی ہر اک بلا کو رد فرماؤ	۱۴۵
۳۶	اے کُل کے شرف جلد مدد کو پہونچو	۱۳۸	۵۸	ہر چشم سے چشمے کی روانی ہو جائے	۱۴۶
۳۷	یا شیرؑ خدا شیعوں کو مسرور کرو	۱۳۹	۵۹	اے صاحبِ معراج کے نائبؑ مددی	۱۴۶
۳۸	ہر سمت سے ہے یاس مدد کو پہونچو	۱۳۹	۶۰	جز نقشِ علیؑ نقش ہر اک بے جا ہے	۱۴۶
۳۹	اکسیر ہے خاک یا ابا عبداللہ	۱۳۹	۶۱	مومن جو باریاب ہو جاتا ہے	۱۴۷
۴۰	ہم سب پہ یہ ہیں احسان ابا عبداللہ	۱۴۰	۶۲	بس حبِّ یداللہ ہے اسلام اپنا	۱۴۷
۴۱	امداد طلب ہوں یا رضاؑ اورکنی	۱۴۰	۶۳	رخسارۂ حیدرؑ کو گلستاں لکھا	۱۴۷
۴۲	مولاؑ مددی وقتِ اخیر آیا ہے	۱۴۰	۶۴	حٰم کا ترجمہ ہے حائے حیدر	۱۴۸

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۶۵	تسبیح میں تھا رشتۂ جانِ حیدرؑ	۱۴۸	۸۷	یا شیرِ خدا فرش ترا عرش بلند	۱۵۵
۶۶	قدرت نے علیؑ کو جو دیا نام خدا	۱۴۸	۸۸	احمدؐ کو علیؑ نامور سے پایا	۱۵۶
۶۷	قطروں پہ شناورفت دریا نے کیا	۱۴۹	۸۹	کعبے کا نشاں علیؑ کے در سے پایا	۱۵۶
۶۸	کیا لام علیؑ سے معرفت حاصل ہے	۱۴۹	۹۰	قبلہ حیدرؑ کے سنگِ در سے پایا	۱۵۶
۶۹	کیا نام شیرؑ خدا خوش رو ہیں	۱۴۹	۹۱	کب نام صدف نے وہ گہر سے پایا	۱۵۷
۷۰	حیدرؑ کو شرف حق نے عطا فرمایا	۱۵۰	۹۲	ہے نور نیا شمس و قمر میں پیدا	۱۵۷
۷۱	حیدرؑ نے ہر اقلیم کو تسخیر کیا	۱۵۰	۹۳	مولد جو وہاں حکم قدر سے پایا	۱۵۷
۷۲	غم آج ہے مغلوب خوشی غالب ہے	۱۵۰	۹۴	جو غیر کو جانشین نبیؐ کا سمجھا	۱۵۸
۷۳	ہنسنے میں ثواب آج عبادت کا ہے	۱۵۱	۹۵	خورشید نجف قمر مدینہ کا تھا	۱۵۸
۷۴	حیراں ہیں سب معرفتِ حیدرؑ میں	۱۵۱	۹۶	قرآن ہے شرحِ رخِ زیبائے علیؑ	۱۵۸
۷۵	جبریلؑ نے دیکھا تھا جو تارا پہلے	۱۵۱	۹۷	رو قبلہ کی جانب ہو تو دل سوئے علیؑ	۱۵۹
۷۶	کعبہ میں ہوا جو بند و بستِ حیدرؑ	۱۵۲	۹۸	ایمان ہے دل، قبلہ علیؑ کا رو ہے	۱۵۹
۷۷	نکہت کدۂ حق ہے دماغِ حیدرؑ	۱۵۲	۹۹	جلوہ ہے رُخِ علیؑ کا ہر سو باقی	۱۵۹
۷۸	حیدرؑ کو پیمبر نے مقام اپنا دیا	۱۵۲	۱۰۰	سجدے نے شرف علیؑ کے در سے پایا	۱۶۰
۷۹	یکتا حیدرؑ کو لافتا سے پایا	۱۵۳	۱۰۱	افضل حیدرؑ کو ہر بشر سے پایا	۱۶۰
۸۰	ایماں کے لیے مرتبۂ معراج ہوا	۱۵۳	۱۰۲	کونین کا فیض شہؑ کے در سے پایا	۱۶۰
۸۱	جب حق نے قلم خامۂ تقدیر کیا	۱۵۳	۱۰۳	فرمانِ علیؑ لوح و قلم تک پہونچا	۱۶۱
۸۲	برتر ہے علیؑ کا ہر بشر سے پایا	۱۵۴	۱۰۴	طوبیٰ قد شاہِ بحر و بر سے پایا	۱۶۱
۸۳	مصحف رُخِ شاہِ بحر و برؑ سے پایا	۱۵۴	۱۰۵	فردوس میں گھر علیؑ کے در سے پایا	۱۶۱
۸۴	کعبہ ہی فقط نہ مولد حیدرؑ ہے	۱۵۴	۱۰۶	کیا کیا نہ علیؑ نامور سے پایا	۱۶۲
۸۵	کونین کو حاصل شرف و جاہ ہوئے	۱۵۵	۱۰۷	کیا مطلع خورشید و قمر سے پایا	۱۶۲
۸۶	کعبہ میں عیاں خدا کی قدرت ہے آج	۱۵۵	۱۰۸	کیا کانِ سخا علیؑ کے در سے پایا	۱۶۲

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۱۰۹	انجم نے شرف نور قمر سے پایا	۱۶۳	۱۳۱	گہ وعظ میں گہ خطبۂ اسلام میں ہیں	۱۷۰
۱۱۰	ایمان نے اوج شہؐ کے سر سے پایا	۱۶۳	۱۳۲	شمع قدم علیؑ ہے ہر مدفن میں	۱۷۰
۱۱۱	توبام فلک پر ہو جو حیدرؓ کا عتاب	۱۶۳	۱۳۳	ہدیہ پے شاہ لافتا آیا ہے	۱۷۱
۱۱۲	عالم کو غنی نائبؐ احمد کرتا	۱۶۴	۱۳۴	پھل فتح کا حیدرؓ نے سناں سے پایا	۱۷۱
۱۱۳	حیدرؓ کو خدا نے فخر آفاق کیا	۱۶۴	۱۳۵	محروم کسی کو نہ سخی نہ رکھا	۱۷۱
۱۱۴	حیدرؓ نے جو پاؤں عرش انور پر دھرا	۱۶۴	۱۳۶	اندام میں جوہر کی زرہ کھولتا ہے	۱۷۲
۱۱۵	عرفاں سے جسے کچھ بھی تعارف نکلا	۱۶۵	۱۳۷	کفار کو قہر کی نگاہ تیشہ ہے	۱۷۲
۱۱۶	گر فیض کسی نے چشم تر سے پایا	۱۶۵	۱۳۸	دل سب کا غنی حُبِّ یداللہ میں ہے	۱۷۲
۱۱۷	خیبر میں کسی کا نہ ہنر پیش آیا	۱۶۵	۱۳۹	بندوں کو نجات کا سفینہ ہے علیؑ	۱۷۳
۱۱۸	خورشید کو برتر جو قمر سے پایا	۱۶۶	۱۴۰	بے جا ہر کوشش و طلب کو پایا	۱۷۳
۱۱۹	افضل حیدرؓ کو ہر بشر سے پایا	۱۶۶	۱۴۱	گہ عرش پہ پاؤں مرتضٰیؑ نے رکھا	۱۷۳
۱۲۰	قدرت ہیں علیؑ خدا کی قدرت ہیں علیؑ	۱۶۶	۱۴۲	ناشاد کو تم نے یا علیؑ شاد کیا	۱۷۴
۱۲۱	معراج سے پھر کر جو سواری آئی	۱۶۷	۱۴۳	بے الفت حیدرؓ نہ کوئی شاد ہوا	۱۷۴
۱۲۲	ہم ہیں در حیدرؓ کی فقیری کے لئے	۱۶۷	۱۴۴	غیروں سے جو خوب مرتضٰیؑ کو سمجھا	۱۷۴
۱۲۳	رضواں کو سدا یادِ علیؑ رہتی ہے	۱۶۷	۱۴۵	اے والیٔ کُل اپنے ولیؑ کو دکھلا	۱۷۵
۱۲۴	وہ لطفِ ابوترابؓ ہو جاتا ہے	۱۶۸	۱۴۶	حیدرؓ نے قدیر ازلی کو سمجھا	۱۷۵
۱۲۵	خالق کے حضور سر فگندہ ہے علیؑ	۱۶۸	۱۴۷	اصحاب نے پوچھا جو نبیؐ کو دیکھا	۱۷۵
۱۲۶	خورشید نشانِ قدم حیدرؓ ہے	۱۶۸	۱۴۸	زیبائش قرآن ہے بیانِ حیدرؓ	۱۷۶
۱۲۷	حیدرؓ مشکل کشا ہیں انس و جن کے	۱۶۹	۱۴۹	ہیں ماہی و ماہ صیدِ شستِ حیدرؓ	۱۷۶
۱۲۸	چاہیں جو علیؑ تو اوج پستی ہو جائے	۱۶۹	۱۵۰	ہے اوج قدر مطیع عزم حیدرؓ	۱۷۶
۱۲۹	حصے میں علیؑ کے حق کا نام آیا ہے	۱۶۹	۱۵۱	کعبہ ہے گدائے بارگاہِ حیدرؓ	۱۷۷
۱۳۰	اس رمز کو انبیاء بھی کم جانتے ہیں	۱۷۰	۱۵۲	جان و سر و بازوئے پیمبر حیدرؓ	۱۷۷

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۱۵۳	اعدا سے کھلا نہ بند و بستِ حیدرؓ	۱۷۷	۱۷۵	جو دل سے مطیعِ شہِ مرداں ہو جاے	۱۸۵
۱۵۴	ہر رشتۂ جاں تھا نذرِ جانِ حیدرؓ	۱۷۸	۱۷۶	قربانِ علیؑ نام خدا کا یہ ہے	۱۸۵
۱۵۵	گو ہے سرِ لامکاں نشستِ حیدرؓ	۱۷۸	۱۷۷	ہم نام ہیں اللہ کے نام اعلیٰ ہے	۱۸۵
۱۵۶	اعلا ہیں محبِّ حق پرستِ حیدرؓ	۱۷۸	۱۷۸	کہنے سے اذان کے یہ سب ملتا ہے	۱۸۶
۱۵۷	زور یزداں ہے کارِ دستِ حیدرؓ	۱۷۹	۱۷۹	کیوں حُبِّ یداللہ میں نہ قیوم ملے	۱۸۶
۱۵۸	رہ جاتا ہوں انگشت بہ دنداں ہو کر	۱۷۹	۱۸۰	یہ نظم بہارِ چمنِ گیتی ہے	۱۸۶
۱۵۹	آغاز ہے آغاز ہے علیؑ میں ششدر	۱۷۹	۱۸۱	حکمت میں علیؑ عیسیٰ لاثانی ہے	۱۸۷
۱۶۰	پہلوے نبیؐ میں ہے مقامِ حیدرؓ	۱۸۰	۱۸۲	حیدرؓ پہ نہ کیوں خیر بشر فخر کرے	۱۸۷
۱۶۱	اعدا رہے درپے شکستِ حیدرؓ	۱۸۰	۱۸۳	ہر شام کو خورشید کہاں جاتا ہے	۱۸۷
۱۶۲	فردوس ہے باغِ نو بہارِ حیدرؓ	۱۸۰	۱۸۴	ہیں ہفت فلک تابعِ فرمانِ علیؑ	۱۸۸
۱۶۳	قرآن ہے مصحف کی قسم روئے امامؑ	۱۸۱	۱۸۵	حیدرؓ کا گدا رتبۂ خاقاں پائے	۱۸۸
۱۶۴	کونین پہ روشن ہے کمالِ حیدرؓ	۱۸۱	۱۸۶	بنیادِ دائرہ نسل حیدرؓ سے ہے	۱۸۸
۱۶۵	اللہ رے اوجِ احتشامِ حیدرؓ	۱۸۱	۱۸۷	کونین ہے اک نقشِ اعجازِ علیؑ	۱۸۹
۱۶۶	گل گشتِ فلک کو جو حیدرؓ نکلے	۱۸۲	۱۸۸	کیا ہوش خدا ہے قرب و اعزازِ علیؑ	۱۸۹
۱۶۷	اک ذرّہ نہ مال سیم و زر کو سمجھے	۱۸۲	۱۸۹	حاصل ہوئے ذرّے کو شرف اختر کے	۱۸۹
۱۶۸	اُستاد جو عقلِ کُل حیدرؓ کا ہے	۱۸۲	۱۹۰	حیدرؓ کی ولا سے گنجِ دیں ملتا ہے	۱۹۰۱
۱۶۹	تھا نورِ علیؑ شمس و قمر سے پہلے	۱۸۳	۱۹۱	رتبہ حضرت کا عرش سے برتر ہے	۱۹۰
۱۷۰	کشتیِ فلک چرخ اگر کرتی ہے	۱۸۳	۱۹۲	گر قدر فزائے عطائے حیدرؓ	۱۹۰
۱۷۱	سائل نے کہا زور تیرا ظاہر ہے	۱۸۳	۱۹۳	ملکِ شرفِ علیؑ کی گر سیر نہیں	۱۹۱
۱۷۲	گر منزلِ وصفِ شہ دیں طے نہ کرے	۱۸۴	۱۹۴	ظاہر ہے نبیؐ پہ قدر و اعزازِ علیؑ	۱۹۱
۱۷۳	نیکی جسے کہتے ہیں علیؑ کی خو ہے	۱۸۴	۱۹۵	تعریفِ رخِ علیؑ کا مقدور نہیں	۱۹۱
۱۷۴	رُوئے حیدرؓ سے زیبِ ہر عالم ہے	۱۸۴	۱۹۶	ہو وردِ زباں مصحفِ اعجازِ علیؑ	۱۹۲

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۱۹۷	دربارِ علیؑ میں دخلِ کفار نہیں	۱۹۲	۲۱۹	مشہور علیؑ عقدہ کشائی میں ہیں	۲۰۰
۱۹۸	حیدرؑ کو غنی سب کو غرض مند کہوں	۱۹۲	۲۲۰	کیا عز و شرف حیدرؑ ذی جاہ کے ہیں	۲۰۱
۱۹۹	چاہیں جو علیؑ پاس کو امید کریں	۱۹۲	۲۲۱	کونین کو ہے شاہیِ حیدرؑ کا یقیں	۲۰۱
۲۰۰	دن رات فلک کہاں کہاں پھرتے ہیں	۱۹۳	۲۲۲	محکوم مَلَک حیدرؑ ذی جاہ کے ہیں	۲۰۲
۲۰۱	ہے دستِ خدا کا زور بازو روشن	۱۹۳	۲۲۳	شربت دیا قاتل کو بھی ایسے ہیں	۲۰۲
۲۰۲	نو قصرِ فلک علیؑ کی درگاہ کے ہیں	۱۹۴	۲۲۴	جو زائرِ بوترابؑ ہو جاتا ہے	۲۰۲
۲۰۳	اندام میں جوہر کے زرہ کھولتے ہیں	۱۹۴	۲۲۵	صبح صادق کو جو کہ کاذب سمجھے	۲۰۳
۲۰۴	کیا وہم غلط پہ مدعی محرم ہیں	۱۹۴	۲۲۶	اک قولِ نصیری تو نہ مانا ہم نے	۲۰۳
۲۰۵	قربان علیؑ کہ شاہِ مرداں یہ ہیں	۱۹۵	۲۲۷	احمدؐ نے کہا علیؑ سے ہر جا تم تھے	۲۰۳
۲۰۶	جیسے فلکِ ہفت صدف پیدا ہیں	۱۹۵	۲۲۸	اللہ و نبیؐ جو قدرِ حیدرؑ سمجھے	۲۰۴
۲۰۷	گر عشقِ وزیرِ شہِ لولاک نہیں	۱۹۵	۲۲۹	حادث نہیں ثابت قدم حیدرؑ ہے	۲۱۴
۲۰۸	ہے دُرِ نجف کہیں قمر سے روشن	۱۹۶	۲۳۰	قسم ربِ قدیر سب پہ غالب ہیں علیؑ	۲۰۴
۲۰۹	ناطق ہوں ثنائے مصحفِ ناطق میں	۱۹۶	۲۳۱	جو زائرِ بوترابؑ ہو جاتا ہے	۲۰۵
۲۱۰	حیدرؑ کے فضائل کوئی کیا جانتا ہے	۱۹۶	۲۳۲	آگاہ ہے جو فہم رسا رکھتا ہے	۲۰۵
۲۱۱	ہیں دستِ خدا زورِ خدا ہاتھ میں ہے	۱۹۷	۲۳۳	جیسے حاضر ہیں ویسے غائب ہیں علیؑ	۲۰۵
۲۱۲	دامادِ پیمبرؐ علیؑ اعلا ہیں	۱۹۷	۲۳۴	حیدرؑ کے مقام جو ولی سمجھا ہے	۲۰۶
۲۱۳	طوبیٰ سے مراد علیؑ اعلا ہے	۱۹۷	۲۳۵	حیدرؑ کو جو خالق کا ولی کہتا ہے	۲۰۶
۲۱۴	حیدرؑ کو خدا سے جو جدا کہتا ہے	۱۹۸	۲۳۶	قبلہ ہے علیؑ قبلۂ امید بھی ہے	۲۰۶
۲۱۵	جو دوست ہے البتہ دعا دیتا ہے	۱۹۸	۲۳۷	حیدرؑ سا نہ غازی نہ کوئی عابد ہے	۲۰۷
۲۱۶	خیبر میں کیا وا نہ کسی نے در کو	۱۹۹	۲۳۸	کعبے کی طرح لاکھ گھر آباد کیے	۲۰۷
۲۱۷	یکتا ہے علیؑ ربِ علا کا بندہ	۱۹۹	۲۳۹	کیا عرشِ معلی پہ ہے توقیرِ علیؑ	۲۰۸
۲۱۸	رتبے جو گدا کے ہیں وہی شاہ کے ہیں	۲۰۰	۲۴۰	سو باغ مثالِ خلد آباد کئے	۲۰۸

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۲۳۱	لاسیف ہے اک جوہر شمشیر علیؑ	۲۰۹	۲۶۳	ہستی میں عدم سے جب کہ آیا آدم	۲۲۰
۲۳۲	ذرّے کو علیؑ کی مہر خورشید کرے	۲۰۹	۲۶۴	دو انگلیوں پر لیے تھے در کو جو علیؑ	۲۲۰
۲۳۳	مفتاح خدا فاتح خیبر ہیں علیؑ	۲۱۰	۲۶۵	قبضہ میں علیؑ کے جانِ انس و جاں ہے	۲۲۱
۲۳۴	وسعت جو کہ ملائکہ کے شہ پر کی ہوئی	۲۱۰	۲۶۶	سرحلقۂ انبیائے مرسلؑ ہیں علیؑ	۲۲۱
۲۳۵	یوں خاک رہ مالک تقدیر ہوئے	۲۱۱	۲۶۷	ہے عرش بریں اوج میں ایوانِ علیؑ	۲۲۲
۲۳۶	بندوں میں فقط خدا کے طالب ہیں	۲۱۱	۲۶۸	خیبر میں ہُوا زورِ یداللہ جلی	۲۲۲
۲۳۷	پوشیدہ علیؑ سے سرِ غیب نہیں	۲۱۲	۲۶۹	گا ہے پسر شاہ خوش اقبال بنی	۲۲۳
۲۳۸	کعبہ ہے ہر اک سنگ رہِ کوئے امامؑ	۲۱۲	۲۷۰	کیا قدر علیؑ ہے واہ کیا جاہ علیؑ	۲۲۳
۲۳۹	یکتا ہے نجف کل کے شفاخانوں میں	۲۱۳	۲۷۱	ناشاد یہاں آن کے شاداں ہو جائے	۲۲۴
۲۵۰	حیراں ہیں ثنائے شہؑ مرداں میں بشر	۳۱۳	۲۷۲	محروم کسی کو نہ علیؑ نے رکھا	۲۲۴
۲۵۱	جز باغ نجف خواب میں بھی سیر نہ کر	۲۱۴	۲۷۳	بن ٹھن کے ہزار بار آئی دنیا	۲۲۵
۲۵۲	بازوئے عقیلؑ و جعفرؑ و طالبؑ ہیں	۲۱۴	۲۷۴	کب خطبے نے وہ نام کسی سے پایا	۲۲۵
۲۵۳	سب کارِ خدا امیرِ دیں سے نکلے	۲۱۵	۲۷۵	خالق کا سرور ہے سرورِ زہراؑ	۲۲۶
۲۵۴	حل عقدوں کو شاہِ ہل اتا کرتے ہیں	۲۱۵	۲۷۶	رُخ کفر کی ظلمت سے پھرائے رہنا	۲۲۶
۲۵۵	یہ عرش و فلک بساط کیا رکھتے ہیں	۲۱۶	۲۷۷	معصومہؑ جو شغل آسیا کرتی تھیں	۲۲۷
۲۵۶	ثابت ہے فلک پہ جتنے سیارے ہیں	۲۱۶	۲۷۸	کیا صاحبِ فقر بنتِ پیغمبرؐ ہے	۲۲۷
۲۵۷	ہیں شمس و قمر دو گہر تاجِ علیؑ	۲۱۷	۲۷۹	کیا قامتِ زہراؑ و علیؑ زیبا ہیں	۲۲۸
۲۵۸	گہ سام کو جانِ نو عطا کرتے ہیں	۲۱۷	۲۸۰	حیدرؑ کی ثنا میں دُر لب زمزم ہیں	۲۲۸
۲۵۹	زہراؑ سے یہی قول تھا پیغمبرؐ کا	۲۱۸	۲۸۱	کہتے ہیں حسنؑ یتیم حیدرؑ ہوں میں	۲۲۹
۲۶۰	ہر درد کی بہر حق دوا کرتے ہیں	۲۱۸	۲۸۲	علم و ہنر و فضل کا مجمع ہے حسنؑ	۲۲۹
۲۶۱	حوریں گُلِ جنت لیے دامانوں میں	۲۱۹	۲۸۳	پیدا جہاں میں آج ہوئے گیارہویں امامؑ	۲۳۰
۲۶۲	بے دم کو دم تازہ عطا کرتے ہیں	۲۱۹	۲۸۴	جو لوگ کہ دینِ جعفری میں ہوں گے	۲۳۰

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۲۸۵	مانوس تقیؑ سے متقی کو دیکھا	۲۳۱	۳۰۷	فردوس میں خوش ہے دلِ محزونِ حسینؑ	۲۴۲
۲۸۶	افواہ تفاوتِ تقیؑ ہر جاہ ہے	۲۳۱	۳۰۸	سوئے رُخِ خفتہؑ ادب سے منہ کرتے ہیں	۲۴۲
۲۸۷	جو معتقدِ تخمیرِ صادقؑ ہو جائے	۲۳۲	۳۰۹	"ح" نام میں ہے حق کی حمایت کے لیے	۲۴۲
۲۸۸	زہراؑ کہ وہ لختِ دل تھی پیمبر کی	۲۳۲	۳۱۰	کیا کیا نہ ستم گار جفا کرتے تھے	۲۴۳
۲۸۹	گر مہرِ امامؑ دوسرا حاصل ہو	۲۳۳	۳۱۱	دنیا میں حسنؑ کے بعد آئے جو حسینؑ	۲۴۴۳
۲۹۰	مدّاح ہوا سورِ دامادِ رسول	۲۳۳	۳۱۲	باقرؑ کو حمایت کا سہارا نہ رہا	۲۴۳
۲۹۱	قربان تھا قمر شاہؑ کے عمامے پر	۲۳۳	۳۱۳	مکّی نجفی اور مدنی ہے باقرؑ	۲۴۳
۲۹۲	ظاہر تھی سخن سے قدر و شانِ شبیرؑ	۲۳۳	۳۱۴	لاریب امامؑ پنجمیں ہیں باقر	۲۴۳
۲۹۳	ذکرِ حق میں حسینؑ روز و شب ہیں	۲۳۵	۳۱۵	باقرؑ دل و جانِ صاحبِ یٰسینؑ ہے	۲۴۳
۲۹۴	رونقِ عربستان کی مدینہ سے ہے	۲۳۵	۳۱۶	کاظمؑ کا جو ہم نام نہ موسیٰؑ ہوتا	۲۴۵
۲۹۵	ناداروں کو اقتدار دیتے ہیں حضورؐ	۲۳۶	۳۱۷	جب امر اُسے موسیٰؑ حق میں نے کیا	۲۴۵
۲۹۶	شیعہ حق و باطل کو جدا کرتے ہیں	۲۳۶	۳۱۸	اکثر ارنی لب پہ جو وہ لایا ہے	۲۴۵
۲۹۷	مشہورِ جہاں ہے داستانِ شیریں	۲۳۷	۳۱۹	اے شیعوں فدائے موسیٰؑ کاظمؑ ہو	۲۴۶
۲۹۸	میزانِ نجاتِ عشقِ ابروئے حسینؑ	۲۳۷	۳۲۰	قبرِ شہِ طوس و قصرِ جنّت ہے ایک	۲۴۶
۲۹۹	یا شاہ فقیروں کو گہر بخشتے ہیں	۲۳۸	۳۲۱	پَر سے کفِ افسوس مَلک ملتے ہیں	۲۴۶
۳۰۰	شیرازۂ اسلام ہے گیسوئے حسین	۲۳۸	۳۲۲	موسیٰؑ نے فسوں گروں کو خاموش کیا	۲۴۷
۳۰۱	منظور اُسے عبادتِ سبحاں تھی	۲۳۹	۳۲۳	سب قطرۂ ناچیز ہیں قلزم ہیں رضاؑ	۲۴۷
۳۰۲	شبیرؑ کا عز و جاہ سبحان اللہ	۲۳۹	۳۲۴	اعجازِ امامؑ انس و جن روشن ہے	۲۴۷
۳۰۳	قرآن ہے صورتِ حسینؑ ابنِ علیؑ	۲۴۰	۳۲۵	حیدرؑ کا ہر اک جن و ملک بندہ ہے	۲۴۸
۳۰۴	دنیا میں جو فخرِ کائنات آیا ہے	۲۴۰	۳۲۶	نامِ مہدیؑ دلِ حزیں پر لکھنا	۲۴۸
۳۰۵	باطل کو فنا کفر کو پستی بخشی	۲۴۱	۳۲۷	مہدیؑ کو امامِ حق نما کہتے ہیں	۲۴۸
۳۰۶	ارمانِ دلِ کربلا کے سارے نکلے	۲۴۱	۳۲۸	قائم دائم امامؑ انس و جاں ہے	۲۴۹

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۳۲۹	الیاسؑ وخضرؑ کو ان کی سقائی ہے	۲۴۹	۳۵۱	قفلِ درِ امید دعا سے کھولیں	۲۶۰
۳۳۰	ہر شیعہ کو مہدیؑ کی دعا جوشن ہے	۲۵۰	۳۵۲	ناپاک درِ پاک پہ گر جائے کوئی	۲۶۱
۳۳۱	نے مال نہ ہی سیم و زر لیتے ہیں	۲۵۰	۳۵۳	جب سے کہ فلک پہ صبح صادق نکلے	۲۶۱
۳۳۲	زیبا جو سروں پہ افسر ایماں ہیں	۲۵۱	۳۵۴	اُس سمت تھا اختر نحوست کوکب سے	۲۶۲
۳۳۳	بارہ احدِ پاک کے مقبول ہوئے	۲۵۱	۳۵۵	رتبے نہ بشر کو وہ بشر نے بخشے	۲۶۲
۳۳۴	مہدیؑ پہ فدا کُل کے شہنشاہ یہ ہیں	۲۵۲	۳۵۶	تھا اخترِ حُر بلند ہر کوکب سے	۲۶۳
۳۳۵	کیا مرتبہ قائم القیامت کا ہے	۲۵۲	۳۵۷	ممتاز عرب میں ہو نہ کیوں ہند عقیل	۲۶۳
۳۳۶	ہو پیرو پنجتنؑ کہ رہبر یہ ہیں	۲۵۳	۳۵۸	زہراؑ کی ولا میں ہند صادق نکلی	۲۶۴
۳۳۷	باغ و گُل و مینا و مئے و ساقی ہیچ	۲۵۳	۳۵۹	دعوئ ولا میں ہند صادق نکلی	۲۶۴
۳۳۸	خوشنودِ علیؑ و شہؐ لولاک ہوئے	۲۵۴	۳۶۰	کہتی تھی یہ ہند جی کڑھا کرتا ہے	۲۶۴
۳۳۹	نے لعل و گہر نہ سیم و زر سے پایا	۲۵۴	۳۶۱	جب بخت بنِ قیس نے زینت بخشی	۲۶۵
۳۴۰	مہر شۂ مرداں سے غنی ہے خورشید	۲۵۵	۳۶۲	جنگاہ میں اکبرؑ جوان آتے ہیں	۲۶۵
۳۴۱	جامع سی پاروں کا جو رحمان ہوا	۲۵۵	۳۶۳	وہ دل نہ رہا دبیر وہ ہم نہ رہے	۲۶۵
۳۴۲	احسان ہیں چاردہ کے انس و جن پر	۲۵۶	۳۶۴	کس دل کو نہیں فکرِ تن آسانی ہے	۲۶۶
۳۴۳	اربع کتب خالق غفار آئے	۲۵۶	۳۶۵	ہے شمعِ شبابِ گُل تو یہ روشن ہے	۲۶۶
۳۴۴	کامل شب چاردہ قمر ہوتا ہے	۲۵۷	۳۶۶	سیارہ سے چشم مہر نادانی ہے	۲۶۶
۳۴۵	عباسؑ کی مدح لائق باری ہے	۲۵۷	۳۶۷	انسان اگرچہ لاکھ تدبیر کرے	۲۶۷
۳۴۶	عباسؑ کی منزلت ہے رب کے آگے	۲۵۸	۳۶۸	ہر سر کا یہاں عجب سر و ساماں دیکھا	۲۶۷
۳۴۷	دیکھو شرف و جاہِ جناب عباسؑ	۲۵۸	۳۶۹	دل کو بے جمع زر پریشاں نہ کیا	۲۶۷
۳۴۸	ہمت میں نہ عباسؑ کا تھا ثانی ایک	۲۵۹	۳۷۰	کھانے کا مزہ فقط زبانی نکلا	۲۶۸
۳۴۹	عباسؑ کو مطلب تھا نہ خشک و تر سے	۲۵۹	۳۷۱	تقدیر زبردست ہے کمزور ہیں سب	۲۶۸
۳۵۰	نیرنگیٔ عباسؑ دلاور دیکھو	۲۶۰	۳۷۲	طوفاں ہے ہوس غرق بنی آدم ہیں	۲۶۸

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۳۷۳	یوں دانے بھی آسیا میں کم پستے ہیں	۲۶۹	۳۹۵	اندھیر ہے جو خیر میں ریا کرتے ہیں	۲۷۷
۳۷۴	یارانِ گذشتہ کی خبر خاک نہیں	۲۶۹	۳۹۶	جو عیب و ہنر کو خوب پہچانتے ہیں	۲۷۷
۳۷۵	دنیا زنداں ہے جائے آرام نہیں	۲۶۹	۳۹۷	صابر کے لیے ہے شکر کرنے کا مزا	۲۷۷
۳۷۶	گو خورد و کلاں رتبے میں ہیں پست و بلند	۲۷۰	۳۹۸	صد حیف کہ پہلے سے نہ ہشیار ہوئے	۲۷۸
۳۷۷	انسان وہ ہے جس کو بُردباری ہے پسند	۲۷۰	۳۹۹	پیشِ اُمرا طالبِ زر جھکتے ہیں	۲۷۸
۳۷۸	دنیا دریا ہے اور ہوس طوفاں ہے	۲۷۰	۴۰۰	اے قبلۂ تسلیم و رضا اور کئی	۲۷۸
۳۷۹	گر صبح یہاں اوج ہے تو شام نہیں	۲۷۱	۴۰۱	اعمال کی تیرگی وضو سے نہ گئی	۲۷۹
۳۸۰	کسی کا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے	۲۷۱	۴۰۲	گر یاد رکھیں ربِ ہدا کو بندے	۲۷۹
۳۸۱	بالائے زمیں زندوں کی تعمیریں ہیں	۲۷۱	۴۰۳	شیرانِ مضامیں کو کہاں بند کروں	۲۷۹
۳۸۲	کم مایہ سبک پیشِ جہاں ہوتا ہے	۲۷۲	۴۰۴	الہام کے گلزار کا میں گلچیں ہوں	۲۸۰
۳۸۳	رتبہ جسے دنیا میں خدا دیتا ہے	۲۷۲	۴۰۵	خامہ بھی مری طرح سیہ کار نہیں	۲۸۰
۳۸۴	جو اہلِ ہنر کا عیب جُو ہوتا ہے	۲۷۳	۴۰۶	طغرا کشِ خطبۂ غدیر آیا ہے	۲۸۰
۳۸۵	گنجینہ جسے ربِ ہدا دیتا ہے	۲۷۳	۴۰۷	بخت اپنے اگر راہ پر آجاتے ہیں	۲۸۱
۳۸۶	جو زر سے ہے بے زار ابوذرؓ وہ ہے	۲۷۴	۴۰۸	اک دل ہے دبیرؔ لاکھ ارمانوں میں	۲۸۱
۳۸۷	جو قصر کرے حرص کو قیصر وہ ہے	۲۷۴	۴۰۹	سرکارِ سلاطیں سے سروکار نہیں	۲۸۱
۳۸۸	حاصل یہیں نقدِ آبرو ہوتا ہے	۲۷۴	۴۱۰	خاکِ قدمِ تعزیہ داراں ہم ہیں	۲۸۲
۳۸۹	مغرور کا خاک کروفر چشم میں ہے	۲۷۵	۴۱۱	جو چاہیں بزرگ وار ارشار کریں	۲۸۲
۳۹۰	اے تن تو فروتنی و مسکینی کر	۲۷۵	۴۱۲	دانا کہوں دل کو کہ خردمند کہوں	۲۸۳
۳۹۱	کم مایہ سبک پیشِ جہاں ہوتا ہے	۲۷۵	۴۱۳	ہر لطف کا حیدرؓ سے یقیں رکھتے ہیں	۲۸۳
۳۹۲	دولت کا نہ کھا رنج اگر قوت ملے	۲۷۶	۴۱۴	ہر تارِ نفس نور کا رشتہ بن جائے	۲۸۳
۳۹۳	خود اپنے کلام کی ثنا کرتے ہیں	۲۷۶	۴۱۵	جب مصحفِ ہستی مرا برہم کرنا	۲۸۴
۳۹۴	اس بزم کے جو قائل آداب نہیں	۲۷۶	۴۱۶	مضمون سے وہ معنیٔ پُرضو نکلا	۱۸۴

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۳۱۷	یاں مجھ کو بچھانا تھا ضرور آنکھوں کا	۲۸۵	۳۳۹	زردار نہیں اور طلب زر بھی نہیں	۱۹۵
۳۱۸	رحمت کا تری امیدوار آیا ہوں	۲۸۵	۳۴۰	ادنیٰ سے جو سر جھکائے اعلیٰ وہ ہے	۲۹۵
۳۱۹	پیمانہ کشِ خم غدیر آیا ہے	۲۸۶	۳۴۱	تاروں سے جو آج قرض لاؤں آنکھیں	۲۹۶
۳۲۰	کس بزم ثواب میں حقیر آیا ہے	۲۸۶	۳۴۲	بزم شہِ والا میں فقیر آیا ہے	۲۹۶
۳۲۱	حیدرؑ کے سوا کوئی امیر آیا ہے	۲۸۷	۳۴۳	اوّل تو ولائے شاہ دیں ہے دل میں	۲۹۷
۳۲۲	اے قبلۂ اغنیا فقیر آیا ہے	۲۸۷	۳۴۴	مغرور ذلیل و خوار ہر چشم میں ہے	۲۹۷
۳۲۳	درگاہِ علمدارؑ سے بہبودی ہے	۲۸۸	۳۴۵	گنجینۂ حُب شاہ دیں ہے دل میں	۲۹۸
۳۲۴	درگارہ علمدارؑ میں بہبودی ہے	۲۸۸	۳۴۶	ہر عضو سے سربلند گو آنکھیں ہیں	۲۹۸
۳۲۵	طغرا کشِ خطبۂ غدیر آیا ہے	۲۸۹	۳۴۷	ہاں بلبل سدرہ شور تحسیں ہو جائے	۲۹۹
۳۲۶	پھر دفترِ ماتم کا دبیرؔ آیا ہے	۲۸۹	۳۴۸	بس مرثیہ گوئی کا یہ انعام ملے	۲۹۹
۳۲۷	کیا خوب نصیب اے دبیرؔ اپنا ہے	۲۸۹	۳۴۹	جو نظم مسلسل ہے خوش اسلوب وہ ہے	۳۰۰
۳۲۸	معمول سے اپنے یہ حقیر آیا ہے	۲۹۰	۳۵۰	اے ابر تری گُہر فشانی کیا ہے	۳۰۰
۳۲۹	مداح علمدارؑ شہنشاہ میں ہوں	۲۹۰	۳۵۱	ہر بند پہ بے فائدہ بتلاتا ہے	۳۰۰
۳۳۰	ہے اہلِ دول کو کبر بے جا مجھ سے	۲۹۱	۳۵۲	آج اور ہی ساماں سے حقیر آیا ہے	۳۰۱
۳۳۱	ارمان نہیں دل کے کہے جاتے ہیں	۲۹۱	۳۵۳	مداحِ حیدرؑ کم از اعجاز نہیں	۳۰۱
۳۳۲	ہونا ہے فنا دبیرؔ اک دن تجھ کو	۲۹۲	۳۵۴	طوطی زباں زمزمہ پرداز نہیں	۳۰۱
۳۳۳	شبیرؑ کے در پہ جان قربان کروں	۲۹۲	۳۵۵	مصرعے ہیں مرے نہال گلشن کے لیے	۳۰۲
۳۳۴	ہیں دوریٔ کربلا سے لب پر نالے	۲۹۳	۳۵۶	شیرانِ مضامیں کو کہاں بند کروں	۳۰۲
۳۳۵	غافل ہے فلک پہ دل آگاہ تو ہے	۲۹۳	۳۵۷	مرکر بھی نہ چین زیر افلاک ملا	۳۰۲
۳۳۶	ایام حیات ہیں گزرنے کے لیے	۲۹۳	۳۵۸	ناحق نہ چھنانہ چلاتا ہے	۳۰۳
۳۳۷	دنیا میں کبھی خوش کبھی دلگیر ہوئے	۲۹۳	۳۵۹	ناداں کہوں دل کو کہ خردمند کہوں	۳۰۳
۳۳۸	کونین میں حیدرؑ کی حمایت بس ہے	۲۹۳	۳۶۰	میزان سخن سنج میں تلتا ہوں	۳۰۳

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۴۶۱	جبریل سے ہم دادِ سخن لیتے ہیں	۳۰۴	۴۸۳	کیوں آج یہ انبوہ کثیر آیا ہے	۳۱۱
۴۶۲	الہام کے گلزار کا میں گلچیں ہوں	۳۰۴	۴۸۴	ذرّہ ترا اے مہرِ منیر آیا ہے	۳۱۲
۴۶۳	جو علمِ معانی و بیاں کو سمجھے	۳۰۴	۴۸۵	یا فاطمہؑ ہے آپ سی بی بی میری	۳۱۲
۴۶۴	تعریفِ علیؑ پہ طالبِ تحسین ہوں	۳۰۵	۴۸۶	اے عقدہ کشائے ماہ و ماہی دستی	۳۱۳
۴۶۵	دربارِ رضاؑ میں جعفری باہم ہیں	۳۰۵	۴۸۷	ہمسایہ ہے رضوانِ خوش اختر اپنا	۳۱۳
۴۶۶	بے علم شعارِ شعرا کیا جانے	۳۰۵	۴۸۸	یا حضرتِ باقرؑ پسرِ زینؑ عبا	۳۱۴
۴۶۷	سرسبز سخن بہ رنگِ باگ اپنا ہے	۳۰۶	۴۸۹	طالع میرا یاور و مساعد نکلا	۳۱۴
۴۶۸	ہے رزم و سراپا تو زباں اور ہی ہے	۳۰۶	۴۹۰	دل میں جو مقامِ حُبِ حیدرؑ پایا	۳۱۴
۴۶۹	یہ بزم ہے یا مدرسۂ ایماں ہے	۳۰۶	۴۹۱	ظاہر میں تو ذرّۂ حقیر آیا ہے	۳۱۵
۴۷۰	جو نیک ہے وہ قائل نیکوئی ہے	۳۰۷	۴۹۲	پھر بلبلِ حضرتِ امیرؑ آیا ہے	۳۱۵
۴۷۱	سرقۂ مضموں کا زبوں ہوتا ہے	۳۰۷	۴۹۳	مدّاحِ امیر ابنِ امیرؑ آیا ہے	۳۱۶
۴۷۲	چشمک ہے کہیں اور کہیں سرگوشی ہے	۳۰۷	۴۹۴	ہر شیعہ جبرئیلؑ نظیر آیا ہے	۳۱۶
۴۷۳	بعضوں میں نہ فہمِ نکتہ دانی پایا	۳۰۸	۴۹۵	یا حضرتِ شبّرؑ مجھے قوت بخشو	۳۱۷
۴۷۴	ہم نام ہے آقا کا غلامِ شبیرؑ	۳۰۸	۴۹۶	یا مہدیؑ ہادی مری امداد کرو	۳۱۷
۴۷۵	دل تازہ ہے حیدرؑ کی ثناخانی میں	۳۰۸	۴۹۷	اے زینؑ عبا وقتِ مسیحائی ہے	۳۱۸
۴۷۶	تائید کا پنجتنؑ سے میں طالب ہوں	۳۰۹	۴۹۸	یا شاہِ زمانؑ جنسِ بیاں بخش مجھے	۳۱۸
۴۷۷	تائیدِ خدا ہے باغ گلچیں ہم ہیں	۳۰۹	۴۹۹	بیمار ہوں یا شاہِ خراساں مددی	۳۹۱
۴۷۸	شیریں سخنی میں سوادِ تحسیں ہوں	۳۰۹	۵۰۰	اے جعفرِ صادقؑ گلِ بستانِ حسینؑ	۳۹۱
۴۷۹	شیریں سخنی کے فن میں شہ زوروں میں	۳۱۰	۵۰۱	کس مرتبہ خستہ و حزیں ہے آواز	۳۲۰
۴۸۰	یہ لفظ یہ معنی معیں دیکھے ہیں	۳۱۰	۵۰۲	جب شاہِ نجف معین و ناصر ہووے	۳۲۰
۴۸۱	جو طبعِ رسا کہتی ہے سُن لیتے ہیں	۳۱۰	۵۰۳	کب غیر کے مضموں پہ خیال اپنا ہے	۳۲۱
۴۸۲	ہاں مدحِ علیؑ میں لائقِ تحسیں ہوں	۳۱۱	۵۰۴	افسوس مری قدر نہ جاہل سمجھے	۳۲۱

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۵۰۵	اے اکبرؑ واصغرؑ جنابِ شبیرؑ	۳۲۲	۵۲۷	کھلتے ہی زباں کے شورِ تحسیں ہوجائے	۳۳۳
۵۰۶	اے موسیٰ کاظمؑ قمرِ برجِ بتول	۳۲۲	۵۲۸	ہے سُست کہ چست پر کلام اپنا ہے	۳۳۳
۵۰۷	اے قبلۂ دیں اے تقی نیک نہاد	۳۲۳	۵۲۹	پہنچا جو کمال کو وطن سے نکلا	۳۳۴
۵۰۸	اے قلزمِ جرأت کے شناور فریاد	۳۲۳	۵۳۰	جو پھول کبھی نہ بوستاں سے نکلے	۳۳۴
۵۰۹	اے فاطمہؑ کے دو نورِ عین اور کئی	۳۲۴	۵۳۱	پھر چرخ پہ آسمانِ پیر آیا ہے	۳۳۴
۵۱۰	اے راہ نمائے انس وجاں اور کئی	۳۲۴	۵۳۲	اس بزم میں اربابِ شعور آئے ہیں	۳۳۵
۵۱۱	لو اوج پہ ذرۂ حقیر آیا ہے	۳۲۵	۵۳۳	کیا شیعہ اثنا عشری قتل ہوئے	۳۳۵
۵۱۲	پھر شاہؑ شہدا کا فقیر آیا ہے	۳۲۵	۵۳۴	اے خضر کے رہبر مجھے گمراہ نہ کر	۳۳۵
۵۱۳	شبیرؑ کا تعزیہ لیا کرتا ہوں	۳۲۶	۵۳۵	تھا قبل ازیں جو انقلابِ دوراں	۳۳۶
۵۱۴	گو تن میں نہیں تاب وتواں آئی ہے	۳۲۶	۵۳۶	بلبل پہ زمانہ ایک گل کا نہ ہوا	۳۳۶
۵۱۵	مدّاح امیرِ قلعہ گیر آیا ہے	۳۲۷	۵۳۷	کس عہد میں تبدیل نہیں دور ہوا	۳۳۶
۵۱۶	کچھ راہ پہ آسمانِ پیر آیا ہے	۳۲۷	۵۳۸	تازہ جفائے گردشِ دوراں ہے	۳۳۷
۵۱۷	یا شاہِ نجف گل کے مسیحا تم ہو	۳۲۸	۵۳۹	کہتے ہیں کہ اہلِ کربلا قتل ہوئے	۳۳۷
۵۱۸	یا حضرتِ عسکریؑ کرم فرماؤ	۳۲۸	۵۴۰	اس در پہ ہر ایک شادماں رہتا ہے	۳۳۷
۵۱۹	اک دن پیوندِ خاک ہونا ہوگا	۳۲۹	۵۴۱	یوں اشکِ عُمر رشک سے باراں ہے	۳۳۸
۵۲۰	مقبولِ خدا شیعوں کا رونا ہوگا	۳۲۹	۵۴۲	غالب اعدا پہ شاہِ ایراں ہوجائے	۳۳۸
۵۲۱	واللہ نہ خوردہ ہیں نہ خود بیں ہوں میں	۳۳۰	۵۴۳	یا شاہِ نجف تھام لو اس کشور کو	۳۳۸
۵۲۲	کیا تیز زباں مدحتِ شبیرؑ میں ہے	۳۳۰	۵۴۴	بے مثل نجف کو ہر شرف میں پایا	۳۳۹
۵۲۳	دل تازہ ہے حیدرؑ کی ثناخوانی سے	۳۳۱	۵۴۵	روضہ ہے بہشت اے شہؑ مردان تیرا	۳۳۹
۵۲۴	شہرہ جو میرے کلام کا ہر سو ہے	۳۳۱	۵۴۶	طالع کو جو سر بلند ہونا ہوگا	۳۴۰
۵۲۵	آغازِ سخن میں شورِ تحسیں ہوجائے	۳۳۲	۵۴۷	خالص زرِ ایماں کو جو ہونا ہوگا	۳۴۰
۵۲۶	شیریں سخنی ہمیشہ کام اپنا ہے	۳۳۲	۵۴۸	ہم شانِ نجف نہ عرشِ انور ٹھہرا	۳۴۱

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۵۴۹	ہر شہ گدائے نجفِ اشرف ہے	۳۴۱	۵۷۱	زائر جو قریب کربلا جاتا ہے	۳۴۹
۵۵۰	بے شک جو ہوا نجف کی کھاتے آدمؑ	۳۴۱	۵۷۲	گُل ہو نہ چراغ عمر جلتے جلتے	۳۴۹
۵۵۱	ہے خاکِ نجف سے آبروئے خورشید	۳۴۲	۵۷۳	جو زائرِ شاہؑ نیک خو ہوتا ہے	۳۴۹
۵۵۲	کونین سے دل ہے سیر یارب اپنا	۳۴۲	۵۷۴	راہی جو بسوئے کربلا ہوتا ہے	۳۵۰
۵۵۳	کیا خاکِ نجف میں نور آمیز ہوا	۳۴۳	۵۷۵	دل خود بخود افسردہ ہوا جاتا ہے	۳۵۰
۵۵۴	مشتاقِ کربلا کا چارا نہ کیا	۳۴۳	۵۷۶	شایانِ زمینِ کربلا ہے سجدہ	۳۵۰
۵۵۵	ہمسر نجفِ پاک کا کب عرش ہوا	۳۴۳	۵۷۷	جو روضۂ شاہؑ کربلا تک پہنچا	۳۵۱
۵۵۶	گردشتِ نجف کا نہ بلا گرد وں ہو	۳۴۳	۵۷۸	جاں جس کی غمِ سرورؑ میں جدا ہوتی ہے	۳۵۱
۵۵۷	بے پاؤں مہم نجف کی یارب سر ہو	۳۴۳	۵۷۹	تم نور خدا ہو یا ابا عبدؑ اللہ	۳۵۱
۵۵۸	رضواں ہے رواقِ شہؑ کے دربانوں میں	۳۴۴	۵۸۰	ہے موت کہیں دار فنا میں ہم کو	۳۵۲
۵۵۹	موسیٰؑ ہیں عصا بدست دربانوں میں	۳۴۵	۵۸۱	دل آئینہ ہے قدر سکندر کو نہیں	۳۵۲
۵۶۰	تاروں سے فلک ہے سبحہ گردانوں میں	۳۴۵	۵۸۲	جب خاک پہ زیرِ خاک سونا ہوگا	۳۵۲
۵۶۱	فردوس نشاں نجف کی ہر منزل ہے	۳۴۵	۵۸۳	بے دار نصیب کو جو ہونا ہوگا	۳۵۳
۵۶۲	جاروب کشِ نجف ہیں پَر سے جبرئیل	۳۴۶	۵۸۴	عصیاں کا فرمان معافی نہ ملا	۳۵۳
۵۶۳	طفلی میں جو خضرِ دل نے آگاہی کی	۳۴۶	۵۸۵	فردوسِ نجم کو یاد کرتے رہنا	۳۵۳
۵۶۴	داخل ہیں خلیلؑ شہؑ کے مہمانوں میں	۳۴۶	۵۸۶	گو سینۂ پُر نور پہ ناری بیٹھا	۳۵۴
۵۶۵	کعبہ کی طرح نجف بھی نورانی ہے	۳۴۷	۵۸۷	مولاؑ جو ہوئے خاکِ شفا کے پیوند	۳۴
۵۶۶	عرضی پہ حسینؑ صاد فرمائیں گے	۳۴۷	۵۸۸	ہر درد کی خالق نے دوا پیدا کی	۳۵۴
۵۶۷	کہلاؤں تیرا گدا امیری یہ ہے	۳۴۷	۵۸۹	عالم کو شفا خاکِ شفا دیتی ہے	۳۵۵
۵۶۸	خوش بخت ہیں کیا زائرِ مولائے ذبیحؑ	۳۴۸	۵۹۰	جس کی غمِ شبیرؑ میں رحلت ہووے	۳۵۵
۵۶۹	جو روضۂ شاہؑ دو جہاں دیکھتے ہیں	۳۴۸	۵۹۱	ذرہ مرا دل خاکِ شفا کا ہووے	۳۵۵
۵۷۰	زوّاروں نے بعدِ رنج راحت پائی	۳۴۸	۵۹۱	کیوں خاکِ شفا سرمۂ افلاک ہوئی	۳۵۶

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۵۹۲	بے کل ہے جو دل خاکِ شفا سے کل ہے	۳۵۶	۶۱۴	شیعوں کو بہم خیر بشر سے پایا	۳۶۳
۵۹۳	بولے شہدا ران سے نہ گھر جائیں گے	۳۵۶	۶۱۵	ہے شیعوں کے حصے میں سُرورِ جنت	۳۶۵
۵۹۴	کیا فکرِ دوا خاکِ شفا کے ہوتے	۳۵۷	۶۱۶	یہ عرض علیؑ کے شیعۂ خاص سے ہے	۳۴
۵۹۵	دوزخ سے دبیر امان دیتے ہم ہیں	۳۵۷	۶۱۷	کیا نام علیؑ اطہر و اقدس ہے	۳۶۴
۵۹۶	اکسیر ہے کیا خاکِ شفا ہی بس ہے	۳۵۷	۶۱۸	حیدرؑ پہ فدا ہزار جی سے ہم ہیں	۳۶۵
۵۹۷	اک دن دلِ دیدہ خاک ہو جائیں گے	۳۵۸	۶۱۹	کیوں یہ ہر مقام مومنین ششدر ہیں	۳۶۵
۵۹۸	کیا فکر ہے گل جو شمع مدفن ہوگی	۳۵۸	۶۲۰	حیدرؑ کو ملک دستِ احد کہتے ہیں	۳۶۵
۵۹۹	کعبے کا شرف ہے روضۂ پاک حسینؑ	۳۵۸	۶۲۱	در پیش ہمیں دنیا کے کیا کیا غم ہیں	۳۶۶
۶۰۰	گر دورِ عباسؑ ملک پھرتے ہیں	۳۵۹	۶۲۲	ایذا سے محبوں کو بچاتے ہیں علیؑ	۳۶۶
۶۰۱	یہ منزلِ ہستی ہے گزرنے کے لیے	۳۵۹	۶۲۳	حیدر کے عدو پہ قہر رانی ہو جائے	۳۶۶
۶۰۲	وہ خضر ہے کربلا کی جو راہ میں ہے	۳۵۹	۶۲۴	محشر میں کہیں اور نہ دم لیویں گے	۳۶۷
۶۰۳	خوش بخت ہیں کربلا کو جو جاتے ہیں	۳۶۰	۶۲۵	ہیں سایۂ سدرہ میں غلامانِ علیؑ	۳۶۷
۶۰۴	یادِ شہؑ نیک خو میں جیتا ہوں میں	۳۶۰	۶۲۶	قربانِ علیؑ گل کا نگہباں یہ ہے	۳۶۷
۶۰۵	گل گشت جناں مدِ نظر ہے تجکو	۳۶۰	۶۲۷	بے حجت مہر حور سے شادی ہو	۳۶۸
۶۰۶	کیا چمن ہے کربلا کے زواروں کو	۳۶۱	۶۲۸	شیعوں کی سخا کے غلغلے رہتے ہیں	۳۶۸
۶۰۷	پارس کیا خلق کیمیا پیدا کیا	۳۶۱	۶۲۹	گر نوح سفینۂ عمل حیدر ہو	۳۶۸
۶۰۸	خار و گل و بوستان و صحرا دیکھے	۳۶۱	۶۳۰	منظور جو حشر خلق ہوگا حق کو	۳۹۶
۶۰۹	ہر چند ہزار رنگ عالم بدلے	۳۶۲	۶۳۱	پروانۂ شمع بزم دیں بن جاؤ	۳۹۶
۶۱۰	ہے ماتمِ اہلِ بیتؑ میں بیت اللہ	۳۶۲	۶۳۲	تعویذ ہے حبِ شہؑ صفدر ہم کو	۳۹۶
۶۱۱	تھا قتلِ علیؑ سے سخت بے دل کعبہ	۳۶۲	۶۳۳	لطفِ اسدُ اللہ سے ہے کل ہم کو	۳۸۰
۶۱۲	غمِ شہؑ کا محیط دوسرا رہتا ہے	۳۶۳	۶۳۴	شیعہ کو ذرِ بہر کرامت ہیں یہ	۳۷۰
۶۱۳	کب ہو درِ حیدرؑ کے مقابل کعبہ	۳۶۳	۶۳۵	حیدرؑ کی ولا سے ہے سرشتِ شیعہ	۳۷۰

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۶۳۶	مستغرق دریائے الم ہیں شیعہ	۳۷۱	۶۵۸	قالب کا شرف کیا ہے اگر جاں نہیں	۳۷۸
۶۳۷	کعبہ ہے و یا تعزیہ خانہ ہے یہ	۳۷۱	۶۵۹	بے نام علیؑ پناہ جو لیتے ہیں	۳۷۸
۶۳۸	ہے ثابت و روشن جو کرو خوب نگاہ	۳۷۱	۶۶۰	اس بزم سے برگشتہ جو رُو کرتے ہیں	۳۷۹
۶۳۹	ہم مذہب جبرئیل امیں ہیں شیعہ	۳۷۲	۶۶۱	جو پھر کے علیؑ سے محوِ حق ہوتے ہیں	۳۷۹
۶۴۰	پروا ہے کسے نہ سیم وزہات لگے	۳۷۲	۶۶۲	جو علم کے دروازے سے آگاہ نہیں	۳۷۹
۶۴۱	گر اس پہ غبارِ غم سرور بیٹھے	۳۷۲	۶۶۳	وہ حق کی طرف ہے سمتِ شبیرؑ وہ ہے	۳۸۰
۶۴۲	اثنا عشری کے طلب گار ہیں ہم	۳۷۳	۶۶۴	طاعات ابد ہے ایک دم یادِ علیؑ	۳۸۰
۶۴۳	توقیر ہے شیعانِ حیدرؑ کی بڑی	۳۷۳	۶۶۵	عارف کو خدا کی یاد ہے یادِ علیؑ	۳۸۰
۶۴۴	حیدرؑ کا لقب صراط اور میزان ہے	۳۷۳	۶۶۶	ہستی میں رہوں موردِ امدادِ علیؑ	۳۸۱
۶۴۵	شمع رہِ دیں حبِّ شہؑ عالی ہے	۳۷۴	۶۶۷	منبر ہے زبان خطبہ ہے نادِ علیؑ	۳۸۱
۶۴۶	حیدرؑ کے محبوں کا ہے یزداں حافظ	۳۷۴	۶۶۸	یارب ہے تیرا حسینؑ آقا میرا	۳۸۱
۶۴۷	شیعوں کو خطابِ حیدری کا ہے شرف	۳۷۴	۶۶۹	بالیں پہ مدد کو قبلۂ دیں ہوگا	۳۸۲
۶۴۸	موجوں سے سدا اگرچہ زشتی ہوگی	۳۷۵	۶۷۰	شیعہ کو اجل کے جو پیام آتے ہیں	۳۸۲
۶۴۹	ہے نام خدا اعلیٰ نشاں بھی ہے علیؑ	۳۷۵	۶۷۱	ہستی سے عمل ہے تا عدم حیدرؑ کا	۳۸۲
۶۵۰	بے حُبِ علیؑ خیر کریں گو مردم	۳۷۵	۶۷۲	دیکھوں گا جو میں چہرۂ تابانِ علیؑ	۳۸۳
۶۵۱	جو نقطۂ شک میں ایک جا رہتے ہیں	۳۷۶	۶۷۳	غش جیسے ہو یا حسینؑ کہتے کہتے	۳۸۳
۶۵۲	جو منکرِ فیض شہِ مرداںؑ کا ہوگا	۳۷۶	۶۷۴	جنت کی ہوا آہ اجا ہوگی	۳۸۳
۶۵۳	ہم وصفِ علیؑ میں صرف روز وشب ہیں	۳۷۶	۶۷۵	وہ قابلِ چار یار اغیار ہوئے	۳۸۴
۶۵۴	جس کو مرغوب حاضری ہوئے گی	۳۷۷	۶۷۶	مرقد میں علیؑ حکم اگر دیویں گے	۳۸۴
۶۵۵	جو چشم نہیں گردِ گناہ دھوتی ہے	۳۷۷	۶۷۷	برزخ کی قلق نہ رنج محشر پہنچے	۳۸۴
۶۵۶	کھل جائے گا جب نفس شماری ہوگی	۳۷۷	۶۷۸	جو سبطِ نبیؐ کے لیے غم ناک ہوا	۳۸۵
۶۵۷	کیا نفع جو متقی و پرہیزی ہے	۳۳۷۸	۶۷۹	بھولے جو علیؑ کو حق فراموشی ہے	۳۸۵

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۶۸۰	لازم ہے تمہیں شاہؑ کی ماتم داری	۳۸۵	۷۰۲	سو جان سے نثار چشمِ مست حیدرؑ	۳۹۶
۶۸۱	مرقد پہ نہ گل دستۂ ارم کا رکھنا	۳۸۶	۷۰۳	قربانِ یداللہ ہو فدائے زہراؑ	۳۹۶
۶۸۲	یا رب تو ہو جس روز عدالت آرا	۳۸۶	۷۰۴	گو بحرِ عمل میں جوش زشتی ہوگا	۳۹۷
۶۸۳	پیمانۂ مرگ جام کوثر ہوگا	۳۸۷	۷۰۵	شیعوں کو رُلا آپ بھی رو خوب دبیرؔ	۳۹۷
۶۸۴	گر چاہتا ہے جینے کے خاطر مرنا	۳۸۷	۷۰۶	گر حال ہے ضعف کے سبب سے تغیر	۳۹۷
۶۸۵	ہر چند کہ معصیت سے نادم ہم ہیں	۳۸۷	۷۰۷	اس بزم کے سائباں کی تمثیل یہ ہے	۳۹۸
۶۸۶	دل داغِ غمِ شاہؑ کا پروانا ہے	۳۸۸	۷۰۸	رو لو یہ غمِ بادشہِ عالی ہے	۳۹۸
۶۸۷	دنیا سے اُٹھا میں لے کر نام حیدرؑ	۳۸۸	۷۰۹	دیکھو شرفِ مجلسِ غم آنکھوں سے	۳۹۸
۶۸۸	جس نے آزارِ مفلسی بتلایا	۳۸۹	۷۱۰	جنت کا چمن داغِ جگر سے پایا	۳۹۹
۶۸۹	پرہیز نہیں گناہ سے درد اور دوا	۳۸۹	۷۱۱	اک روز کی تشنگی سے مومن ہیں نڈھال	۳۹۹
۶۹۰	یا بارِ خدا عام ہے انعام تیرا	۳۹۰	۷۱۲	شاہِ ملک و حور کی مجلس یہ ہے	۳۹۹
۶۹۱	ہے شیعوں کی بخشش دمِ محشر پہلے	۳۹۰	۷۱۳	یاں شورِ فغاں سے دلِ سرافیل بنے	۴۰۰
۶۹۲	جینے کا مزا نزع میں ہم پائیں گے	۳۹۱	۷۱۴	شاہنشہؑ بحر و بر کو روتے ہو تم	۴۰۰
۶۹۳	کہتے ہیں رضا جو روئے بہرِ شبیرؑ	۳۹۱	۷۱۵	آواز ہے مدّاح کی خستہ ہر چند	۴۰۰
۶۹۴	اے معتقدانِ باوفائے شبیرؑ	۳۹۲	۷۱۶	دریائے غضب آنسوؤں سے موج پہ ہے	۴۰۱
۶۹۵	مختار ہمارے ہیں حسینؑ ابن علیؑ	۳۹۲	۷۱۷	اس عشرے میں جو طول ہو ناشاد ہے	۴۰۱
۶۹۶	گو حشر میں عصیاں کے رسالے نکلے	۳۹۳	۷۱۸	ہر بزم کی سردار ہے بزمِ شبیرؑ	۴۰۱
۶۹۷	جس پل گناہ پہ مہر حیدرؑ ہو جائے	۳۹۳	۷۱۹	بزمِ غمِ شبیرؑ میں جانا بہتر	۴۰۲
۶۹۸	قائل جو عبادت کے فقط ہوئیں گے	۳۹۴	۷۲۰	گو محفلِ تعزیت نے کھینچا ہے طول	۴۰۲
۶۹۹	آزردہ رہے دبیرؔ یا شاد رہے	۳۹۴	۷۲۱	نازاں جو حسینؑ کی غلامی پر ہیں	۴۰۲
۷۰۰	ذرّے کے بدل حسینؑ زر بخشیں گے	۳۹۵	۷۲۲	اس بزم کو دعویٰ ہے کہ جنت میں ہوں	۴۰۳
۷۰۱	تھا کون جہنم سے بچانے ولا	۳۹۵	۷۲۳	یاں دعوئے منبر ہے کہ طوبیٰ ہوں میں	۴۰۳

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۷۲۴	کیا حسبِ نوحہ گری ہے مجلس	۴۰۳	۷۴۶	زائل ہیں گناہ واہ سبحان اللہ	۴۱۱
۷۲۵	ہر چند کہ اس بزم نے کھینچا ہے طول	۴۰۴	۷۴۷	ہر مجلسِ ماتم شہؑ والا کی ہے	۴۱۱
۷۲۶	اس بزم کو رشکِ طور دیکھا ہم نے	۴۰۴	۷۴۸	اس بزم میں رونے کو رسولؐ آیا ہے	۴۱۱
۷۲۷	اس بزم میں جو لوگ ہیں آ کر بیٹھے	۴۰۴	۷۴۹	کیا مجمعِ ابرار ہے سبحان اللہ	۴۱۲
۷۲۸	رقت نہ ہو جس بزم میں اے اہلِ عزا	۴۰۵	۷۵۰	اے مجلسِ شبیرؑ میں قرباں تیرے	۴۱۲
۷۲۹	تشریف شریف لائے ممتاز کیا	۴۰۵	۷۵۱	پیدا ہے صفا دل سے کدورت کم ہے	۴۱۲
۷۳۰	اے چشم بہ از چشمۂ زمزم تو ہے	۴۰۵	۷۵۲	رونے والوں کی نہیں قدر کہی جاتی ہے	۴۱۳
۷۳۱	کس شان سے اے حیدرِ یتیم آئے	۴۰۶	۷۵۳	غیر از غمِ شبیرؑ جسے زاری ہے	۴۱۳
۷۳۲	دنیا میں یہ گھر عرش نظیر آیا ہے	۴۰۶	۷۵۴	مومن کو نہیں خبط کا یارا ہوتا	۴۱۳
۷۳۳	جو گوہرِ اشک نذر آ کر دیں گے	۴۰۶	۷۵۵	گریاں غمِ شبیرؑ میں جو ہوئے گا	۴۱۴
۷۳۴	یاں خانہ بدوش چرخ پیر آیا ہے	۴۰۷	۷۵۶	آہوں سے عیاں برق فشانی ہو جائے	۴۱۴
۷۳۵	کیا حسن ہے سرکارِ حسینیؑ یہ ہے	۴۰۷	۷۵۷	عیسیٰ وہ ہے اس غم میں جو آزاری ہے	۴۱۴
۷۳۶	شاہِ ملک و حور کی یہ ہے مجلس	۴۰۷	۷۵۸	کیا بزم ہے کیا بزم نشیں چیدہ ہیں	۴۱۵
۷۳۷	اس چاشنئ ماتم کی جسے لذت ہے	۴۰۸	۷۵۹	یا شاہِ اممؑ جنسِ گناہ لایا ہوں	۴۱۵
۷۳۸	حاصل جسے آقاؑ کی حضوری ہو جائے	۴۰۸	۷۶۰	امت پہ نبیؐ کی ہوا قربان حسینؑ	۴۱۵
۷۳۹	کیا مرتبہ ان بزم نشینوں کا ہے	۴۰۸	۷۶۱	اس غم میں جو اشکبار ہونے کا نہیں	۴۱۶
۷۴۰	کچھ کام کی یہ آہ نہیں واہ نہیں	۴۰۹	۷۶۲	اے اہلِ عزا رو و بصد شیون و شین	۴۱۶
۷۴۱	رونق دہ بزم جعفری بیٹھے ہیں	۴۰۹	۷۶۳	اے مومنو اس شب کو کرو شیون و شین	۴۱۶
۷۴۲	یہ منبرِ شبیرؑ ہے یہ بزمِ حسینؑ	۴۰۹	۷۶۴	گریاں ہیں غمِ شہؑ میں تمہاری آنکھیں	۴۱۷
۷۴۳	جنسِ غمِ شہؑ کے مشتری آتے ہیں	۴۱۰	۷۶۵	یارو مہمان ہے اربعین شہؑ دیں	۴۱۷
۷۴۴	اس بزم کو تم کعبۂ اعظم سمجھو	۴۱۰	۷۶۶	جو روتے ہیں دفترِ گناہ دھوتے ہیں	۴۱۷
۷۴۵	قرآن یہ احادیث مصائب سمجھو	۴۱۰	۷۶۷	جو شیعہ ہیں آقاؑ کے لیے روتے ہیں	۴۱۸

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۷۶۸	گریے کی قلق شیعہ سہے جاتے ہیں	۳۱۸	۷۹۰	ہر چشم پہ کہتی ہے خوشا حال مرا	۳۲۶
۷۶۹	رونا سبب معرفتِ عقبیٰ ہے	۳۱۸	۷۹۱	کیا فخر ہے نیساں جو گُہر بار ہوا	۳۲۷
۷۷۰	آنکھیں ہیں غمِ شاہؑ میں رونے کے لیے	۳۱۹	۷۹۲	اک اشک سے استخوان گنہ کے گھل جائیں گے	۳۲۷
۷۷۱	شبیرؑ کا حشر تک ہے ماتم باقی	۳۱۹	۷۹۳	کلکِ رقم دفترِ غم رکھتے ہیں	۳۲۸
۷۷۲	شہؑ بولے اگر زخموں سے بے دم ہوں گے	۳۲۰۹	۷۹۴	اس رنج میں جو داغِ جگر رکھتے ہیں	۳۲۸
۷۷۳	گوہر قطروں کو ابرِ نیساں کردے	۳۲۰	۷۹۵	سوزِ غمِ شہؑ میں داغ داغ آنکھیں ہیں	۳۲۹
۷۷۴	آنسو کی دُر و لعل میں چیدہ یہ ہے	۳۲۱	۷۹۶	اے مومنو گر پاس مسلمانی ہے	۳۲۹
۷۷۵	اک اشک پہ حق جُرم کبیرہ بخشے	۳۲۱	۷۹۷	اے مومنو ہیں اشک جو چشمِ تر میں	۳۳۰
۷۷۶	آنسو جو رواں دیدۂ غم سے ہوئیں	۳۲۲	۷۹۸	جو چشم یہاں اشک فشاں ہوتی ہے	۳۳۰
۷۷۷	عصیاں کے یہ اشک شست و شو کرتے	۳۲۲	۷۹۹	گریاں غمِ شہؑ میں کربلا ہوتی ہے	۳۳۱
۷۷۸	کیا لوگوں نے ماتم کے مزے لوٹے ہیں	۳۲۲	۸۰۰	اس بزم میں جو چشم کو نمناک کرے	۳۳۱
۷۷۹	یا شاہِ امم جنسِ گُناہ لایا ہوں	۳۲۳	۸۰۱	یا اشک سے تر جس کی پلک ہو جائے	۳۳۲
۷۸۰	کیوں شیعہ نہ محفل میں کریں شیون و شین	۳۲۳	۸۰۲	یہ بزمِ عزائے پسرِ زہراؑ ہے	۳۳۲
۷۸۱	یوں روؤ کہ نیساں پہ شرف لے جاؤ	۳۲۳	۸۰۳	انساں یہاں آئے تو مَلک بن جائے	۳۳۳
۷۸۲	کیا اشکِ عزا بہا ہے ماشاءاللہ	۳۲۴	۸۰۴	گر بارشِ اشک ہر طرف ہو جائے	۳۳۳
۷۸۳	آنسو نہیں سلکِ گُہرِ غم ہیں یہ	۳۲۴	۸۰۵	چھائی ہے گھٹا دل پہ غمِ سرورؑ سے	۳۳۴
۷۸۴	بارانِ شرر آہ سے شرماتا ہے	۳۲۴	۸۰۶	گھر سے کوئی اس طیش میں کیونکر نکلے	۳۳۴
۷۸۵	اس غم میں بہایا نہ اگر خونِ جگر ہے نادانی	۳۲۵	۸۰۷	جب اشک یہاں پلک سے ڈھل جاتا ہے	۳۳۵
۷۸۶	مجلسِ ماتمِ شبیرؑ میں جو روتا ہے	۳۲۵	۸۰۸	ہر اک سفید ہے بہ از لالِ مرا	۳۳۵
۷۸۷	اشکِ غمِ شہؑ سے چشمِ تر روشن ہے	۳۲۵	۸۰۹	بےحال ہوں اس غم سے خوشا حال مرا	۳۳۶
۷۸۸	ان روزوں بہاؤ اشک چشمِ تر سے	۳۲۶	۸۱۰	ہر چار طرف صف ملک دھوم کی ہے	۳۳۶
۷۸۹	الفت ہے جو ابنِ ساقیِ کوثر سے	۳۲۶	۸۱۱	جو اشک رواں آنکھ سے کردیتا ہے	۳۳۶

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۸۱۲	گھر خلد میں مجلسوں کے جانے سے ملا	۴۳۷	۸۳۴	ہر بزم نشیں یوسفِ کنعانی ہے	۴۴۵
۸۱۳	گو دور ہے دامانِ فلک کا پنکھا	۴۳۷	۸۳۵	چھن آج جو کھوؤ گے تو کل پاؤ گے	۴۴۶
۸۱۴	ہیبت کو بدل عزا کی تشریح یہ ہے	۴۳۸	۸۳۶	نوروزِ محرم کی یہ تحویل ہوئی	۴۴۶
۸۱۵	آباد ہے سرکارِ حسینؑ ابن علیؑ	۴۳۸	۸۳۷	حامی جو علیؑ کے لال ہو جائیں گے	۴۴۶
۸۱۶	عُزّے سے ہیں وارد بہ بیاباں شبیرؑ	۴۳۹	۸۳۸	محفل میں جو ذکرِ شہؑ والا نکلے	۴۴۷
۸۱۷	شیعہ جو یہاں صرف گھر باری ہیں	۴۳۹	۸۳۹	نیکی کے سوا ابدی کا اثبات نہ ہو	۴۴۷
۸۱۸	واجب ہے عزائے شاہِ دیں کی توقیر	۴۳۹	۸۴۰	دیکھے جو نہ اس غم کا شرف کور ہے وہ	۴۴۷
۸۱۹	موجود ہیں سامعین ذاکر حاضر	۴۴۰	۸۴۱	گو ہم شب و روز صرفِ ماتم ہوئیں	۴۴۸
۸۲۰	فردوس میں گھر علیؑ کے در سے پایا	۴۴۰	۸۴۲	چاہا کہ لباس ترک اس غم میں کریں	۴۴۸
۸۲۱	شبیرؑ ہوئے ہیں کربلا میں جو ذبح	۴۴۰	۸۴۳	موجوں کو غمِ شاہؑ میں بے تابی ہے	۴۴۸
۸۲۲	دم سینے سے الوداع کہہ جائے گا	۴۴۱	۸۴۴	دریائے غمِ شبیرؑ میں پا در گل ہیں	۴۴۹
۸۲۳	ہنگامہ قیامت کا غضب لائے گا	۴۴۱	۸۴۵	بے کس کا غم نالہ و فریاد کرو	۴۴۹
۸۲۴	ہر شیعہ گھر بار یہ ماتم میں ہوا	۴۴۲	۸۴۶	شبیرؑ کے ماتم کو نبیؐ سے پوچھو	۴۴۹
۸۲۵	دریائے ثواب میں تلاطم کیسا	۴۴۲	۸۴۷	ہر غم سے یہ غم پناہ دیتا ہے ہمیں	۴۵۰
۸۲۶	غفلت غمِ شاہؑ میں ندامت یہ ہے	۴۴۳	۸۴۸	انساں کو نہیں کبر و ریا چاہیے ہے	۴۵۰
۸۲۷	رُو عشقِ حسینؑ میں محبت یہ ہے	۴۴۳	۸۴۹	جو صوم و صلوٰۃ پر فقط مائل ہیں	۴۵۰
۸۲۸	اے تربتِ پاک دم تیرا بھرتے ہیں	۴۴۳	۸۵۰	ہر شیعہ زندہ دل پر آئینہ ہے	۱۵۱
۸۲۹	سینے میں گل داغ ہیں خرمن خرمن	۴۴۴	۸۵۱	توقیر ہے شیعانِ حیدرؑ کی بڑی	۴۵۱
۸۳۰	دل میں غمِ شبیرؑ کا داغ ایسا ہو	۴۴۴	۸۵۲	بخشے گئے آنسو جو نمودار ہوئے	۴۵۱
۸۳۱	داغِ غمِ شاہؑ سا پھول طوبا میں نہیں	۴۴۴	۸۵۳	سی پارہ ہے جو دل یہاں قرآں وہ ہے	۴۵۲
۸۳۲	داغِ پسرِ شاہِ نجف سکّہ ہے	۴۵۵	۸۵۴	جو سوگ میں سلطانِ خوش اقبال کے ہے	۴۵۲
۸۳۳	رونے کا غمِ شہؑ میں ہمیں فرماں ہے	۴۵۵	۸۵۵	چالیس محبّ جہاں میں جس دن ہوں گے	۴۵۲

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۸۵۶	چہلم میں جو شہؑ کے شیون وشین کرے	۳۵۳	۸۷۸	سب عیش ہیں یاں صرفِ بکا ہونے میں	۳۶۰
۸۵۷	ہر آن غمِ شاہِ امم ہے تازہ	۳۵۳	۸۷۹	یارو غمِ شہؑ میں جو بکا کرتے ہیں	۳۶۰
۸۵۸	خاتم ہے یہ بزم اور نگیں ہیں شیعہ	۳۵۳	۸۸۰	لازم ہے کہ اربعین میں وہ ماتم ہو	۳۶۱
۸۵۹	جب ساکنِ قبر چار سو اٹھیں گے	۳۵۴	۸۸۱	رونا ہی بس اس بزم میں زیبندہ ہے	۳۶۱
۸۶۰	ہے نوحؑ وہی جو نوحہ وہ آہ میں ہے	۳۵۴	۸۸۲	غل گھر میں علیؑ کے نالہ وآہ کا ہے	۳۶۱
۸۶۱	محجوب ہیں اے عقدہ کشا دوست ترے	۳۵۴	۸۸۳	ماتم سرورؑ کا یاور پایندہ ہے	۲۶۲
۸۶۲	دل شمعِ امامتؑ پہ جو پروانا ہے	۳۵۵	۸۸۴	ہر شیعہ غمِ شاہؑ میں خود رفتہ ہے	۳۶۲
۸۶۳	شیعوں کی مفارقت میں روئیں گے حسینؑ	۳۵۵	۸۸۵	روتا ہے جو شاہِؑ کربلائی کے لیے	۳۶۲
۸۶۴	اس محفلِ ماتم کا شرف ظاہر ہے	۳۵۵	۸۸۶	سب آئے ہیں رستگار ہونے کے لیے	۳۶۳
۸۶۵	یاں ذہن رسا ہے مردمِ حق بیں کا	۳۵۶	۸۸۷	عشرۂ عاشور غم اندوز ہے	۳۶۳
۸۶۶	درگاہِ علمدارؑ ہے درگاہِ خدا	۳۵۶	۸۸۸	محشر میں یہ غم باعثِ آسائش ہے	۳۶۳
۸۶۷	چہرے پہ مدام اشکِ عزا بہتے ہیں	۳۵۶	۸۸۹	یہ جوششِ گریہ کل مزا دے گی	۳۶۴
۸۶۸	دانا پہ دبیرؔ آشکارا یہ ہے	۳۵۷	۸۹۰	ہر بزم میں یوں جلوہ نما زہراؑ ہے	۳۶۴
۸۶۹	ایمان پیمبرؐ کی اطاعت سے ملا	۳۵۷	۸۹۱	سرورؑ نے دیا بخششِ امت کے لیے	۳۶۴
۸۷۰	عاجز پہ نہایت ہے عطائے حیدرؑ	۳۵۷	۸۹۲	عبث تو زندگی مستعار کھوتا ہے	۳۶۵
۸۷۱	آقا سے کہیں کرتے ہیں بدی بندے	۳۵۸	۸۹۳	مرنے کو نماز صبح پڑھ کر نکلے	۳۶۵
۸۷۲	دیکھو تو سیاہ پوشوں کا رتبہ کیا ہے	۳۵۸	۸۹۴	فریاد و بکا آج تمھیں انسب ہے	۳۶۵
۸۷۳	حاکم ہیں علیؑ مرض کے مختار شفا	۳۵۸	۸۹۵	تا حشر ہے احمدؐ کے وصی کا ماتم	۳۶۶
۸۷۴	اے مصحفِ آیات شفا ادرکنی	۳۵۹	۸۹۶	دردا کہ امیرؑ دو جہاں آخر ہے	۳۶۶
۸۷۵	چاہا جو خضرؑ نے آبِ حیواں کو ہے	۳۵۹	۸۹۷	کچھ ہو نہ سکا حق کے ولی کا ماتم	۳۶۶
۸۷۶	اے مومنو جب زیرِ زمیں سوئیں گے	۳۵۹	۸۹۸	کوفے میں ہے غل نالۂ جاں کاہ کا آج	۳۶۷
۸۷۷	بزمِ غمِ شبیرؑ میں گھبراؤ نہیں	۳۶۰	۸۹۹	یہ روز وہ ہیں وہ ہوئے علیؑ پر بیداد	۳۶۷

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۹۰۰	جس وقت لگی فرقِ علیؑ پر شمشیر	۴۶۷	۹۲۲	جنت سے جو کربلا میں زہراؑ آئی	۴۷۵
۹۰۱	صد حیف کہ شاہِ لافتیٰ کو مارا	۴۶۸	۹۲۳	الماس نے کاٹا جو جگر کو پنہاں	۴۷۵
۹۰۲	بے صبر ہوا قتلِ علیؑ سے ایوبؑ	۴۶۸	۹۲۴	بھائی کے جگر کے جمع کر کے ٹکڑے	۴۷۵
۹۰۳	کہتے ہیں نبیؐ گھر ہوا برباد مرا	۴۶۸	۹۲۵	پانی میں حسنؑ کو زہرِ قاتل جو ملا	۴۷۶
۹۰۴	خطبہ جو حسنؑ پڑھیں گے کیا غم ہوگا	۴۶۹	۹۲۶	قربان حسنؑ کے رُخِ نورانی پر	۴۷۶
۹۰۵	عباسؑ کی ماں کی کفنی کالی ہے	۴۶۹	۹۲۷	اس غم سے پریشان نہ کیوں حال رہے	۴۷۶
۹۰۶	کعبے کے گلے میں کفنی کالی ہے	۴۶۹	۹۲۸	کیا قہر ہے جو مالکِ کوثر ہوئے	۴۷۷
۹۰۷	دروازے پہ شیعہ ننگے سر آئے ہیں	۴۷۰	۹۲۹	قبلہ درِ شاہؑ تشنہ کام اپنا ہے	۴۷۷
۹۰۸	خوش آیا نہ دنیا کا یہ دستور ہمیں	۴۷۰	۹۳۰	کہتے تھے نبیؐ اسد کہ لب پر دم ہے	۴۷۷
۹۰۹	مسجد میں نمازی جو بہت ہوتے ہیں	۴۷۰	۹۳۱	جب رحلتِ شہزادۂ جبریلؑ ہوئی	۴۷۸
۹۱۰	اے مومنو لازم ہے تمھیں شیون و شین	۴۷۱	۹۳۲	جس فدیہ مولاؑ کی اجل آتی ہے	۴۷۸
۹۱۱	اللہ رے اسیریٔ شہؑ بدر و حنین	۴۷۱	۹۳۳	شہؑ کو جو جبر تیغِ جفا پاتی تھی	۴۷۸
۹۱۲	بست و یکم ماہِ مبارک ہے آہ	۴۷۱	۹۳۴	زخمِ شہدا سے خوں نہ دھونے پائے	۴۷۹
۹۱۳	اے اہلِ عزا روحِ رسولؐ آتی ہے	۴۷۲	۹۳۵	غم لوح و قلم کو شہؑ ذی جاہ کا ہے	۴۷۹
۹۱۴	تھے شاہِ رسل کو تو علیؑ دفناتے	۴۷۲	۹۳۶	چاہا جو ہیں شمر نے کہ خنجر پھیرے	۴۷۹
۹۱۵	تابوت کو زہراؑ کے اٹھایا جس دم	۴۷۲	۹۳۷	مشرق سے عیاں جو صبحِ عاشور ہوئی	۴۸۰
۹۱۶	تاراج بہارِ کائنات آج ہوئی	۴۷۳	۹۳۸	طفلی میں جسے چڑھائے کاندھے پہ نبیؐ	۴۸۰
۹۱۷	ماں بیٹے کو مرتے دم کم دیکھتی ہے	۴۷۳	۹۳۹	شہؑ کہتے تھے ہم نے ظلمِ اعدا دیکھے	۴۸۰
۹۱۸	جو فاطمہؑ کے شریکِ غم ہوں گے	۴۷۳	۹۴۰	زہراؑ کو رسولؐ کو رلایا تو نے	۴۸۱
۹۱۹	سرتاجِ رسولانؐ زمن روتے ہیں	۴۷۴	۹۴۱	کہتی تھی بتولؑ میرا گھر جلتا ہے	۴۸۱
۹۲۰	جہلم کی جو مجلس وہ کہیں پاتی ہے	۴۷۴	۹۴۲	افلاک پہ یہ ابر نہیں گھرتے ہیں	۴۸۱
۹۲۱	زہراؑ نے کہا خلد میں دل مضطر ہے	۴۷۴	۹۴۳	اے صفحۂ سوزہرا اور کلکِ قدیر	۴۸۲

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۹۴۴	افسوس ہے دوستانِ زہراؑ افسوس	۳۸۲	۹۶۶	فردوس کا حیدرؑ سے چمن چھوٹا ہے	۳۸۹
۹۴۵	تڑپے جو امامِ تشنہ زیرِ شمشیر	۳۸۲	۹۶۷	مقتل میں پڑا لاشے پہ لاشا دیکھا	۳۹۰
۹۴۶	ہے گو سبب روزہ بہت حال تغیر	۳۸۳	۹۶۸	شہؑ کہتے تھے لشکر بھی ہمارا نہ رہا	۳۹۰
۹۴۷	لکھا ہے دوشنبہ کو ہوئے فوت رسولؐ	۳۸۳	۹۶۹	باراں میں ہر اک خشک شجر سبز ہوا	۳۹۰
۹۴۸	کیا ان میں ہوئے حسنؑ کے جگر کے ٹکڑے	۳۸۳	۹۷۰	کچھ شمر نے حیف خوفِ داور نہ کیا	۳۹۱
۹۴۹	جب حلق کٹا فاطمہؑ کے دلبر کا	۳۸۴	۹۷۱	یہ غم نہ زمانے سے کبھی کم ہوگا	۳۹۱
۹۵۰	پیاسا ہوا قتل سارا لشکر شہؑ کا	۳۸۴	۹۷۲	فرزندِ بتولؑ جب کہ رن میں آیا	۳۹۱
۹۵۱	پہلو میں ضریح کے علیؑ روتے ہیں	۳۸۴	۹۷۳	جلاد نے رحم شاہِؑ دیں پر نہ کیا	۳۹۲
۹۵۲	جی اپنا مدینہ میں حرم کھوتے ہیں	۳۸۵	۹۷۴	بازار ہر اک ظلم کا گو تیز رہا	۳۹۲
۹۵۳	وہ ابنِ علیؑ کہ جس کی زہراؑ ماں تھی	۳۸۵	۹۷۵	قتلِ رفقا داغ اجا دیکھا	۳۹۲
۹۵۴	ہر سمت گھٹا چھائی تھی بے پیروں کی	۳۸۵	۹۷۶	ہونے کو نہ اِس جہان میں کیا کیا ہوگا	۳۹۳
۹۵۵	یہ روز وہ ہیں کہ فاطمہؑ ہے دلگیر	۳۸۶	۹۷۷	مقتل میں حرم آئے جو کرتے نالا	۳۹۳
۹۵۶	جب تن خطِ زخم سے ہوا مسطروار	۳۸۶	۹۷۸	تاراج خزاں سے جو کوئی باغ ہوا	۳۹۳
۹۵۷	گر شب نہ کرے سیاہ پوشی جاوید	۳۸۶	۹۷۹	زنداں میں بلند تھا حرم کا نالا	۳۹۴
۹۵۸	لب تشنہ رہا حسینؑ جب دریا پر	۳۸۷	۹۸۰	جب قتل ہوئے رن میں امامؑ والا	۳۹۴
۹۵۹	بادل کی طرح فوج جو گھر آئی تھی	۳۸۷	۹۸۱	کیا دل شبِ عاشور حزیں ہوئے گا	۳۹۴
۹۶۰	شاہد یہ خدا سورۂ الرحمان ہے	۳۸۷	۹۸۲	اقلیمِ حواس بے خودی نے لوٹا	۳۹۵
۹۶۱	نیزے پہ سرِ شہؑ سے تھی حشمت پیدا	۳۸۸	۹۸۳	بے نور لعینوں نے دو عالم کو کیا	۳۹۵
۹۶۲	عباسؑ علمدار بھی جب چھوٹ گیا	۳۸۸	۹۸۴	ٹکڑے جگر صاحبِ تطہیر ہے آج	۳۹۵
۹۶۳	تھی نیزے پہ شہؑ کے سر سے شوکت پیدا	۳۸۸	۹۸۵	لوہا صفتِ موم پگھل جاتا تھا	۳۹۶
۹۶۴	جس پر کہ فدا صاحبِ معراج رہا	۳۸۹	۹۸۶	دریا کا ہر اک راہ گزر بند ہے آج	۳۹۶
۹۶۵	کیوں آہ نہ ہر وقت دہن سے نکلے	۳۸۹	۹۸۷	ہر شر پہ عمر مثلِ شرر گرم رہا	۳۹۶

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۹۸۸	جب شمر کا شہؑ کے خوں میں خنجر ڈوبا	۴۹۷	۱۰۱۰	اک قطرے سے بھی نہ حلق اُس کا تر ہو	۵۰۴
۹۸۹	اے یارو کرو نوحہ و فریاد بلند	۴۹۷	۱۰۱۱	جس وقت گرا خاک پہ وہ دین کا شاہ	۵۰۴
۹۹۰	تہوار ہے ان میں جو شہِ نیک نہاد	۴۹۷	۱۰۱۲	پابندِ غم عابدؑ خوش ذات ہوں میں	۵۰۵
۹۹۱	ارشادِ الٰہی تھا بیانِ شبیرؑ	۴۹۸	۱۰۱۳	سجادؑ ہیں بیمار حرم روتے ہیں	۵۰۵
۹۹۲	کیا پیاس میں تھے محوِ عبادت شبیرؑ	۴۹۸	۱۰۱۴	افسوس کہ ہم راحت و آرام میں ہیں	۵۰۵
۹۹۳	اے مومنو فاطمہؑ کا پیارا شبیرؑ	۴۹۸	۱۰۱۵	کونین کا جو کہ شاہزادہ ہووے	۵۰۶
۹۹۴	یارو غمِ شبیرؑ میں ہو لو دلگیر	۴۹۹	۱۰۱۶	دروپیش قلق برہنہ پائی کا ہے	۵۰۶
۹۹۵	باپ اُس کا تو ہو مدینۂ علم کا باب	۴۹۹	۱۰۱۷	جہلم کا ہنوز داغ سینے میں ہے	۵۰۶
۹۹۶	لکھا ہے کہ اکثر نبی فخرِ عرب	۴۹۹	۱۰۱۸	زنجیر میں عابدؑ کا قدم رکتا ہے	۵۰۷
۹۹۷	ہے عشقِ خدا مقام سربازی کا	۵۰۰	۱۰۱۹	کوفے کو چلے تو چشم عابدؑ نم تھی	۵۰۷
۹۹۸	شبیرؑ تھا خواہشِ خدا سے پیدا	۵۰۰	۱۰۲۰	سجاد فغاں کرتے تھے سوتے سوتے	۵۰۷
۹۹۹	سیراب امیرِ حوضِ کوثر نہ ہوا	۵۰۰	۱۰۲۱	سودا بہ رضا تھا کچھ نہ عابدؑ بولے	۵۰۸
۱۰۰۰	وہ کون الم ہے کہ جو شہؑ پر نہ ہوا	۵۰۱	۱۰۲۲	دن زیست کے کیا عابدؑ ذی شاں کاٹے	۵۰۸
۱۰۰۱	جب خوں سے بھرے شہؑ کے سارے گیسو	۵۰۱	۱۰۲۳	عابدؑ پیوند گور میں کے نہ ہوئے	۵۰۸
۱۰۰۲	دل اک طرف آہن بھی پگھل جاتا ہے	۵۰۱	۱۰۲۴	سجادؑ کا جب یاد ملال آتا ہے	۵۰۹
۱۰۰۳	زہراؑ نے کہا یہ رن میں با حال تباہ	۵۰۲	۱۰۲۵	عابدؑ نے کہا مریض کیوں کر پہنچے	۵۰۹
۱۰۰۴	احمدؐ نے دوشنبہ کو تو رحلت پائی	۵۰۲	۱۰۲۶	غم خوارِ مریض کربلا ہے خورشید	۵۰۹
۱۰۰۵	ہونے جو لگا ذبح نبی کا جانی	۵۰۲	۱۰۲۷	یہ روز بھی ہیں قابل آہ و فریاد	۵۱۰
۱۰۰۶	بےتاب ہیں شش جہت بہتر کے لیے	۴۰۳	۱۰۲۸	سجادؑ پہ زورِ تپ نقاہت میں رہا	۵۱۰
۱۰۰۷	جو مر گئے دنیا میں وہ سب دفن ہوئے	۵۰۳	۱۰۲۹	قربِ عابدؑ کا طوق محتاج ملا	۵۱۰
۱۰۰۸	ہو ایک کے خوں سے دشت چوں صفحۂ لال	۵۰۳	۱۰۳۰	یثرب کو چلے جو کربلا سے عابدؑ	۵۱۱
۱۰۰۹	سامان ہے جہلم کا غمِ سرورؑ ہے	۵۰۴	۱۰۳۱	گُل گوں ہے زمینِ کربلا بھی اب تک	۵۱۱

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۱۰۳۲	رومال پہ رومال بھگوتا نہ گیا	۵۱۱	۱۰۵۴	دنیا ہے اُداس دن بھی بے نور ہے آج	۵۱۹
۱۰۳۳	اب تک تھا شہید کربلاؑ کا پرسا	۵۱۲	۱۰۵۵	کونین کے سراج غریبؑ الغربا	۵۱۹
۱۰۳۴	عابدؑ نے سوائے خاک بستر نہ کیا	۵۱۲	۱۰۵۶	کبراؑ کہہ کہہ کے ہائے اکبرؑ روئی	۵۱۹
۱۰۳۵	جز نوحہ نہ کرتے تھے تکلم سجادؑ	۵۱۲	۱۰۵۷	دریائے فرات کو تلاطم ہے آج	۵۲۰
۱۰۳۶	یثرب میں عجب نالہ و فریاد ہے آج	۵۱۳	۱۰۵۸	ہر ظلم پہ صبر تھا شکیبائی تھی	۵۲۰
۱۰۳۷	کونین میں شور آہ و فریاد ہے آج	۵۱۳	۱۰۵۹	رن میں جو ہوئے قتل امامؑ والا	۵۲۰
۱۰۳۸	عابدؑ نے جو چالیس برس کی فریاد	۵۱۳	۱۰۶۰	شہؑ کہتے تھے رنج بعد رحلت ہوگا	۵۲۱
۱۰۳۹	سجادؑ ہیں کس رنج و محن کے اندر	۵۱۴	۱۰۶۱	ہم مرتبۂ عاشور یہ غم کا دن ہے	۵۲۱
۱۰۴۰	جب دفن سے آسودہ ہوئے زین عبادؑ	۵۱۴	۱۰۶۲	ہیں ساکنِ گلزارِ جناں شیون میں	۵۲۱
۱۰۴۱	عابدؑ نے کہا حق کا شناسا ہوں میں	۵۱۴	۱۰۶۳	اللہ کے طالب شہداؑ تھے واللہ	۵۲۲
۱۰۴۲	جب دفن ہوا بادشہؑ نیک نہاد	۵۱۵	۱۰۶۴	تا ظہر جو سب چاند سے پیارے چھوٹے	۵۲۲
۱۰۴۳	عابدؑ کو دوارا اور نہ غذا دیتے ہیں	۵۱۵	۱۰۶۵	عابدؑ کہتے تھے دکھ اٹھائے ہم نے	۵۲۲
۱۰۴۴	ہر روز تھا روزہ اور خدا کی تھی یاد	۵۱۵	۱۰۶۶	اکبرؑ تھے پیمبرؐ سے مشابہ جیسے	۵۲۳
۱۰۴۵	بارہ تھے اسیر ایک رسی میں تمام	۵۱۶	۱۰۶۷	جب رن میں قضا نے گرم بازاری کی	۵۲۳
۱۰۴۶	فرماتے تھے سجادؑ کدھر جائیں ہم	۵۱۶	۱۰۶۸	شبیرؑ کے جب رفیق و ہمدم نہ رہے	۵۲۳
۱۰۴۷	فریاد میں دن رات رو کر کاٹی	۵۱۶	۱۰۶۹	سر ننگے علیؑ ہیں خلد کے گلشن میں	۵۲۴
۱۰۴۸	ہے گرم زمین پاؤں جلے جاتے ہیں	۵۱۷	۱۰۷۰	زنداں میں ہیں صاحبِ تطہیر ابھی	۵۲۴
۱۰۴۹	اے چرخ کہاں پیر کہن تجھ سا ہے	۵۱۷	۱۰۷۱	زہراؑ کے بھرے گھر کو قضا لوٹتی ہے	۵۲۴
۱۰۵۰	عابدؑ کہتے تھے آسرے ٹوٹ گئے	۵۱۷	۱۰۷۲	شہؑ کے کٹھ رن میں جو بڑے جانی تھے	۵۲۵
۱۰۵۱	مقدور اگر ہو تو نہ سویا کیجے	۵۱۸	۱۰۷۳	اصغرؑ کے گلے سے تیر کو پار کیا	۵۲۵
۱۰۵۲	کیا موسیٰ کاظمؑ نے شرف پائے ہیں	۵۱۸	۱۰۷۴	لشکر پہ خزاں کا باغ دیں پر ٹوٹا	۵۲۵
۱۰۵۳	بغداد میں طوفاں کا تلاطم ہے آج	۵۱۸	۱۰۷۵	اکبرؑ سا جہاں میں کوئی غازی نہ ہوا	۵۲۶

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۱۰۷۶	ماتم کے مرقع کی سدا دید رہی	۵۲۶	۱۰۹۸	عریاں سرِ خاتونِ قیامت ہے آج	۵۳۳
۱۰۷۷	پیاروں سے زمیں ان کی آباد ہوئی	۵۲۶	۱۰۹۹	رسّی میں گلہ علیؑ کی جائی کا ہے	۵۳۳
۱۰۷۸	جس دم ہوا اقربا کو فرمانِ امامؑ	۵۲۷	۱۱۰۰	زینبؑ نے کہا بھائی سے میں چھوٹ گئی	۵۳۳
۱۰۷۹	پیوندِ زمیں علیؑ کے جو تارے ہیں	۵۲۷	۱۱۰۱	کس وجہ سے آج کل پریشاں زینبؑ	۵۳۵
۱۰۸۰	تھا محوِ خدا فاطمہؑ کا نور العین	۵۲۷	۱۱۰۲	اک دم نہ شبِ قتل کو سوئی زینبؑ	۵۳۵
۱۰۸۱	روتا ہے غمِ شہؑ میں کہ رُلواتا ہے	۵۲۸	۱۱۰۳	سرگشتہ نہ کیوں چرخِ ستم گار پھرے	۵۳۵
۱۰۸۲	کیوں چرخ میں یہ چرخ شب و دن رات رہے	۵۲۸	۱۱۰۴	زنداں میں تڑپ کے آہ کرتی ہوگی	۵۳۶
۱۰۸۳	دریا میں جہازِ بیشتر ڈوبا ہے	۵۲۸	۱۱۰۵	بے رحموں نے شبیرؑ کا گھر لوٹ لیا	۵۳۶
۱۰۸۴	زنداں میں بیواؤں کو یہ صدمہ پہنچا	۵۲۹	۱۱۰۶	زینبؑ بلوے میں ننگے سر پھرتی تھی	۵۳۶
۱۰۸۵	پانی کسی پیاسے کو پلایا نہ گیا	۵۲۹	۱۱۰۷	دنیا میں اگر زندہ پیمبرؐ ہوتا	۵۳۷
۱۰۸۶	چہلم کو ہوا دفن شہِ نیک نہاد	۵۲۹	۱۱۰۸	لاشے پہ جو شہؑ کے رن میں آئی زینبؑ	۵۳۷
۱۰۸۷	کب قبر میں آرام سے سوتی ہے بتولؑ	۵۳۰	۱۱۰۹	کھولے ہوئے اپنے موئے سر کو زینبؑ	۵۳۷
۱۰۸۸	جی بھر کے نہ شہؑ کو روئے ہم تم افسوس	۵۳۰	۱۱۱۰	بے جان ہوئے جب دل و جانِ زینبؑ	۵۳۸
۱۰۸۹	عشرہ کے جو دن یاد ہمیں آتے ہیں	۵۳۰	۱۱۱۱	یاد آ گئی خنجر کے تلے جب زینبؑ	۵۳۸
۱۰۹۰	مسلمؑ کی یہ کوفیوں نے مہمانی کی	۵۳۱	۱۱۱۲	تشریف وطن میں جب کہ لائی زینبؑ	۵۳۸
۱۰۹۱	دل کو جب مسلمؑ بے کس کا خیال آیا	۵۳۱	۱۱۱۳	زنداں میں کہیں عزا کا دستور نہیں	۵۳۹
۱۰۹۱	ذوالحج میں غم و درد کی طغیانی ہے	۵۳۱	۱۱۱۴	زینبؑ کے کسی درد کا درماں نہیں	۵۳۹
۱۰۹۲	کیا ایلچیِ شاہؑ کی مہمانی کی	۵۳۲	۱۱۱۵	زینبؑ نے جو پوچھا رن میں کیا ہوتا ہے	۵۳۹
۱۰۹۳	دنیا سے عقیلؑ کا ہے پیارا جاتا	۵۳۲	۱۱۱۶	گن گن کے ہر اک زخم بدن روئے گی	۵۴۰
۱۰۹۴	پیدا جو وکیلِ شہؑ ابرار ہوا	۵۳۲	۱۱۱۷	ہم شکلِ رسولؐ حق کا لاشا دیکھا	۵۴۰
۱۰۹۵	ذوالحجہ ہے دیباچۂ محرم انشا	۵۳۳	۱۱۱۸	شبیرؑ کو کفار نے جینے نہ دیا	۵۴۰
۱۰۹۶	ذوالحجہ کی گیارھوں کا سامان ہے آج	۵۳۳	۱۱۱۹	دسویں کو تو شاہِ انس و جاں قتل ہوا	۵۴۱
۱۰۹۷	ذوالحجہ میں شغلِ خوں فشانی ہے ضرور	۵۳۳	۱۱۱۲۰	کیا کیا ہوئے شبیرؑ کے پیارے مقتول	۵۴۱

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۱۱۲۱	بانوؔ نے کہا درد جگر کیوں کر جائے	۵۴۱	۱۱۴۳	بارش تیروں کی اہلِ شر کرتے تھے	۳۴۹
۱۱۲۲	حالت تھی یہ اکبرؑ کے لیے مادر کی	۵۴۲	۱۱۴۴	عباسؑ کے لاشے پہ جو آئے شہؑ دیں	۳۴۹
۱۱۲۳	بانوؔ نے کہا مر گیا پیارا میرا	۵۴۲	۱۱۴۵	دریا پہ تو ظاہر میں علمدارؑ گئے	۳۴۹
۱۱۲۴	بیٹا ہوا جب سبطِ پیمبرؐ پہ فدا	۵۴۲	۱۱۴۶	عباسؑ کے غم سے چشم سرورؑ نم تھی	۵۵۰
۱۱۲۵	جب یاں سے اکبرؑ ہوئے رن میں جب	۵۴۳	۱۱۴۷	بھائی سے غمِ مرگ برادر پوچھو	۵۵۰
۱۱۲۶	آئینۂ طلعت نبیؐ ہیں اکبرؑ	۵۴۳	۱۱۴۸	پرچم مژہ و دیدۂ امید ہوا	۵۵۰
۱۱۲۷	شیریں نے کہا سن کے قضا اکبرؑ کی	۵۴۳	۱۱۴۹	مجروح سراپا جو علمدارؑ ہوئے	۵۵۱
۱۱۲۸	بانوؔ نے کہا بے کس و نادار ہوں میں	۵۴۴	۱۱۵۰	جب رن میں تہِ تیغ علمدارؑ ہوئے	۵۵۱
۱۱۲۹	بانوؔ کو قلق اکبرؑ ذی جاہ کے تھے	۵۴۴	۱۱۵۱	دریا سے سکینہؑ کا جو سقا نکلا	۵۵۱
۱۱۳۰	بانوؔ کو سدا یاد تھی یہ اکبرؑ کی	۵۴۴	۱۱۵۲	عباسؑ نے زور اپنے پدر سے پایا	۵۵۲
۱۱۳۱	زخمِ تنِ شہؑ جو متصل پیدا تھے	۵۴۵	۱۱۵۳	صرفِ غمِ عباسؑ جو سینا ہوگا	۵۵۲
۱۱۳۲	دل جس کا ہو بے قرار دلبر کے لیے	۵۴۵	۱۱۵۴	دریا سے تو بیزار تھے بے شک عباسؑ	۵۵۲
۱۱۳۳	اکبرؑ نے جو گھر موت کا آباد کیا	۵۴۵	۱۱۵۵	دونوں کے شرف سے ہم خبردار ہوئے	۵۵۳
۱۱۳۴	عاشق ہے ہر اک پیر و جواں بیٹے کا	۵۴۶	۱۱۵۶	جب رن میں شہید سارے انصار ہوئے	۵۵۳
۱۱۳۵	اکبرؑ نے جوانی کو جو برباد کیا	۵۴۶	۱۱۵۷	جرأت میں خراج بحر و بر سے پایا	۵۵۳
۱۱۳۶	کہتے تھے حسینؑ میرے جانی افسوس	۵۴۶	۱۱۵۸	عباسؑ ہیں رشکِ ملک انسانوں میں	۵۵۴
۱۳۷	بانوؔ نے کہا ہوش نہ کیوں کر گم ہو	۵۴۷	۱۱۵۹	دنیا سے جود و بحرِ کرم اٹھتے ہیں	۵۵۴
۱۱۳۸	بانوؔ نے کہا غم سہے کیا کیا میں نے	۵۴۷	۱۱۶۰	گھٹتے ہیں گناہ عز و حشم بڑھتے ہیں	۵۵۴
۱۱۳۹	جب پشت سے نوکِ نیزہ باہر نکلی	۵۴۷	۱۱۶۱	آرام دلِ حرم کا معدوم ہوا	۵۵۵
۱۱۴۰	شعلے مرے سینے سے بہم اٹھتے ہیں	۵۴۸	۱۱۶۲	دردا کہ ملوم امام معصومؑ رہا	۵۵۵
۱۱۴۱	عباسؑ سا باوفا نہ ہوگا بھائی	۵۴۸	۱۱۶۳	یوں عیش ہے شہؑ کے سوگواروں پہ حرام	۵۵۵
۱۱۴۲	تلوار کے گھاٹ پر علمدارؑ گئے	۵۴۸	۱۱۶۴	اس ظلم کا ہے کہیں ٹھکانہ ہے ہے	۵۵۶

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۱۱۶۵	گردوں سے قمر روز گرا کرتا ہے	۵۵۶	۱۱۸۷	فرزند تھے زینبؑ کے قمر کی صورت	۵۶۳
۱۱۶۶	بانوؑ نے کہا دل میرا صد پارا ہے	۵۵۶	۱۸۸	سبطینِ علیؑ تھے جوشنینِ شبیرؑ	۵۶۴
۱۱۶۷	بانوؑ نے کہا ایسا شرف کن کا ہے	۵۵۶	۱۱۸۹	زینبؑ نے کہا مجھکو ہزاروں غم ہیں	۵۶۴
۱۱۶۸	بانوؑ نے کہا آہ نہ چپکی ہوں گی	۵۵۷	۱۱۹۰	کبریٰؑ کہتی تھی رحم کھایا ہوتا	۵۶۴
۱۱۶۹	ماں کہتی تھی دودھ پینا بھولے اصغرؑ	۵۵۷	۱۱۹۱	شادی تھی نہاں اور غمی پیدا تھی	۵۶۵
۱۱۷۰	رتبہ میں ہیں اکبرؑ کے مقابل اصغرؑ	۵۵۷	۱۱۹۲	نوبت کے عوض سینہ زنی ہر جا تھی	۵۶۵
۱۱۷۱	اصغرؑ کے گلے سے تیر کو پار کیا	۵۵۸	۱۱۹۳	کبریٰؑ بولی کہ خوب ارماں نکلے	۵۶۵
۱۱۷۲	کیا پیاس تھی جس سے سارا لشکر تڑپا	۵۵۸	۱۱۹۴	صغریٰؑ نے کہا صبر میں تا چند کروں	۵۶۶
۱۱۷۳	پیاسا رہا اور تیر کا صدمہ دیکھا	۵۵۸	۱۱۹۵	صغریٰؑ نے کہا نصیب صحت نہ ہوئی	۵۶۶
۱۱۷۴	کچھ بولنے پائے نہ زباں سے اصغرؑ	۵۵۹	۱۱۹۶	بچھڑے جو پدر سے شہؑ دیں کے جانی	۵۶۶
۱۱۷۵	اصغرؑ کو جو مقتل میں لٹاتے تھے حسینؑ	۵۵۹	۱۱۹۷	اس بحر کا ڈھونڈھو تو کنارا نہ ملے	۵۶۷
۱۱۷۶	بانوؑ نے کہا صبر نہیں آتا ہے	۵۵۹	۱۱۹۸	صغریٰؑ نے کہا تپ کی ہے شدت مجھکو	۵۶۷
۱۱۷۷	قاسمؑ کی قضا نے جب جوانی دیکھی	۵۶۰	۱۱۹۹	صغریٰؑ نے کہا جاؤ سدھارو یا شاہؑ	۵۶۷
۱۱۷۸	آنکھوں میں عزیزو اشک بھر کے پیو	۵۶۰	۱۲۰۰	صغریٰؑ کو وطن میں چین کیوں کر آئے	۵۶۸
۱۱۷۹	دولھا کا جو ماں نے رن میں لاشا دیکھا	۵۶۰	۱۲۰۱	صغریٰؑ کا مرض کم نہ ہوا درماں سے	۵۶۸
۱۱۸۰	جس وقت کہ قاسمؑ کا ہوا حال تغیر	۵۶۱	۱۲۰۲	صغریٰؑ کو عجب دوائے آزار ملی	۵۶۸
۱۱۸۱	بے ہوش سکینہؑ تھی عطش کے مارے	۵۶۱	۱۲۰۳	صغریٰؑ دمِ رخصتِ پدر روتی تھی	۵۶۹
۱۱۸۲	ہر شہر میں مشتاقِ مدینہ آئی	۵۶۱	۱۲۰۴	جو شاہؑ کو رنج اہلِ جفا سے پہنچا	۵۶۹
۱۱۸۳	کہتی تھی سکینہؑ قتلِ بابا دیکھا	۵۶۲	۱۲۰۵	کوفے کو چلے جب کہ امامؑ ابرار	۵۶۹
۱۱۸۴	کہتی تھی سکینہؑ شاہؑ والا نہ رہا	۵۶۲	۱۲۰۶	اکبرؑ کی جو بہت منتظر صغریٰؑ تھی	۵۷۰
۱۱۸۵	زینبؑ نے کہا فضل ہے یہ داور کا	۵۶۲	۱۲۰۷	مرقد پہ بھی جب نہ ابنِ زہراؑ آئے	۵۷۰
۱۱۸۶	بیٹوں نے رہِ حق میں جو سر بخش دیا	۵۶۳	۱۲۰۸	اکبرؑ کے جو انتظار میں صغریٰؑ تھی	۵۷۰

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۱۲۰۹	مسلم کے پسر تھے جو علی کے پیارے	۵۷۱	۱۲۳۱	حُر کو مددِ حرم کا الہام ہوا	۵۷۸
۱۲۱۰	آوارگی و بے کسی و تنہائی	۵۷۱	۱۲۳۲	سرگرم وِلا دل رہا حُر سرد ہوا	۵۷۸
۱۲۱۱	مسلم کے لیے نالہ و زاری ہے ثواب	۵۷۱	۱۲۳۳	واللہ کہ حُر کو دلِ آگاہ ملا	۵۷۹
۱۲۱۲	ہاتھ آئے جو مسلمِ حزیں کے پیارے	۵۷۲	۱۲۳۴	محتاجوں کو اغنیا نے زر بخشا ہے	۵۷۹
۱۲۱۳	واللہ کہ طالع رَسا حُر کو ملا	۵۷۲	۱۲۳۵	قتلِ شہِؑ مظلوم کی تدبیریں تھیں	۵۷۹
۱۲۱۴	اعدا کو اُدھر حرام کا مال ملا	۵۷۲	۱۲۳۶	جاری جو عرق تن سے یہاں ہوتا ہے	۵۸۰
۱۲۱۵	زینبؑ سے کہا حُر نے اسیرِ غم ہوں	۵۷۳	۱۲۳۷	دل میں امت کے بے وفائی ڈالی	۵۸۰
۱۲۱۶	حُر کی جو سپاہ نے نہ پایا پانی	۵۷۳	۱۲۳۸	انصاف سے چرخ بے جا گزرا ہے	۵۸۰
۱۲۱۷	لاکھوں سے لڑائی میں نہ حُر بند ہوا	۵۷۳	۱۲۳۹	جلوے میں نبیؐ زاویوں کی دید ہوئی	۵۸۱
۱۲۱۸	حُر سبطِ پیمبر پہ ہوا جب قرباں	۵۷۴	۱۲۴۰	زندان میں فاقے سے حرم رہتے تھے	۵۸۱
۱۲۱۹	حُر نے بھی عجب طالع یاور پایا	۵۷۴	۱۲۴۱	دنیا سے بہار تعزیت جاتی ہے	۵۸۱
۱۲۲۰	بوذرؓ کا نصیب حُر کو ایمان ہوا	۵۷۴	۱۲۴۲	شبیرؑ کے غم سے رونق دنیا ہے	۵۸۲
۱۲۲۱	گھر خُلد میں حُر کو مصطفاؐ نے بخشا	۵۷۵	۱۲۴۳	فردوس کو عسکریؑ رواں آج ہوئے	۵۸۲
۱۲۲۲	تیغوں سے جدا حُر کا جو ہر بند ہوا	۵۷۵	۱۲۴۴	گر مہرِ امامؑ دوسرا حاصل ہو	۵۸۲
۱۲۲۳	دل جس کا ولائے حُر سے آباد ہوا	۵۷۵	۱۲۴۵	ہم وردوالم مدام ورداوردا	۵۸۳
۱۲۲۴	شہؑ نے گنہِ حُرِ دلاور بخشا	۵۷۶	۱۲۴۶	واللہ کہ طالع رسا حُر کو ملا	۵۸۳
۱۲۲۵	حُر نے کیا جلد باغِ رضواں پایا	۵۷۶	۱۲۴۷	اعدا کو اُدھر حرام کا مال ملا	۵۸۳
۱۲۲۶	حُر دل سے تصدقِ شہِؑ ذی جاہ پہ تھا	۵۷۶	۱۲۴۸	کام وگلوئے آلِ محمدؐ سوکھا	۵۸۴
۱۲۲۷	حُر کو کیا بخت کبریا نے بخشا	۵۷۷	۱۲۴۹	یہ ماہِ صیام اور محرم دونوں	۳۸۴
۱۲۲۸	کعبہ حُر نے حرم کے در سے پایا	۵۷۷	۱۲۵۰	اے اہلِ عزا ماہِ عزا آتا ہے	۵۸۴
۱۲۲۹	کی عرض یہ حُر نے اے پیمبرؐ کے جگر	۵۷۷	۱۲۵۱	دو میم جو اک لفظِ محرم میں ہیں	۵۸۵
۱۲۳۰	حُر کا شہِؑ مظلوم سا آقا ہے کون	۵۷۸	۱۲۵۲	ہم تم ہی نہیں صَرفِ بکا ہوتے ہیں	۵۸۵

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۱۲۵۳	کیوں ہاتھوں کو مَل کر نہ کریں ہم افسوس	۵۸۵	۱۲۷۵	سقائے حرم نے جو نہ پایا پانی	۵۹۳
۱۲۵۴	ہر بار خیالِ شور و شیون آتا ہے	۵۸۶	۱۲۷۶	پیاسوں نے نہ ایک بوند پایا پانی	۵۹۳
۱۲۵۵	ہم چشمِ فرات چشمِ عالم ہے آج	۵۸۶	۱۲۷۷	لکھا ہے کہ سیراب تھے گبرو ترسا	۵۹۳
۱۲۵۶	سادات پہ آرام کا در بند ہے آج	۵۸۶	۱۲۷۸	سو بار گہن سے مہِ انور نکلا	۵۹۴
۱۲۵۷	حُبِّ شہِؑ لب تشنہ میں یکتا ہے فلک	۵۸۷	۱۲۷۹	تیرے لیے وہاں حسینؑ نہ برسا پانی	۵۹۴
۱۲۵۸	پانی پہ زراعت پہ سدا لے جائے	۵۸۷	۱۲۸۰	آیا لبِ دریا جو علیؑ کا جانی	۵۹۴
۱۲۵۹	پیاسے شہدا جب کہ گئے دنیا سے	۵۸۷	۱۲۸۱	فرما کے عزا خانوں کو ویراں شبیرؑ	۵۹۵
۱۲۶۰	ہو ذبح پیاسا محمدؐ کا جانی	۵۸۸	۱۲۸۲	احسان نہیں گر بزمِ عزا میں آئے	۵۹۵
۱۲۶۱	کرتا طلبِ آب جو کونین کا شاہؑ	۵۸۸	۱۲۸۳	سب کو غمِ شہؑ میں صرفِ شیون سمجھو	۵۹۵
۱۲۶۲	کہتے تھے حسینؑ آج ہے مرنا مجھکو	۵۸۸	۱۲۸۴	آمادہ ہیں تن عرق عرق ہونے کو	۵۹۶
۱۲۶۳	افسوس شہیدوں نے نہ پایا پانی	۵۸۹	۱۲۸۵	کا ہے کو یہ ماتم یہ بکا ہوئے گا	۵۹۶
۱۲۶۴	معصوم سے اعدا نے چھپایا پانی	۵۸۹	۱۲۸۶	رفعت ہے عزا خانے کے در سے پیدا	۵۹۶
۱۲۶۵	جو ہوئے پیغمبرؐ خدا کا جانی	۵۸۹	۱۲۸۷	بی جرم حسینؑ را چو یارب کشتند	۵۹۷
۱۲۶۶	کیا قہر ہے یہ حیا جہاں سے اٹھ جائے	۵۹۰	۱۲۸۸	اے چرخ چہ بد گرفتہ آہ نہاد	۵۹۷
۱۲۶۷	چاہے کہ پیے نبیؐ کا جانی پانی	۵۹۰	۱۲۸۹	بر ظلمِ تو سینۂ نبیؐ چاک گواہ	۵۹۷
۱۲۶۸	عابدؑ جب پیاس میں منگاتے پانی	۵۹۰	۱۲۹۰	جانم بہ فدائے تو اباعبدؑ اللہ	۵۹۸
۱۲۶۹	پیاسوں نے کہا منع کیا پانی کو	۵۹۱	۱۲۹۱	با حکمِ قدر کہ کاربند است حسینؑ	۵۹۸
۱۲۷۰	پوچھو نہ ستم گاروں کی مہمانی کو	۵۹۱	۱۲۹۲	شد فاطمہؑ از جناں رواں سوئے حسینؑ	۵۹۸
۱۲۷۱	جب دفن ہوا شبیرؑ خدا کا جانی	۵۹۱	۱۲۹۳	لب تشنہ شہؑ تشنہ دہن را کشتند	۵۹۹
۱۲۷۲	عابدؑ کے قریں جو کوئی لایا پانی	۵۹۲	۱۲۹۴	بس مارا اضافہ بر سرِ جمع نہاد	۵۹۹
۱۲۷۳	پیاسا گیا دنیا سے علیؑ کا جانی	۵۹۲	۱۲۹۵	اے چرخِ حرون زدست جورت	۶۰۰
۱۲۷۴	گو مہر میں سیدہؑ کے آیا پانی	۵۹۲	۱۲۹۶	آن مہد کہ جبرئیل می جنبانید	۶۰۰

رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر	رباعی نمبر	پہلا مصرعہ	صفحہ نمبر
۱۲۹۷	باتو دردشت نعشِ اکبرؑ میدید	۲۰۰	۱۳۱۱	دائم بہ ہر بتولؑ جا داشت حسینؑ	۲۰۵
۱۲۹۸	دردشت حسینؑ خویش راتنہا میدید	۲۰۱	۱۳۱۲	کس تشنہ دہن را تہ خنجر نہ کند	۲۰۵
۱۲۹۹	ہر گہہ کہ حسینؑ زاقربا تنہا ماند	۲۰۱	۱۳۱۳	کس چون تو فلک بہ جور سربر نکند	۲۰۶
۱۳۰۰	شہ برلب جوے چشم وا عمر حباب	۲۰۱	۱۳۱۴	امدادِ علیؑ گاہ خفی گاہ جلی است	۲۰۶
۱۳۰۱	اکبرؑ چون بجنون خویش بہ جنگ بہ شتفت	۲۰۲	۱۳۱۵	دہد خلق را مژدہ عید غدیر	۲۰۶
۱۳۰۲	بکشادہ در حسینؑ برروی دعاست	۲۰۲	۱۳۱۶	صد چاک رسیدہ ہچو گل بر تن او	۲۰۷
۱۳۰۳	برخاک ز آیت و حدیث ست سجود	۲۰۲	۱۳۱۷	زہرا کہ حسینؑ بود دل پارۂ او	۲۰۷
۱۳۰۴	تن ریش و بہ سجدہ سر بہ پیشانی تیر	۲۰۳	۱۳۱۸	در نخل دو شاخ بار ور داشت علیؑ	۲۰۷
۱۳۰۵	عابدؑ بیمار و پای او در زنجیر	۲۰۳	۱۳۱۹	چون طبع باستحالہ دارد تاثیر	۲۰۸
۱۳۰۶	درکوچہ عشق بود کامل شبیرؑ	۲۰۳	۱۳۲۰	ہر گہہ کہ ز شاخ سبز گل ریخت حسینؑ	۲۰۸
۱۳۰۷	ہر صفحہ تن بہ سطر زخم شمشیر	۲۰۴	۱۳۲۱	عباسؑ جگر بند شہ بدر حنین	۲۰۸
۱۳۰۸	ازچشم بہ رخ کشادہ منظر دارم	۲۰۴	۱۳۲۲	کوشش سے موافق ہو زمانہ معلوم	۲۰۹
۱۳۰۹	از فرطِ عطش جگر کباب است حسینؑ	۲۰۴	۱۳۲۳	این شہر بخاطرِ ملولان شاد ست	۲۰۹
۱۳۱۰	صبری بہ مشیتِ خدا داشت حسینؑ	۲۰۵			
۸	کتابیات				۶۱۱

رو میں ہے رخشِ عمر

نام : سید تقی حسن عابدی
ادبی نام : تقی عابدی
تخلص : تقی
والد کا نام : سید سبط نبی عابدی منصف (مرحوم)
والدہ کا نام : سنجیدہ بیگم (مرحومہ)
تاریخ پیدائش : یکم مارچ ۱۹۵۲ء
مقام پیدائش : دہلی (یوپی) ہندوستان
تعلیم : ایم بی بی ایس (حیدرآباد، انڈیا)
ایم ایس (برطانیہ)
ایف سی اے پی (یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکا)
ایف آر سی پی (کینیڈا)
پیشہ : طبابت
ذوق : شاعری ادبی تحقیق اور تنقید
شوق : مطالعہ اور تصنیف
قیام : ہندوستان، ایران، برطانیہ، نیویارک اور کینیڈا
شریک حیات : گیتی
اولاد : دو بیٹیاں (معصومہ اور رویا)
دو بیٹے (رضا اور مرتضیٰ)

تصانیف : (۳۳) شہید (۱۹۸۲ء) ، جوشِ مودّت، گلشنِ رویا، اقبالؔ کے عرفانی زاویے، انشاء اللہ خاں انشاء، رموزِ شاعری، اظہارِ حق، مجتہد نظم مرزا دبیرؔ، طالع مہر، سلکِ سلام دبیرؔ، تجزیہ یادگار انیسؔ، ابواب المصائب، ذکر دُرباران، عروسِ سخن، مصحفِ فارسی دبیرؔ، مثنویات دبیرؔ، کائناتِ نجم، روپؔ کنوار کماری، دُربارِ رسالتؐ، فکر مطمئنہ، خوشۂ انجم، دُرِ دریائے نجف، تاثیر ماتم، مجی مایا، روشِ انقلاب، مصحفِ تغزل، حوانجم ، تعشقؔ لکھنوی ، ادبی معجزہ، غالبؔ دیوان نعت و منقبت، چوں مرگ آید، سبدِ سخن، کلیات غالبؔ فارسی

زیرِ تالیف : تجزیۂ شکوہ جواب شکوہ، قآنی لا فآنی، تجزیہ رباعیات فراقؔ گورکھپوری، دو شاہکار نظمیں، اقبالؔ کے چار مصرعے

انتساب

رثائی ادب کے معمار، تہذیب مرثیہ کے پاسدار،
مدّاح آل واحمد مختارؐ، دبستان انیسؔ ودبیرؔ کے طرفدار
جو بیک وقت انیسیے بھی ہیں اور دبیرئے بھی

ڈاکٹر ہلال نقوی (کراچی)

ڈاکٹر شبیہ الحسن ہاشمی (لاہور)

اور

ڈاکٹر عظیم امروہوی (دلّی)

کے نام

فریموں کی حد تک تو سب ہیں جدا
حقیقت میں ہر آئینہ ایک ہے
(اسؔرار اکبر آبادی)

پیش لفظ

علامہ سید عقیل الغروی

یارب جبروتی تجھے زیبندہ ہے
ہر تن ترے سجدے میں سر افگندہ ہے
توحید کا کلمہ یہی پڑھتا ہے دہر

جو تیرے سوا ہے وہ ترا بندہ ہے

اُردو میں ہائیکو یا ثلاثی کی درآمد اور دریافت سے پہلے مختصر ترین شعری اظہار کا مستحکم ترین سانچہ رباعی ہی تھی۔ اس کی علمی اور فنی نزاکتوں کے پیشِ نظر اِسے مشکل ترین اصنافِ شاعری میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کے مخصوص اوزان اور اس کی معین ہیئت میں عجب سحرِ حلال یا اعجازِ سُخن کا نقش پنہاں ہے۔ اِس کا ظرف محدود ہے لیکن اس کی ظرفیت اَتھاہ ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس میں بیشتر حکیمانہ مضامین سموئے گئے ہیں۔

ہمارے بعض محققین اِس مسئلے میں خاصے اشتباہ میں مبتلا رہے ہیں کہ یہ عربوں کی ایجاد ہے یا اہلِ فارس کا اختراع۔ اس سلسلے میں مولانا سید سلیمان ندوی اپنی رائے میں بالکل منفرد نہیں، مولانا امداد امام اثر نے بھی کاشف الحقائق میں یہی لکھا ہے کہ ''یہ صنفِ شاعری اہلِ عرب کا ایجاد ہے، جیسا کہ کتبِ تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے''۔ تاہم اس قضیہ میں حق، حافظ محمود شیرانی ہی کے ساتھ ہے اور ایجادِ رُباعی کے بارے میں جملہ بحثوں کا بہترین خلاصہ اور نتیجۂ تحقیق ہمیں شیرانی کی اس مختصر عبارت میں مل جاتا ہے:

''رُباعی کسی شخصی ایجاد کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ ارتقا یافتہ شکل ہے قدیم چار بیتی کی جو بحرِ ہزج مربع اخرم و اخرب میں لکھی جاتی تھی۔ ان ایام میں صدور و ابتدا میں اخرب و مکفوف، اخرب و موفور کا اختلاف جائز سمجھا جاتا تھا جو چار بیتی کے ہر مصرعے میں کارفرما ہے، جس کی بناء پر پہلے

مصرع کے شروع میں مفعول کے مقابلے میں دوسرے مصرع کے شروع میں مفاعیل یا مفاعلین آ جاتا ہے۔ بحرِ ہزج عربی میں مربع الارکان مستعمل ہے۔ جب عربی عروض فارسی میں اختیار کی گئی تو ضروری ہے کہ ابتدا میں اشعار ہزج کے مربع لکھے جاتے ہوں۔ چنانچہ رباعی بھی مربع میں لکھی گئی۔ چونکہ اس میں چار شعر ہوا کرتے تھے اس بنا پر اس کا نام چہار بیتی رکھا گیا۔ ایک عرصۂ دراز کے بعد جب اصولِ مثمنات کی دریافت نے اہلِ ایران کو زیادہ خوش آیند اور شگفتہ اوزان سے آشنا کر دیا، مربعات ترک کر دیئے گئے اور مثمنات کو اختیار کر لیا گیا۔ اور ترانہ جو چار بیت مربع پر شامل تھا دو بیتِ مثمن کے قالب میں ڈھل گیا اور دو بیتی کہلایا"۔ (مقالات محمود شیرانی ج۵ص ۲۷۶)

رُباعی کی صنف وہیئت سے متعلق تاریخی اور عروضی نقطۂ نظر سے اس سے زیادہ بحث و بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔

تاریخ شعر وادب میں رُباعیات کے تخلیقی سرمایہ کی چھان بین میں بھی کوتاہیاں بہت رہی ہیں۔ جس کی بناء پر ایک طرف بعض ناموں کو بحیثیت رُباعی گو کے غلط شہرت حاصل ہو گئی تو دوسری طرف بعض مستحقینِ تحسین وتقدیر رباعی گویوں کی رُباعیات کے تنقیدی جائزوں میں صحیح قدر دانی نہ ہو سکی۔ جس کی سب سے حیرت انگیز مثال سلطانِ اربابِ تصوف شیخ ابوسعید ابوالخیر سے منسوب رُباعیات کا قضیہ ہے۔ جس کا حل وفصل پروفیسر عندلیب شادانی کی ژرف کار تحقیق نے کیا۔

اُردو میں صنفِ رُباعی کے سرمایہ سے متعلق عموماً جو رائے دی جاتی رہی ہے، اُس کا سب سے بڑا سبب رُباعیات کے ذخیرے کی باقاعدہ اشاعت کا نہ ہو پانا ہے۔ میرے اس معروضہ کے کئی پہلو برج موہن دتاتریہ کیفی دہلوی کے اس اندراج سے سامنے آ جائیں گے۔

"یہ کہنا تو ٹھیک ہے کہ جیسے رُباعیوں کے مجموعے فارسی میں ملتے ہیں، ایسے اور اتنے مجموعے اُردو میں نظر نہیں آتے۔ لیکن کہنے والا یہ بھول جاتا ہے کہ فارسی اور اُردو کی عمروں میں کتنا فرق ہے۔ پھر بھی اُردو نظم کا ذخیرہ رُباعی کے مجموعوں سے خالی نہیں۔ میر انیسؔ نے بہت رُباعیاں کہیں اور ایسی کہیں کہ رُباعی کہنے کا حق ادا کیا۔ اُن کے ہاں اکثر چوتھا مصرع رُباعی کو چوتھے آسمان پر پہونچا دیتا ہے"۔

اُردو میں رُباعیوں کے بلند پایہ مجموعوں کی کمی سے متعلق سوال کا ایک جواب تو خود کیفؔی نے دیا ہے۔ لیکن یہ مکمل جواب نہیں ہے۔ رُباعیوں کے دواوین کی عدم اشاعت بھی اس سوال کے پیدا ہونے کا ایک بڑا سبب ہے۔ خود اسی اقتباس میں کیفؔی نے جو صرف انیسؔ کا نام لیا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اُن کے سامنے دبیرؔ کی رُباعیوں کا پورا ذخیرہ نہیں تھا۔ رُباعی پر بحث و گفتگو کرنے والے بیشتر اصحابِ قول و قلم کے ساتھ یہی صورتِ حال رہی ہے۔

دبیرؔ کی رباعیوں کا سرمایہ بڑا ہے اور بہت قیمتی ہے۔ جس کی نظر اس پر پڑی ہے اُس نے، اُس کی قدردانی ضرور کی ہے۔ اس کی ایک مثال رُباعیوں پر تحقیقی تنقیدی اور تخلیقی تینوں زاویوں سے نہایت قابلِ قدر کارنامے انجام دینے والے صاحبِ قلم پروفیسر سید وحید اشرف کچھوچھوی کی یہ تحریر ہے۔

''رُباعی کو اپنا پورا رنگ و آہنگ سب سے پہلے مرزا دبیرؔ اور میر انیسؔ کے ہاتھوں ملا۔ مرزا دبیرؔ نے سب سے پہلے رُباعی کو مذہبی اور اخلاقی گوناں گوں مضامین سے وسعت دی۔ میر انیسؔ نے مرزا دبیرؔ کی بنائی زمین کو سرسبز و شاداب کیا''۔ (مقدمہ رُباعی، ص ۴۶۔۶۵)

پروفیسر وحید اشرف نے جو بات لکھی ہے، اُن کے پاس اس کے دلائل ضرور ہوں گے۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ مرزا دبیرؔ نے صنفِ رُباعی کی طرف میر انیسؔ سے کہیں زیادہ توجہ کی۔ یہ بات اُن کی رُباعیوں کی کمیت اور کیفیت دونوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ ڈاکٹر تقی عابدی صاحب نے اپنے پیشِ نظر تحقیقی کارنامہ میں دبیرؔ کی تیرہ سو سے زیادہ رُباعیوں کو جمع کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ جب اپنے اس کارنامہ پر نظرِ ثانی کریں گے اور اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کریں گے تو اس تعداد میں اور اضافہ ہوگا۔ میر انیسؔ کی رُباعیوں پر تحقیق کا کام ہمارے بزرگ سال و بزرگ مرتبہ ادیب جناب علی جواد زیدی صاحب کو انجام دیے ہوئے کئی برس ہو گئے اور ابھی تک اس پر کوئی استدراک سامنے نہیں آیا۔ ان کے شائع کردہ مجموعہ ''رُباعیاتِ انیسؔ'' میں رُباعیوں کی تعداد چھ سو کے آس پاس ٹھہرتی ہے۔ صرف یہی نہیں کہ تعداد کے لحاظ سے دبیرؔ کی رُباعیاں انیسؔ سے زیادہ ہیں بلکہ موضوعات اور مضامین کے لحاظ سے بھی رُباعیاتِ دبیرؔ کو فوقیت حاصل ہے۔ ڈاکٹر تقی عابدی

صاحب کا مرتبہ اس مجموعۂ رُباعیات دبیر کا مطالعہ خود اس بات کا ثبوت فراہم کرے گا۔

دبیرؔ نے رُباعی کے نہایت محدود عروضی چوکھٹے میں خوب خوب زورِ طبیعت صرف کیا۔ اُن کے یہاں زبان کی پختگی، مصرعوں کی برجستگی، آہنگ و عروض کا توازن، مضامین کا تنوع اور طرح طرح کا تفنن قابلِ دید ہے۔ دفترِ ماتم کی بیسویں جلد میں (ص ۲۸ تا ۳۲) ایک ہی قافیہ وردیف میں اُن کی ۲۹ رُباعیاں ملتی ہیں، جس میں سے ایک رُباعی یہ ہے:

انجم نے شرف نورِ قمر سے پایا
اور ماہ نے خورشید سحر سے پایا
اس قافیہ و ردیف کا فیض دبیرؔ
جس نے پایا ہمارے گھر سے پایا

اور اسی ردیف وقافیہ میں دبیر کی ایک نعتیہ رُباعی بھی ملاحظہ فرمایئے:

آدم نے شرف خیرِ بشر سے پایا
رشتہ ایماں کا اس گھر سے پایا
دو میمِ محمدؐ سے جہاں روشن ہے
مضموں یہ دل شمس و قمر سے پایا

ایسی اور بھی مثالیں ہیں جن میں ایک ہی ردیف اور قافیہ میں دبیرؔ نے دسیوں رُباعیاں کہہ ڈالی ہیں۔ اور یہ دبیرؔ جیسے قادر الکلام کے لئے کوئی بہت بڑی بات نہیں۔

مرزا دبیرؔ یا میر انیسؔ کے کلام پر بعض حضرات موضوعات کی محدودیت اور یکسانیت کا اعتراض کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ رُباعیات دبیرؔ کے بارے میں اسی طرح کا خیال ظاہر کریں۔

یہ حضرات دراصل موضوع اور مضمون کے فرق کو بھلا دیتے ہیں۔ شعر و ادب کے موضوعات تو محدود ہی ہیں، یہ مضمون ہے، جس میں تمام بوقلمونی ہے۔ اور یہ مضمون ہے جس کے لئے باوا آدمِ شعراء اُردو ولیؔ نے کہا تھا:

راہِ مضمونِ تازہ بند نہیں

تا قیامت کھلا ہے بابِ سخن

آپ دُنیا بھر کا ادب پڑھ جائیں، موضوعات کے لحاظ سے آپ کو یکسانیت ملے گی۔ ادب و شعر کے موضوعات ہی کیا ہیں؟ یہی محبت، غم، خوشی، وصال، ہجر، وفا، جفا، درد، دوا، مرض، شفا، بھوک، غذا، پیاس، وطن، غربت، سفر، قیام، تغیر، ثباتِ زمین، زمان، آسمان، شجر، حجر وغیرہ یہ سب موضوعات ہیں۔ ایسے عنوانات کا شمار کرتے جایئے تو یہ نسبتاً محدود ہی ہوں گے۔ لیکن ان میں سے ہر ایک عنوان پر سیکڑوں ہزاروں شعر یا مختلف اسالیب اظہار کے فن پارے مل جائیں گے۔ یہ سب شعر خیزی، سخن پروری، یا "فن افروزی" مضمون آفرینی یا نکتہ آفرینی ہی کی بدولت ہے۔ اور یہ وہ ملکہ ہے جس میں دبیرؔ کا مقابلہ شاید ہی اُردو کا کوئی دوسرا شاعر کر سکے۔

بے شک دبیرؔ نے شعر و ادب کے محدود موضوعات میں سے بھی اپنے لئے چند مخصوص موضوعات کا انتخاب کر لیا اور اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے موضوعات کے دائرہ کو اور بھی محدود کر لیا۔ لیکن دیکھنے سے تعلق رکھنے والی بات یہ ہے کہ جس قدر انہوں نے اپنے موضوعات کو محدود کیا اُسی قدر مضامین کو وسعت دی۔ اور تنوع سے آشنا کیا۔ اُن کا یہ دعویٰ محض تعلّی نہیں ہے کہ:

ع۔ مخلوقوں میں خلاقِ مضامین ہم ہیں!

اور اُن کا یہ کہنا بالکل مبنی بر حقیقت ہے کہ:

ع۔ جب حرف شناس ہوں تو کھلتا ہوں میں!

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر دبیرؔ کی رُباعیوں کا سنجیدگی سے مطالعہ کیا گیا تو انہیں اُردو کا سب سے بڑا رُباعی گو شاعر تسلیم کرنا پڑے گا! انیسؔ بھی اس میدان میں ان کے حریف ثابت نہ ہو سکیں گے۔

ڈاکٹر تقی عابدی نے اِس مجموعہ میں رُباعیوں کی موضوع وار دستہ بندی کی زحمت اُٹھائی ہے۔ انہوں نے مذہبی، اخلاقی، فلسفیانہ، سماجی، اقتصادی اور ذاتی رُباعیوں کے عنوانات قائم کئے ہیں۔ پھر ان میں سے ہر عنوان کے تحت مختلف عناوین بھی قائم کئے۔ انہوں نے بہر حال

"موضوعات" کی نشاندہی اور فہرست سازی کی ہے۔ مضامین کی نشاندہی اشعار سے علیحدہ کی بھی نہیں جا سکتی۔ اور اگر کی جا سکتی ہے تو شعر کی نثر بنا دینے اور اُس کی تشریح لکھنے کی صورت میں کی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹر عابدی نے رُباعیات کو انتہائی عرق ریزی اور جاں فشانی سے تحقیقی نقطۂ نظر سے جمع کیا ہے، وہ اِن رُباعیات کی شرح لکھنے کے متکفل نہیں ہوئے ہیں۔ ہاں ان کی اس محنت کی ستائش بھی ضروری ہے کہ انہوں نے جدید نسل کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہوئے رباعی کے نیچے مفردات یا مشکل تراکیب کے معانی بھی لکھ دئے ہیں۔ اور ان رُباعیوں میں پائی جانے والی صنعتوں کی بھی نشاندہی کر دی ہے۔ جس سے نہ صرف اُردو کے عام قاری کے لئے ان رُباعیوں کو سمجھ کر پڑھنے کا امکان روشن ہو گیا ہے بلکہ اُردو ادبیات کے باقاعدہ طالب علموں اور معلمین کے لئے بھی استفادے کی بڑی سبیل پیدا ہو گئی ہے۔ یہ بجائے خود خاصہ قابل قدر کام ہے۔ بلکہ ایک بڑا کارنامہ ہے۔

بات موضوع اور مضمون کی ہو رہی تھی۔ معلوم ہے کہ دبیرؔ اور انیسؔ کا بنیادی موضوع حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام اور اُن کا معجزہ کربلا ہے۔ دبیرؔ کی رُباعیوں میں سب سے زیادہ تعداد اسی موضوع پر کہی گئی رُباعیوں کی ہے۔ یعنی اُن کے عنوانات امام حسینؑ، کربلا، عباسؑ، وفا، حُر یا شہادت وغیرہ ہی رہتے ہیں۔ لیکن مضمون یقیناً بدلتا رہتا ہے۔ اور مضمون کا حال تو یہ ہے کہ کبھی صرف کسی ایک لفظ کی تبدیلی یا مصرع میں لفظ کی نشست بدل دینے سے مضمون بدل جاتا ہے۔ جب تک یہ نکات نظر میں نہ ہو دبیرؔ کی رُباعیوں میں جو مضامین کا تنوع ہے اس میں بہت سے مقامات پر قاری محضوظ نہیں ہو سکتا۔

مضمونِ شعر کے لحاظ سے یہ نکتہ بھی پیشِ نظر رہنا ضروری ہے کہ یہ لازمی نہیں کہ مضمون داخلی اور حقیقی جذبات سے عاری ہو۔ جیسا کہ اس شعر سے توہم پیدا ہوتا ہے

مضمون کے بھی شعر اگر ہوں تو خوب ہے
کچھ ہو نہیں گئی غزلِ عاشقانہ فرض

بلکہ مضمون داخلی اور حقیقی کیفیات کے پیرایۂ اظہار کا لازمی عنصر بھی ہوتا ہے۔ "بالیدن

مضمون'' ہی دراصل شاعری ہے۔ غالبؔ کا بڑا حسین اور نہایت معنی خیز شعر ہے۔

اُسد اٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش
لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے

دبیرؔ کی اکثر رُباعیاں جہاں مضمون آفرینی اور نکتہ پردازی کی بہترین مثالیں ہیں وہیں ان کی ذاتی سیرت اور اُن کے دل کی اعتقادی اور سچی جذباتی کیفیت کی ترجمانی بھی کرتی ہیں۔ وہ صرف ضرورتِ شاعری یا تقاضائے مجلس کے تحت نہیں کہی گئی ہیں۔ ایسی رُباعیاں کم ہیں جو محض وقتی اور فنی رعایتوں یا صرف تفنن کی خاطر سے کہی گئی ہوں۔

ہاں! دبیرؔ کے سارے کلام کی طرح اُن رباعیوں میں بھی جو طرح طرح کا تفنن پایا جاتا ہے، اس میں بعض باتیں ایسی ضرور ہیں جن کی تحسین وستائش appreciation کی توقع اِس دور کے عام قاری سے نہیں کی جاسکتی۔ لیکن جس علمی، فنی اور ثقافتی پس منظر اور ماحول سے دبیرؔ کا تعلق تھا اُس میں ان باتوں کی فنی اہمیت بھی تھی اور اُس وقت یہ عمومی اور عوامی دلچسپی کی باتیں بھی تھیں۔ مثلاً جس طرح زیادہ سے زیادہ لفظی اور معنوی رعایتوں سے شاعر کام لیتا تھا اُسی طرح الفاظ کے ابجدی اعداد کی رعایتوں سے بھی طرح طرح کی نکتہ سنجیاں اور مضمون آفرینیاں کی جاتی تھیں۔ اس کی صرف دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔ استاد ذوقؔ غزل کے مطلع میں اس ابجدی رعایت سے کام لیتے ہیں:

ہفتاد دو فریق حسد کے عدد سے ہیں
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں

ذوقؔ ہی کے دیوان غزلیات سے ایک اور مثال دیکھ لیجئے:

ہوئی حرفوں میں گو یک نقطہ رحمت سے سوا زحمت
مگر اعداد میں زحمت کہیں کمتر ہے رحمت سے

اب دبیر کی یہ دو رُباعیاں ملاحظہ فرمالیجئے: ظاہر ہے کہ دبیرؔ کا محورِ فکر وفن جناب سید الشہداء

امام حسینؑ کی ذاتِ مبارک اور واقعۂ کربلا ہے۔ اس لئے اس طرح کے تفنن میں بھی دبیرؔ کی نکتہ سنجیاں زیادہ تر اسی محور پر رہتی ہیں۔

'ح' نام میں ہے حق کی حمایت کے لئے
اور سین ہے سائل سے سخاوت کے لئے
ہیں نام حسینؑ میں بھی کیا خوب حروف
'ی' 'نون' ہیں تاریخ شہادت کے لئے
دو میم جو اک لفظِ محروم میں ہیں
پیوند انہیں حرفوں کے ماتم میں ہیں
ہر میم کے چالیس عدد سے یہ کھلا
ماتم کے چہل روز دوعالم میں ہیں

(دفترِ ماتم ج۲۰ص۷۰)

دبیرؔ کی رُباعیوں کا کوئی انتخاب پیش کرنا اور اس پر گفتگو کرنا اس وقت میرا مقصود نہیں ہے۔ اس تقریب کلام میں خود ہی بہرِ تقریب ہے یعنی کہ مقدمہ ہے دبیرؔ کی رُباعیات پر سیر حاصل تنقیدی بحث و بیان کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ اس کے لئے علیحدہ مستقل کتاب درکار ہے۔ اتنی باتیں صرف برسبیل تذکرہ یا بطورِ تشبیب لکھ دیں۔ اس وقت تو میں اپنے جذباتِ دعا کی تحریر پر مامور تھا۔ ربِّ کریم میری دُعا کو بحق حضرت سید الشہداء علیہ السلام شرفِ قبول سے نوازے کہ بزرگ مرتبہ دانشمند ڈاکٹر تقی عابدی صاحب کے حسنِ توفیق اور اُن کے حسنِ اقبال و دولت عُمر میں لازوال برکت ہو۔ وہ قابلِ مبارک بار ہیں، یہ حسنِ توفیق ان کے شاملِ حال ہے کہ وہ ادب و دین و دانش کی خدمت میں مشغول ہیں۔ صالح ادب کی خدمت بھی خدمتِ دین ہے۔ رہبرِ معصوم کا ارشاد ہے۔ ''اَلدِّینُ کُلُّہٗ اَدَب''، دین کل کا کل ادب ہے، دین ہی کلِّ ادب ہے۔ میر انیسؔ یا مرزا دبیرؔ بھی وہ شعرائے ذی وقار ہیں جن کے کلام کی ادبی ارزش بھی مُسلّم ہے اور دینی قدر وقیمت بھی روشن ہے۔

ڈاکٹر تقی عابدی، اپنی تعلیم اور پیشہ کے لحاظ سے میدانِ طب و جراحت کے مرد ہیں اور اپنے

اقران وامثال میں فرد ہیں۔ اُن کا شعبۂ تخصص آزمائشاتِ طبّی کا شعبہ ہے۔ علم ایک بسیط حقیقت ہے، نہ پذیرائے تقسیم ہے نہ قابلِ حصر، جب ذہن علمی تحقیق اور تجزیہ کی لذت سے آشنا ہو جائے تو وہ جس بھی شعبۂ حیات کی طرف ملتفت ہوگا، اپنے مخصوص اندازِ نظر سے کام ضرور لے گا۔ بشرطیکہ اُسے آزادانہ طور پر اپنا کام کرنے دیا جائے، توجہ کو مرکوز کیا جائے، ورنہ بہر حال ذہن ارادۂ قلبی کا تابعِ فرمان ہے، جس امر کی طرف دل راغب نہ ہوگا، ذہن بھی ملتفت نہ ہوگا۔ بارے! ڈاکٹر عابدی آزمائشاتِ طبی کے ساتھ ساتھ آزمائشاتِ ادبی کی طرف بھی راغب ہوگئے، اور ادبی تحقیق وتنقید کا انبار لگا ڈالا۔ اُن کے محبوب شاعر انیسؔ نے کہا تھا۔

لگا رہا ہوں مضامینِ نو کے پھر انبار
خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

ان کا یہ حال ہے کہ کسی بھی نادر ادبی ذخیرے کی خبر ہوئی اور وہ خوشہ چینی میں مشغول ہوئے۔ بزرگانِ سلف کے تخلیقی کارناموں کی تحقیقی بازیافت کا کام ڈاکٹر عابدی نے اتنا کر ڈالا ہے اور کر رہے ہیں کہ آئندہ نسلیں اب اُن کے کاموں سے خوشہ چینی کیے بغیر کوئی قدم آگے نہ بڑھا سکیں گی۔

میری نگاہیں یہ دیکھ رہی ہیں کہ جس طرح عربی ادب کی تاریخ میں ''اَدَبُ الـمَهْـجَـر '' کے عنوان سے امریکا اور کینیڈا میں مقیم عربی ادباء، شعراء، اور اصحابِ قول وقلم کے کارناموں پر تحقیقی اور تنقیدی جائزے شائع ہوئے ہیں، اگر کسی صاحبِ ذوق دیارِ توفیق نے اُردو کے ''اَدَبُ الـمَهْـجَـر '' پر کچھ لکھا اور یقیناً جلد ہی لکھا جائے گا، تو ڈاکٹر تقی عابدی صاحب نے اپنی گوناگوں صلاحیتوں سے ان ممالک میں جتنا تخلیقی، تنقیدی، تحقیقی اور ثقافتی کام اُردو والوں کے لئے کیا ہے، اُس کے ذکر کے بغیر ایسا کوئی بھی تذکرہ مکمل نہ ہو سکے گا۔

مجھے احساس ہے کہ دبیرؔ کی رُباعیوں کے امتیازات اور خصوصیات پر گزشتہ سطور وصفحات میں کچھ بھی روشنی نہ ڈالی جا سکی، اس لئے خالصتاً بطور تبرک یہاں پر ان کی چند رُباعیاں حمد ونعت و منقبت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

پروانے کو دُھن شمع کو لو تیری ہے
عالم میں ہر ایک کو چمک و دو تیری ہے
مصباح و نجوم و آفتاب و مہتاب
جس نور کو دیکھتا ہوں ضو تیری ہے

☆☆☆

گو سایہ پیمبرؐ کے نہ ہمراہ رہا
پر ظلِ خدا میں وہ شہنشاہ رہا
تھا نام کو سر پر ابر ، اس پردے میں
محبوب کے ساتھ ساتھ اللہ رہا

☆☆☆

آباد ہے سرکارِ حسینؑ ابنِ علیؑ
بیٹھے ہیں عزادارِ حسینؑ ابنِ علیؑ
کہتے ہیں ملک چمن کے ہر اک گوہرِ اشک
دُربار ہے دَربارِ حسینؑ ابنِ علیؑ

☆☆☆

ہاں بلبلِ سدرہ شورِ تحسیں ہو جائے
وہ نظم پڑھوں کہ بزم رنگیں ہو جائے
پھل نقطے ہوں، پھول حرفِ طوبیٰ مصرعے
فردوسؔی اگر آئے تو گل چیں ہو جائے

زیادہ اخلاص و دُعا

عقیل الغروی

حوزۂ علمیہ جامعۃ الثقلین

ثقلین روڈ جوگا بائی ایکسٹنشن جامعہ نگر، نئی دہلی

مقدمہ

ڈاکٹر سید تقی عابدی

رُباعی اگرچہ نام عربی ہے لیکن یہ صنف شاعری ایرانیوں کی ایجاد ہے۔ رُباعی اُردو شاعری کی مقبول ترین صنف سخن نہ ہوتے ہوئے بھی ممتاز صنف مانی جاتی ہے۔ یہ شاعری کی کٹر صنف اس وجہ سے بھی ہے کہ اِسے صرف ایک بحر ہزج کے چوبیس اوزان میں اور چار مصرعوں میں ہی پیش کیا جاتا ہے۔ اگرچہ عربی، فارسی اور اُردو میں رُباعی کی ہئیت اور تشکیل ایک ہی طرح کی ہے لیکن دُنیا کی دوسری زبانوں میں اس سے ملتی جلتی شکلیں نظر آتی ہیں۔ چنانچہ ہندی میں ''چوپائی'' ملتی جلتی چیز ہے۔ ملک محمد جائسی کی پدماوت اِسی چوپائی میں ہے۔ سنسکرت میں ''چار چرن'' بھی رُباعی کے قریب ہے۔ کالی داس کا مشہور ڈرامہ ''میگھ دوت'' چار چرن میں لکھا گیا۔ پشتو کی چار بیتیہ بھی جو چار مصرعوں پر مشتمل ہے رُباعی سے ملتی ہے۔ رُباعی انگریزی اور فرانسیسی Quatrain کواٹرین سے صرف چار مصرعوں میں مشترک ہے جو ایک قسم کا stanza ہے جس

میں کُل چار مصرع ہوتے ہیں ورنہ مغربی زبانوں میں ایسی کوئی صنف سخن نہیں۔ یہاں اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ دوبیتی، ترانہ اور چہار مصراع، وغیرہ رُباعی سے جداگانہ ہیں اور ان کے اوزان بحر ہزج کے مثمن چوبیس اوزان میں شامل نہیں۔

رُباعی ایرانیوں کی ایجاد ہے اور فارسی سے عربی میں ''دو بیت'' کے نام سے موسوم ہوئی۔ ڈاکٹر محمد وحید مرزا ''اُردو رُباعیات'' میں لکھتے ہیں رُباعی کا فارسی نام خود اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہ ایرانی الاصل شعراہی کی جدّتِ طبع اور قوت اختراع کا نتیجہ تھی۔ سوائے دو چار محققین فارسی اور اُردو جن میں سلیمان ندوی بھی شامل ہیں تقریباً تمام محققین اس بات پر متفق ہیں کہ رُباعی ایرانی الاصل ہے۔ ذیل میں چند معتبر حوالے پیش کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر پرویز ناتل خانلری اپنی شاہکار تصنیف ''تحقیق انتقادی در عروض فارسی'' میں لکھتے ہیں کہ رُباعی کا اصل وزن فارسی ہے اور عربی میں ایسا وزن نہ تھا، عربوں نے اِسے ایرانیوں سے سیکھا ہے

۔

''اصل این وزن فارسی است در عرب چنین وزنی بنودہ و عرب ھا آن را از ایرانیان آموختہ اند''۔

۲۔ تاریخ ادبیات فارسی کی مستند تصنیف ''المعجم'' میں محمد قیس بن رازی جو ۶۲۰؁ ہجری میں زندہ تھا لکھتا ہے کہ جو زحافات وزن رُباعی میں موجود ہیں ان کا عربی اشعار میں وجود نہ تھا۔ ''زحافی کہ درین وزن (رُباعی) مستعمل است در اشعار عرب نہ بودہ است''۔

۳۔ ''مقیاس الاشعار'' میں اوج لکھنوی نے لکھا کہ رُباعی کا وزن پہلے کی عربی شاعری میں نہ تھا۔

۴۔ حدایق البلاغت کے مصنف نے لکھا ''رباعی را شعرائے عجم اختراع نمودہ اند''۔

۵۔ تلخیص عروض و قافیہ میں مولوی علی حیدر طباطبائی نے لکھا ''رُباعی اصل میں فارسی والوں کا نکالا ہوا ایک وزن ہے''۔

۶۔ محمود شیرانی نے تنقید شعرالعجم میں لکھا ''اصناف شاعری میں رباعی اور مثنوی ایرانیوں کی ایجاد تسلیم کی جاتی ہے''۔

۷۔ نجم الغنی بحر الفصاحت میں لکھتے ہیں "عرب میں رُباعی کا دستور نہ تھا یہ شعرائے عجم نے بحر ہزج سے نکالی ہے"۔

۸۔ پنڈت دتا تریکیفی نے "کیفیہ" میں لکھا کہ "رباعی ایرانیوں کی ایجاد ہے"۔

۹۔ مخزن الفواید کے مولف لکھتے ہیں کہ رُباعی کے اوزان ایرانیوں نے بحر ہزج سے نکالے ہیں۔ "اوزان رباعی اہل عجم از بحر ہزج برآوردہ اند"۔

اِسی طرح اُردو رُباعیات میں ڈاکٹر سلام سندیلوی نے "اُردو رُباعی" میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے "رباعیات انیسؔ" میں علی جواد زیدی نے اور درجنوں دیگر ارباب عروض وتنقید نے رُباعی کو ایرانیوں کی ایجاد تسلیم کیا ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے رُباعی کو عربی نژاد بتانے کی کوشش کی ہے چنانچہ وہ اپنی تصنیف "خیام" میں عوفی کی تصنیف لباب الالباب جلد دوم سے حظلہ بادغیسی کی دو بیتیں لکھ کر اُسے قدیم ترین رُباعی کہہ کر رُباعی کی ایجاد کو عربی ادب کی دین اور طاہریہ خاندان (۲۰۵ ھجری۔ ۲۵۹ ھجری) کی پیدائش بتاتے ہیں۔ اگر ہم مولانا ندوی کے پیش کردہ چار مصرعوں پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ رُباعی کے چوبیس اوزان میں نہیں اس لئے یہ پہلی رُباعی نہیں ہوسکتی۔

یارم سپند اگرچہ بر آتش ھمی فگند
از بھر چشم تا نرسد مرد را گزند
او را سپند و آتش ناید ھمی بکار
با روی ھمچو آتش و با خال چون سپند

ہمیں معلوم ہے کہ شبلی نے شعر العجم اور پروفیسر محمود شیرانی نے تنقید شعر العجم میں اس کی تردید کی ہے۔ شیرانی لکھتے ہیں "سید صاحب نے دو بیتیں تو عوفی کی تقلید میں لکھ دیا لیکن الفاظ "جو رُباعی کے وزن پر ہیں" اپنی طرف سے اضافہ کر دیا۔ حالانکہ یہ شعر رُباعی کے وزن پر ہرگز ہرگز نہیں۔ رُباعی کے اوزان بحر ہزج سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ابیات بحر مضارع میں واقع ہوئے ہیں"۔

فارسی رباعی کی اولیت کا سہرا کس شاعر کے سر باندھا جائے اس ضمن میں بھی علمائے ادب میں اختلاف نظر آتا ہے۔

رُباعی کی ایجاد کے سلسلے میں ہمیں دو قدیم روایتیں ملتی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق سلطان یعقوب لیث صفار متوفی ۲۶۵؁ ہجری کے بیٹے کا قصہ جس میں جب وہ عید کے دن غزنین میں جوز بازی کر رہا تھا جوز میں سات گوچی میں چلے گئے اور ایک جوز اچھل کر باہر آگیا اور جب کچھ ہی دیر میں وہ لڑک کر اندر چلا گیا تو لڑکے کی زبان سے خوشی سے یہ الفاظ نکلے۔

غلطاں غلطاں ھمی رود تا لب گو

سلطان یعقوب کو یہ مصرعہ پسند آیا اُس نے اس پر مصرعے لگانے پر کہا چنانچہ اس کے دربار کے دو شاعر ابودلف اور زینت الکعب نے مل کر اس پر تین مصرع لگائے اس طرح پہلی رُباعی وجود میں آئی۔ اس روایت کا ذکر تذکرۃ الشعرا ۸۹۳؁ ہجری میں دولت شاہ نے کیا۔

دوسری روایت میں ابودلف اور زینت الکعب کی جگہ رودکی کا نام لیا گیا ہے۔ قیس بن رازی نے اپنی تصنیف المعجم ۶۳۰؁ ہجری میں کسی لڑکے کے اخروٹ کھیلنے کا قصہ بیان کیا اور پھر اُسے رودکی نے نام سے جوڑ دیا۔ تذکرۃ الشعرا دولت شاہ میں ابودلف اور زینت الکعب اور سلطان صفار کے لڑکے کی روایت سے متاثر ہو کر سید سلیمان ندوی نے خیام میں، نصیر الدین ہاشمی نے ”حضرت امجد کی شاعری“ کے مقدمہ میں، عزیز لکھنوی نے ”کلام رواں“ کے مقدمہ میں اور سید محمد عباس نے رُباعیات انیسؔ کے مقدمہ میں رُباعی کو عربی نژاد اور ابودلف اور زینت الکعب کو پہلے رُباعی گو شاعر قرار دیا۔ حالانکہ تحقیقات سے ان روایتوں کی صحت کا علم نہیں ہوتا۔ ابودلف اور زینت الکعب کا ذکر صفار کے دور کے شعرا میں نہیں ہوتا اور اِسی طرح رودکی متوفی ۳۲۹؁ ہجری کا وجود بھی نہیں ملتا۔ یہ روایتیں محض فرضی داستانوں کے سوا کچھ نہیں حقیقت تو یہ ہے جس کو ایران کے ممتاز ادیب و ماہر عروض پروفیسر ناتل خانلری نے لکھا ہے کہ رُباعی کسی شاعر کی ذاتی ایجاد نہیں بلکہ اس قسم کے اشعار مدت سے ایران میں رائج تھے دراصل رُباعی قدیم ایران کے ترانہ کی ارتقائی صورت ہے۔ پروفیسر

ناقل خاطری نے رُباعی کے وزن کے قدیم ہونے اور ایرانی ہونے کا مزید ثبوت دیتے ہوئے بتایا ہے کہ کسی بحر میں اس قدر اختیارات نہیں جس قدر ترانہ کی بحر میں ہے اس کی کئی شکلیں ایران میں رائج تھیں اور اس کا وزن کسی ایک شخص نے ایجاد نہیں کیا۔ رُباعی ایک ارتقائی صنف سخن ہے۔

علمائے شعر وادب کہتے ہیں کہ رُباعی کا شروع میں نام دوبیتوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ''دوبیتی'' تھا چنانچہ قدیم عرب میں اِسے ''دوبیت'' کہتے تھے۔ ابن خلدون نے بھی اِسے دوبیت لکھا ہے۔ بعض شاعروں نے اِسے چار مصرعوں پر مشتمل ہونے کی خاطر ہر مصرعہ کو علیحدہ شمار کر کے ''چار بیتی'' بھی کہا ہے۔ اِسے قدیم ایران میں ترانہ کہا گیا اور بقول شیخ محمد اقبال رباعی نام تیسری اور چوتھی ہجری میں پڑا۔ اِسے بعض مقامات پر جفتی اور چہار مصراعی بھی کہا گیا۔ عام رباعی میں اگر چاروں مصرعے ہم قافیہ ہوں تو اُسے غیر خصّی کہتے ہیں یہ مستحسن ہے لیکن اس کا رواج قدیم میں تھا اور آج کل یہ عمل متروک ہے جب تیسرے مصرعے میں قافیہ نہ ہو تو اُسے خصّی کہتے ہیں جو رباعی کی مقبول ترین قسم ہے اگر رباعی کے ہر مصرعہ کے ساتھ ایک ایک فقرہ رباعی کے وزن کا ملحق کر دیں تو اُسے رباعی مستزاد کہتے ہیں۔

رباعی صرف بحر ہزج میں کہی جاتی ہے۔ ہزج لغت میں اچھی آواز اور گانے کی آواز کو کہتے ہیں۔ بحر ہزج مفاعلین کی چار بار تکرار سے پیدا ہوتی ہے۔ عروضیوں نے بحر ہزج سالم سے دس ارکان نکالے اور رباعی کیلئے مخصوص کر دیئے ہیں ان میں ایک سالم ہے اور باقی نو زحافات کے ساتھ آتے ہیں۔ رباعی کے ہر مصرعہ میں انھیں دس ارکان سے کوئی چار رکن آئیں گے۔ حدایق میں ابن قیس لکھتے ہیں امام حسن قطان نے رباعی کے چوبیس اوزان کو ترتیب میں لانے کے لئے دو شجرے اخرم اور اخرب تیار کئے۔ چنانچہ رباعی کے چار مصرع ان میں سے کسی ایک وزن پر لکھے جا سکتے ہیں۔ حکیم محمد نجم الغنی رام پوری نے بحر الفصاحت میں نقل کیا ہے کہ اس آزادی کے باعث تقریباً ترتالیس ہزار شکلیں پیدا ہو سکتی ہیں جن کے اوزان اور ترتیب مصاریع میں فرق ہوگا۔ اخرب کے تمام اوزان مفعول سے اور اخرم کے تمام اوزان مفعولن سے شروع ہوتے ہیں۔

اخرب اخرم

١	مفعول مفاعلین مفعول فعول	مفعولن مفعولن مفعولن فاع
٢	مفعول مفاعلین مفعول فعَل	مفعولن مفعولن مفعولن فع
٣	مفعول مفاعلین مفعولن فاع	مفعولن مفعولن مفعول فعول
٤	مفعول مفاعلین مفعولن فع	مفعولن مفعولن مفعول فعَل
٥	مفعول مفاعلن مفاعیلُ فعول	مفعولن مفعول مفاعلین فاع
٦	مفعول مفاعلن مفاعیل فعَل	مفعولن مفعول مفاعلین فع
٧	مفعول مفاعلن مفاعلین فاع	مفعولن مفعول مفاعیلُ فعول
٨	مفعول مفاعلن مفاعلین فاع	مفعولن مفعول مفاعیلُ فعَل
٩	مفعول مفاعیل مفاعلین فاع	مفعولن فاعلن مفاعلین فاع
١٠	مفعول مفاعیل مفاعلین فع	مفعولن فاعلن مفاعلین فع
١١	مفعول مفاعیل مفاعیل فعول	مفعولن فاعلن مفاعیل فعول
١٢	مفعول مفاعیل مفاعیل فعَل	مفعولن فاعلن مفاعیل فعَل

اُردو رُباعی پر گفتگو کرنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ فارسی رُباعی گو شعرا اور فارسی رُباعی کے ارتقا پر روشنی ڈالی جائے۔ فارسی شاعری کا گہرا اثر اُردو شاعری پر رہا چنانچہ فارسی رُباعی بڑی حد تک اُردو رُباعی پر اثر انداز رہی لیکن اس کے ہوتے ہوئے بھی اُردو رُباعی بہر حال برصغیر کے حالات، خصوصیات اور تغیرات کی عکاسی بھی کرتی رہی۔ فارسی کا پہلا رُباعی گو شاعر کون ہے اس بارے میں علمائے شعر و ادب میں اختلاف ہے۔ مولانا سلیمان ندوی نے اپنی تالیف خیام میں بایزید بسطامی کو پہلا رُباعی گو شاعر، رودکی کو دوسرا اور ابو شکور بلخی کو تیسرا رُباعی گو شاعر تسلیم کیا ہے جب کہ پروفیسر محمود شیرانی نے آفرین نامہ ۳۳۶ھ کے مصنف ابو شکور بلخی جن کے حالات عوفی کی لباب الالباب میں ملتے ہیں پہلا رُباعی گو شاعر قرار دیا ہے۔ ابو شکور بلخی سامانی عہد کا ممتاز شاعر تھا جس سے یہ رُباعی منسوب ہے۔

ای گشتہ من از غم فراوانِ تو پست

شد قامتِ من ز دردِ ہجرانِ تو شست
ای شستہ من از قریب دستانِ تو دست
خود ہیچ کسی بسیرت و شانِ تو ھست

رودکی جو سامانی دور کا مشہور شاعر اور بلخی کا ہم عصر تھا المعجم اور معیار البلاغت کے مصنفین کے مطابق پہلا رُباعی گو شاعر تھا لیکن علمائے تحقیق نے رودکی کے کلام کو مشکوک بتایا ہے۔ چنانچہ رودکی کے دیوان میں چھ رُباعیات ملتی ہیں وہ سب مشکوک اور الحاقی ہیں۔

چشم زغمت بہر عقیقی کہ بسفت
بر چہر ہزار گل ز برازم بشگفت
رازی کہ دلم ز جان ھمی داشت نہفت
اشکم بزبان حال با خلق بگفت

جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے کہ رُباعی ایک کٹر صنف شاعری ہے چنانچہ اس ہزار برس کے عرصے میں تین چار ہی فارسی رُباعی کے عظیم شاعر پیدا ہوئے جن میں عمر خیام، ابوسعید ابوالخیر، عطّار اور سرمد کے نام سرفہرست ہیں۔ اگرچہ مولانا رومؔ جو صرف اپنی مثنوی کے باعث شہرت رکھتے ہیں تقریباً اٹھارہ سو رُباعیات کے خالق ہیں۔ کلیات سعدی شیرازی میں ایک سو ستر سے زیادہ رُباعیات نظر آتی ہیں۔ حافظ شیرازی، جامی وغیرہ کے دواوین میں رُباعیات ملتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ سحابیؔ استرآبادی جو صفویہ دور کے ممتاز شاعر تھے انھوں نے سترہ ہزار سے زیادہ رُباعیات لکھیں لیکن ان کا رُباعیوں کا مجموعہ الگ سے شائع نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی رُباعیات ضائع ہو گئیں اور اب کئی رُباعیات دوسری کتابوں میں نظر آتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ فارسی کے تقریباً ہر بڑے شاعر نے کم و زیادہ رُباعیات لکھیں اور اِسی کا تتبع کرتے ہوئے برصغیر میں مسعود سعدؔ سلمان لاھوری، امیر خسروؔ دھلوی، بوعلی قلندرؔ اور سرمدؔ نے رُباعیات کے گلشن کر سرسبز رکھا۔ فارسی رُباعی کا شہرہ آفاق شاعر عمر خیام جس کی رُباعیوں کے ترجمے تقریباً دُنیا کی ہر پیش رفتہ زبان میں ہو چکے ہیں اور انگلینڈ کے شاعر

فٹز جیرالڈ کے انگریزی ترجمہ نے ان رُباعیات کو فنا ناپذیر شہرت بخشی۔ عمر خیام دورِ سلجوقیہ کا ممتاز فلاسفر، مورخ، نجومی اور فقی تھا عمر خیام کو اُس کی زندگی میں رُباعی گو شاعر کی حیثیت سے شہرت نہیں ملی۔ ڈاکٹر علی دشتی نے عمر خیام سے منسوب تقریباً تین ہزار رُباعیات کی کاٹ چھانٹ کر کے صرف ایک سو اناسی (۱۷۹) رُباعیات کو حتمی طور پر خیام سے جوڑا ہے۔ اگر چہ خیام کی بیشتر خمریہ رُباعیات کی شہرت ہے لیکن دراصل خیام نے فلسفیانہ اور اخلاقی رُباعیات کا بھی ایک اچھا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ فارسی کے عظیم رُباعی گو شعرا میں ابوسعید ابوالخیر کا شمار ضروری ہے۔ ابوالخیر صوفی تھے اور عہدِ دیلیمہ کے رُباعی گو۔ ان کی رُباعیات تصوّفی اقدار سے منزّہ ہیں اس کے علاوہ انھوں نے عشقیہ، فلسفیانہ اور اخلاقی رُباعیات کا عمدہ ذخیرہ جو ایک ہزار رُباعیوں سے زیادہ ہے یادگار چھوڑا ہے۔ اِسی طرح دوسرے عظیم شاعر فریدالدین عطاؔر نے اپنی شاہکار مثنویوں کے ساتھ ساتھ تقریباً چھ ہزار سے زیادہ رُباعیات لکھیں ان کی تصنیف مختار نامہ میں پانچ ہزار سے زیادہ رُباعیاں نظر آتی ہیں جو عموماً مذہبی، اخلاقی، اعتقادی، عشقیہ اور فلسفیانہ مضامین سے لبریز ہیں۔ اگر چہ اس مختصر مقدمہ میں تمام فارسی رُباعی گو شعرا کا ذکر ممکن نہیں لیکن ناانصافی ہوگی اگر برصغیر ہند کے نامور صوفی شاعر سرمد کی رُباعیات کا ذکر نہ کیا جائے۔ سرؔمد کاشان ایران سے ہندوستان آئے اور شاہد اور مشہود میں گرفتار ہو کر عشق میں اسیر ہوئے۔ ان کو ایک ہندو لڑکے سے محبت ہی نہیں بلکہ دارا شکوہ سے خاص اُنس تھا جس کی حسادت نے عالمگیری فرمان سے انھیں پھانسی کے تختے پر چڑھا دیا۔ سرمد کی اغلب رُباعیات صوفیانہ، مذہبی، عشقیہ، اخلاقی اور سماجی ہیں۔ ہم سرمد کی ایک تصوّفی رُباعی پر فارسی رُباعی کے ذکر کو تمام کر کے اُردو رُباعی کا دفتر کھولتے ہیں۔

این هستی موهوم حباب است ببین
این بحر پرآشوب سراب است ببین
از دیدهٔ باطن به نظر جلوه گراست
عالم همه آئینه و آب است ببین

اُردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر محمد قلی قطب شاہ متوفی ۱۰۳۰ھ ہجری اُردو کا پہلا رُباعی گو شاعر تسلیم کیا جاتا ہے جس کے دیوان میں (۳۹) انچالیس رُباعیاں شامل ہیں۔ دوسرا رُباعی گو شعر جس کی دو رُباعیاں ملتی ہیں ملک الشعرا ملا وجہی جس کی تصنیف ''سب رس'' محمد قلی قطب شاہ کے انتقال کے پچیس سال بعد لکھی گئی۔ قطب شاہ کی اکثر رُباعیات عشقیہ مضامین سے بچی ہیں۔ ہم اس مقام پر محمد قلی قطب شاہ اور ملا وجہی کی ایک ایک رُباعی پیش کرتے ہیں۔

تجھ حسن سے تازہ ہے سدا حسن و جمال
تجھ یار کی بہتی سے ہے عشق کوں چال
تو ایک ہے تجھ سا نہیں دوجا کوئی
کیوں پاوے جگت صفحہ میں کوئی تیری مثال

(قلی قطب شاہ)

دنیا کے سو لوگاں ہیں وفا دستا نیں
دہن دیکھے جفا باز جفا دستا نیں
بے مہری آدم ہے اس سوں اس کی
دل باندنے میں کچھ دغا دستا نیں

(ملا وجہی)

ارض دکن کے قدیم رُباعی گو شعرا میں سراج اورنگ آبادی کے کلیات میں پندرہ رُباعیات ملتی ہیں جن میں نو (۹) اُردو اور (۶) چھ فارسی میں ہیں۔ سراج کے ہم عصر ولؔی دکنی جو شاعری کے باوا آدم کے نام سے مشہور ہوئے چھ رُباعیوں کے خالق ہیں۔ اُردو رُباعی کی ابتدا اگرچہ دکن سے ہوئی لیکن رُباعی دراصل شمالی ہندوستان میں پروان چڑھی۔ دبستان دہلی نے رُباعی کو اپنی آغوش میں لیا اور اُسے شاعری کی دوسری اصناف کے ساتھ ساتھ ترقی دی اگرچہ اُس دور میں بھی رُباعی گو شاعر کم ہی تھے لیکن اُس دور قدیم کے عظیم شعرا جن میں میر تقی میؔر، رفیع سوؔدا، خواجہ میر دردؔ اور میر حسؔن

وغیرہ نے رُباعی کو رونق بخشی۔ خواجہ میر درؔد متوفی ۱۱۹۹ھجری نے اگرچہ اُردو میں صرف بتیس (۳۲) رُباعیات لکھیں لیکن ان کی فارسی رُباعیات کی تعداد چار سو سے زیادہ ہے۔ خواجہ درؔد صوفی منش شاعر تھے ان کی رُباعیات میں مذہبی، تصوفی، اخلاقی اور فلسفیانہ مضامین کی کثرت ہے۔

اے درد اگرچہ مئے میں ہے جوش و خروش
رہتے ہیں ولے اہل تامّل خاموش
موجوں کو شراب کی وہ پی جاتے ہیں
گرداب کے مانند جو ہیں دریا نوش

میر تقی میرؔ متوفی ۱۸۱۰ء کی رُباعیوں کی تعداد سوا سو سے زیادہ نہیں۔ اغلب رُباعیاں عشقیہ اور مذہبی ہیں لیکن خدائے سخن میرؔ کی رُباعیوں میں بھی کم و بیش رُباعیات کے فلسفیانہ، اخلاقی اور اعتقادی مضامین کی جھلک نظر آتی ہے۔

ہر صبح غموں میں شام کی ہے ہم نے
خوں نابہ کشی مدام کی ہے ہم نے
یہ مہلت کم کہ جس کو کہتے ہیں عمر
مر مر کے غرض تمام کی ہے ہم نے

مرزا محمد رفیع سوداؔ متوفی ۱۱۹۵ھجری نے ایک سو سے زیادہ رُباعیات لکھی ہیں چنانچہ ان کے دیوان میں اسی (۸۰) کے قریب رُباعیاں ملتی ہیں۔ کچھ رُباعیات کیفی چریا کوٹی کی ''جواہر سخن'' اور کچھ شیخ چاند کی ''سودا'' میں موجود ہیں۔ یہ رُباعیات مذہبی، اعتقادی، عشقیہ، تصوفی کے علاوہ تعلّی اور ہجو کے مضامین سے بھری ہیں۔

سوداؔ شعر میں ہے بڑائی مجھ کو
تشریف سخن عرش سے آئی مجھ کو
عالم تجھے اس فن میں پیمبرؐ سمجھا

پوجا جہلا نے بخدائی مجھ کو

میر حسن متوفی ۱۲۱۰ ھجری، خدائے سخن میر انیسؔ کے دادا اور عمدہ مثنوی سحرالبیان کے خالق نے بھی مختلف رائج الوقت موضوعات پر رُباعیاں کہیں جن میں تصوّفی، عشقی، اخلاقی، مذہبی اور اعتقادی مضامین ملتے ہیں۔

کیا وحش و طیور و انس و جاں عالم میں
جو ہیں سو حسن وہ روتے ہیں اس غم میں
روشن نہ سمجھ ضریح پر قندیلیں
جلتے ہیں یہ دل حسینؑ کے ماتم میں

میر سوز متوفی ۱۲۱۳ ھجری اپنے دیوان میں چند رُباعیات لکھی ہیں۔

واعظ مجھے کعبہ کی بتاتا ہے راہ
کرتا ہے صنم کدہ سے مجھ کو آگاہ
میں کب مانوں ہوں ایسے شیطاں کا کہا
لا حول ولا قوۃ الاّ باللہ

میر عبدالحی تاباں متوفی ۱۲۰۰ ھجری نے چودہ (۱۴) رُباعیات، جعفر علی حسرت دہلوی متوفی ۱۲۱۷ ھجری نے (۵۰۰)، نظیر اکبرآبادی نے (۲۲)، مصحفی متوفی ۱۲۴۰ ھجری نے (۱۶۵)، سعادت یارخان رنگین متوفی ۱۲۵۱ ھجری نے کئی سو رُباعیات۔ صرف الٰہی بخش معروف کی ہجو میں (۱۰۱) رباعیاں لکھیں۔

معروف یہ چاہتا ہے کہ کعبہ جا کر
حج کرکے یہاں کہائے حاجی آ کر
سُن کر یہ مقصد اس کا رنگیںؔ نے کہا
بلی چلی حج کو لاکھ چوہے کھا کر

اسی طرح فغان نے (۱۱) ذوق نے (۱۷) داغ نے (۴۱) شاد نے (۹۵) رشید نے

(۹۹) رواں نے (۱۷۵) محروم نے (۲۲۵)، جرات نے (۱۲۵)، مومن متوفی ۱۲۶۸ ہجری نے (۱۲۹)، مرزا غالب متوفی ۱۲۸۵ ہجری نے اُردو میں (۱۶)، فارسی میں (۱۳۰)، امام بخش ناسخ متوفی ۱۲۵۴ ہجری نے (۶۴)، امداد علی بحر لکھنوی متوفی ۱۳۰۰ ہجری نے (۳۰)، منیر شکوہ آبادی متوفی ۱۲۹۷ ہجری نے (۸۰)، سید محمد خان رندؔ متوفی ۱۲۷۴ ہجری نے (۱۵)، میر وزیر علی صباؔ متوفی ۱۲۷۱ ہجری نے (۳)، مظفر علی اسیرؔ متوفی ۱۲۹۹ ہجری نے (۱۱)، آغا حسن امانت نے (۲۰)، عشق لکھنوی نے (۱۹۰)، میر انیس لکھنوی نے (۵۸۶)، امیر مینائی متوفی ۱۹۰۰ء نے (۴۱)، الطاف حسین حالیؔ نے (۱۲۵)، فانی نے (۲۰۰)، فراق نے (۳۵۱)، خواجہ دل نے (۵۰۰) اور مہاراجہ کشن پرشاد نے (۴۵۰) رُباعیات لکھیں۔

اُردو ادب میں سب سے زیادہ رُباعیات شاہ غمگین دہلوی متوفی ۱۲۶۸ ہجری نے لکھی۔ اگرچہ شاہ غمگین نے ان رُباعیات کو ظاہر نہیں کیا تھا اور مرزا غالب سے بھی ایک خط میں ان رُباعیات کو چھپا رکھنے کا وعدہ لیا تھا لیکن بہرحال وہ مجموعہ رُباعیات دریافت ہوا چنانچہ مکاشفات الاسرار جو رُباعیات کا مجموعہ ہے اس میں اٹھارہ سو رُباعیات ہیں۔ اس کے علاوہ تقریباً سو رباعیات ان کے غزلوں کے مجموعہ مخزن الاسرار میں موجود ہیں چنانچہ شاہ غمگین نے اُردو میں سب سے زیادہ یعنی انیس سو (۱۹۰۰) رُباعیاں لکھی ہیں جن میں متصوفانہ، خمریہ، عشقیہ اور اخلاقی مضامین نظم ہوئے ہیں۔

میدانِ رُباعی سرزمین شعر کا میدانِ جنگ ہے جو اکثر شاعروں کی قتل گاہ ثابت ہوا ہے۔ بحر ہزج کے اطراف کی چوبیس (۲۴) گھاٹیوں پر پھیلے ہوئے اس سرسبز میدان میں معمولی، کمزور اور بُودے شاعروں کے لاشوں کے ڈھیر تو زیادہ نظر آتے ہی ہیں لیکن اسی میدان میں عظیم فن کاروں کے پاؤں بھی پھسلتے نظر آتے ہیں۔ غالبؔ جیسے نامور شاعر اور محتاط استادِ فن جنھوں نے اُردو میں کُل سولہ (۱۶) رُباعیات کہی ہیں اسی میدان میں ٹھوکر کھاتے دکھائی دیتے ہیں۔ اُن کی ایک رُباعی کا مصرعہ

ع۔ ”دل رُک رُک کے بند ہو گیا ہے غالبؔ“ ”ایک سبب خفیف“ ”رُک“ کے اضافہ کی وجہ سے رُباعی سے خارج ہو گیا۔ اِسی طرح علاّمہ اقبالؔ کی اغلب رُباعیاں، رُباعی کی بحر میں نہیں ہیں اور اہم ان کو رُباعی نہیں کہہ سکتے۔ اگرچہ مولوی سلیمانؔ ندوی کے ادبی فتوے اور ڈاکٹر عندلیبؔ شادانی کی غیر معتبر تفسیر نے انھیں باباطاہر عریاںؔ کی دو بیتوں کے وزن پر کہی گئی رُباعیوں کا جواز دینے کی ناکام کوشش کی لیکن کوئی خریدار پیدا نہ ہوا کیوں کہ باباطاہرؔ کی دو بیتوں کو ایرانی ادیب محقق اور شاعر نے رُباعی نہیں کہا۔ ہمارے کہنے کا حاصل صرف یہ ہے کہ رُباعی صرف بحر ہزج کے چوبیس (۲۴) اوزان ہی میں کہی جا سکتی ہے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ رُباعی کے چاروں مصرعوں میں ہر مصرعہ الگ الگ وزن پر ہو لیکن تمام مصرعے انہی چوبیس (۲۴) اوزان میں ہونگے۔ اِسی لئے رُباعی کو شاعری کی کٹر صنف بھی کہتے ہیں جس میں کسی قسم کا جھول قابل قبول نہیں۔ رُباعی کہنا ہر شاعر کے بس کی بات نہیں اسی لئے تو جوشؔ ملیح آبادی نے برج لال رعناؔ کے مجموعہ رُباعیات ”رعنائیاں“ میں لکھا۔ ”رباعی ایسی کم بخت چیز ہے جو چالیس پچاس برس کی مشاقی کے بعد کہیں جا کر قابو میں آتی ہے۔ مسلّم ہے کہ رُباعی لکھنے کیلئے کافی مشقِ سخن اور پختگی عمر کی ضرورت ہے اور یہی وجہ ہے کہ عام طور پر شاعر کی زندگی میں رُباعی نویسی کا دور آخر میں ہوتا ہے“۔

خالق اور مخلوق کے اَن گنت فرقوں میں ایک فرق نقص اور کمال بھی ہے۔ خالق کامل اور مخلوق ناقص ہوتی ہے۔ اُردو ادب کے کئی عظیم شعرا صرف ایک دو درجن رُباعیات کہہ کر خاموش ہو گئے اور اس سنگلاخ زمین میں اُن سے مزید چلا نہ گیا۔ شاید علمائے ادب نے اِسی لئے میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ کو خدائے سخن کا خطاب دیا کہ میر انیسؔ نے (۵۸۶) اور مرزا دبیرؔ نے (۱۳۲۳) رُباعیات کہیں جو آج ہمارے درمیان موجود ہیں۔ ان میں کوئی فنّی نقص تو دور کی بات ٹھہری نقصِ مضمون کا بھی جھول نہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ دبیرؔ کی رُباعیات کی بابت تمام تر تذکرات اور تحریرات خموش ہیں۔ مرزا دبیرؔ کی سب سے پہلی سوانح حیات جو انتقال کے چار (۴) سال بعد فارسی میں بنام ”شمس الضحیٰ“ مولوی صفدر علی صاحب کی تصنیف ہے رُباعیات کے بارے میں مبالغہ آمیز

طور پر ان کی تعداد ریگِ صحرا کے دانوں یا دریا میں موجود پانی کے قطرات کی طرح بتلائی ہے۔ جس کا مجموعی اثر منفی ہوا اور چند سال بعد جب محمد حسین آزادؔ نے "آبِ حیات" لکھی تو رُباعیوں کی تعداد کو دبیرؔ کی باتیں اور بے شمار بتایا چنانچہ تعداد انہی باتوں میں گم ہوگئی۔ "حیات دبیرؔ" کے مصنف جناب ثابتؔ لکھنوی نے بھی رُباعیات کی تعداد کو صنعتِ مبالغہ پر فدا کر کے تقریباً سوا دو سو رباعیات شائع کیں۔ جناب خبیرؔ لکھنوی نے جو خود مرزا دبیرؔ کے فرزند اوجؔ کے شاگردِ رشید تھے تقریباً ساٹھ ستر سال قبل ایک مختصر سا کتابچہ بعنوان "رباعیات دبیرؔ" شائع کیا اور کل رُباعیات (۱۹۷) لکھیں۔ خبیرؔ لکھنوی نے انتخاب یا تعداد رباعیات کی کوئی تشریح نہیں کی جس کا اثر عوام نہیں بلکہ خواص پر بھی ہوا چنانچہ رثائی ادب کے جید عالم پروفیسر فرمان فتح پوری نے (۱۹۷) کی تعداد کو صحیح جان کر اپنی تصنیف "اُردو رُباعی" میں دبیرؔ کی رباعیوں کی تعداد (۲) دو سو کے لگ بھگ بتائی۔ جناب سلامؔ سندیلوی کی "اُردو رباعیات" کتاب جس کو لکھنو یونیورسٹی نے ۱۹۵۸ء میں پی۔ ایچ۔ ڈی (Phd) عطا کی دبیرؔ کی رباعیات کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب بتائی ہے۔ ڈاکٹر نفیس فاطمہ جنہیں مرزا دبیرؔ کی مرثیہ نگاری پر ڈاکٹریٹ دیا گیا دبیر کی رباعیات کے بارے میں لکھتی ہیں کہ "دبیرؔ سے کچھ رباعیاں بھی یادگار ہیں"۔ اسی طرح اغلب دبیرؔ شناسوں نے بھی تعداد کے بارے میں خموشی اختیار کی۔ اپنے بیان کو سمیٹتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمام دبیر شناسی کی کتابوں میں صرف پروفیسر محمد زمان آزردہؔ کی تصنیف "مرزا سلامت علی دبیرؔ" تنہا وہ کتاب ہے جس کے حاشیے میں موصوف نے لکھا۔ "دفترِ ماتم کی بیسویں جلد میں (۱۳۳۲) رباعیاں ہیں اور غیر مطبوعہ رباعیاں اب بھی ملتی ہیں چنانچہ اسی لئے ہماری تالیف "رباعیات دبیرؔ" میں ۱۳۲۳ رُباعیاں شامل ہیں۔

مرزا دبیرؔ جیسے عظیم رُباعی گو شاعر کے بارے میں خود انہوں نے جو دبیریے کہلاتے تھے انصاف نہیں کیا۔ دبیرؔ شاہ غمگین کے بعد دوسرے نمبر کے رباعی گو شاعر ہیں جنہوں نے اُردو میں سب سے زیادہ رُباعیاں کہی ہیں۔ شاہ غمگین کا دریافت شدہ مجموعہ رُباعیات مکاشفات الاسرار میں اٹھارہ سو (۱۸۰۰) اور ان کے غزلوں کے دیوان مخزن الاسرار میں (۹۳) ترانوے رُباعیات

ہیں۔ جب کہ دبیرؔ کی رُباعیوں کی تعداد (۱۳۲۳) ہے اگرچہ شاہ غمگینؔ کی رُباعیات کمیت میں زیادہ ہیں لیکن دبیرؔ کی رُباعیات کے سامنے کیفیت میں بہت پائین ہیں۔

حضورِ اکرم اور قرآن پر غمگینؔ اور دبیرؔ کی رُباعیات ملاحظہ کیجئے۔

دیکھا نہ ہو خدا کو تو انسان کو دیکھ
دیکھا نہ ہو نبیؐ کو تو قرآن کو دیکھ
زاہد دیکھا اگر نہ ہو غمگینؔ کو تو
اس کی رُباعیات و دیوان کو دیکھ

(غمگینؔ متوفی ۱۲۶۸ ہجری)

کیا روئے پیمبرؐ نے ضیا پائی ہے
فرقاں کی بلا فرق یہ زیبائی ہے
ہر شئے سے مقدم ہے ہمیں اس کا ادب
قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

(دبیرؔ لکھنوی)

یا شاہِ رُسل رحمت یزداں تم ہو
قرآن ہے پوست مغز قرآں تم ہو
دعویٰ سب کو ہے مومنیت کا مگر
مومن وہ ہے جس کے ایماں تم ہو

(دبیرؔ لکھنوی)

ہم یہ کہہ رہے تھے کہ خود دبیریوں نے بھی دبیرؔ کی رُباعیات کو اُس کا صحیح مقام نہ دیا۔ چودھری سید نظیر الحسن فوق جنھوں نے شبلی نعمانی کے موازنہ کے جواب میں (۶۱۰) چھ سو دس صفحات کی عمدہ کتاب المیزان لکھی اُس میں رباعیات دبیرؔ کی وکالت میں کل چھبیس (۲۶) رباعیوں کو بغیر کسی تفسیر و تشریح کے پیش کر کے صرف یہ چند جملے لکھتے ہیں۔

''مولف (شبلی) نے میر انیسؔ مرحوم کی چند رباعیاں لکھی ہیں جن میں کوئی اخلاقی مضمون ادا کیا گیا ہے یا کوئی مضمون بندی اور صنعت ہے اِسی طرح مرزا صاحب کی بھی بکثرت رباعیاں ہیں جن میں انھوں نے نہایت خوبی اور لطف کے ساتھ نفیس اور دلکش مضامین اور عقیدت و معرفت و اخلاق کے مطالب نظم کئے ہیں۔ ہر ایک رباعی میں علاوہ خوبیِ مضمون کے صفائی، شگفتگی، گرمی اور تاثیر پائی جاتی ہے''۔ راقم کا سوال یہ ہے کیا یہ چند جملے دبیر کی شاہکار رباعیوں کا ریویو ہو سکتے ہیں؟

مرزا دبیرؔ کے فرزند اوجؔ لکھنوی کے شاگرد خبیر لکھنوی نے دبیرؔ کی (۱۹۷) ایک سو ستیانوے رباعیات کو شائع کیا لیکن دبیرؔ کی رباعیات کو شمار کرنے کی بھی زحمت گوارا نہ کی بلکہ مختصر سے دیباچہ میں محمد حسین آزاد کے جملہ کو نقل کیا کہ مرزا دبیرؔ کے سلام نوحوں اور رباعیوں کا شمار نہیں۔ یہ مختصر رباعیات کے کتابچہ سے اُردو شعر و ادب میں جو غلط فہمی ہوئی اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاکٹر سلام سندیلوی جنھوں نے اُردو رباعیات پر پی ایچ ڈی کا مقبول مقالہ لکھا اس میں دبیرؔ پر کُل پانچ صفحات لکھے۔ اس کتاب کے چند جملے یہاں پیش کرتے ہیں۔ ''مرزا دبیرؔ کی رباعیات کا مجموعہ 'رباعیات مرزا دبیرؔ مرحوم' کے عنوان سے نظامی پریس لکھنو سے شائع ہو چکا ہے جس کے مولف خبیر لکھنوی ہیں۔ خبیر صاحب نے رباعیات مرزا دبیرؔ میں اپنے اور دبیر یے فرقوں کی پہچان بھی بتائی ہے۔ مرزا دبیرؔ کے مقلدین اب بھی رباعی سلام اور مرثیے پڑھنے سے پہلے فاتحہ پڑھ لیتے ہیں ان کا قول یہ تھا

ہے بزم عزا میں فاتحہ رسم عزا
مجلس تو ہے بیکس کی اگر قبر نہیں

میر انیسؔ کے مقلدین فاتحہ نہیں پڑھتے ہیں۔ وہ رباعی اور سلام پڑھنے کے بعد مرثیہ خوانی کا آغاز کر دیتے ہیں کیوں کہ ان کا خیال ہے کہ

ع۔ منبر ہے رسولؐ کا یہ کچھ قبر نہیں

دبیرؔ کی کچھ رباعیات کا سرسری جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر سلام سندیلوی لکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ میر انیسؔ کے مدمقابل نہ تھے''۔ یہ سب مسائل اس لئے پیش آئے کہ ہم نے

حُسن یوسف کو بازار مصر میں پیش نہیں کیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ کا کلام پیش کر کے یہ بتایا جائے کہ یہ دونوں عظیم شاعر آپ اپنی مثال ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ مرزا دبیرؔ کے کلام میں انیسؔ کے کلام کا رنگ نظر آتا ہے لیکن اس کے برعکس میر انیسؔ کے کلام میں دبیرؔ کے کلام کی چھاپ نہیں اس لئے ہمیں دبیرؔ کے کلام کے مطالعہ کی سخت ضرورت ہے۔ انیسؔ اور دبیرؔ کے صرف سلاموں اور مرثیوں میں مضامین کا ٹکراؤ نہیں بلکہ ان دونوں عظیم شاعروں کی رباعیات میں بھی مضامین کی تکرار نظر آتی ہے۔ ہم اس موقع پر میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ کی چند رباعیوں کو تقابل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

میر انیسؔ	مرزا دبیرؔ
وہ تخت کدھر ہیں اور کہاں تاج ہیں وہ	دنیا کا عجب کارخانہ دیکھا
جو اوج پہ تھے زیر زمیں آج ہیں وہ	کس کس کا نہ یاں ہم نے زمانہ دیکھا
قرآں لکھ لکھ کے وقف جو کرتے تھے	برسوں رہا جن کے سر پہ چتر زریں
اک سورۂ الحمد کے محتاج ہیں وہ	تربت پہ نہ ان کی شامیانہ دیکھا
مرمر کے مسافر نے بسایا ہے تجھے	گھر اپنا اجاڑ کر بسایا تجھ کو
رخ سب سے پھرا کے منہ دکھایا ہے تجھے	ڈھانپا جو کفن سے منہ دکھایا تجھ کو
کیوں کر نہ لپٹ کے تجھ سے سوؤں اے قبر	اے قبر کہاں کہاں نہ کی تیری تلاش
میں نے بھی جان دے کے پایا ہے تجھے	جب خاک میں مل گئے تو پایا تجھ کو

میر انیسؔ	مرزا دبیرؔ
آغوش لحد میں جب کہ سونا ہوگا	اک دن پیوند خاک ہونا ہوگا
جز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہوگا	تنہا تنہا لحد میں سونا ہوگا
تنہائی میں آہ کون ہووے گا انیسؔ	اس قبر کے پردے کا کھلا حال دبیرؔ
ہم ہوئیں گے اور قبر کا کونا ہوگا	جو اوڑھنا ہوگا وہ بچھونا ہوگا

رتبہ جسے دنیا میں خدا دیتا ہے وہ دل میں فروتنی کو جاہ دیتا ہے کرتے ہیں تہی مغز ثنا آپ اپنی جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے	گنجینہ جسے ربِّ ھدا دیتا ہے وہ دادِ عطیّہ خدا دیتا ہے خاموش حبابوں کے ہیں ظرف خالی دریا میں ہیں موتی وہ صدا دیتا ہے
گلہاے مضامیں کو کہاں بند کروں خوشبو نہیں چھپنے کی جہاں بند کروں میں باعث نغمہ سنجی بلبل ہوں کھولے نہ کبھی منہ جو زباں بند کروں	شیران مضامیں کو کہاں بند کروں گونجیں گے ڈکاریں گے جہاں بند کروں خلاق مضامیں تو سبھی ہیں لیکن کھل جائے حقیقت جو زباں بند کروں
افسوس زمانہ کا عجب طور ہوا کیوں چرخ کہن نیا یہ کیا دور ہوا گردش کب تک نکل چلو جلد انیسؔ اب یاں کی زمیں اور فلک اور ہوا	کس عہد میں تبدیل نہیں دور ہوا گہ عدل گہے ظلم گہے جور ہوا اللہ وہی ہے تو نہ مضطر ہو دبیرؔ کیا غم جو زمیں اور فلک اور ہوا
مجلس میں عجب بہار چشم تر ہے ہر لخت جگر رشک گل احمر ہے اشکوں سے ہو کیوں نہ آبرو آنکھوں کی بے قدر ہے وہ صدف جو بے گوہر ہے	اشک غم شبیرؑ دُر یکتا ہے ہر دیدۂ حق بیں سے یہ در پیدا ہے بے اشک عزا آبروے چشم ہے خاک پانی نہ ہو جس میں وہ کنواں اندھا ہے

میر انیسؔ	مرزا دبیرؔ
کس منہ سے کہوں لائق تحسیں ہوں میں کیا لطف جو گل کہے کہ رنگیں ہوں میں ہوتی ہے حلاوت سخن خود ظاہر کہتی ہے کبھی شکر کے شیریں ہوں میں	شیریں سخنی پہ مورد تحسیں ہوں واللہ نہ عیب بیں نہ نکتہ چیں ہوں سکتے میں ہے میرے سخن شیریں سے شکر کا ہے کیا منہ جو کہے شیریں ہوں

خبیر لکھنوی ”رباعیات دبیر“ میں صحیح کہتے ہیں کہ ”میر، درد، سودا، ذوق، اور غالب وغیرہ نے رباعیاں کہیں مگر افسوس ہے کہ ان اساتذہ کی رباعیوں میں مضامین عالیہ کا فقدان ہے کسی نے ہجو لکھی کسی نے خوشامدانہ مضامین نظم کئے۔ اخلاقی مضامین خال خال ہیں۔ شاید اِسی لئے جناب امداد اثر نے لکھا ”انیس اور دبیر نے اُردو رباعی نگاری کی شرم رکھ لی“۔

شاعری پر تنقید اور تفسیر کرنے والوں نے شعری صنعتوں کو ایک معمولی اور مہمل چیز قرار دے رکھی ہے بعض کہتے ہیں یہ صنعتیں شعر کے مضمون اور اس کی قدر و منزلت سے سروکار نہیں رکھتی، بعضے کہتے ہیں صنائع شعری شعر کا زیور ہے اور اس کو اصلِ شعر سے زیادہ واسطہ نہیں۔ بعض صنعتوں کے ذیل میں حافظ کے مصرعہ۔

ع۔ صنعت گراست لتا شعرِ روان ندارد۔ کہہ کر اس کی توقیر پر حرف لاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام باتیں کسی حد تک صحیح ہوتے ہوئے بھی بڑی حد تک گمراہ کن ہیں۔ شعر تخلیقی اپج ہے ضرورت زندگی نہیں۔ شعر فنونِ لطیفہ سے تعلق رکھتا ہے اور کاروبار زندگی سے سروکار نہیں، شعر لوازم زندگی ہو سکتا ہے لیکن لازمۂ زندگی نہیں۔ ہر عمارت سر پر چھت اور پہلو میں دیوار اور دَر رکھتی ہے لیکن یہ صرف صناعی اور صنعت گری ہے جو تاج محل کو دوسری عمارتوں سے جدا کرتی ہے۔

یعنی اگر شاعر فطری شاعر ہو اور قادر الکلامی کا حامل ہو تو خود بہ خود اس کے اشعار سے معجز بیانی اور معانی آفرینی کے ساتھ ساتھ صناعی کی جھلک نمودار ہوگی۔ یہ بات کو تو دبیر کے دشمن بھی مانتے ہیں کہ مرزا صاحب کا کلام دقیق ہوتا ہے اور صنعتوں سے مالا مال ہے۔ مرزا صاحب کو الفاظ پر وہی قدرت حاصل ہے جو خالق کو مخلوق پر۔ چنانچہ جب بھی وہ جس کسی لفظ سے کام لینا چاہتے ہیں وہ فوراً اطاعت میں سرخم کر دیتا ہے اور یہ خصوصیت صرف دبیر جیسے خدائے سخن ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ مرزا دبیر نے صرف اوق اور دقیق الفاظ استعمال نہیں کئے بلکہ ان کے اشعار نرم، شگفتہ، شستہ اور صاف لفظوں سے لبریز ہیں۔ علامہ شبلی نے اچھے شعر کی تعریف میں یہ بھی کہا ہے کہ شعر اتنا سادہ ہو کہ اس کی نثر کرنا نہ ممکن ہو۔ آیئے مرزا دبیر کی فی البدیہہ رباعی سنئے اور بتایئے کیا اس کی نثر ممکن ہے۔ مجلس جمی ہوئی ہے ایک دوست منبر کے قریب آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مرزا نے فرمایا۔

مجلس ہے حضور آیئے ۔ بسم اللہ
تشریف تشریف لایئے ۔ بسم اللہ
کل حشر میں بھی کہوں گا انشاء اللہ
در خلد کا وا ہے جایئے ۔ بسم اللہ

رباعیوں کے مصرعے عام بات چیت کی طرح سادے اور عالی مطالب اور انوکھے مضمون کی شیرینی سے لبریز ہیں۔ دبیرؔ کی معرف رباعی سنیے۔

خورشید سرِ شام کہاں جاتا ہے
روشن ہے دبیر پہ جہاں جاتا ہے
مغرب ہی کی جانب تو ہے قبر حیدرؑ
یہ شمع جلانے کو وہاں جاتا ہے

اس رباعی میں صنعت ایہام، صنعتِ مبالغہ، صنعتِ مذہب کلامی، صنعت تنسیق الصفات اور صنعت حُسن تعلیل موجود ہیں۔ مضمون کی طوالت کا لحاظ کرتے ہوئے ہم صرف مصرعہ ثانی کا ذکر کرتے ہیں کہ۔ ع۔ روشن ہے دبیرؔ پہ جہاں جاتا ہے

یہاں سننے والا دبیرؔ سے مراد سلامت علی دبیرؔ سمجھتا ہے جب کہ مرزا دبیرؔ یہاں فلک کا بلند ترین ستارہ "عطارد" جسے "دبیرِ فلک" بھی کہتے ہیں اور جو اونچائی پر ہونے سے فلک کا منتظم ہے معنی مراد ہے اسی لئے دبیرؔ نے اپنے غیر منقوط مرثیے میں اپنا تخلص "عطارد" رکھا ہے۔ یعنی عطارد کو معلوم ہے کہ سورج کہاں جاتا ہے وہ دیکھ رہا ہے وہ فلک کی سب خبر رکھتا ہے۔

اُردو شاعری میں محاوروں کو نظم کرنا قدیم روایت ہے لیکن جب دبیرؔ جیسا قادر الکلام شاعر اُسے استعمال کرتا ہے تو محاوروں کے الفاظ اور معانی کو شعر کے دوسرے الفاظ سے ایسا جدا کر دیتا ہے کہ ہر کم نظر بھی اُسے دیکھ سکے۔ حضرت علیؑ نہج البلاغہ میں دُنیا کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں دنیا کو تین بار طلاق دے چکا ہوں۔ اس مضمون کو دبیرؔ کی زبانی رباعی میں سنئے۔

بن بن کے ہزار بار آئی دنیا

پر چشمِ علی میں نہ سمائی دنیا
جتنا کے اُٹھایا درِ خیبر کو بلند
نظروں سے اُسی قدر گرائی دنیا

اس رباعی میں تین محاورے "بن بن کے آنا"، "آنکھوں میں سمانا"، "نظروں سے گرانا" استعمال ہوئے۔ صنعت تضاد اٹھانا اور گرانا، صنعت تلمیح درِ خیبر کا اُٹھانا، صنعت مبالغہ اور صنعت تنسیق الصفات کے ساتھ ساتھ لطیف کلام یہ ہے کہ تیسرے مصرع کا مضمون اتنا بلند ہو گیا تھا کہ اس پر چوتھا مصرعہ لگانا دشوار تھا لیکن یہ دبیرؔ ہی کا حق تھا کہ چوتھے مصرعہ کو "نظروں سے اُسی قدر گرائی دنیا" کہہ کر بلند ترین مقام پر پہنچا دیا۔

عربی، فارسی اور اُردو کے شعرا نے اسم گرامی سرور کائنات محمد مصطفیٰ کو کئی صنعتوں اور کئی مضامین میں نظم کیا لیکن جس مضمون کو دبیرؔ نے باندھا وہ ہماری نظر سے کہیں اور نہیں گزرا۔ شمس اور قمر دونوں سہ حرفی عربی الفاظ ہیں جن کا بیچ حرف "میم" ہے۔ رباعی ملاحظہ کیجئے۔

آدم نے شرف خیرؐ بشر سے پایا
رشتہ ایماں کا اس گھر سے پایا
دو میم محمدؐ سے جہاں روشن ہے
مضموں یہ دلِ شمس و قمر سے پایا

یعنی یہ دنیا جو شمس و قمر سے روشن ہے دراصل وہ محمدؐ کے دو "میم" کا طفیل ہے۔ دبیرؔ کو صنعت غیر منقوط یا مہملہ پر عبور حاصل تھا۔ یعنی اُردو کے حروف تہجی سے اگر نقطہ دار حروف کو علیحدہ کر دیں تو صرف چودہ (۱۴) حرف باقی رہ جاتے ہیں اور انہی چودہ (۱۴) حروف جس میں جب کہ بڑی اور چھوٹی "یا" نہ ہو تو نظم کہنا ایک طرف نثر بھی دشوار ہو جاتی ہے۔ اِس صنعت میں دبیرؔ کی کئی رباعیات ہیں جو سلیس اور شگفتہ ہیں۔ دبیرؔ کی کرشمہ سازی اور حُر کی خوش بختی پر سر دھنئے۔

اعدا کو اُدھر حرام کا مال ملا

حُر کو اسدؓ الہ کا اِدھر لال ملا
واللہ کُلاہِ سر عالم ہوا حُر
حُلّہ ملا ، معصومہؓ کا رومال ملا

اس صنعت کے برخلاف ایک صنعت جس میں الفاظ کے تمام حروف نقطہ دار ہوتے ہیں جو کو صنعت منقوط کہتے ہیں اس صنعت میں دبیرؔ کی رباعی دیکھئے۔

جب بختِ بن قین نے زینت بخشی
زینبؑ نے تخّی تب بہ شفقت بخشی
تیغیں جز تن جبین شق جی بے چین
جنت بخشی نبیؐ نے جنت بخشی

ایک ذو قافتین رباعی سنئے۔ ہر مصرعہ میں دو قافیے ہیں۔

کونین پہ خالق کا ولی غالب ہے
ایمان ہے روح اور علیؑ قالب ہے
اللہ ہے مطلوب نبیؐ طالب ہے
کیا ذاتِ علیؑ ابن ابی طالب ہے

دبیرؔ کی رباعیات میں آسان اور ذو دفہم تشبیہات، مکمل استعاراتی نظام، کنایات اور مُجاز مرسل کی چاشنی نظر آتی ہے۔ علم بدیع کی تقریباً تمام عمدہ معنوی اور لفظی صنعتیں ان کے پاس موجود ہیں جنھیں ہم یہاں چھوڑ کر صرف چند اُن صنعتوں کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں جن کے اب تک کوئی نام نہیں۔ جس طرح صحرا اور گھنے جنگلوں میں اُگنے والے ہزاروں پھولوں کے نام نہیں اُسی طرح صنعتوں کے خالق تو دبیرؔ ہیں لیکن ابھی تک ان کے نام نہیں اور ان صنعتوں کا ادبی اور شعری صحیفوں میں کوئی ذکر نہیں۔ ہم یہاں اِن اَن گنت بے نام و نشان صنعتوں کے ذخیرے کے صرف ایک حصہ جو "اعداد" سے متعلق ہے اس کی طرف اشارہ کریں گے۔ صنعت "سیاق الاعداد" صنعت تاریخ گوئی اور صنعتِ اعداد ایہامی سے ہم واقف ہیں لیکن ذیل کی چند رباعیات جو دبیرؔ کے

ذخیرے میں مُشتی از خروار کے حساب میں آتی ہیں وہ صنعتوں سے بھری پڑی ہیں جن کے نام نہیں۔ مرزا دبیرؔ ان تمام صنعتوں کے موجد ہیں کاش کوئی اُردو ادیب ان پر کام کرے اور دبیرؔ کے کام کے عوض نام کمائے اور اُردو ادب کی قسمت سنوارے۔ یہاں ہم صرف چند رباعیوں کو پیش کر رہے ہیں۔

کیا قامتِ زہرا ؑ و علیؑ زیبا ہے
ایمان کے گویا دو الف یکجا ہیں
ان دونوں کے فرزند ہیں گیارہ معصومؑ
جیسے دو الف سے یازدہ (۱۱) پیدا ہیں

قامت علیؑ اور فاطمہؑ کو الف سے تشبیہ، ایمان، کے دو الف سے مناسبت اور دونوں الف کو جمع کر کے گیارہ کا عدد اور ان کی اولاد میں گیارہ امامؑ سے نسبت دریا کو کوزے میں بھرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اس اعداد کی صنعت کو اگر دبیرؔ کی ایجاد نہ کہیں تو یہ سہرا کس کے سر باندھیں۔ دوسری رباعی سنئے جو صنعتِ مذہب کلامی میں ہے اور اعداد کی رنگینی سے عجیب رنگ پیش کر رہی ہے۔

کہنے سے اذاں کے دین سب ملتا ہے
پر نامِ علیؑ نہ لو تو کب ملتا ہے
اعداد محمدؐ اور علیؑ کو گن لو
یہ دونوں جو باہم ہوں تو ربّ ملتا ہے

یعنی محمدؐ کے (۹۲) اور علیؑ کے (۱۱۲) اعداد کو جمع کریں تو ''رب'' کے (۲۰۴) عدد بنتے ہیں۔ تیسری رباعی میں اعداد سے جو مضمون نکالا گیا ہے وہ صناعی اور کرشمہ سازی ہے۔

اربع کتب خالق غفار آئے
چودہ (۱۴) کے گواہ رتبہ یہ چار آئے
تا ہوں عدد چاردہ معصومؑ تمام
الحمد کے سات آیۂ دوبار آئے

اس رباعی میں چار صحیفوں کا ذکر اور سورہ حمد جسے اس لئے سبع مثانی کہتے ہیں کہ یہ آیات جو سات ہیں دو بار نازل ہوئی تا کہ چودہ کا عدد بنے اور اِسی تعداد میں معصومؑ بھی آئے۔

آخری رباعی سنئے اور اعداد کی صنعت دیکھئے۔

کیوں حُبّ یدُ اللہ سے نہ قیوم ملے
چودہ(۱۴) طبق اس نام کے محکوم ملے
دس(۱۰) "یا" کے ہیں "دال" یداللہ کے چار(۴)
اللہ کے ساتھ چودہ (۱۴) معصومؑ ملے

یعنی "یداللہ" کے ہاتھ ہیں وہ دراصل معصوم یعنی (۱۴) افراد ہیں جو اللہ کے ہاتھ کی طرح یداللہ میں شامل ہیں۔

بہر حال دبیرؔ کی ادق بیانی اور مشکل پسندی پر بحث کرنے سے پہلے ہمیں اُن الفاظ پر بڑے غور وخوص سے نگاہ ڈالنی چاہئے جسے دبیرؔ جیسا قادر الکلام خدائے سخن نے اپنے اشعار میں جگہ دی ہے تب ہی جا کر دبیرؔ کے ساتھ انصاف ہو سکتا ہے۔

بقول جوشؔ ملیح آبادی

لیلائے سخن کو آنکھ بھر کر دیکھو
قاموس و لغات سے گزر کر دیکھو
الفاظ کے سر پہ نہیں اُڑتے معنی
الفاظ کے سینے میں اُتر کر دیکھو

ہم نے اگر چہ بہت ساری رباعیات کا تجزیہ کیا ہے لیکن اس مقام پر صرف چند رباعیات کے نمونے پیش کر کے مضمون پر دبیرؔ کی قدرت اور مطالب کی ندرت کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ دینی شاعری جس کا مبدا اجا حمد ہے شاعری کی دوسری صنفوں اور قسموں سے اس لئے بھی جدا اور ممتاز ہے کہ اس میں بے تکلفی اور بے ساختگی ہے۔ یہاں حمد نگار عجز و انکساری کا پیکر ہے۔ وہ اپنے خالق

حقیقی کی بارگاہ میں کھلے دل سے اپنے دلی جذبات کو پیش کرتا ہے۔ چنانچہ دبیرؔ کے قلم سے نکلا ہوا ہر حرف ان کے دل کی ترجمانی کرتا ہے۔ دبیرؔ کی حمدیہ رباعیاں بھی اکثر مشہور رباعی گو شاعروں کی طرح ذات خداوندی اور صفات خداوندی سے منزہ ہوتی ہیں۔

یا رب خلاق ماہ و ماہی تو ہے
بخشندۂ تاج و تخت شاہی تو ہے
بے منت و بے سوال و بے استحقاق
دیتا ہے جو سب کو وہ الٰہی تو ہے

☆☆☆

یارب جبروتی تجھے زیبندہ ہے
ہر تن ترے سجدے میں سر افگندہ ہے
توحید کا کلمہ بھی پڑھتا ہے دبیرؔ
جو تیرے سوا ہے وہ ترا بندہ ہے

☆☆☆

بندوں سے پیام احد پاک کہا
معبود ازل سے ما عرفناک کہا
دیکھی جو نبیؐ کی خاکساری حق نے
لولاک لما خلقت الافلاک کہا

لغات: احد = اللہ/ عرفناک = شناخت، پہچان/ خاکساری = عجز انکساری/ مصرعہ چہارم یعنی تمہاری خاطر ہم نے افلاک خلق کئے۔
رباعی کا دوسرا شعر صنعت ذولسانین میں ہے۔ صنعت تضاد = بندہ، معبود/ صنعت تضمین = مصرعہ چہارم ہے

دبیرؔ بہت عمدہ نعت گو شاعر ہیں۔ مرثیہ نگار دراصل کامل نعت گو شاعر اس لئے بھی مانا جاتا ہے کہ مرثیہ کے کئی بند کا ٹیپ کا شعر ذات ختمی مرتبت پر ختم ہوتا ہے۔ دبیرؔ کا معراج نامی جو مثنوی کی ہیئت میں لکھا گیا ہے نعت کے اصلی اور فروعی مسائل اور موضوعات پر درخشان دلیل ہے۔ دبیرؔ نعتیہ مضامین کو عشق نبوی میں ڈوب کر لکھتے ہیں اور نئے نئے مضامین تراشتے ہیں۔

معراج نبیؐ میں جائے تشکیک نہیں
ہے نور کا تڑکا شب تاریک نہیں
قوسین کے قرب سے یہ ثابت ہے دبیرؔ
اتنا کوئی اللہ کے نزدیک نہیں

لغات: ۱۔ تشکیک = شک ۲۔ تڑکا = سویرا ۳۔ قوسین = محراب عرش ۴۔ قرب = قریب ۵۔ صنعت حُسن تخلص ۶۔ مصرعہ چہارم روزمرّہ میں ہے۔ ۷۔ تلمیح = معراج جس میں پیغمبرؐ براق پر سوار ہو کر عرش گئے ۸۔ قوسین = عرش کے بلند مقامات، محراب عرش ۹۔ تیسرا اور چوتھا مصرعہ صنعت مذہب کلامی کی عمدہ مثال ہے۔

☆☆☆

اندام نبیؐ نے کیا صفائی پائی
سائے کی بھی وصل سے جدائی پائی
وہ سایا ہوا دواتِ قدرت میں جمع
لکھنے کو قضا نے روشنائی پائی

☆☆☆

آدم نے شرف خیرِ بشرؐ سے پایا
رشتہ ایماں کا اس گُہر سے پایا
دو میم محمدؐ سے جہاں روشن ہے
مضموں یہ دلِ شمس و قمر سے پایا

یہ حقیقت ہے کہ جیسے ہی حضرت علیؑ کا نام آئے دبیرؔ کی طبیعت جھوم جاتی ہے۔ دبیرؔ محمدؐ و آل محمدؐ کا دبیرؔ بھی ہے ان کے دفتر میں اہلبیتؑ اکرام کی منقبتوں کی کمی نہیں تقریباً دبیرؔ کی ایک ربع رباعیات منقبتی مضامین سے درخشاں ہیں۔ دبیرؔ منقبت میں دلکش مضامین محاسن کلام اور نادر صنعتوں کے استعمال سے رباعی کو فن پارہ بنا دیتے ہیں۔ ذیل کی رباعیات ہماری گفتگو کا ثبوت ہیں۔

حٰمٓ کا ترجمہ ہے حائے حیدرؑ

یٰسین کا صاف سر ہے یائے حیدرؑ
دارین کو اس دال نے دولت دی ہے
تفسیر رضائے حق ہے رائے حیدرؑ

☆☆☆

کیا لامِ علیؑ سے معرفت حاصل ہے
یہ لام دلِ بادشہِؑ عادل ہے
قرآن کے سی پارے ہیں اور لام کے تیس (۳۰)
قرآن بلا فرق علیؑ کا دل ہے

☆☆☆

قربانِ علیؑ نام خدا کا یہ ہے
لو ترجمہ عینؑ و لام و یا کا یہ ہے
کیا اسمِ مبارک کا معتا ہوا حل
سر علم کا دل حلم و حیا کا یہ ہے

☆☆☆

”ح“ نام میں ہے حق کی حمایت کے لئے
اور ”س“ ہے سائل سے سخاوت کے لئے
ہیں نام حسینؑ میں بھی کیا خوب حروف
”ی“ ”ن“ ہے تاریخ شہادت کے لئے

☆☆☆

ہر شام کو خورشید کہاں جاتا ہے
روشن ہے دبیرؔ پہ جہاں جاتا ہے

مغرب ہی کی جانب تو ہے قبرِ حیدرؑ
یہ شمع جلانے کو وہاں جاتا ہے

☆☆☆

جینے کا مزا نزع میں ہم پائیں گے
قبل از ملک الموت علیؑ آئیں گے
کیا خوف نکیرین کے آنے کا دبیرؔ
پوچھیں گے مزاج اور چلے جائیں گے

☆☆☆

آنکھیں ہیں غمِ شاہؑ میں رونے کے لئے
دل حق نے دیا ملول ہونے کے لئے
دھوتے ہیں ہر ایک شئے کو پانی سے مگر
آنسو ہیں فقط گناہ دھونے کے لئے

☆☆☆

دنیا سے اُٹھا میں لے کے نامِ حیدرؑ
جنت کو چلا بہر سلامِ حیدرؑ

عصیاں ہوئے سدِ رہ تو رضوان نے کہا
آنے دو اسے ہے یہ غلامِ حیدرؑ

☆☆☆

ہمسر نجفِ پاک کا کب عرش ہوا
برتر ہے وہ پہلے سے یہ اب عرش ہوا
تعمیرِ نجف سے بچ رہا تھا اک سنگ
گردوں نے دھرا سر پہ لقب عرش ہوا

☆☆☆

کیا مرتبہ قائم القیامت کا ہے
بس خاتمہ آقا پہ عدالت کا ہے
ہے نصف مہینہ اِدھر اور نصف اُدھر
انصاف یہ اک شبِ ولادت کا ہے

☆☆☆

مہدیؑ پہ فدا کُل کے شہنشاہ یہ ہیں
فرمان دہِ کائنات واللہ یہ ہیں
اعداد ہیں مہدیؑ و دہن کے یکساں

گویا دہنِ قدرت اللہ یہ ہیں

☆☆☆

حیدرؑ کا ہر اک جن و ملک بندہ ہے
ہر شاہ و گدا ابد تلک بندہ ہے
گن لو عدو جہان و مہدیؑ ہیں ایک
تا روز حساب ان کا فلک بندہ ہے

دبیرؔ کے پاس ایک اچھی تعداد میں فلسفیانہ موضوعات پر رباعیات ملتی ہیں۔ جس میں فلسفۂ حیات وممات فلسفہ جبر وقدر، فلسفہ غم وشادی، فلسفہ فنا وبقا، فلسفۂ بے ثباتی دنیا، فلسفہ ہجر وصال جوانی و پیری وغیرہ ان کے پسندیدہ مضامین ہیں۔ یہ کہنا درست نہیں کہ دبیرؔ کے پاس صرف مذہبی اور وہ بھی صرف رثائی رباعیات ہیں درحقیقت دبیرؔ کی اوپر ذکر کئے گئے موضوعات پر بہت ہی شگفتہ اور دل آویز رباعیات نظر آتی ہیں۔

تقدیر زبردست ہے کمزور ہیں سب
زحمت کشِ روزگار شب کور ہیں سب
اے چرخ تری گنبدِ گرداں کے تلے
کیا خاک مزا ہے زندہ درگور ہیں سب

☆☆☆

بالائے زمیں زندوں کی تعمیریں ہیں
مُردوں کی یہ زیرِ خاک جاگیریں ہیں
عبرت کے مرقع کا ہے اک صفحہ زمیں
دونوں طرف اس ورق پہ تصویریں ہیں

☆☆☆

بن ٹھن کے ہزار بار آئی دنیا
پر چشم علیؑ میں نہ سمائی دنیا

جتنا درِ خیبر کو اٹھایا تھا بلند
نظروں سے اُسی طرح گرائی دنیا

☆☆☆

ہر سر کا یہاں عجب سر و ساماں دیکھا
اقبال اور ادبار کو یکساں دیکھا
دنیا کے خیال میں جو کیں آنکھیں بند
ہم نے تو فقط خوابِ پریشاں دیکھا

☆☆☆

چونکہ اخلاق مذہب کا جزو مہم ہے اس لئے اخلاقی رباعیات کا کثرت سے ہونا تعجب کی بات نہیں۔ تصوفی شعرا نے اخلاقیات پر عمدہ رباعیات لکھی ہیں جو زبان زد عام ہیں۔ دبیرؔ کی شناخت نادر مضامین میں صنعاعی کا کمال ہے۔ ذیل کی رباعیات اس موضوع پر دبیرؔ کی گرفت کا عمدہ ثبوت ہیں۔

جو اہلِ ہنر کا عیب جُو ہوتا ہے
بد اُس کا ہر اک فعل نکو ہوتا ہے
جب نقص زر و سیم وہ کرتا ہے عیاں
خود سنگ محک سیاہ رو ہوتا ہے

☆☆☆

گنجینہ جسے رب ہدا دیتا ہے
وہ داد عطیۂ خدا دیتا ہے
خاموش حبابوں کے ہیں ظرف خالی
دریا میں ہیں موتی وہ صدا دیتا ہے

☆☆☆

کم مایہ سبک پیشِ جہاں ہوتا ہے
میزاں سے بدیہی یہ عیاں ہوتا ہے
خوردوں سے تواضع ہے بزرگی کی دلیل
جھکتا ہے وہ پلہ جو گراں ہوتا ہے

☆☆☆

اعمال کی تیرگی وضو سے نہ گئی
ظلمت عصیاں کی شست و شو سے نہ گئی
پیری آئی جوانی زری افسوس
بالوں سے سیاہی گئی رُو سے نہ گئی

☆☆☆

جو قصر کرے حرص کو قیصر وہ ہے
تکیہ ہے جسے حق پہ تونگر وہ ہے
آئینۂ سکندر نے بنایا تو کیا
دل جس کا ہے آئینہ سکندر وہ ہے

☆☆☆

جو زر سے ہے بے زار ابوذرؓ وہ ہے
دل جس کا ہے قابو میں دلاور وہ ہے
اللہ کو ناپسند ہے خود بینی
توڑے جو یہ آئینہ سکندر وہ ہے

☆☆☆

اے تن تو فُروتنی و مسکینی کر
اے دل چمنِ حلم کی گُل چینی کر
گر مدِّ نظر ہے چشمِ مردم میں جگہ
پُتلی کی طرح سے ترک خود بینی کر

☆☆☆

پیشِ اُمرا طالبِ زر جھکتے ہیں
سجدے سے سوا مجرے میں سر جھکتے ہیں
سنجیدہ ہیں یہ لوگ ترازو کی مثال
سو مال جدہر ہو اُدھر جھکتے ہیں

مقدمہ کی طوالت کے پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم یہاں مزید کسی تفسیر و تبصرے کے صرف رثائی، اعتقادی، ذاتی اور چند سمانی رباعیات کو پیش کریں گے۔

باپ اُس کا تو ہو مدینۂ علم کا باب
اور آپ وہ ہوئے اہل جنت کا شباب
لب تشنہ ہو ذبح جس کے نانا کو ہو
لولاک لما خلقت الافلاک خطاب

☆☆☆

ہے عشقِ خدا مقام سربازی کا
کیا دخل کسی کو شہؑ کی جاں بازی کا
دی حق نے ندا چڑھا جو سر نیزے پر
رُتبہ ہے حسینؑ یہ سرافرازی کا

☆☆☆

شاہد بہ خدا سورۂ الرحمان ہے
مرجان سے مراد شاہِ انس و جان ہے
ہے لال نبیؐ کا کشتۂ ابنِ زیاد
مرجانہ کا بیٹا قاتلِ مرجان ہے

☆☆☆

ہے ثابت و روشن جو کرو خوب نگاہ
بارہ ہیں امامتؑ کے فلک بارہ ماہ
بے شبہ کہ باخدا ہیں اثناعشری
بارہ ہیں حروفِ الا الہ الا اللہ

☆☆☆

جس دم ہوا اقربا کو فرمانِ امامؑ
پڑھ پڑھ کے نمازیں ہوئے قربانِ امامؑ
ہر روز ہیں رکعتیں نمازوں کی گواہ
مارے گئے سترہ (۱۷) عزیزانِ امامؑ

☆☆☆

پیوندِ زمیں علیؑ کے جو تارے ہیں
گردش میں اس اندوہ سے سیارے ہیں
پُرزے جو ہوا مصحفِ ناطق کا بدن
قرآں کی طرح ماہ بھی سی پارے ہیں

☆☆☆

عابدؑ نے سوائے خاک بستر نہ رکھا
تپ میں سر بالینِ شفا سر نہ رکھا
زنداں میں نبض ہتکڑی نے دیکھی
جز داغ کسی نے ہاتھ دل پر نہ رکھا

☆☆☆

غم خوارِ مریض کربلاؑ ہے خورشید
جب دیکھئے تپ میں مبتلا ہے خورشید
پیوست ہوئے پاؤں میں عابدؑ کے جو خار
کانٹوں پہ کرن کے لوٹتا ہے خورشید

☆☆☆

رتبہ میں ہیں اکبرؑ کے مقابل اصغرؑ
یعنی کے شہیدوں میں ہیں داخل اصغرؑ
صورت میں بزرگ و خورد تصویر میں ایک
وہ مصحفِ اکبرؑ ہیں حمائل اصغرؑ

☆☆☆

ہے ماتمِ اہلِ بیتؑ میں بیت اللہ
پوشش ہے سیاہ سنگ کعبہ ہے سیاہ
زمزم نہ کہو کعبہ ہے گریاں دائم
سمجھو نہ ستوں ہے کششِ نالۂ و آہ

☆☆☆

حاصل جسے آقاؑ کی حضوری ہو جائے
عصیاں کی تیرگی سے دوری ہو جائے
اے صلِّ علیٰ مجلسِ پُر نور حسینؑ
ناری بھی یہاں آئے تو نوری ہو جائے

☆☆☆

جو صوم و صلوٰۃ پر فقط مائل ہیں
اور تعزیتِ حسینؑ سے غافل ہیں
بے اشکِ غمِ حسینؑ ان کے اعمال
مانندِ نماز بے وضو باطل ہیں

☆☆☆

پھر بلبلِ حضرت امیرؑ آیا ہے
جبرئیل امیں کا ہم سفیر آیا ہے
جو روئے گا لکھ دے گا اُسے خطِ نجات
سرکارِ حسینؑ کا دبیرؔ آیا ہے

لغات: ہم سفیر = نمائندہ / خطِ نجات = نجات کا پروانہ / تلمیح = جبرئیل امیں / سرکار = سلطنت / صنعت حُسن تخلص = چوتھا مصرعہ / صنعت حُسن قافیہ = دبیر / صنعت تعلیق = دوسرا شعر / استعارہ = بلبل حضرت امیرؑ / صنعت مراعات النظیر = لکھ، خط، سرکار، دبیر / صنعت ایہام = یہاں دبیر سے مراد شاعر دبیر اور دبیر یعنی منتظم سرکار حسینؑ ہے۔

☆☆☆

دربارِ رضاؑ میں جعفری باہم ہیں
باغوں میں گُلِ جعفری ایسے کم ہیں
مدّاحِ شہِ طوس کہلائے دبیرؔ
اب ہند میں فردوسیِ طوسی ہم ہیں

☆☆☆

اوّل تو ولائے شاہِ دیں ہے دل میں
بعد اُس کے ولائے مومیں ہے دل میں
ظاہر میں گرہ پڑی ہے باہم ورنہ
یاں مثلِ حباب کچھ بھی نہیں ہے دل میں

☆☆☆

دل تازہ ہے حیدرؑ کی ثنا خوانی سے
ہے کام زباں کو گہر افشانی سے
مچھلی ہے مری زباں پہ فرق یہ ہے
یہ زندہ ہے منقبت سے وہ پانی سے

☆☆☆

ہاں بلبل سدرہ شورِ تحسیں ہوجائے
وہ نظم پڑھوں کے بزم رنگیں ہوجائے
پھل نقطے ہوں پھول حرف طوبیٰ مصرع
فردوسؔی اگر آئے تو گُل چیں ہو جائے

☆☆☆

اے ابر تری گُہر فشانی کیا ہے
آ دیکھ کہ یہ دُرِّ معانی کیا ہے
یاں گُل ہے چراغ انوریؔ کا بالکل
اے شمع تری چرب زبانی کیا ہے

☆☆☆

ناحق نہ چیختا نہ چلّاتا ہے
بے کار نہ ہر بند پہ بتلاتا ہے
ابنِ شہؑ مرداں کا ثنا خواں ہوں میں
صد شکر کہ پڑھنا مرا مردانہ ہے

☆☆☆

لو اوج پہ ذرۂ حقیر آیا ہے
پھر تختِ سلیمانؑ پہ فقیر آیا ہے
مہرِ شہؑ دیں سے فلکِ منبر پر
ہونے کو عطارد یہ دبیر آیا ہے

لغات: مہر=خورشید/ اوج=بلندی/ عطارد= دبیر/ تلمیح=تختِ سلیماں۔ شہِ دیں۔ عطارد
صنعت مراعات النظیر = فلک، عطارد، دبیر/ صنعت ترجمہ اللفظ= عطارد= دبیر/ صنعت حسن قافیہ= دبیر/ صنعت حسن تخلص= دبیر/ نوٹ: عطارد مرزا دبیر کا غیر منقوطہ کلام میں تخلص ہے۔

یا شاہِ نجف تھام لو اس کشور کو
آباد رکھو اہلِ عزا کے گھر کو
یوں کھودو مخالف کے عمل کی بنیاد
جس طرح اکھاڑا ہے درِ خیبر کو

☆☆☆

غالب اعدا پہ شاہِ ایراں ہوجائے
مقبول دعائے گوشہ گیراں ہوجائے
آباد ہو کربلا الٰہی آمین
بغداد تباہ روم ویراں ہوجائے

☆☆☆

کیا شیعہ اثنا عشری قتل ہوئے
کیا کیا علمائے جعفری قتل ہوئے
فریاد ہے یا حیدر صفدر فریاد
بائیس ہزار حیدری قتل ہوئے

☆☆☆

دبیرؔ اُردو کا وہ تنہا شاعر ہے جس نے اپنے وفات کی تاریخ کی دعا مانگی اور وہ مستجاب ہوئی۔ دبیرؔ نے مرنے سے بیس (۲۰) تیس (۳۰) برس قبل اپنی ایک رباعی میں کہا تھا کہ پروردگارا مجھے ماہِ محرم میں اس دنیا سے اٹھانا چنانچہ ان کا انتقال ۳۰ محرم ۱۲۹۲ھ ہجری کو ہوا۔ کہتے ہیں۔

جب مصحفِ ہستی مرا برہم کرنا
سی پارۂ ایام محرم کرنا
برباد نہ جائے مری خاک اے گردوں
تیار چراغِ بزمِ ماتم کرنا

☆☆☆

جدول رباعیات

جہاں تک رباعی کے موضوعات کا تعلق ہے اس کو مذہبی، اخلاقی، فلسفیانہ، عشقیہ، سماجی، سیاسی اور ذاتی رباعیات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اور پھر ہر قسم کو کئی قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ جیسے مذہبی رباعیوں کو حمدیہ، نعتیہ، منقبتی، اعتقاداتی اور رثائی رباعیوں میں یا اخلاقی رباعیات کو خودداری، وضع داری، شرافت، انکساری، مروّت، تواضع، قناعت، عزّت نفس وغیرہ کے مضامین کے تحت الگ کر سکتے ہیں۔ فلسفیانہ رباعیات کو حیات و ممات، جبر و قدر، بے ثباتی دنیا، فلسفہ غم وغیرہ پر جدا کر سکتے ہیں۔ مرزا دبیرؔ کی عظمت یہ ہے کہ اُن کے ذخیرۂ رباعی میں تقریباً تمام اہم مضامین پر رباعیات ملتی ہیں۔ اگرچہ سوقیانہ، ہجوئی ابتذال اور فحش مضامین اِس پاک دفتر میں نہیں جس نے اُردو کے شعری ذخیرہ کو بقول حالیؔ ”عفونت میں سنڈاس سے بدتر بنادیا ہے“۔

دبیرؔ اُردو کا وہ تنہا عظیم شاعر ہے جس نے اپنی رباعیات میں اتنے کثیر مضامین برتے ہیں کہ راقم نے ان مضامین سے جن کی تعداد سو سے زیادہ ہے ایک شجرہ اور جدول بنایا ہے تاکہ آسانی کے ساتھ دبیرؔ کے مضامین کی بوقلمونی کا احساس ہو سکے۔

شجرۂ رباعیات دبیر

(۱۰۱) موضوعات

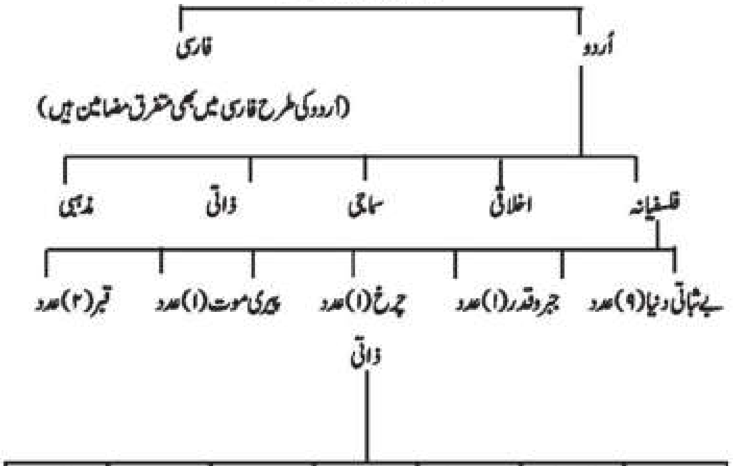
اُردو
فارسی
(اردو کی طرح فارسی میں بھی متفرق مضامین ہیں)
فلسفیانہ
اخلاقی
سماجی
ذاتی
مذہبی
بے ثباتی دنیا (۹) عدد
جبر وقدر (۱) عدد
چرخ (۱) عدد
پیری موت (۱) عدد
قبر (۲) عدد
ذاتی

صحت/شفا	فن تعلی	ولائے علی	زیارت	عجز انکساری	قبر	مجلس
(۲۳) عدد	(۶۱) عدد	(۲) عدد	(۸) عدد	(۱۵) عدد	(۱) عدد	(۶) عدد
اسمِ علی	امداد	پیشن گوئی	درگاہ حضرت عباس	درِ نجف	طلب	صفا
(۱) عدد	(۳) عدد	(۱) عدد	(۳) عدد	(۱) عدد	(۲) عدد	(۲) عدد

جدول

کل اُردو رباعیات دبیر = ۱۲۸۳
کل فارسی رباعیات دبیر = ۴۰
کل فلسفیانہ رباعیات دبیر = ۱۸
کل اخلاقی رباعیات دبیر = ۲۲
کل سماجی رباعیات دبیر = ۱۵
کل مذہبی رباعیات دبیر = ۱۰۸۸
کل ذاتی رباعیاتِ دبیر = ۱۲۳
کل رباعیات دبیر = ۱۳۲۳

شجرۂ رباعیات دبیرؔ

(۱۰۱) موضوعات

- اُردو
  - فلسفیانہ
  - اخلاقی
  - سماجی
  - ذاتی
  - مذہبی
    - حمدیہ
    - مناجاتی
    - مغفرتی/بخشش
    - نعتیہ
    - منقبتی
    - رثائی
    - اعتقادی
- فارسی

(اردو کی طرح فارسی میں بھی متفرق مضامین ہیں)

منقبتی

امام علیؑ	حضرت فاطمہؑ	امام حسنؑ	امام حسینؑ	امام سجادؑ	امام باقرؑ	امام جعفرؑ	امام کاظمؑ	امام رضاؑ
۲۱۵	۲	۲	۲۵	۲	۴	۱	۴	۴
امام تقیؑ	امام نقیؑ	امام عسکریؑ	امام مہدیؑ	پنجتنؑ	چہاردہ معصومؑ	حضرت عباسؑ	حضرت زینبؑ	حضرت علی اکبرؑ
۱	۱	۲	۱۲	۵	۴	۸	۱	۱

امام علیؑ

ولادت/کعبہ	اسم	سراپا	ترک دنیا	خلافت	متفرقات
۲۵	۱۰	۴	۱	۱	۱۷۴

کل منقبتی رباعیات = (۲۹۸)

شجرۂ رباعیاتِ دبیرؔ

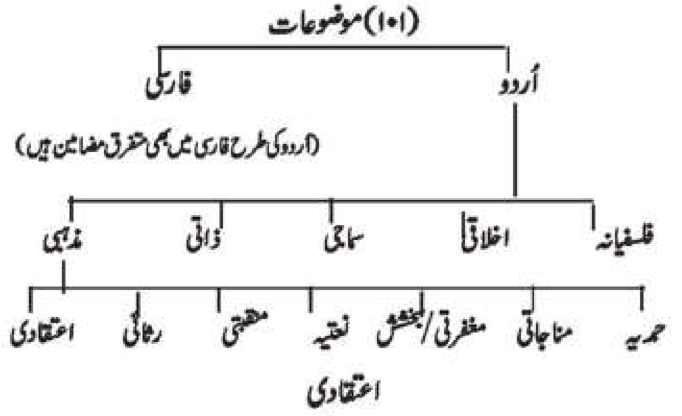
(۱۰۱) موضوعات
اُردو
فارسی
(اردو کی طرح فارسی میں بھی متفرق مضامین ہیں)
فلسفیانہ
اخلاقی
سماجی
ذاتی
مذہبی
حمدیہ
مناجاتی
مغفرتی/بخشش
نعتیہ
منقبتی
رثائی
اعتقادی
اعتقادی

محبانِ علی ۳۴	دشمنانِ علی ۱۴	نادِ علی ۴	یاعلی ۱	نجف ۳۲	ولائے علی ۲	کعبہ ۵	غمِ حسین ۲	
اشکِ عزا ۵۹	داغِ ماتم ۱۴	مجلس ۴۷	گریہ زاری ۳۶	عزادار ۱۴	عزاخانہ ۴	زیارت ۱۴	خاکِ شفا ۲۱	
تسبیح ۱	وقارِ عزا ۴	کربلا ۱۴	عطا ۲	بالیں ۵	قبر ۸	برزخ ۱	پرسش ۱	سیاہ پوشی ۲

کل اعتقادی رباعیات = (۳۲۵)

شجرۂ رباعیاتِ دبیرؔ

(۱۰۱) موضوعات

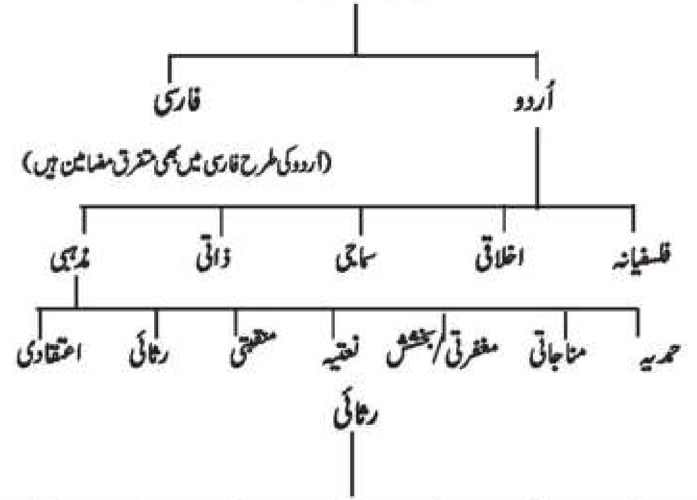
اُردو
فارسی
(اردو کی طرح فارسی میں بھی متفرق مضامین ہیں)
فلسفیانہ
اخلاقی
سماجی
ذاتی
مذہبی
حمدیہ
مناجاتی
مغفرتی/بخشش
نعتیہ
منقبتی
رثائی
اعتقادی
رثائی

امام علی ۲۰	حضرت فاطمہ ۱۰	امام حسن ۴	امام حسین ۸۷	امام سجاد ۳۷	امام کاظم ۳	امام رضا ۷	امام عسکری ۱
حضرت مسلم ۱۰	حضرت زینب ۴	حضرت عباس ۲۲	حضرت کبریٰ ۴	حضرت صغریٰ ۱۵	حضرت سکینہ ۴	حضرت اکبر ۲۱	حضرت اصغر ۱۶
حضرت عون ومحمد ۵	شہدائے کربلا ۲۳	پنجتن ۲	چرخ ۲	عزا ۳	حرم ۲	چہلم ۶	ایامِ عزا ۲
	محرم ۸	حضرت قاسم ۳	عزاخانہ ۲	عطش ۲۳	حُر ۲۲	پسرانِ مسلم ۳	

کل رثائی رباعیات = (۳۹۵)

مرزا دبیرؔ کا زندگی نامہ

نام : مرزا اسلامت علی

تخلص: دبیرؔ

عطاردؔ (غیر منقوط کلام میں عطاردؔ تخلص استعمال کیا ہے)

میر ضمیرؔ نے تخلص دبیرؔ تجویز کیا اور کہا "بر دبیرانِ روشن ضمیر مخفی و مع تجب نماند" اور مسکرا کر بولے:

"صاحبزادے! میں نے اپنے نفس و نام پر تم کو مقدم کر دیا۔" ثابتؔ لکھنوی کہتے ہیں کہ "میں نے بہت سے تذکرے دیکھے۔ ایک تخلص کے کئی شاعر نظر آئے مگر دبیرؔ تخلص، مرزا صاحب سے پہلے کسی شاعر کا، مجھے نظر نہیں آیا۔" منشی مظفر علی خان اسیرؔ کہتے ہیں:۔

شاعرانِ حال کیا مضمونِ نو باندھیں اسیرؔ
ڈھونڈتے ہیں یہ تخلص بھی کہیں ملتا نہیں

حکایت: گیارہ بارہ برس کی عمر میں دبیرؔ کے والد نے میر ضمیرؔ مرحوم کی خدمت میں پیش کر کے کہا کہ یہ بندہ زادہ ہے اس کو مداحیِ اہلِ بیتؑ کا شوق ہے۔ میر ضمیرؔ نے فرمایا: کچھ سناؤ! مرزاؔ صاحب نے یہ قطعہ پڑھا:

کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے
کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و سحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

یہ سن کر میر ضمیرؔ اور تمام حاضرین پھڑک گئے۔ کوئی صاحب بول اُٹھے: "صاحب زادے! ماشاءاللہ! چشم بد دور! بلا کی طبیعت پائی ہے۔"

لطیفہ: جناب مفتی صاحب کے روبرو "انیسیے" اور "دبیریے" جھگڑ رہے تھے۔ ہر شخص اپنے ممدوح کے کلام کو پڑھ کر اُس کی خوبیاں بیان کر کے اسے دوسرے پر ترجیح دے رہا تھا "دبیریے" نے کہا اور باتیں تو چھوڑیں، ایک تخلص ہی کو دیکھیے! کس قدر عظمت اور برکت نمایاں ہے۔ اُس کے وزن پر کس کثرت سے تخلص ہیں اور اسی کثرت سے مرزا صاحب کے شاگرد بھی ہیں: مشیر، منیر، مطیر، نظیر، سفیر، قدیر، ظہیر، وزیر، امیر، خبیر، نصیر، صغیر، حقیر، فقیر، کبیر وغیرہ۔ وہاں کیا ہے؟ ڈھاک کے تین پات! انیس، نفیس، سلیس آگے بڑھیے تو جلیس۔ مفتی صاحب نے کہا تخلص تو اُدھر بھی بہت ہو سکتے ہیں، پھر سنانا شروع کیا: انیس، بیس، اکیس، بائیس...... اڑتالیس تک۔ حاضرین یہ سن کر بے اختیار ہنسے اور جھگڑا ختم ہوا۔

تاریخ ولادت: ۱۱۔ جمادی الاوّل ۱۲۱۸ ہجری ("مخمتِ دبیر" مادّۂ تاریخ ولادت: ۱۲۱۸ھ ہے) مطابق ۲۹ اگست ۱۸۰۳عیسوی۔

مقامِ ولادت: دہلی، محلہ بلی ماراں کھیل لال ڈگی۔

والد : مرزا غلام حسین۔

دادا : مرزا غلام محمد۔

جد: مُلّا ہاشم شیرازی نثار، جو شیخ محمد اہلی شیرازی کے برادرِ حقیقی تھے۔

(نوٹ): ملا اہلی شیرازی، ایران کے مشہور شاعر تھے۔ ان کی مثنوی "سحرِ حلال" ایران میں مقبول تھی۔ اس مثنوی کی صنعت گری یہ ہے کہ اس کو دو بحروں میں پڑھ سکتے ہیں اور ہر شعر میں دو قافیے ہیں، یعنی یہ مثنوی ذو بحرین اور ذو قافیتین مع التجنیس ہے۔

اس مثنوی کی دو بحریں یہ ہیں:

(۱) بحرِ رمل مُسَدَّس محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
(۲) بحرِ سریع مُسَدَّس مستوی — مفتعلن مفتعلن فاعلن

مثنوی "سحرِ حلال" کے دو شعر نمونے کے طور پر پیش ہیں:

اے ہمہ عالم بر تو بی شکوہ
رفعتِ خاکِ درِ تو پیشِ کوہ
ساقی ازاں شیشۂ منصور دم
رگ و در ریشۂ من صور دم

ملا احمد اہلی نے چوراسی (۸۴) سال زندگی کی اور شہر شیراز میں حافظ شیرازی کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات ۹۴۲ ہجری مطابق ۱۵۳۵ عیسوی ہے۔

ملا میرکؔ نے تاریخ وفات کہی:

سالِ فوتش ز خرد جستم و گفت
بادشاہِ شعرا بود اہلی
(۹۴۲ ہجری)

مرزا دبیرؔ نے اپنی ایک رباعی میں اپنے جد کی تصنیف ’’سحرِ حلال‘‘ پر یوں فخر کیا ہے

کب غیر کے مضموں پہ خیال اپنا ہے
الہامِ خدا شریکِ حال اپنا ہے
اک یہ بھی ہے اعجاز ائمہؑ کا دبیر
دنیا میں سخن ’’سحرِ حلال‘‘ اپنا ہے

شہید حضرت قاضی سیّد نور اللہ شوستری نے اپنی تصنیف ’’مجالس المؤمنین‘‘ میں اہلی کا تذکرہ اکابرِ شعراء عجم میں کیا۔ اہلی شیرازی کا دیوانِ غزلیات بھی یادگار ہے۔ مصنف ’’المیزان‘‘ سیّد نظیر الحسن فوقؔ لکھتے ہیں کہ مرزا دبیرؔ کے جد مرزا ہاشم شیرازی، فن انشا پردازی اور حسنِ تحریر مراسلات و مکاتبات منشیانہ میں وحید عصر، منشی کامل اور دبیرِ ماہر تھے۔

شریکِ حیات: مرزا دبیرؔ کی بیوی اُردو کے عظیم المرتبت شاعر سیّد انشاء اللہ خاں انشاؔ کی حقیقی نواسی اور سیّد معصوم علی کی بیٹی تھی۔ مرزا دبیرؔ کے فرزند اوجؔ نے اس پر اپنے ایک شعر میں فخر بھی کیا ہے:

نانا ہیں مرے سیّد عالی نسب انشاؔ
عاجز ہے خرد، اُن کے فضائل ہوں کب انشا

اولاد : ایک بیٹی اور دو بیٹے۔

الف: بیٹی سب سے بڑی تھی جو میر وزیر علی صباؔ کے فرزند میر بادشاہ علی بقاؔ کی شریکِ حیات ہوئی۔ کہتے ہیں دبیرؔ کی غزلوں کے دیوان، بقاؔ اپنے گھر لے گئے، چنانچہ جب ان کے گھر آگ لگی، دیوان خاکستر ہوگئے۔ بقاؔ غزل، سلام اور مرثیہ بھی کہتے تھے۔ ان کا کچھ کلام ”دفترِ ماتم“ کی جلدوں میں نظر آتا ہے۔ یہ مرزا صاحب کے ہمراہ عظیم آباد بھی تشریف لے گئے اور دبیرؔ کی مجلسوں میں پیشخوانی بھی کرتے تھے۔

ب: بڑے بیٹے مرزا محمد جعفر اوجؔ۔ ولادت ۱۸۵۳ء
وفات ۱۹۱۷ء

(نوٹ)۔ مرزا اوجؔ اعلیٰ پائے کے مرثیہ نگار شاعر تھے۔ مرزا اوجؔ شاعری کے مجتہد تھے۔ انھوں نے مختلف نئے تجربات بھی کیے ان کے مراثی میں انشاؔ، دبیرؔ اور انیسؔ: تینوں کے محاسن ملتے ہیں۔ ”معراج الکلام“ میں شبلی نعمانی کا یہ قول نقل ہے: ”انصاف یہ ہے کہ آج مرزا اوجؔ سے بڑھ کر نہ کوئی شاعر ہے، نہ مرثیہ گو۔“ مرزا اوجؔ نے نوجوانی ہی میں ”مقیاس الاشعار“ تحریر کی، جو فنِ شاعری عروض قافیہ و تاریخ گوئی کی بلند معیار کتاب ہے، جس کے متعلق داغؔ دہلوی نے فرمایا تھا ”آج علمِ عروض کا ماہر، مرزا اوجؔ سے بڑھ کر کوئی ہندوستان میں نہیں“۔ ۱۹۰۸ء میں مرزا اوجؔ نے ”قواعدِ حامدیہ“ کے نام سے ایک رسالہ لکھا تھا جو اُردو رسم الخط کی اصلاح اور تسہیل سے متعلق تھا۔ انجمن ترقی اُردو نیز مختلف افراد نے جو اُردو املا میں اصلاحیں تجویز کیں، ان کا محرک یہی رسالہ تھا۔ حیدر آباد دکن کی مجلسوں میں آصف سادس میر محبوب علی خان نظامِ دکن مسلسل شریک ہوتے تھے۔ نظامِ دکن کا سلام مرزا اوجؔ نے اصلاح دے کر پڑھا تو نظامِ دکن نے باآوازِ بلند کہا:

”مرزا صاحب! آپ واقعی یکتائے فن ہیں۔“ مرزا اوجؔ نے چھیاسٹھ (۶۶) سال

کی عمر میں انتقال کیا اور اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

ج: چھوٹے بیٹے مرزا محمد ہادی حسین عطارد تھے۔ ولادت: ۱۸۵۶ء

وفات: ۱۸۷۳ء

(نوٹ)۔ مرزا محمد ہادی حسین عطارد عین شباب کے عالم میں (۲۰) برس کی عمر میں ۱۲۹۰ ہجری میں یکا یک تخمہ (Gasteroentritis) کے مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئے۔ مبتدی شاعر تھے سلام کہتے تھے۔ ان کے سلام "دفترِ ماتم" کی جلدوں میں شائع ہوئے ہیں۔ مولوی علی میاں کامل نے تاریخ وفات کہی:

شد عطارد مکینِ بیتِ نعیم: ۱۲۹۰ ہجری

عطارد کی موت کا بڑا اثر دبیر پر ہوا۔ آنکھوں کی بینائی نورِ نظر کے ساتھ جاتی رہی۔ رات میں جو کچھ گھنٹے سوتے، وہ بھی نورِ نظر کے داغ کی نذر ہو گئے۔

بھائی بہن: مرزا دبیر کے ایک بڑے بھائی اور دو بڑی بہنیں۔ مرزا صاحب سب سے چھوٹے تھے۔

بڑے بھائی مرزا غلام محمد نظیر، وفات ۱۲۹۱ ہجری۔ اگرچہ نظیر عمر میں بڑے تھے لیکن مرزا دبیر کے تقدس و کمال کے سبب سے مرزا صاحب کا ایسا ادب کرتے تھے جیسے چھوٹے بھائی کرتے ہیں۔

ثابت لکھنوی لکھتے ہیں: نظیر کے سیکڑوں سلام اور سو سے زیادہ مرثیے ہیں۔

راقم کو نظیر کے ۲۷ سلام "دفترِ ماتم" کی سولھویں، سترھویں اور اٹھارویں جلدوں میں ملے۔ نظیر کا ایک مشہور مرثیہ: "ہر آہ علم ہے یہ عزا خانہ ہے کس کا" نول کشور کی جلدِ دبیر میں شائع ہوا ہے۔ نظیر کے انتقال پر دبیر نے انیس کے قطعۂ تاریخی میں اپنی قلبی کیفیت کا اظہار یوں کیا ہے:

وا دریغا عینی و دینی دو بازویم شکست
بے نظیر اوّل شدم امسال و آخر بے انیس

تعلیم وتربیت: مرزا دبیرؔ نے تمام کتب رائج درسیہ عربی اور فارسی باقاعدہ پڑھی تھیں۔ جملہ علومِ معقول اور منقول میں مہارت حاصل تھی۔ پروفیسر حامد حسن قادری کہتے ہیں: ”مرزا دبیرؔ نے عربی اور فارسی کی تعلیم فضیلت کی حد تک حاصل کی تھی۔“ ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی ”دبستانِ دبیرؔ“ میں لکھتے ہیں: ”مرزا صاحب کی علمی حیثیت بہت بلند تھی۔ عربی وفارسی میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ تمام علومِ عقلی اور نقلی پر حاوی تھے اور طبقہ علما میں شمار کیے جاتے تھے۔“ دبیرؔ چونکہ بہت ذہین تھے، اِس لیے اٹھارہ انیس سال میں فارغ التحصیل ہوگئے۔

اساتذہ : (۱) مولوی غلام ضامن صاحب فاضلِ دوراں سے ابتدائے شباب میں صرف ونحو، منطق، ادب اور حکمت کا درس لیا۔

(۲) مولوی میر کاظم علی صاحب عالمِ دین سے دینیات، تفسیر واصول وحدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کی۔

(۳) ملا مہدی صاحب مازندرانی اور مولوی فدا علی صاحب اخباری کے آگے زانوے تلمذ تہ کیا۔

(۴) شاعری میں تقریباً دس سال میر ضمیرؔ کی شاگردی کی۔ ضمیرؔ لکھنوی کو خود اس پر فخر تھا کہ وہ دبیرؔ کے استاد ہیں۔ اس مضمون کو انھوں نے اپنی ایک رباعی میں یوں پیش کیا ہے:

پہلے تو یہ شہرہ تھا ضمیرؔ آیا ہے
اب کہتے ہیں استادِ دبیرؔ آیا ہے
کردی مری پیری نے مگر قدر سوا
اب قول یہی ہے سب کا پیر آیا ہے

(۵) مرزا دبیرؔ کی درمیانی عمر میں میر عشقؔ مرحوم نے بھی مرثیوں میں مشاقی بہم پہنچائی ہے، اس کا اعتراف شادؔ عظیم آبادی نے کیا ہے۔

مذہب: مسلمان۔ (شیعہ اثنا عشری محتاط اُصولی)

(نوٹ)۔ ثابتؔ لکھنوی “حیاتِ دبیرؔ” حصۂ اوّل میں لکھتے ہیں: “از بس کہ مرزا دبیرؔ کے کئی استاد اخباری تھے، بعض حضرات مرزا صاحب کو اخباری مسلک سمجھتے تھے مگر مرزا صاحب ایک محتاط اصولی شیعہ تھے۔”

شغل: شاعری اور ادب (حکمت سے دل چسپی رکھتے تھے)۔

شکل و صورت: ثابتؔ لکھنوی اور شادؔ عظیم آبادی نے دبیرؔ کو بڑھاپے میں دیکھا تھا۔ ثابتؔ لکھنوی کہتے ہیں: “پکا سانولا رنگ، کسی قدر کشیدہ قامت، ماتھا بڑا، کثرتِ سجود سے ماتھے پر سجدے کا نشان، آنکھیں بڑی بڑی گول دو انگشتی ڈاڑھی، بڑی پاٹ دار آواز۔”

شادؔ عظیم آبادی “پیمبرانِ سخن” میں لکھتے ہیں: “مرزا دبیرؔ خوب صورت نہ تھے۔ رنگ بہت کالا تو نہ تھا مگر سانولا بھی نہیں کہہ سکتے۔ آنکھیں بڑی اور گول تھیں۔ ان میں سرخی کے ڈورے، ہونٹ بڑے تھے، پیشانی اونچی تھی، سر کے بال نہایت کم اور چھدرے تھے، ڈاڑھی بالکل مورچہ پُر تھی، خط بھی بنتا تھا، مونچھیں کسی قدر نمایاں تھیں مگر کتری ہوئی، اس پر مازو کا خضاب، قد و قامت متوسط، نہ بہت جسیم نہ دُبلے تھے۔”

تصویر: مرزا دبیرؔ کی جو تصویر مشہور ہے، وہ مجہول ہے لیکن مرزا صاحب کے بیان شدہ حلیے کے بہت قریب ہے۔ لب و ناک و نقشہ اس تصویر کا، مرزا اوجؔ اور مرزا رفیعؔ سے ملتا جلتا ہے۔ تصویر کے بارے میں مؤلفِ “حیاتِ دبیرؔ” لکھتے ہیں: “میں نے کوششِ بلیغ کی کہ لکھنؤ میں یا کہیں، مرزا صاحب کی قلمی یا عکسی تصویر مل جائے مگر ناکام رہا۔ مرزا اوجؔ صاحب اور بعض معتبر اصحاب کی زبانی معلوم ہوا کہ فوٹو کا مسئلہ علمائے اسلام میں مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے مرزا صاحب نے اپنی تصویر نہیں کھچوائی، حالانکہ شاہی فوٹو گرافر مشکور الدولہ مرحوم، مرزا صاحب مرحوم کے فدائی شاگرد نے بہت چاہا مگر مرزا صاحب تصویر کھچوانے پر راضی نہ ہوئے، یہ ممکن ہے کہ کسی نے

آدابِ محفل: مرزا دبیرؔ کی رہائش گاہ عالی شان کوٹھی نہ تھی بلکہ معمولی مکان تھا جہاں پر دن رات احباب اور شاگردوں کا ہجوم رہتا تھا۔ بڑے بڑے شہزادے، حکام آپ کے گھر پر تشریف لاتے اور علمی اور شعری مباحث میں شریک ہوتے۔ مرزاؔ صاحب، جب کوئی کسی کی غیبت کرتا، تو اُس کو فوراً روک دیتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ میر انیسؔ صاحب کے خلاف کوئی بات کر سکے۔ وہ اس معاملے میں بہت حسّاس تھے۔

شادؔ کہتے ہیں: گھر کے صدر میں ایک بڑا سا گاؤ، جاڑوں میں اونی بڑا قالین، گرمیوں میں بہت بڑی سوزنی بچھی ہوتی تھی۔ آگے ایک فیض آبادی بڑا صندوقچہ سیاہ رنگ کا اور پیتل کی بڑی دوات اور چند واسطی قلم دھرے رہتے تھے۔ پائین میں ہر وقت ایک خدمت گار پگڑی باندھے منتظرِ حکم کھڑا رہتا تھا۔ جب کوئی مہمان وارد ہوتا، علیٰ قدرِ مراتب کسی کا لپ فرش تک استقبال کرتے، کسی کے لیے کھڑے ہو کر تعظیم کرتے، جھک کر سلام کرتے اور ہاتھ جوڑ کر مزاج پوچھتے۔ غربا اور حاجت مند کو بھی بیٹھے بیٹھے سلام نہیں کرتے تھے بلکہ کچھ خمیدہ پشت ضرور ہو جاتے۔ گھنٹے دو گھنٹے کے اندر دو تین دفعہ خاص دان میں گلوریوں کا دور ہو جاتا تھا۔ تین چار بند گڑگڑیوں کے حقّے، چاندی کے چمبر کے ساتھ، صحبت میں موجود رہتے تھے۔ اکثر عطر دان الائچیوں اور ڈلیوں کا بھی دور ہو جاتا تھا۔ باتیں آہستہ آہستہ اور قدرے مسکراہٹ کے ساتھ کرتے تھے۔ جب مذاقِ شاعری کے لوگ ہوتے تو کبھی کبھی محاورے کی نسبت، کبھی کسی غیر معمولی وزن والے شعر کی نسبت باتیں ہوتیں، احیاناً کوئی شک واقع ہوتا تو فنِ عروض کی کتابیں کھولی جاتی تھیں۔

حافظ: مرزا دبیرؔ کا حافظہ بلا کا تھا۔ واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو چالیس پچاس سالہ پرانی باتیں اچھی طرح یاد تھیں۔ ہم قوتِ حافظہ کی دو حکایات یہاں بیان کرتے ہیں:

اوّل۔ مرزا صاحب کو دلگیرؔ مرحوم سے بہت محبت تھی اور وہ بہت قدر و منزلت کرتے تھے۔ میر علی

سوز خواں نے اپنے امام باڑے میں دلگیرؔ کا کلام پڑھا۔ اس مجلس میں دبیرؔ بھی موجود تھے۔ شام کو جب مرزا دبیرؔ کے گھر پر بیٹھک ہوئی تو ایک مصاحب نے دلگیرؔ کے مرثیے کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اس مرثیے کا حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ جب تک میر علی سوز خواں اس کو دو تین سال پڑھ کر تقسیم نہ کریں گے۔ دلگیرؔ صاحب کسی کو نہیں دیں گے۔ مرزا دبیرؔ نے کہا کہ مرثیے کے کل پندرہ سولہ بند ہیں، اگر کسی کی قوتِ حافظہ اچھی ہو تو دو تین مرتبہ غور کر کے یاد کر سکتا ہے۔ پھر مرزا دبیرؔ نے ایک ایک بند کر کے سب بند لکھوا دیے۔ اس حکایت سے دبیرؔ کے حافظے کا پتا چلتا ہے۔

دوم۔ مرزا ظہورؔ شاگردِ دبیرؔ کہتے ہیں کہ ایک دن میر صفدر علی صفدرؔ کے مرثیے پر دبیرؔ اصلاح دے رہے تھے، چنانچہ تلوار کی تعریف کی ٹیپ۔

سدِّ سکندری کو تپ لرزہ آئی تھی
دیوار قہقہہ بھی کھڑی تھرتھرائی تھی

کو یوں بدل دیا:۔

سدِّ سکندری پہ جو بھڑکی گھلا دیا
دیوار قہقہہ پہ جو کڑکی رُلا دیا

کوئی بیس پچیس برس بعد جب ظہورؔ نے اِسی کٹی ٹیپ کو اپنے مرثیے میں ضم کر کے مرزا صاحب کو سنایا تو آپ نے فرمایا: اس کو میں نے کبھی سن کر کٹوا دیا تھا۔ اِس طرح دبیرؔ کے حافظے نے ظہور کو حیرت میں ڈال دیا۔

خط: مرزا دبیرؔ نہایت خوش خط اور زود نویس بھی تھے۔ آپ کا خط پختہ اور با قاعدہ تھا۔ مرزا صاحب کا خط اُس زمانے کے ایرانیوں کی روش پر تھا۔ وہ حرفوں پر کم نقطے دیتے تھے اور بعض حروف پر نقطے ہی نہیں دیتے تھے۔ حروف پر نقطے نہ ہونے کی وجہ سے مرثیوں کی نقلیں لیتے ہوئے بعض لفظوں کا کچھ کا کچھ ہوگیا، شاید یہ بھی وجۂ تحریف ہوگی۔

مرزا دبیرؔ کے ہاتھ کا لکھا ہوا مخمس کا ایک ورق ہمارے بیان کا ثبوت ہے۔ شادؔ عظیم آبادی کہتے ہیں:

مرزا دبیرؔ کے پاس ایک اچھے خط کا کاتب ضرور ملازم رہتا تھا۔

فرنگی محل کے ایک مولوی صاحب تیس روپے پر ملازم تھے۔ وہ خوش خط بھی تھے اور فارسی نثر رنگین لکھتے تھے۔ خود مرزا صاحب کا خط شفیعہ آمیز پختہ تھا۔

اخلاق و کردار: مرزا دبیرؔ اوصافِ حمیدیہ کے حامل تھے۔ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی مداحی نے ان کے دل میں رحم، مروّت، سخاوت، عدالت، قناعت، متانت، صادقت، غیرت، خودداری اور جرأت کے ولولوں کو اس طرح ابھارا کہ وہ فرشتہ صفت انسان بن کر ظاہر ہوئے۔

محمد حسین آزادؔ ''آبِ حیات'' میں لکھتے ہیں: ''دبیرؔ کی سلامت روی، پرہیزگاری، مسافر نوازی اور سخاوت نے صنفِ کمال کو زیادہ تر رونق دی تھی۔''

مرزا رجب علی بیگ سرورؔ ''فسانۂ عجائب'' میں لکھتے ہیں: ''اللہ کے کرم سے ناظم خوب، دبیرؔ مرغوب نے بارِ احسان اہلِ دَول کا نہ اٹھایا۔''

شادؔ عظیم آبادی: دوسروں کی امداد کرنا، حاجت مندوں کی حاجت کو پورا کرنا، وہ عبادت تصور کرتے تھے۔

ثابتؔ لکھنوی: مرزا دبیرؔ فرماتے ہیں وہ آدمی نہیں ہے جو دوسروں کے کام نہ آئے۔

(الف) رحم و مروّت: حکایت: میر انیسؔ کے ایک شاگرد نے مرزا دبیرؔ سے خواہش کی کہ انھیں ملکہ زمانی کی مجلس میں پڑھوا دیجیے۔ مرزا دبیرؔ نے اپنے پاس سے قیمتی شالے کپڑے انھیں پہنوائے، ایک پالکی میں خود اور دوسری میں ان کو سوار کرا کے سلطانؔ عالیہ اور ملکہ زمانی سے تعریف کی اور پڑھوایا۔ دربار سے شالی رومال اور پانچ سو روپیا ملا۔ جب گھر واپس آ کر مرزا صاحب کے شالے کپڑے اتارنے لگے تو مرزا دبیرؔ نے کہا: آپ نے شاہزادی کا ہدیہ تو قبول فرما لیا، اب اس فقیر کا ہدیہ کیوں رڈ کر رہے ہیں۔ پھر دبیرؔ نے اُن شالی کپڑوں کے ساتھ دو سو روپے اپنے پاس سے دیے۔

حکایت: آگرہ کے وکیل جناب سیّد حسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ غدر کے بعد ایک سیّد صاحب مرزا دبیرؔ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ میرے ساتھ چل کر فلاں رئیس سے مجھے کربلائے معلّٰی کے سفر کے لیے دو سو روپے دلوا دیجیے کیوں کہ رئیس میر انیسؔ کے چاہنے والوں سے تھے، مرزا صاحب نے کہا کہ آپ میر صاحب سے سفارش لے لیجیے۔ لیکن سیّد صاحب نے بتایا کہ استخارے میں دبیرؔ کا نام آیا ہے۔ پھر مرزا صاحب نے بھی دوبارہ استخارہ دیکھا تو اچھا آیا، چنانچہ فینس میں سوار ہو کر جب رئیس کے گھر گئے تو وہ کھانا کھا رہے تھے۔ جب چوکیدار نے اطلاع دی، وہ فوراً دبیرؔ صاحب سے ملنے باہر آئے اور پوچھا: حضور نے کیوں زحمت فرمائی؟ مرزا صاحب نے کہا: سیّد صاحب کربلا جانا چاہتے ہیں اور اس کے لیے انھیں دو سو روپے درکار ہیں۔ نواب صاحب اندر گئے اور چار سو روپے لا کر ان سیّد صاحب کو دے کر کہنے لگے یہ دو سو روپے تو آپ کے مطلوبہ ہیں اور دو سو روپے اس شکریے میں نذرِ سادات کرتا ہوں کہ مرزا صاحب اس غریب خانے پر تشریف لائے۔

(ب) سخاوت: مرزا دبیرؔ کی سخاوت کا ان کے مخالفین تک اقرار کرتے ہیں۔ وہ سخی ابن سخی تھے۔ ثابت لکھنوی نے لکھا ہے کہ ان کو سالانہ لاکھوں روپیا ملتا تھا اور وہ سب اہلِ حاجت میں تقسیم کر دیتے تھے۔ اُردو ادب کے کسی شاعر کو اُن کے دور تک اتنا پیسا نہیں ملا۔

(ج) مہمان نوازی: مرزا صاحب بہت مہمان نواز تھے۔ ان کی مہمان نوازی کے قصے تمام ہندوستان میں مشہور تھے۔ اکثر باہر سے آنے والے علما اور باکمال افراد ان کے یہاں ٹھہرتے تھے۔ کوئی مہمان بغیر کھانا کھائے یا بغیر حصولِ نقد و جنس، نہیں جا سکتا تھا۔ پردیسیوں کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اگر مہمان کہیں علیحدہ ٹھہرتے تو غذا کے خوان بھجواتے تھے۔ جو لوگ باہر سے مرزا صاحب کی مجالس میں آتے تو انھیں بڑی عزت سے قریبِ منبر بٹھاتے تھے، جہاں لکھنؤ کے امیروں کو جگہ ملنا دشوار تھی۔

حکایت: ایک دفعہ امام باندی بیگم کے دولت کدے واقع پٹنہ پر سیّد امداد امام اثرؔ صاحب

”کاشف الحقائق“ کے والد مرزؔا صاحب سے ملنے آئے۔ سردی کا موسم تھا لیکن موصوف معمولی لباس، یعنی ایک تن زیب کا کرتہ اور ایک تن زیب کا انگرکھا پہنے ہوئے تھے۔ مرزا صاحب سمجھے کہ کوئی مفلوک الحال ہیں جو گرم کپڑوں کی توفیق نہیں رکھتے، صرف اسی قدر راز کھلا کہ سیّد ہیں، چنانچہ انھیں بلا کر ایک لکھنؤ کے فرو روئی دار اور اس پر پانچ روپیا رکھ کر کہا کہ میں مغل ہوں اور سادات کا غلام ہوں، یہ غلام کا ناچیز ہدیہ قبول فرمائیں۔ انھوں نے رضائی یہ کہ کر رکھ لی کہ حضور کا تبرک میں عمر بھر رکھوں گا اور مرنے سے پہلے اپنی اولاد سے وصیت کروں گا کہ میرے کفن میں رکھ دیں، شاید غفور الرّحیم اسی بہانے بخش دے۔ پانچ روپے یہ کہہ کر لوٹا دیے کہ مجھے اس کی حاجت نہیں، ورنہ ضرور رکھ لیتا۔ سیّد صاحب نے واپسی پر منشی فرزند احمد صغیرؔ سے اس واقعے کا ذکر کیا۔ صغیرؔ نے دوسرے وقت مرزا صاحب سے تخلیے میں عرض کیا کہ کل جنھیں رضائی مرحمت ہوئی، وہ خاندانی امیر ہیں۔ مرزا صاحب نے جواب دیا: مجھ سے غلطی ہوئی میں سمجھا کہ ان کے پاس سردی کے مقابلے کے لیے کوئی دگلا نہیں ہے۔

(د) کمک وخیرات: شادؔ کہتے ہیں: ”خفیہ سلوک کرنے میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ نادار اور حاجت مند گھیرے رہتے تھے۔ بعض لوگوں سے سنا ہے کہ اکثر سونی راتوں کو تنہا گھر سے نکل گئے اور کسی شریف زادے، نادار غیرت دار کے گھر پہنچ کر چپکے سے کچھ دے آئے۔ کئی اپاہج نادار اور بیواؤں کو مشاہرے دیا کرتے تھے۔ اپنے خاندان والوں کو اپنے ساتھ لیے رہے۔ اگر کپڑے بنوا رہے ہیں تو پچاس جوڑے، ہر ایک کے لیے الگ الگ اہتمام کے ساتھ بنوا رہے ہیں، گویا تقریب ہے۔ ان کے بھائی مرزا غلام محمد نظیر کثیر العیال تھے۔ مرزا دبیرؔ سب کو گلے سے لگائے رہے اور کل اخراجات اسی کشادہ پیشانی سے ادا کیے جیسے اپنے بیٹوں، بیٹی، داماد اور اُن کے بچوں کے لیے کر رہے ہیں۔

مرزا دبیرؔ غدر کے بعد جب عظیم آباد پٹنہ جاتے تو دیکھتے اُن کے اکثر ملنے والے نہایت عسرت اور غربت میں زندگی بسر کر رہے ہیں، چنانچہ مرزا دبیرؔ اُن افراد کے لیے بنارس کے زرّیں اور ریشمی کپڑے لاتے اور ایسے دوستوں کو تحفے کے طور پر دیتے تھے۔ اگر کوئی صاحب دختر ہوتے تو کہتے: یہ میری بھتیجی کے جہیز میں شامل کر دیجیے۔

(ہ) قناعت: اگرچہ مرزا دبیرؔ کی آمدنی لاکھوں میں تھی لیکن زندگی سادہ تھی، کیونکہ وہ اپنے لیے صرف ضروری خرچ رکھ لیتے اور باقی سب کچھ غریبوں میں تقسیم کر دیتے۔ شادؔ عظیم آبادی ''پیمبرانِ سخن'' میں لکھتے ہیں: ''میں نے پہلے پہل جو مرزا صاحب کا گھر دیکھا تو محض بے مرمت، صرف مٹی کی چھت کا ایک سائبان تھا جس میں خود بیٹھا کرتے تھے، اس کے علاوہ بھی دو چار گھر قریب قریب تھے مگر ان کی شان کے لائق نہ تھے۔ مجھ کو تعجب ہوا کہ مرزا دبیرؔ کی فتوحات کم نہیں ہیں، کپڑوں کے تو ایسے شائق ہیں کہ گویا مقدرت سے زیادہ ہی پہنتے ہیں مگر گھر کیوں ایسا رکھا ہے۔ ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ کپڑے بیچنے والا آیا، آپ نے کچھ مشروع کچھ گل بدن کچھ ململ کچھ نین سکھ غرض متفرق قسم کے دس بارہ تھان، جو اس کے پاس موجود تھے، خرید کر فرمایا کہ دس تھان اس گل بدن کے، پانچ مشروع کے چودہ ململ وتن زیب کے، اس طرح ایک لمبی فہرست لکھوا دی اور کہا کہ پہنچا دو! پھر شام کو کچھ چکن، کچھ تن زیب کے تھان دوسرے سے خرید کیے۔ ایک دفعہ دیکھا کہ ایک ٹوکرا بھر کر زنانی اور مردانی جوتیاں خرید کر منگائیں، تب یہ حال کھلا کہ خاندان بھر کو ہر چھٹے مہینے ضرور دیا کرتے تھے، خاندان والوں کے مشاہرے مقرر کر رکھے تھے، اس کے علاوہ بھی نقد دیا کرتے تھے، ایک دفعہ دس تولہ عطر مول لے کر چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں، قریب پچیس شیشیوں میں بھر کر اپنے خاندان والوں کو بھجوائیں، تب میں نے سمجھا کہ ایسا فیاض بزرگ کیوں کر اچھا گھر بنا سکتا ہے۔

ان کا خلق اور کمال ایسا تھا کہ بڑے بڑے نواب شہزادے اونچے درجے کے روسا اسی مختصر اور بے مرمت گھر اور تنگ گلی میں آنا اپنا فخر سمجھتے تھے۔

(و) عدالت: عدالت کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ کبھی کسی غریب کے مقابلے میں کسی امیر بدطینت کی طرف داری نہ کی کسی رئیس یا بادشاہ کی انھوں نے خوشامد نہ کی، کسی بادشاہ کو خداوند نہ کہا۔

جب مرزا دبیؔر نے بادشاہ اودھ غازی الدین حیدر کے عزاخانے میں بادشاہ کی موجودگی میں منبر پر جا کر حمد و نعت و منقبت پڑھ کر یہ قطعہ پڑھا:

واجب ہے حمد و شکر جنابِ الٰہ میں
فضلِ خدا سے آیا ہوں کس بارگاہ میں
مجھ سا گدا اور انجمنِ بادشاہ میں
چرچا یہ لوگ کرتے ہیں اس وقت راہ میں
ذرّے پہ چشمِ مہر ہے مہرِ منیر کو
حضرت نے آج یاد کیا ہے دبیؔر کو

پھر جو مرثیہ پڑھا، اُس کا مطلع ہے: "داغِ غمِ حسینؑ میں کیا آب و تاب ہے۔" چنانچہ جب مرثیے کے اس بند پر آئے تو بادشاہ رونے لگے اور

اِسے پھر پڑھوایا۔ بند یہ ہے:

جب روزِ کبریا کی عدالت کا آئے گا
جبّار بادشاہوں کو پہلے بلائے گا
انصاف و عدل اُن سے بہت پوچھا جائے گا
تو آج داد دینے کی کل داد پائے گا
گل کردیا ہے دونوں جہاں کے چراغ کو

لوٹا ہے تیرے عہد میں زہراؑ کے باغ کو

کہتے ہیں مرزا دبیرؔ تو مرثیہ پڑھ کر چلے گئے لیکن بادشاہ کو خوفِ خدا سے ساری رات نیند نہ آئی، صبح سویرے اپنے وزیر کو انصاف اور عدالت کے بارے میں بڑی تاکید فرمائی۔

متانت خودداری: مشہور ہے کہ میر انیسؔ کی طرح جو وضع و قطع مرزا دبیرؔ نے اپنائی تھی، اسے مرتے دم تک نبھاتے رہے۔ مشکل سے مشکل دور میں ہمیشہ سواری میں گئے۔ جب کہیں تشریف لے جاتے تو خاندان کے دو چار آدمی ساتھ ہوتے، ایک دو خدمت گار، چاندی کا خاص دان اور چھتری لیے سر پر پگڑی رکھے ساتھ رہتے تھے۔ مرزا دبیرؔ کی متانت ایسی تھی کہ بڑے بڑے صاحبانِ علم، مرزاؔ صاحب کو اپنا قبلہ و کعبہ مانتے تھے۔ مرزا صاحب جن امور میں دبنا اور عجز کرنا غیر شرعی سمجھتے تھے، اُن میں کبھی کسی سے دب کر نہیں رہے۔ علامہ جائسی سے معلوم ہوا کہ ایک مجلس میں واجد علی شاہ کے روبرو جب گئے تو باتوں میں انھوں نے معمولی سا لفظ ''خداوند''، جو اہلِ لکھنؤ کا تکیۂ کلام تھا، نہیں کہا۔ جب مجلس ختم ہونے پر بادشاہ کے ایک مصاحب نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے مرزاؔ صاحب کو لفظ خداوند کہنے میں کچھ اکراہ ہے تو بادشاہ نے اُس جانب توجہ نہ کی۔ دوسرے روز دبیرؔ نے منبر پر یہ رباعی پڑھی تو بادشاہ نے اُس مصاحب سے مخاطب ہو کر کہا: دیکھا! شاعروں کو الہام ہوتا ہے:

ناداں کہوں دل کو کہ خرد مند کہوں
یا سلسلۂ وضع کا پابند کہوں
اک روز خدا کو منہ دکھانا ہے دبیرؔ
بندوں کو میں کس منہ سے خداوند کہوں

☆☆☆

سرکار سلاطیں سے سروکار نہیں

جز مجلسِ مولا کوئی دربار نہیں
مدّاح ہوں میں امامؑ بے سر کا دبیرؔ
سامان کیسا کہ سر بھی درکار نہیں

مرزا دبیرؔ نے جب مرثیہ پڑھنا شروع کیا، اُس زمانے میں مرثیہ گو شعرا سوز خوانوں کے رحم و کرم پر رہتے تھے، کیوں کہ انھی سوز خوانوں کی بدولت ان کے مرثیے مشہور ہوتے تھے۔ مشہور ہے کہ اُس زمانے میں لکھنؤ کے مشہور سوز خواں میر علی صاحب، جو رشتے میں خواجہ میر دردؔ کے سگے نواسے تھے، جس شاعر کا مرثیہ سوز سے پڑھتے، اُسے شہرت مل جاتی تھی۔ مرزا دبیرؔ کی شہرت سُن کر میر علی صاحب نے دبیرؔ کے تین مرثیوں:

ع: ”باغِ فردوس سے یہ بزمِ عزا بہتر ہے“
ع: ”بخدا تاجِ سرِ عرش خدا ہے شبیرؑ“
ع: ”جب ہوئی ظہر تلک قتل سپاہِ شبیرؑ“

کو حاصل کر کے پڑھا اور سارے لکھنؤ میں ان مرثیوں کی شہرت ہو گئی۔ اتفاق سے انھی مرثیوں میں سے ایک مرثیہ کسی دوسرے سوز خواں نے بھی کہیں پڑھا جہاں میر علی صاحب موجود تھے، جب میر علی صاحب کو معلوم ہوا کہ دبیرؔ نے یہ مرثیہ دوسروں کو بھی دیا ہے تو مرزا صاحب کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم مستند اور مشہور مرثیہ گو بننا چاہتے ہو تو آیندہ وہ مرثیہ، جو میر علی کو دیا گیا ہے، کم از کم تین سال تک کسی دوسرے کو تقسیم نہ کیا جائے۔ مرزا صاحب نے جواب بھیجا کہ میری طرف سے آداب عرض کیجیے اور کہیے کہ اوّل تو آپ سیّد، دوسرے بزرگ، تیسرے ذاکر، اس طرح واجب التعظیم ہیں۔ میں اگر مستند مرثیہ گو بننا چاہتا ہوں تو امام حسینؑ کی امداد اور اپنی محنت و طبعِ خداداد سے۔ یہ بات شاید مری مروّت سے بھی دور ہو گی کہ کوئی ذاکر مجھ سے مرثیہ مانگے اور میں یہ کہہ کر اُس کی دل شکنی کروں کہ میر علی صاحب کا حکم نہیں۔ مجھ

سے یہ شرط نبھ نہیں سکتی۔" کہتے ہیں اُس دن سے پھر میر علی صاحب نے مرزا صاحب کا کوئی مرثیہ نہیں پڑھا۔

احترام ودل جوئی: مرزا صاحب ہر بندۂ خدا کو احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ دوسروں کو احمق بنانے اور ہجو ملیح کرنے کی بعض حضرات کو جو عادت ہوتی ہے، مرزا صاحب کو اس سے سخت نفرت تھی۔ دبیرؔ اپنے دشمن کی بھی دل شکنی کو گوارا نہیں کرتے تھے۔ حسد اور رشک انہیں پسند نہ تھا۔ ہمیشہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

مذہب میں مرے رشکِ خفی شرکِ جلی ہے
واللہ یہ ولولۂ حُبِّ علی ہے

وعدہ وفائی: دبیرؔ جو وعدہ کرتے، ضرور وفا کرتے۔ مجتہد العصر علامہ جائسی کہتے ہیں: جب کسی مجلس میں نیا مرثیہ: "اے طبع دلیر آج دکھا شیر کے حملے" مرزا دبیرؔ نے پڑھا، مجھے پسند آیا۔ میں نے مرثیہ طلب کیا۔ مرزا صاحب نے فرمایا: یہ مرثیہ آپ کو وطن جانے کے دن ملے گا چنانچہ جب میں وطن روانہ ہو رہا تھا تو مرزا دبیرؔ نے خود اپنے ہاتھوں سے مرثیہ اُسی دن عنایت کیا۔

دبیرؔ کے اخلاق و کردار پر جناب ہیرالال شیداؔ لکھتے ہیں "مرزا صاحب کا کلام ہماری بتائی ہوئی کسوٹی پر پرکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شاعری کے لیے پیدا کیے گئے تھے چونکہ ہر اصلی شاعر کا یہی مشن ہوتا ہے کہ وہ دنیا کے اخلاق کو ترقی دے اس لیے وہ دوسرے واقعات کے پیرائے میں اپنے وقت کی بھلائیوں اور برائیوں کے نغمے سنایا کرتا ہے۔ مرزا صاحب کے زمانے میں بھی آج کل کی طرح سچی دین داری کی جگہ ریا کاری کا زور تھا۔ وہ اس سے متنفر تھے۔ اس کی ہدایت اس طرح فرماتے ہیں:

نزدیک ہے کہ زہد کو بے آبرو کریں
تر دامنی سے شہر میں زاہد وضو کریں

مرزا صاحب ایک مصلح اخلاق کی حیثیت سے اپنے ہم جنسوں میں صبر وقناعت ووضع

داری، بیکسوں اور مفلسوں سے ہمدردی کا مادۂ پیدا کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ جناب ممدوح امام حسینؑ کی زبانی اُن کی چار برس کی بیٹی سکینہ سے مخاطب ہو کے فرماتے ہیں:

سینے پہ مرے سو چکیں اب خاک پہ سونا
آخر ہے زمیں بھی تو غریبوں کا بچھونا

مرزا صاحب کا کلام، اخلاق کی درستی کرنے والے اور محبت کے موجب خیالات کا، کبھی نہ خالی ہونے والا خزانہ ہے۔ وہ انسانی جماعت کو نیک اور پاکیزہ خیال بنانے کے لیے اس دنیا میں بھیجے گئے تھے، اس لیے سچے اور حقیقی شاعر تھے۔

شمس العلما سیّد امداد امام اثرؔ بہت سچ کہتے ہیں کہ مرزا دبیرؔ تمام تر صفاتِ ملکوتی سے متصف اور لاریب خاصانِ خدا میں تھے۔ اولیاے خدا کی خوبیاں خدا نے انھیں بخشی تھیں۔ ان کی سخاوت اور ایثار شہرۂ آفاق ہے۔ علم و فضل کے ساتھ توفیق عبادت بہت کچھ خداے پاک نے عطا فرمائی تھی۔ اخلاقِ محمدی کا آپ پورا نمونہ تھے۔ جو دوسخا، بذل و عطا میں اپنا جواب آپ تھے۔ منکسر المزاجی، خاکساری اور فروتنی میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ خوش مزاجی، خوش اخلاقی اور خوش اوقاتی آپ پر ختم تھی۔ عمر بھر کسی کی غیبت نہ کی۔

شاعری کا آغاز: دبیرؔ نے ۱۲ سال کی عمر میں ۱۸۱۵ء میں شاعری کا آغاز کیا۔

مدت مشق سخن: ۶۰ سال

پہلا قطعہ: یہ قطعہ مرزا صاحب نے اپنے استاد ضمیرؔ کو سنایا تھا:

کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے
کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس کی شام و سحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

آخری قطعہ تاریخ: یہ قطعۂ تاریخ ہے جو میر انیسؔ کے انتقال پر کہا تھا، جس کے آخری دو مصرعوں کے مجموعی اعداد سے تاریخ عیسوی نکلتی ہے۔ مرزا نے متقدین کی طرح آسمان کے الف ممدودہ کے عدد دو لیے ہیں:

آسماں بے ماہِ کامل سدرہ بے روح الامیں
طورِ سینا بے کلیم اللہ منبر بے انیسؔ
(۹۳۹ + ۹۳۵ = ۱۸۷۴ء)

پہلا مرثیہ: ع: بانو پچھلے پہر اصغرؑ کے لیے روتی ہے

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مرزا دبیرؔ کا پہلا مرثیہ ہے۔ یہ مرثیہ حضرت علیؑ اصغر کے حال میں ہے۔

آخری مرثیہ: ع: انجیل مسیح لب شبیرؑ ہیں عباسؑ

مرزا دبیرؔ یہ مرثیہ نظم کر رہے تھے کہ میر انیسؔ کے انتقال کی خبر ملی۔ مرثیہ ناتمام چھوڑ دیا اور کہا کہ ”دبیرؔ یہ تیرا آخری مرثیہ ہے“ اور یہی ناتمام مرثیہ انھوں نے اپنی آخری مجلس میں ۲۵ ذیقعدہ ۱۲۹۱ ہجری میں پڑھا۔ یہ مرثیہ حضرت عباسؑ کے حال میں تھا۔

اساتذہ: تقریباً دس برس میر ضمیرؔ لکھنوی سے استفادہ کیا۔ میر ضمیرؔ نے تخلص دبیرؔ لکھا۔ شادؔ عظیم آبادی کہتے ہیں، میر عشقؔ: فرزندِ انسؔ لکھنوی نے بھی شاعری کی نوک و پلک سنوارنے میں مدد کی۔

ضمیرؔ اور دبیرؔ میں رنجش: حکایت: جس قدر مرزا صاحب کی شہرت و نیک نامی بڑھتی تھی، حاسدوں کے دل میں حسد کی آگ بھڑکتی جاتی تھی۔ بعض شاگردوں نے سوچا دبیرؔ اور ضمیرؔ میں بگاڑ پیدا کر دیں تاکہ دبیرؔ بے اصلاح کا کلام پڑھیں اور ان کی قلعی کھلے، کیونکہ یہ شاگرد مرزا دبیرؔ کی تمام خوبیاں میر ضمیرؔ کی اصلاح کی بدولت سمجھ رہے تھے۔ افتخار

الدّ ولہ، جو ہندو سے مسلمان ہوئے تھے، رمضان کی شبوں میں مجلس کراتے تھے، چنانچہ انھوں نے ایک بار دونوں صاحبوں سے اصرار کیا کہ نیا مرثیہ پڑھیں۔ دبیر کی مشقِ سخن شباب پر تھی، چنانچہ انھوں نے نیا مرثیہ کہا:

ع: ''ذرہ ہے آفتاب درِ بوتراب'' کا'' لیکن ضمیر نیا مرثیہ نہ کہہ سکے۔ جب دبیر نے استاد ضمیر کو اپنا مرثیہ سنایا تو حاسد شاگرد عابد علی بشیر کو بُرا لگا۔ انھوں نے دبیر سے کہا کہ تم یہ مرثیہ استاد کو دے دو، لیکن بات آخر یہ قرار پائی کہ مرثیے کا نصف اوّل دبیر اور نصف آخر ضمیر پڑھیں گے، چنانچہ جب مجلس میں دبیر نے مرثیہ پڑھنا چاہا تو بشیر نے دبیر کو منع کیا لیکن دبیر نے طے شدہ قرارداد کے مطابق آدھا مرثیہ پڑھا، اُدھر بشیر نے استاد ضمیر سے کہا کہ دبیر نے عمدہ حصے والا مرثیہ پڑھ لیا ہے، چنانچہ ضمیر نے منبر پر جا کر کہا کہ میں اپنے ساتھ کوئی مرثیہ نہیں لایا اور جو مرثیہ دبیر نے یہ کہہ کر پڑھا ہے کہ وہ ضمیر کا ہے، غلط ہے۔ یہ مرثیہ دبیر ہی کا ہے۔ اس واقعے کے بعد استاد اور شاگرد نے خلعت بھی قبول نہ کی اور اس رنجش کی وجہ سے استاد اور شاگرد ایک دوسرے سے دور ہو گئے۔

دبیر اور ضمیر میں صفائی: حکایت: ایک دن وزیر اودھ نواب علی نقی خان صاحب کی مجلس میں مرزا دبیر نے اپنا نو تصنیف مرثیہ پڑھا جس کا مطلع ہے: ع: ''اے عرشِ بریں تیرے ستاروں کے تصدق'' اس مجلس میں میر ضمیر بھی شریک تھے۔ مجلس چونکہ وزیر کی تھی، بادشاہ بھی شریک تھے، جنھوں نے مرزا دبیر کی بڑی تعریف کی۔ مرزا دبیر نے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا: یہ سب استاد میر ضمیر کا فیض ہے۔ مجلس کے بعد میر ضمیر نے دبیر کو گلے لگایا اور پھر گھر لے گئے۔ سب اگلی پچھلی باتیں دہرائی گئیں۔ میر عابد علی بشیر کی خطا ثابت ہوئی پھر ضمیر اور دبیر میں رنجش باقی نہ رہی۔

مرزا دبیر، میر ضمیر کا تخلص کے ساتھ نام نہیں لیتے تھے بلکہ حضرت، استاد، جنت مکان وغیرہ تعظیمی الفاظ استعمال کرتے تھے۔ میر ضمیر سال کی چھ مجلسیں پڑھتے

تھے۔ مرزا دبیرؔ ان مجالس کی ابتدائے مشقِ سخن میں پیش خوانی بھی کرتے تھے۔

شاگرد: مرزا دبیرؔ کے شاگردوں کی فہرست بڑی ہے، ہم یہاں صرف منتخب شاگردوں کے نام پیش کریں گے:

(۱) محمد جعفر اوجؔ (۲) محمد ہادی حسین عطاردؔ (۳) محمد نظیرؔ (۴) میر بادشاہ بقاؔ (۵) شادؔ عظیم آبادی (۶) منیرؔ شکوہ آبادی (۷) مشیرؔ لکھنوی (۸) صفیرؔ لکھنوی (۹) ممتازؔ الدولہ (۱۰) ملکہؔ زمانی (۱۱) سلطانؔ عالیہ (۱۲) زیب النسا حاجیؔ (۱۳) قدیرؔ دہلوی (۱۴) محمد تقی اخترؔ (۱۵) شیخ فقیر حسین عظیمؔ (۱۶) صفدرؔ فیض آبادی (۱۷) سیّد باقر مہدی بلیغؔ (۱۸) محمد رضا ظہیرؔ (۱۹) وہابؔ حیدرآبادی (۲۰) امام باندی عفتؔ (۲۱) مطیرؔ (۲۲) سفیرؔ (۲۳) صباؔ (۲۴) وزیرؔ (۲۵) حقیرؔ وغیرہ۔

پڑھنے کا طریقہ: مرزا دبیرؔ منبر کے چوتھے زینے پر بیٹھتے تھے۔ پہلے منبر پر بیٹھ کر دو چار منٹ چار طرف مجلس کو دیکھتے۔ اکثر لوگوں سے سلامت اور مختصر مزاج پرسی کرتے۔ اسی دوران زیرِ منبر کوئی مصاحب مرثیے کے کاغذات دیتے۔ مرزا صاحب ان کاغذات سے چند کاغذوں کا انتخاب کر کے زانو پر رکھ لیتے اور پھر ہاتھ اٹھا کر بہ آواز بلند فاتحہ کہتے اور خضوع و خشوع کے ساتھ سورۂ الحمد تمام کر کے بھی کچھ پڑھتے۔ خبیرؔ لکھنوی ”رباعیات دبیرؔ“ میں لکھتے ہیں: ”آج بھی مرزا دبیرؔ کے اہلِ خاندان اور اُن کے خاندان کے تلامذہ پہلے فاتحہ کہہ لیتے ہیں، پھر رباعی سلام اور مرثیہ پڑھتے ہیں۔ میر انیسؔ کے خاندان میں فاتحہ نہیں کہتے اور یہی دونوں خاندانوں کی اب پہچان رہ گئی ہے۔“

مرزا دبیرؔ اہلِ مجلس کو زیادہ تر تم یا حضرات کے لفظ سے مخاطب کرتے جاتے۔ مصرع نصف ایک جانب اور نصف دوسری جانب نظر کر کے پڑھتے۔ پڑھتے وقت قریب سے دیکھنے والوں کو ان کی جوش کی حالت پوری محسوس ہوتی تھی۔ نصف مصرع کو

ڈپٹ کر اور نصف کو بہت آہستہ ادا کرنا کچھ انھیں پر ختم ہو گیا۔ ہاتھ یا چہرے سے بتانا مطلق نہ تھا۔ حزن یا بین کی جگہ آواز کو نرم بنا کر سامعین پر اثر ڈالنا بھی چنداں نہ تھا۔ اکثر اہلِ مجلس کو روتے روتے غش آ جاتا تھا۔ پورا مرثیہ از مطلع تا مقطع مسلسل پڑھتے میں نے نہیں سنا۔ مشکل سے مرثیے کے ایک سو بند پڑھتے ہوں گے۔ آخر میں پسینے سے شرابور ہو جاتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹے تک پڑھ کر اتر آتے تھے۔"

مؤلف "حیات دبیرؔ" ثابت لکھنوی کہتے ہیں: "مرزا دبیرؔ جوشِ معرفت میں سینے کے زور سے پڑھتے تھے اور مجلس میں جب کبھی پڑھنے کو جاتے تھے وضو کر کے جاتے تھے۔ آواز بھاری اور پاٹ دار تھی، فطری طور پر کہیں خود بخود ہاتھ اٹھ جاتا تھا ورنہ منبر پر بیٹھ کر بتلانے کو وہ عیب جانتے تھے۔ کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے مرثیہ خوانی سے بتانے کو کیا علاقہ ہے۔ اس مضمون کو اپنی ایک رباعی میں یوں بیان کرتے ہیں:

ناحق نہ چیخنا نہ چلّانا ہے
بے کار نہ ہر بند پہ بتلانا ہے
ابنِ شہِؑ مرداں کا ثناخواں ہوں میں
صد شکر کہ پڑھنا مرا مردانہ ہے

حکایت: ۱۸۷۲ء میں داروغہ میر واجد علی تسخیرؔ لکھنوی کے امام باڑے میں دبیرؔ نے یہ مرثیہ پڑھا تھا:

ع: "پرچم ہے کس علم کا شعاعِ آفتاب کی" تمام مجلس تصویر بنی ہمہ تن گوش تھی یہاں تک کہ مرزا دبیرؔ اس موقعے پر پہنچے کہ حضرت زینبؑ اپنے بچوں سے پوچھتی ہیں کہ تم نے شمر سے بات کیوں کی؟ اس موقعے پر مرزا دبیرؔ نے ایک مصرع تین

طرح سے پڑھا۔ ہر مرتبہ مصرعے کے ایک نئے معنٰی سامعین کے ذہن میں آئے:

(۱) کیوں۔ تم نے میرے بھائی کے قاتل سے بات کی؟ (گھرکی کے لہجے میں)
(۲) کیوں؟ تم نے میرے بھائی کے قاتل سے بات کی؟ (سوالیہ طور پر)
(۳) کیوں تم نے میرے بھائی کے قاتل سے بات کی (تاسف کے لہجے میں)

اس مصرعے پر اس قدر رقّت ہوئی کہ مرثیہ آگے نہ پڑھ سکے۔ مرزا دبیؔر کو خاص کر بین کے مقامات پڑھنے میں کمال حاصل تھا۔ کہتے ہیں کہ مرزا دبیؔر کے پڑھنے کا انداز انھیں کے ساتھ ختم ہو گیا۔ انھوں نے کسی اپنے شاگرد کو اپنے پڑھنے کا طرز نہیں سکھایا۔

طریقہ تصنیف: ثابتؔ لکھنوی کے قول کے مطابق: ''مرزاؔ صاحب اکثر باوضو جانماز پر بیٹھ کر مرثیہ تصنیف فرماتے تھے۔ کبھی کبھی بعد نماز شب اور کبھی بعد نماز صبح اور کھانا کھانے کے بعد گیارہ بجے دن کہا کرتے تھے۔ بعض بعض مصرعوں پر ایسا وجد طاری ہوتا تھا کہ جھوما کرتے اور اکثر بین کے مضامین پر مسلسل آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ جب تک طبیعت حاضر نہ ہوتی تھی، نہ کہتے تھے اور جب حضورِ قلب کا عالم ہوتا تھا، کہتے تھے اور جلد جلد کہتے تھے۔''

شادؔ عظیم آبادی ''پیمبرانِ سخن'' میں لکھتے ہیں: ''آخر شب سے تہجد پڑھ کر مرثیے کی تصنیف شروع ہوتی تھی۔ صبح تک جتنے بند کہتے تھے بعد ادائے نماز اس کو لیے ہوئے باہر آتے تھے۔ کاتب موجود رہتے۔ خود بتا بتا کر اپنے سامنے صاف کرواتے تھے۔ یہ بھی مسوّدۂ دوم میں داخل ہوتا تھا۔ مسوّدۂ اوّل و دوم سب مقفّل کیا جاتا تھا، پھر شب کو مسوّدۂ اوّل نکالا جاتا تھا۔ مرثیوں کی تصنیف یوں نہ ہوتی تھی کہ مطلع شروع کر کے چہرہ، صف آرائی، رخصت، لڑائی وغیرہ کے بند ترتیب کے ساتھ کہتے ہیں بلکہ مثلاً تلوار یا گھوڑا یا صف آرائی یا چہرہ یا رخصت میں جتنے مضامین متعلق مرثیہ کہے ہیں،

ہر مضمون کے سو سو دو دو سو بند لکھے جاتے تھے، آخر میں اس ذخیرے سے بند لے کر پانچ پانچ چھ چھ مرثیے مرتب کر لیتے تھے۔ کچھ موٹی موٹی جلدیں کاتب سے صاف کروائی ہوئی، انھیں بے ترتیب بندوں کی، الگ رہتی تھیں اور جب یہ بند بصورتِ مرثیہ مرتّب ہو جاتے تھے تو کتاب کے اندر ترتیب وار داخل کیے جاتے تھے۔ اسی طرح سلاموں تخمّسوں، قطعات وغیرہ کی جلدیں صاف کی ہوئی، الگ رہتی تھیں۔ کاتب کو دم لینے کی فرصت نہ تھی، تازہ تصنیف کو تو اپنے سامنے بٹھا کر صاف کرواتے تھے ورنہ کاتب کے حوالے کر دیتے تھے وہ الگ بیٹھا لکھا کرتا تھا۔

’’شادؔ عظیم آبادی کی گفتگو افضل حسین ثابتؔ لکھنوی کے بیان کردہ میر دستور علی بلگرامی کے ’’دفترِ پریشان‘‘ سے ثابت ہوتی ہے جس میں دبیرؔ نے بیس (۲۰) چہرے، بیس (۲۰) رخصتیں، بیس (۲۰) رجز، بیس (۲۰) لڑائیاں، بیس (۲۰) سراپا اور بیس (۲۰) بین و بیانِ شہادت نظم کیے ہیں۔ مشہور ہے کہ دبیرؔ بہت جلد جلد کہتے تھے۔ ذیل کی حکایات ان کی زود گوئی کا ثبوت ہیں۔

حکایت ۱: میر وزیر حسین صاحب ناقل ہیں کہ ’’میں جس وقت مرزا دبیرؔ کی خدمت میں پہنچا، دن کے بارہ بج چکے تھے۔ مرزا صاحب کھانا کھا کر پلنگ پر آرام کر رہے تھے۔ دو کاتب پلنگ کے اِدھر اُدھر بیٹھے تھے۔ مرزا دبیرؔ دونوں کاتبوں کو نو تصنیف دو مرثیے لکھوانے لگے کبھی اس کاتب کو تین مصرعے بتا دیتے کبھی اُس کاتب کو بعض مصرعے یا بیت۔ بعض مصرعوں پر اتنا جوش آ جاتا کہ بیٹھ جاتے۔ تقریباً چار بجے تک یہی سماں رہا۔ جب نمازِ ظہرین کے لیے اٹھے تو معلوم ہوا کہ ہر کاتب نے ساٹھ ساٹھ بند دو مرثیوں کے لکھے ہیں۔ ایک مرثیہ حال حضرت علی اکبرؑ اور دوسرا امام حسینؑ کے حال میں تھا۔

حکایت نمبر ۲: میر دستور علی صاحب بلگرامی نے بتایا کہ ایک صاحب مرزا صاحب کے پاس آئے اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ اس وقت بارہ تیرہ بند اس حال میں کہہ دیجیے کہ بعد

شہادتِ علی اصغرؑ ان کی ماں قبرِ علی اصغر پر آئی کہ میں اُن بندوں پر سوز رکھ کر فلاں رئیس کے پاس پڑھوں گا۔ مرزا صاحب نے کہا کہ اب مجلس میں جا رہا ہوں۔ اُس شخص نے کہا کہ میرے رزق کا معاملہ ہے، پھر مرزا صاحب نے کھڑے کھڑے چودہ پندرہ بند لکھوا دیے اور وہ سوز خوان لے گئے۔ اس طرح ایسے سیکڑوں بندوں کی نقل کچھ ان کے گھر میں نہیں رہی۔

اصلاح کا طریقہ: مرزا دبیرؔ کے شاگردوں کی تعداد زیادہ تھی۔ مرزا صاحب شاگرد سے اُس کا کلام سنتے جاتے اور جس مصرعے یا بند پر اصلاح دینا ہوتا تو مرثیہ لے کر اپنے ہاتھ سے بنا دیتے تھے۔ جو لفظ کاٹتے یا بناتے تھے اگر وہ شاگرد حاضر ہوتا تو زبانی بتا دیتے ورنہ حاشیے پر بطورِ اشارہ لکھ دیتے تھے۔

حکایت: میر واجد حسین کہتے ہیں کہ مرزا دبیرؔ نے کسی شاگرد کا ایک اصلاح شدہ مرثیہ انھیں دے کر کہا کہ اسے صاف کر دو مرثیہ کی ٹیپ تھی:

ع: آپ آئے ہیں عورت نہ کوئی سامنے آئے
اقبال سے کہہ دو کہ عناں تھامنے آئے

چنانچہ واجد حسین صاحب نے اس شعر میں تصرّف کر کے اپنی طرف سے لکھا:

ع: "ہاں فتح سے کہہ دو کہ عناں تھامنے آئے" کسی طرح سے مرزا دبیرؔ کی نظر اُس پر پڑ گئی۔ مرزا صاحب نے کہا کہ پہلے سمجھ لو کہ لفظ "فتح" میں کیا بُرائی ہے اور "اقبال" میں کیا خوبی ہے۔ اقبال اُردو میں مذکر اور فتح مونث ہے، چنانچہ فتح کا جو مونث ہے، سامنے آنا کب مناسب ہوگا، اس کے سوا اقبال کے خود معنی آگے آنے کے ہیں، لفظ فتح میں یہ بات کہاں۔ پھر فرمایا: اکثر بزرگوار میرے مرثیوں میں الفاظ کی خوبی اور اثر کو نہیں سمجھتے، اپنی سمجھ کے موافق بدل دیتے ہیں۔ دیکھنے والا سمجھتا ہے مصنف نے یونہی کہا ہوگا۔ اُس کو کیا خبر کہ دبیرؔ کے اصلاح دینے والے بے انتہا ہیں۔"

ایجادات: "حیاتِ دبیرؔ" کے مولف ثابت لکھنوی نے مرزا دبیرؔ کی اُن ایجادات کو بیان کیا ہے

جو میر انیسؔ کے کلام میں موجود نہیں۔ ہم اجمالی طور پر یہ ایجادات یہاں بیان کرتے ہیں:

۱۔ مرثیے کو حمد و نعت و منقبت سے شروع کیا، بادشاہ اور مجتہدینِ عصر کی بھی مدح فرمائی۔ مثال: مطلع مرثیہ: ’’طغرانویسِ کن فیکوں ذوالجلال ہے‘‘

۲۔ چہاردہ (۱۴) معصومین علیہم السلام کے حال میں علیحدہ علیحدہ مرثیے کہے، چنانچہ ’’دفترِ ماتم‘‘ کی چودہ جلدوں میں یہ ترتیب ہے کہ ہر جلد ایک معصوم کے حال کے مرثیے سے شروع ہوتی ہے۔

حکایت: مرزا اوجؔ کہتے ہیں جب نواب نادر مرزا صاحب فیض آبادی نے مرزا صاحب کو بلوایا تو اُن سے خواہش کی کہ چودہ معصوموںؑ کے حال میں مختصر مرثیے لکھ دیں تاکہ وہ ہر معصوم کی وفات کے دن مجلس میں پڑھ سکیں، چنانچہ جب مرزا صاحب پالکی میں واپس شہر لکھنؤ آئے تو راستے میں تمام مرثیوں کو کہہ کر اُن لوگوں کے ہاتھ جو مرزا صاحب کو لکھنؤ لائے دے دیے کہ نواب صاحب کو دے دیں۔ یہ مرثیے مختصر مرثیے ہیں۔ مرزا دبیرؔ کا خیال تھا کہ وہ ہر معصوم کے حال میں ایک ایک طولانی مرثیہ کہیں گے، چنانچہ امام موسیٰؑ کاظم کے حال میں ان کا ایک طولانی مرثیہ موجود ہے۔

۳۔ حالِ ولادتِ حضرت عباسؑ: ’’انجیلِ مسیحِ لبِ شبیرؑ ہیں عباسؑ‘‘ —— اور حالِ ولادتِ حضرت علی اکبرؑ: ’’جب رونقِ مرقعِ کون و مکاں ہوئی‘‘ لکھا۔

۴۔ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کی شادی کا حال اس مرثیے میں نظم کیا جس کا مطلع ہے:

ع: ’’جب فاطمہؑ سے عقدِ شہِ لافتیٰ ہوا‘‘ یہی نہیں بلکہ عقدِ حضرت علیؑ، جو حمیدہ ام البنین سے ہوا، اس کا ذکر مرثیہ ع: انجیلِ مسیحِ لبِ شبیر ہیں عباسؑ‘‘ میں کیا ہے۔
اِسی طرح حضرت عباسؑ کی شادی کا حال: ’’جب اخترِ یعقوبؑ پہ کی مہر خدا نے‘‘ میں ذکر کیا ہے۔

۵۔ مرزا دبیرؔ کے زمانے میں ترکوں نے کربلائے معلّٰی میں قتلِ عام کیا تھا جس میں بائیس (۲۲) ہزار شیعہ قتل ہوئے۔ اس قتل و غارت کو مرزاؔ صاحب نے کثیر رباعیات میں نظم کیا اور تفصیل سے اس مرثیے میں نظم کیا جس کا مطلع ہے: ع: ''اے قہرِ خدا! رومیوں کو زیر و زبر کر''

۶۔ حالاتِ تاریخی پر مرثیہ لکھا: ع: ''فہرست یہ شبیرؑ کے لشکر کی رقم ہے''

۷۔ مرثیے میں مناظراتی پہلو۔ مرزاؔ صاحب کے دور میں ایک شخص نے شدّت سے تعزیہ داری کی مخالفت کی تھی تو مرزاؔ صاحب نے اس کا جواب اس مرثیے میں لکھا:
ع: ''اے شمعِ قلم انجمن افروز رقم ہو''

۸۔ مرثیوں میں طرزِ بیان کے جدید نکات، جیسے شام کے زندان میں حضرت سکینہؑ کو سُلانے کے لیے حضرت زینبؑ کا کہانی کہنا، جو امام حسینؑ کی کہانی تھی:
ع: ''جب کہ زنداں میں نبیؐ زادیوں کو رات ہوئی''

۹۔ مرثیوں میں بہت سی معتبر روایتوں کو نظم کیا جیسے: ع: ''جب رن میں بعدِ فتح عدو ایک شب رہے'' میں نصرانی تاجر کا واقعہ وغیرہ ہے۔

۱۰۔ مرثیے میں قاتلانِ حسینؑ سے انتقام، حالِ حضرتِ مختارؓ:
ع: ''جب تیغ انتقام برہنہ خدا نے کی''

۱۱۔ مرثیے میں حُر کا سراپا لکھا: ع: ''اب تک کسی نے حر کا سراپا نہیں کہا''

اصحابِ حسینؑ: حبیب ابنِ مظاہر، زہیر ابنِ قین، وہب ابن کلبی کے متعلق مراثی لکھا۔

۱۲۔ پانی اور آگ کا مناظرہ۔ ان دونوں عنصروں کے سبب سے جو ظلم اہلِ بیتؑ پر ہوئے۔ ع: ''آتش سے، سبب دشمنی آب کا کیا ہے؟''

۱۳۔ مرزا دبیرؔ سے پہلے اور ان کے ہم عصروں میں بھی عموماً مرثیے چار بحروں: رمل، ہزج، مضارع اور مجتث میں کہے جاتے تھے لیکن مرزاؔ صاحب نے دوسری بحروں

میں بھی مزید اور طویل مراثی کہے، جو مقبول ہوئے۔

۱۴۔ مرزا دبیر نے ایک مرثیے میں کئی مطلعے لکھنے کو رواج دیا یعنی ایک مرثیے میں رخصت، لڑائی، شہادت کے موقعے پر کئی مطلع دیتے تھے۔

۱۵۔ ایک مرثیہ: ع: ''آ ہوئے کعبۂ قربانیِ داور ہے حسینؑ'' میں تمام احکامِ ذبیحہ نظم کیے اسی طرح ع: ''کیا شان روضۂ خلفِ بوترابؑ ہے۔'' میں زیارتِ ناصیۂ مقدسہ کے اکثر فقروں کا مطلب بیان کیا ہے۔

۱۶۔ سلاموں میں طویل قطعہ بند رکھنا بھی مرزا دبیر ہی کی ایجاد ہے، جیسے سلام میں حُر اور ابن سعد کی گفتگو۔ دبیر کے بعد ان کے شاگردوں نے بھی سلاموں میں قطعہ بند رکھے۔

۱۷۔ دبیر نے مرثیوں میں خطباتِ امام حسینؑ نظم کیے۔

۱۸۔ دبیر نے ایک مرثیے میں تمام علمِ بیان اور علم بدیع کی صنعتوں کو جمع کیا جس کا مطلع ہے: ع: ''لعلِ لبِ شبیرؑ گہر بار ہے رن میں''

۱۹۔ دبیر نے باکردار علماء کی مدح وستائش کے عنصر کا اضافہ کیا۔

۲۰۔ دبیر نے محافل کے لیے بشکلِ مثنوی ''احسن القصص''، ''معراج نامہ'' اور ''فضائل چہاردہ معصوم'' نظم کیے۔

۲۱۔ مرزا دبیر کے مرثیوں کے مطلعوں میں ''جب'' ایک سو سے زیادہ اور ''جو'' پچاس سے زیادہ مقامات پر آیا ہے۔ یہ اُسلوب دبیر کے گہرے قرآنی مطالعے کا نتیجہ ہے۔ بعض سورتوں اور آیتوں کا آغاز ''اذا'' سے ہوا ہے جس کے معنی ''جب'' کے ہیں۔ مرزا دبیر کے مراثی میں آیات و احادیث کے ٹکڑے نظم کیے گئے ہیں۔

ع: ''جب ختم کیا سورۂ والّیل وقمر نے''
ع: یارو کریم وہ ہے جو وعدہ وفا کرے''

حمدیہ رباعی (۱)

یارب خلاق ماہ و ماہی تو ہے
بخشندۂ تاج و تخت شاہی تو ہے
بے منّت و بے سوال و بے استحقاق
دیتا ہے جو سب کو وہ[ل] الٰہی تو ہے

[ل] رباعیات دبیر وخبیر لکھنوی میں "یا الٰہی" ہے

لغات: خلاق = پیدا کرنے والا۔ ماہ = چاند۔ ماہی = مچھلی۔ استحقاق = سزاوار، حق، قابلیت۔ یا = حرف ندا۔ صنعت شبہ اشتقاق = ماہ، ماہی۔ صنعت تکرار۔ مع الوسائط = بے منت و بے سوال و بے استحقاق۔ صنعت تفریع۔ بے۔ ہے۔ مصرعہ چہارم روزمرہ کی اچھی مثال ہے۔

حمدیہ رباعی (۲)

یارب جبروتی تجھے زیبندہ ہے
ہر تن ترے سجدے میں سر افگندہ ہے
توحید کا کلمہ یہی پڑھتا ہے دبیر
جو تیرے سوا ہے وہ ترا بندہ ہے

لغات: جبروتی = عظمت، جاہ وجلال۔ زیبندہ = زیب دیتا ہے۔ افگندہ = گرا ہوا۔ صنعت تنسیق الصفات = رب، جبروتی، سجدہ، توحید، کلمہ، بندہ۔

حمدیہ رباعی ۳ حمدیہ رباعی = رب الارباب سے خطاب

پروانے کو دُھن شمع کو لو تیری ہے
عالم میں ہر اک کو تگ و دو تیری ہے
مصباح، نجوم و آفتاب و مہتاب
جس نور کو دیکھتا ہوں ضَو تیری ہے

لغات: تگ و دو = تلاش و جستجو۔ مصباح = چراغ۔ نجوم = تارے۔ مہتاب = چاند۔ ضو = روشنی
صنعت تفریع = پروانے۔ ہے، صنعت جمع = مصرعہ سوم صنعت جمع میں ہے
صنعت تنسیق الصفات = مصباح، نجوم، آفتاب، مہتاب، نور، ضو

حمدیہ رباعی ۴

معبود کی شان بے نیازی دیکھو
ہر پردے میں حُسنِ کار سازی دیکھو
تر ہو جو یہاں مژہ تو بخشے وہ گناہ
اے اہلِ نظر! پلک نوازی دیکھو

لغات: بے نیازی = خود مختاری۔ حسن کارسازی = صنعت و حرفت۔ مژہ = پلک
جدید ترکیب = پلک نوازی۔
مراعات النظیر = معبود۔ بے نیازی، حسن کارسازی
مراعات النظیر = مژہ، نظر، پلک، نادر مضمون ہے۔

حمدیہ رباعی

۵

صحرائے عدم سے خضر آگاہ نہیں
اس راہ میں روح تک بھی ہمراہ نہیں
صحت میں مرض میں رنج وراحت میں دبیرؔ
بندے کا کوئی سوائے اللہ نہیں

لغات: صحرائے عدم سے مراد مرنے کے بعد کا مقام۔ خضر سے مراد حضرت خضر علیہ السلام جو ابھی زندہ ہیں۔ مضمون نادر اور عمدہ ہے۔ مصرعہ چہارم روزمرّہ کی عمدہ مثال ہے۔
آگاہ = باخبر۔ صنعت جمع = صحت مرض، رنج، راحت۔ صنعت اشتقاق = راہ۔ ہمراہ۔
تضاد = صحت، مرض، رنج، راحت، بندہ۔ اللہ

حمدیہ رباعی

۶

مانیں احباب و اقربا کا کہنا
توبہ نہ سنیں ربّ ہدیٰ کا کہنا
مقبول کرے خدا تو ہر بندے کی عرض
بندے نہ بجالائیں خدا کا کہنا

لغات: اقربا = رشتہ دار۔ مقبول = قبول۔ رب ہدیٰ = ہدایت کرنے والا خد

حمدیہ رباعی ۷ دعائیہ

شطرنج دو رنگی سے ہیں ششدر بندے
آوارہ ہیں شہر شہر در در بندے
اے بندہ نواز ہے تعجب کا محل
تو مالکِ ملک اور بے گھر بندے

حمدیہ رباعی ۸

قطرے کو گُہر کی آبرو دیتا ہے
قد سرو کو گُل کو رنگ و بو دیتا ہے
بے کار تشخص ہے ، تصنّع بے سود
عزّت وہی عزّت ہے جو تو دیتا ہے

لغات: گُہر =موتی۔ تشخص=شناخت ۔ تصنع =بناوٹ ۔ بے سود= بے فائدہ
مصرعۂ چہارم روزمرّہ کی عمدہ مثال ہے۔ صنعت ایہام=آبرو (عزّت اور چمکدار صورت)
صنعت ضرایع=قطرے۔ ہے۔ بے۔ ہے۔
صنعت تنسیق الصفات=سرو، گُل، رنگ، بو

حمدیہ رباعی ٩

خامہ بھی مری طرح سیاہ کار نہیں
یہ مشقِ گناہ کسی کو زنہار نہیں
گر خوفِ برابری نہ ہو صاف کہوں
مجھ سا عاصی ، خدا سا غفار نہیں

لغات: خامہ= قلم۔ سیاہ کار= گناہ گار۔ زنہار= کبھی بھی۔ عاصی= گناہ گار۔ غفار= بخشنے والا
جدید ترکیب= مشقِ گناہ۔ تضاد= عاصی۔ غفار

نعتیہ رباعی ١٠

بندوں سے پیام احد پاک کہا
معبود ازل سے ما عرفناک کہا
دیکھی جو نبیؐ کی خاکساری حق نے
لولاک لما خلقت الافلاک کہا

لغات: احد= اللہ۔ عرفناک= شناخت۔ پہچان۔ خاکساری= عجز انکساری
مصرعہ چہارم یعنی تمھاری خاطر ہم نے افلاک تخلیق کیے۔
رباعی کا دوسرا شعر صنعت ذوالللسانین میں ہے۔ صنعت تضاد۔ بندہ۔ معبود۔
صنعت تضمین= مصرعہ چہارم ہے۔

نعتیہ رباعی ۱۱

تسلیمِ نبیؐ کو ہر سلیمانؑ خم ہے
خاتم ہے لقب، زیرِ نگیں عالم ہے
سائے کی سیاہی نہ رہے کیوں کر دور
خاتم ہے مگر نور کی یہ خاتم ہے

لغات: خاتم = انگوٹھی۔ سلیمانؑ سے مراد حضرت سلیمان پیغمبر ہیں۔ خم ہے = تعظیم میں سر جھکائے ہوئے۔
نادر مضمون۔ صنعت اشتقاق = سائے = سیاہی۔ صنعت تضاد = سیاہی۔ نور۔
آخری دو مصرعے صنعت مذہب کلامی میں ہیں۔ روزمرہ = آخری مصرعہ عمدہ مثال ہے۔

نعتیہ رباعی ۱۲

اندام نبیؐ نے کیا صفائی پائی
سائے کی بھی وصل سے جدائی پائی
وہ سایا ہوا دواتِ قدرت میں جمع
لکھنے کو قضا نے روشنائی پائی

لغات: اندام = بدن۔ دوات = روشنائی کی شیشی۔ روشنائی = سیاہی جس میں ڈبو کر قلم لکھتے ہیں
قضا = مشیت الٰہی۔ عمدہ مضمون۔ صنعت تضاد = وصل۔ جدائی
صنعت مراعات النظیر دوات، روشنائی، لکھنے۔

نعتیہ رباعی

۱۳

کیا روئے پیغمبرؐ نے ضیا پائی ہے
فرقاں کی بلا فرق یہ زیبائی ہے
ہر شئے سے مقدم ہے ہمیں اس کا ادب
قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

مصرعہ چہارم دوسری رباعی میں تکرار ہوا ہے۔
لغات: روئے پیغمبر=صورت پیغمبر۔ ضیا=روشنی۔ زیبائی=خوبصورتی۔
مقدم=ضروری، لازم۔ روزمرہ=مصرعہ چہارم عمدہ مثال ہے۔ تشبیہ=رخ پیغمبر کو قرآن کی روشنی میں تشبیہ دی گئی ہے۔/مصرعہ چہارم میں اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے۔سب سے پہلے اللہ نے میرا نور خلق کیا۔

نعتیہ رباعی

۱۴

معراجِ نبیؐ میں جائے تشکیک نہیں
ہے نور کا تڑکا شب تاریک نہیں
قوسین کے قرب سے یہ ثابت ہے دبیرؔ
اتنا کوئی اللہ کے نزدیک نہیں

لغات: تشکیک=شک۔ تڑکا=سویرا۔ قوسین= محراب عرش۔ قرب=قریب۔
صنعت حسن تخلص۔ مصرعہ چہارم روزمرہ میں ہے۔ تلمیح=معراج جس میں پیغمبرؐ براق پر سوار ہو کر عرش گئے۔
قوسین=عرش کے بلند مقامات محراب عرش۔ تیسرا اور چوتھا مصرعہ صنعت مذہب کلامی کی عمدہ مثال ہے۔

نعتیہ رباعی ۱۵

موسیٰ کو تو حکمِ خلع نعلین ملا
احمدؐ کو مقامِ قابِ قوسین ملا
معراج کو یہاں عرشِ معلیٰ وہاں طور
کیا فرق بلند و پست مابین ملا

لغات: خلع = نکال دینا۔ نعلین = جوتیاں۔ قابِ قوسین = عرش کے بلند مقامات
عرشِ معلیٰ = عرش کے بلند مقامات۔ مابین = درمیان۔ تلمیح = معراج، طور
صنعت تضاد = بلند پست۔ صنعت لف و نشر مرتب کی عمدہ مثال مصرعہ سوم اور چہارم ہے۔

نعتیہ رباعی ۱۶

رف رف پہ عجب لطفِ سواری دیکھا
معراج ہوئی جمالِ باری دیکھا
نو قلزمِ گردوں کے گئے پار نبیؐ
گھر آ کے وضو کا آب جاری دیکھا

لغات: رف رف = مچان، بلندی جمال = خوبصورتی۔ قلزم = سمندر۔ گردوں = فلک
تلمیح = رف رف۔ تلمیح = معراج۔ عمدہ مضمون ہے کہ آنکھ جھپکنے میں حضورؐ معراج جا کر واپس ہوئے۔
صنعت مراعات النظیر = قلزم، آب، گردوں۔
صنعت مراعات النظیر = رف رف۔ سواری۔ معراج

نعتیہ رباعی ۱۷

یا شاہِ رسلؐ رحمتِ یزداں تم ہو
قرآن ہے پوست مغز قرآں تم ہو
دعویٰ سب کو ہے مومنیت کا مگر
مومن وہ ہے کہ جس کے ایماں تم ہو

لغات: شاہِ رسلؐ سے مراد پیغمبر اکرمؐ ہیں۔ یزداں = خدا ۔ پوست = جلد۔
دعویٰ مدعا۔ جدید ترکیب مغز قرآن۔
علامہ اقبال کا ایک نعتیہ شعر ہے:

مغز قرآں، روح ایماں جان دیں
ہست حُبِّ رحمت للعالمین

نعتیہ رباعی ۱۸

ہر قلعہ پیمبر کے وصی نے کھولا
ہر عقدہ رسولِؐ عربی نے کھولا
مولاؐ تھے زمیں پہ وہ فلک پر لیکن
قفلِ قمر انگلی سے نبیؐ نے کھولا

لغات: عقدہ = مشکل۔ گرہ۔ تلمیح = شق القمر کے واقعہ کا اشارہ مصرعہ چہارم میں ہے۔
صنعت تفریع = مولا۔ کھولا۔ تضاد = زمیں۔ فلک۔ صنعت تنسیق الصفات = زمین، فلک قمر
صنعت تنسیق الصفات = پیغمبر۔ وصی۔ رسولؐ۔ عمدہ اور نادر مضمون

نعتیہ رباعی ۱۹

طے جادۂ حق پائے سُبک رو سے کیا
ہر ذرہ کو مہر رُخ کے پرتو سے کیا
انگشت نبیؐ بدر میں تھی مثلِ ہلال
دو ٹکڑے قمر کو اُس مہ نو سے کیا

لغات: جادہ=راستہ۔ سبک رو=تیز رفتار۔ مہر=سورج۔ پرتو=جھلک
تلمیح=شق القمر۔ ہلال=پہلی تاریخ کا چاند۔ مہ نو=نیا چاند۔ بدر=چودھویں کا چاند۔
صنعت مراعات النظیر=جادہ۔ طے۔ پا۔ سبک رو۔ صنعت مراعات النظیر=بدر۔ ہلال، قمر، مہ نو۔ عمدہ نادر مضمون

نعتیہ رباعی ۲۰

کیوں خامے سے مشق خط پیمبرؐ کرتے
بے کلک رقم وہ لاکھ دفتر کرتے
فرمایا سفید رُو سیاہ کاروں کو
کاغذ کو سیاہ رُو وہ کیوں کر کرتے

لغات: خامے=قلم۔ مشق خط=لکھنے کی مشق۔ کلک=قلم۔ رقم=لکھنا۔ رُو=چہرہ۔ سیاہ کاروں=عاصیوں۔ صنعت مراعات النظیر= خامے، خط، کلک، دفتر۔ تضاد=سفید، سیاہ۔ صنعت مذہب کلامی مصرعہ سوم اور چہارم میں عمدہ مثال ہے۔ صنعت حسن تعلیل۔ مصرعہ چہارم اسی صنعت میں ہے۔ صنعت مبالغہ=مصرعہ دوم اس کی مثال ہے۔ عمدہ مضمون۔

نعتیہ رباعی

۲۱

گو سایا پیغمبرؐ کے نہ ہمراہ رہا
پر ظلِ خدا میں وہ شہنشاہ رہا
تھا نام کو سر پہ ابر اس پردے میں
محبوب کے ساتھ ساتھ اللہ رہا

لغات: ظل خدا= خدا کا سایا۔ عمدہ مضمون۔ صنعت ترجمہ= ظل۔ سایا۔ تلمیح= محبوب خدا یعنی رسول اکرمؐ۔ صنعت تفریع= تھا، رہا۔
صنعت تکرار= ساتھ ساتھ

نعتیہ رباعی

۲۲

یٰسین کو سُن کر جو قضا کرتے ہیں
حق الفتِ احمدؐ کا ادا کرتے ہیں
یٰسین ہے نبیؐ کا نام سو نزع کے وقت
اس نام پہ جاں اپنی فدا کرتے ہیں

لغات: قضا کرنا= انتقال کرنا، الفت= محبت، سو= اس لئے، نزع= آخری وقت، محاورہ= حق ادا کرنا۔ جان فدا کرنا، تلمیح= یٰسین سے مراد سورۂ قرآن ہے۔ صنعت ایہام= یٰسین، نبیؐ کا نام اور قرآن کے سورہ کا نام۔
صنعت سجع متوازی میں تینوں قافیے ہیں۔ صنعت تعلیق میں دوسرا شعر ہے۔ صنعت تفریع میں دونوں شعر ہیں۔
یٰسین۔ ہیں۔۔ صنعت مراعات النظیر= نزع۔ جان۔ فدا۔ چوتھا مصرعہ روزمرہ میں ہے۔

نعتیہ رباعی ۲۳

یاشاہِ رُسلؐ نایب یزداں تم ہو
کعبہ کی قسم قبلۂ ایماں تم ہو
خالق سے دعا کرو کہ ہو مجکو شِفا
واللہ ہر اک درد کے درماں تم ہو

لغات: رُسل = انبیا، یزداں = خدا تعالیٰ، درماں = علاج، تلمیح = شاہِ رسل، کعبہ۔۔ صنعت مسجع متوازی میں تینوں قافیے ہیں۔ صنعت تنسیق الصفات = خالق، دعا، شفا۔۔۔ رد، درماں، شفا، کعبہ، قبلہ، یزداں، رسل
صنعت تضاد = درد، درماں۔۔۔ جدید ترکیب = قبلۂ ایماں، نائب یزداں۔۔

نعتیہ رباعی ۲۴

معراج نبیؐ کو جو بصد زین ملی
اوروں کو نہ وہ خواب کے مابین ملی
ہر گوشے سے فرمایا خدا نے لبیک
قبضہ میں کمان قاب قوسین ملی

نعتیہ رباعی ۲۵

یا شاہِ رسلؐ آؤ شفاعت کے لیے
پیدا کیا حق نے تمھیں رحمت کے لیے
اس رنج میں لیتے نہیں امت کی خبر
قرباں نواسے کیے اُمت کے لیے

نعتیہ رباعی ۲۶

کیا قامتِ احمدؐ نے ضیا پائی ہے
چہرے میں عجب نور کی زیبائی ہے
مصحف پہ نہ کیوں فخر ہو اِس صورت کو
قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

لغات: قامت = بدن ضیا = روشنی۔ زیبائی = خوب صورتی۔ مصحف = کتاب الٰہی۔ عمدہ اور نادر مضمون ہے۔ مصرعۂ چہارم روز مرہ کی عمدہ مثال ہے۔ قرآن استعارہ نبیؐ کے لیے آیا ہے۔ /صنعت تنسیق الصفات = مصحف، قرآن۔ کتاب۔
صنعت مراعات النظیر = قامت، چہرے، نور

نعتیہ رباعی ۲۷

آدم نے شرف خیر بشرؐ سے پایا
رشتہ ایماں کا اِس گہر سے پایا
دو میم محمدؐ سے جہاں روشن ہے
مضمون یہ دل شمس و قمر سے پایا

لغات: شرف = عزت۔ خیر بشر = حضرت ختمی مرتبت کا لقب۔ گہر = موتی۔ رشتہ = سرا۔ جدید اور نادر مضمون۔ صنعت ایہام = آدم سے مراد بنی آدم، اور حضرت آدمؑ محمدؐ میں دو میم ہیں۔ دل درمیانی حرف کو کہتے ہیں۔ شمس و قمر دونوں کے بیچ کا حرف میم ہے۔ پس جس طرح سورج اور چاند سے دنیا میں روشنی ہے اُسی طرح محمدؐ سے زمانہ میں روشنی ہے۔

مناجاتی رباعی
۲۸

اے قلزم ہمّت کے شناور مددی
اے ذاکرِ شبیرؑ کے یاور مددی
پڑھتا ہوں حضورؑ کا نیا مرثیہ آج
یا حضرتِ عباسِ دلاور مددی

مناجاتی رباعی
۲۹

الفت مجھے یا علیؑ نقیؑ آپ کی ہے
مشہور جہاں داد رسی آپ کی ہے
ہم نام علیؑ ہو حل مشکل فرماؤ
امید مجھے بعدِ علیؑ آپ کی ہے

مناجاتی رباعی
۳۰

تحصیل میری ہیچ مدانی ہے فقط
شیریں سخنی میں بے زبانی ہے فقط
نے واہ کے نے آہ کے قابل ہے دبیرؔ
بندے پہ خدا کی مہربانی ہے فقط

مناجاتی رباعی ۳۱

کوشش سے ہو کامیاب ناکام بخیر
ایماں کے نگینے پہ کُھدے نام بخیر
یا شاہ نجفؑ حضورؐ کے صدقے سے
آغاز بخیر ہو اور انجام بخیر

مناجاتی رباعی ۳۲

فردوسِ معلّٰی کی سند چاہتا ہوں
شبیرؑ کے روضہ میں لحد چاہتا ہوں
سو طرح کی مشکلیں ہیں اے حق کے ولی
کہتا ہوں جو یا علیؑ مدد چاہتا ہوں

مناجاتی رباعی ۳۳

یارب میں رہوں موردِ انعام حسینؑ
افسر ہو مرا سایۂ اقدام حسینؑ
جو بات جہاں کے منہ سے نکلے یارب
آتے ہی مرے کان میں نامِ حسینؑ

مناجاتی رباعی

۳۴

کیا جود و عطا ہے واہ تیری یارب
ہے عین کرم نگاہ تیری یارب
گھیرا ہے دبیرؔ کو سپاہِ غم نے
یارب یارب پناہ تیری یارب

مناجاتی رباعی

۳۵

یارب رہے یہ بانیٔ مجلس آباد
واللہ اُسے دل سے ہے شبیرؑ کی یاد
اس بزم کے طول سے نہ یارو گھبراؤ
واللہ کہ ہوتا ہے ثواب اور زیاد

مناجاتی رباعی

۳۶

اے گُل کے شرف جلد مدد کو پہونچو
عمراں کے خلف جلد مدد کو پہونچو
صدمہ ہے مخالف کے عمل سے جی کو
یاشاہِ نجفؑ جلد مدد کو پہونچو

مناجاتی رباعی ۳۷

یاشیرؑ خدا شیعوں کو مسرور کرو
تکلیف غلاموں کی نہ منظور کرو
پاس اپنے محبوں کا مناسب ہے حضورؑ
للہ مخالف کا عمل دور کرو

مناجاتی رباعی ۳۸

ہر سمت سے ہے یاس مدد کو پہونچو
سب مومنوں کے پاس مدد کو پہونچو
تم کو قسم روحِ حسینؑ مظلوم
یا حضرتِ عباسؑ مدد کو پہونچو

مناجاتی رباعی ۳۹

اکسیر ہے خاک یا اباعبداللہؑ
بس قلب ہو پاک یا اباعبداللہؑ
مرجائے ترے روضہ میں یہ کہہ کے دبیرؔ
روحی بفداک یا اباعبداللہؑ

مناجاتی رباعی

۴۰

ہم سب پہ ہیں احسان ابا عبداللہؑ
کیوں کر نہ ہوں قربان ابا عبداللہؑ
کونین کی دولت سے نہیں کام دبیرؔ
دستش من و دامانِ اباعبداللہؑ

مناجاتی رباعی

۴۱

امدادِ طلب ہوں یا رضاؑ ادرکنی
ہمنام علیؑ مرتضاؑ ادرکنی
کشتہ کرتی ہے تیغِ حرص زر و سیم
یا صاحبِ گنبد طلا ادرکنی

مناجاتی رباعی

۴۲

مولاؑ مددی وقتِ اخیر آیا ہے
خواہانِ ترقی یہ حقیر آیا ہے
وہ دن ہو کہ اہلِ کربلا سے یہ کہیں
مجلس کی بنا کرد دبیرؔ آیا ہے

مناجاتی رباعی

۴۳

یا شاہِ قدیمی یہ فقیر آیا ہے
حُر ہونے کو بندۂ حقیر آیا ہے
ہر فیض سے معمور ہے سرکارِ حضورؑ
خالی دامن لیے دبیرؔ آیا ہے

مناجاتی رباعی

۴۴

اب آج یہ کہنے کو حقیر آیا ہے
مولاؑ مددی وقتِ اخیر آیا ہے
وہ دن ہو کہ اہلِ کربلا فرمائیں
مجلس ہے رواق میں دبیرؔ آیا ہے

مناجاتی رباعی

۴۵

اے کل کے شہنشاہ فقیر آیا ہے
اے معدنِ ابرو حقیر آیا ہے
ہر سال میں کہتا تھا مگر آج حضورؑ
ارشاد کریں میرا دبیرؔ آیا ہے

مناجاتی رباعی ۴۶

فرمودۂ حضرت امیرؑ آیا ہے
پڑھنے کو وہ آیا یہ حقیر آیا ہے
یا پنجتنؑ اخلاص کی سورت لکھ دو
سی پارۂ دل لے کے دبیرؔ آیا ہے

مناجاتی رباعی ۴۷

خورشیدوں میں ذرّۂ حقیر آیا ہے
شاہوں کی جناب میں فقیر آیا ہے
مختار ہو شش جہت کے جو چاہو دو
یا حضرت پنجتنؑ دبیرؔ آیا ہے

مناجاتی رباعی ۴۸

اے ہادیٔ کل مہدیٔ دیں ادرکنی
اے مہرِ امامتؑ کے نگیں ادرکنی
کس مرتبہ چھائی ہوئی ہے ظلمتِ کفر
اے آبِ حیاتِ مومنیں ادرکنی

مناجاتی رباعی

۴۹

اے جانِ رسولؐ انس و جاں ادرکنی
اے روحِ امیر دوجہاں ادرکنی
سرگشتہ ہے گردشِ زمانے سے دبیرؔ
یا حضرت صاحب الزماںؑ ادرکنی

مناجاتی رباعی

۵۰

اے ترجمۂ نادِ علیؑ ادرکنی
اے خالقِ یکتا کے ولی ادرکنی
شب تار، گناہ کا بار، نے دوست نہ یار
یا حضرتِ مرتضیٰ علیؑ ادرکنی

مناجاتی رباعی

۵۱

انجام بخیر اے میرے باری ہوجائے
تا مرگ نصیب اشک باری ہوجائے
پڑھ کر کلمہ زبان سے لوں نامِ حسینؑ
جب آنکھ ہو بند اشک جاری ہوجائے

مناجاتی رباعی ۵۲

اے رونقِ فقر و زیب شاہی مددی
اے پشت و پناہ ماہ و ماہی مددی
کوتاہ ہے دستِ عقل، لغزش میں ہے پاؤں
اے دستِ زبردست الٰہی مددی

مناجاتی رباعی ۵۳

شاہِ شہداؑ کی مہربانی ہوجائے
مقبول مری مرثیہ خوانی ہوجائے
چھائے وہ دھواں دھار گھٹا ماتم کی
پوشاک زمیں کی آسمانی ہوجائے

مناجاتی رباعی ۵۴

ہر چند سخن بھی بے نظیر اپنا ہے
الہام کے مضموں سے خمیر اپنا ہے
پائینِ حسینؑ قبر دینا یارب
کیا خوب سخن تکیہ دبیرؔ اپنا ہے

مناجاتی رباعی ۵۵

اے نسخۂ درد لا دوا ادرکنی
اے آبروے خاکِ شفا ادرکنی
دورِ فلک و گردش اخترؔ کا ہے خوف
یا حضرتِ شاہؑ شہدا ادرکنی

مناجاتی رباعی ۵٦

یا شاہِ نجفؑ مالکِ کشور تم ہو
در علمِ الٰہی کے ہو گھر گھر تم ہو
بے جا نہیں کہتا ہے دبیرؔ اے آقاؑ
اللہ کے بعد بندہ پرور تم ہو

مناجاتی رباعی ۵۷

شیعوں کی ہر اک بلا کو رد فرماؤ
خالق سے دعا میں جدوکد فرماؤ
حقاً کہ مدد گارِ دوعالم ہیں حضورؑ
یا حضرتِ عباسؑ مدد فرماؤ

مناجاتی رباعی ۵۸

ہر چشم سے چشمے کی روانی ہوجائے
پھر تازہ مری مرثیہ خوانی ہوجائے
فضلِ باری سے ہوں یہ آنسو جاری
ساون کی گھٹا شرم سے پانی ہوجائے

مناجاتی رباعی ۵۹

اے صاحبؐ معراج کے نایبؑ مددی
حلالِ مسائل و مصائب مددی
نیرنگ عجب عجب دکھاتا ہے فلک
یا حضرتِ مظہر العجائبؑ مددی

منقبتی رباعی ۶۰ حضرت علیؑ۔ اسم

جز نقشِ علیؑ نقش ہر اک بے جا ہے
یہ نقش نجاتِ رحمتِ عقبا ہے
اپنے ایمان کی لوحِ ابجد میں دبیر
اک عین ہے اک لام ہے اور اک یا ہے

منقبتی رباعی ۶۱ حضرت علیؑ

موٴمن جو باریاب ہوجاتا ہے
وہ اوج میں لاجواب ہوجاتا ہے
جلتا ہے جو شب کو قبرِ مولاؑ پہ چراغ
وہ صبح کو آفتاب ہوجاتا ہے

منقبتی رباعی ۶۲ حضرت علیؑ

بس حبِّ یداللہ ہے اسلام اپنا
اس ہاتھ سے خالق نے لیا کام اپنا
کیا ذاتِ علیؑ کی کنہ سمجھے گا کوئی
بندے پہ خدا نے رکھ دیا نام اپنا

منقبتی رباعی ۶۳ حضرت علیؑ

رخسارۂ حیدرؑ کو گلستاں لکھا
خورشیدِ نجف قبلۂ ایماں لکھا
پر خوبیِ خط سے ہوئی رُخ کی صحت
ہے آپ مصنف نے یہ قرآں لکھا

منقبتی رباعی ۶۴ حضرت علیؑ

حٰمٓ کا ترجمہ ہے حائے حیدرؑ
یٰسٓن کا صاف سر ہے یائے حیدرؑ
دارین کو اس دال نے دولت دی ہے
تفسیرِ رضائے حق ہے رائے حیدرؑ

منقبتی رباعی ۶۵ حضرت علیؑ

تسبیح میں تھا رشتۂ جانِ حیدرؑ
خیاطِ ازل تھا قدر دانِ حیدرؑ
تا قطع کرے بہرِ علیؑ جامۂ فتح
مقراض تھی تیغ دو زبانِ حیدرؑ

منقبتی رباعی ۶۶ اِسمِ علیؑ

قدرت نے علیؑ کو جو دیا نامِ خدا
سب کچھ تھا زباں میں پر لیا نامِ خدا
کلمہ کا رواج، اذاں کا غل، حق کا ثبوت
کیا کیا شۂ مرداں نے کیا نامِ خدا

منقبتی رباعی ۶۷ حضرت علیؑ

قطروں پہ شمار ہفت دریا نے کیا
تاروں پہ قیاس چرخ خضرا نے کیا
اوصاف ابو ترابؑ آخر نہ ہوئے
ذرّوں پہ حساب ریگِ صحرا نے کیا

منقبتی رباعی ۶۸ حضرت علیؑ

کیا لام علیؑ سے معرفت حاصل ہے
یہ لام دلِ بادشہِ عادل ہے
قرآن کے سی پارے ہیں اور لام کے تیں
قرآن بلا فرق علیؑ کا دل ہے

منقبتی رباعی ۶۹ حضرت علیؑ

کیا نامِ خدا شیرؑ خدا خوش رو ہیں
رو قبلہ ہے محرابِ حرم ابرو ہیں
آنکھیں حسنینؑ ہیں زبان ہے قرآن
خود ہیں وہ یداللہ نبیؐ بازو ہیں

منقبتی رباعی ۷۰ حضرت علیؑ

حیدرؑ کو شرف حق نے عطا فرمایا
مابین شکم ذکرِ خدا فرمایا
تھا ان کی ولادت کے نہ قابل کوئی گھر
کعبہ کو خلیلؑ نے بنا فرمایا

منقبتی رباعی ۷۱ حضرت علیؑ

حیدرؑ نے ہر اقلیم کو تسخیر کیا
مالک نے اُنھیں مالکِ شمشیر کیا
قابل جو ولادت کے نہ تھا کوئی گھر
گھر حق کا خلیلؑ حق نے تعمیر کیا

منقبتی رباعی ۷۲ حضرت علیؑ

غم آج ہے مغلوب خوشی غالب ہے
خوشنودیٔ حق کا ہر بشر طالب ہے
ہر شیعہ کے گھر انجمنِ عیش ہے آج
مولودِ علیؑ ابن ابی طالب ہے

منقبتی رباعی ۷۶ حضرت علیؑ

کعبہ میں ہوا جو بندوبستِ حیدرؑ
شادان تھا دل خدا پرست حیدرؑ
تھے صاحب معراج کے کاندھے پہ قدم
عرشِ اعظم تھا زیرِ دستِ حیدرؑ

منقبتی رباعی ۷۷ حضرت علیؑ

نکہت کدۂ حق ہے دماغِ حیدرؑ
کعبہ سے ملا ہم کو سراغِ حیدرؑ
قندیل در عرش تو گھر کا ہے چراغ
گلزارِ جناں ہے خانہ باغِ حیدرؑ

منقبتی رباعی ۷۸ حضرت علیؑ

حیدرؑ کو پیمبرؐ نے مقام اپنا دیا
کونین نے گنجینہ تمام اپنا دیا
پیدا ہونے کو اور پئے نقشِ مکیں
گھر اپنا دیا خدا نے نام اپنا دیا

منقبتی رباعی ۷۹ حضرت علیؑ

یکتا حیدرؑ کو لافتا سے پایا
بے مثل عطا میں ہل اتا سے پایا
کیوں پیروِ حیدرؑ نہ ہو حق مثلِ ردیف
اس قافیے کو بیت خدا سے پایا

منقبتی رباعی ۸۰ حضرت علیؑ

ایماں کے لیے مرتبۂ معراج ہوا
مخلوق سب اوصیا کا سرتاج ہوا
کل روزِ قیامت میں جو بخشوائے گا
پیدا شیعوں کا وہ امامؑ آج ہوا

منقبتی رباعی ۸۱ حضرت علیؑ

جب حق نے قلم خامۂ تقدیر کیا
خود نامِ علیؑ عرش پہ تحریر کیا
قابل نہ ولادت کے جگہ تھی کوئی
کعبے کو خلیلِ حق نے تعمیر کیا

منقبتی رباعی ۸۲ حضرت علیؑ

برتر ہے علیؑ کا ہر بشر سے پایا
اس خیرؐ بشر کو پاک شر سے پایا
کعبے میں حیات اور مسجد میں وفات
پایا جو کچھ خدا کے گھر سے پایا

منقبتی رباعی ۸۳ حضرت علیؑ

مصحف رُخِ شاہِ بحرو برّ سے پایا
مضمون یہ انشاء قدر سے پایا
ہوں بیت سے جس طرح عیاں معنیِ بیت
یوں ہم نے علیؑ کو حق کے گھر سے پایا

منقبتی رباعی ۸۴ حضرت علیؑ

کعبہ ہی فقط نہ مولد حیدرؑ ہے
مسجد مقتل ہے عرشِ حق مظہر ہے
ہر دل میں ہے یاد اُس کی اللہ اللہ
جو گھر ہے خدا کا وہ علیؑ کا گھر ہے

منقبتی رباعی ۸۵ حضرت علیؑ

کونین کو حاصل شرف و جاہ ہوئے
خاصانِ خدا قدر سے آگاہ ہوئے
اغلب تھا ہَرن ہوئیں بت دغلِ جفا
کعبے میں پیدا اسد اللہ ہوئے

منقبتی رباعی ۸۶ ولادت علیؑ

کعبہ میں عیاں خدا کی قدرت ہے آج
زیبائشِ ایمان و شریعت ہے آج
بت پڑھتے ہیں کلمہ لا الٰہ اِلّا اللہ
دامادِ پیمبرؐ کی ولادت ہے آج

منقبتی رباعی ۸۷ ولادت حضرت علیؑ

یاشیرِ خدا فرش ترا عرشِ بلند
کی حق نے ولادت تری کعبہ میں پسند
ہے وحدہٗ لاشریک عاشق تیرا
ہوتا ہے عزیز لاولد کو فرزند

منقبتی رباعی ۸۸ حضرت علیؑ

احمدؐ کو علیِ نامور سے پایا
حقا کہ نشاں شہر کا در سے پایا
وہ کشورِ علم اور یہ مولودِ حرم
اس شہر نے در خدا کے گھر سے پایا

منقبتی رباعی ۸۹ حضرت علیؑ

کعبے کا نشاں علیؑ کے در سے پایا
معدن ایماں کا اس گھر سے پایا
پہلے تو علیؑ ملے خدا کے گھر سے
پھر ہم نے خدا کو ان کے گھر کے سے پایا

منقبتی رباعی ۹۰ حضرت علیؑ

قبلہ حیدرؓ کے سنگِ در سے پایا
ہمسایہ خدا کے گھر کو گھر سے پایا
جس گھر میں ولادتِ علیؑ کا ہے قدم
واں ہم نے رواں سجدے کو سر سے پایا

منقبتی رباعی ۹۱ حضرت علیؑ

کب نام صدف نے وہ گہر سے پایا
جو کعبہ نے عمراں کے پسر سے پایا
حیدرؑ کے قدم سے عرشِ اعظم کو ملا
وہ اوج کہ ہر بدن نے سر سے پایا

منقبتی رباعی ۹۲ حضرت علیؑ

ہے نور نیا شمس و قمر میں پیدا
رونق ہے عجب شام وسحر میں پیدا
اس ماہ میں لازم ہے دو عالم کو خوشی
حیدرؑ ہوئے اللہ کے گھر میں پیدا

منقبتی رباعی ۹۳ حضرت علیؑ

مولد جو وہاں حکمِ قدر سے پایا
کعبے نے شرف علم کے در سے پایا
ہاتھوں پہ لئے نبیؐ یہ کہتے نکلے
لو ہم نے وصی خدا کے گھر سے پایا

مذہبی رباعی۔ منقبتی رباعی ۹۴ حضرت علیؑ

جو غیر کو جانشین نبیؐ کا سمجھا
اور خویش پیمبر کو نہ آقا سمجھا
اس کی یہ مثال ہے عیاذاً باللہ
بندے کو خدا خدا کو بندا سمجھا

منقبتی رباعی ۹۵ حضرت علیؑ

خورشیدِ نجف قمر مدینہ کا تھا
نام ان سے سلیمانؑ کے نگینہ کا تھا
اژدر کو کیا جو گاہورے میں دو نیم
اُس سال یہ چاند دو مہینہ کا تھا

منقبتی رباعی ۹۶ حضرت علیؑ

قرآن ہے شرح رخِ زیبائے علیؑ
ایمان کا ایماں ہے تولائے علیؑ
بندوں کی تو معراج نمازیں ہیں مگر
معراجِ نماز ہے سایائے علیؑ

منقبتی رباعی ۹۷ حضرت علیؑ

رو قبلہ کی جانب ہو تو دل سوئے علیؑ
سونگھوں جو پھول آئے خوشبوئے علیؑ
آئینہ میں آب و خواب میں پتلی میں
یارب ہر شکل سے دکھا روئے علیؑ

منقبتی رباعی ۹۸ حضرت علیؑ

ایمان ہے دل، قبلہ علیؑ کا رو ہے
اور سلسلہ شرع ہر اک گیسو ہے
آنکھیں حسنینؑ ہیں زباں ہے قرآن
خود ہیں وہ یداللہ نبیؐ بازو ہے

منقبتی رباعی ۹۹ حضرت علیؑ

جلوہ ہے رُخِ علیؑ کا ہر سُو باقی
اُس جلوے سے خورشید کا ہے رُو باقی
یہ بدر نے رگڑی درِ حیدرؑ پہ جبیں
سمجھو نہ ہلال ہے اک ابرو باقی

منقبتی رباعی ۱۰۰ حضرت علیؑ

سجدے نے شرف علیؑ کے در سے پایا
ایماں نے فروغ ان کے گھر سے پایا
جن و ملک و بشر کا باہم ہے یہ قول
اللہ کوہم نے اس بشر سے پایا

منقبتی رباعی ۱۰۱ حضرت علیؑ

افضل حیدرؓ کو ہر بشر سے پایا
ہم نام خدائے بحر وبر سے پایا
ہمسایہ بتادے جیسے ہمسایہ کا نام
یوں حق کا نشاں علیؑ کے گھر سے پایا

منقبتی رباعی ۱۰۲ حضرت علیؑ

کونین کا فیض شہؑ کے در سے پایا
خورشید نے نور ایک نظر سے پایا
سائل کبھی محروم نہ اس در سے پھرا
حیدرؓ سے لیا خدا کے گھر سے پایا

منقبتی رباعی ۱۰۳ حضرت علیؑ

فرمانِ علیؑ لوح و قلم تک پہونچا
فضل ان کا ہر ایک غم میں ہم تک پہونچا
ہاتھ اُس کے لگاپارسِ ایماں سرِ دست
سر جس کا یداللہ کے قدم تک پہونچا

منقبتی رباعی ۱۰۴ حضرت علیؑ

طوبیٰ قد شاہِ بحر وبر سے پایا
کیا ثمرۂ نیک اِس شجر سے پایا
رضواں نے جو پھل حُبِّ علیؑ کا کھایا
گلزارِ بہشت اس ثمر سے پایا

منقبتی رباعی ۱۰۵ حضرت علیؑ

فردوس میں گھر علیؑ کے در سے پایا
در علم نبیؐ کا حق کے گھر سے پایا
ڈھونڈھا جو نشان فوق ایدیھم کو
وہ دست شہِؑ جن و بشر سے پایا

منقبتی رباعی ١٠٦ حضرت علیؑ

کیا کیا نہ علیؑ نامور سے پایا
نسخہ ایماں کا خاکِ در سے پایا
وہ بندۂ حق شیرِ خدا ہے بخدا
بندوں نے خدا کو جس کے گھر سے پایا

منقبتی رباعی ١٠٧ حضرت علیؑ

کیا مطلع خورشید و قمر سے پایا
کیا مثنویٔ شام و سحر سے پایا
وصف درِ شہر علم حق کا مضموں
ہر بیت سے کیا خدا کے گھر سے پایا

منقبتی رباعی ١٠٨ حضرت علیؑ

کیا کانِ سخا علیؑ کے در سے پایا
اس بات کو ہر ایک بشر سے پایا
جس شخص کو کچھ مال علیؑ نے بخشا
پھر پاک اُسے تلاشِ زر سے پایا

منقبتی رباعی ۱۰۹ حضرت علیؑ

انجم نے شرف نورِ قمر سے پایا
اور ماہ نے خورشید سحر سے پایا
اس قافیہ و ردیف کا جلوہ دبیرؔ
جس نے پایا ہمارے گھر سے پایا

منقبتی رباعی ۱۱۰ حضرت علیؑ

ایمان نے اوج شہؑ کے سر سے پایا
ہمسر نبیؐ خیر بشرؐ سے پایا
مہماں دل حیدرؑ میں رہے یادِ خدا
آرام زیادہ اپنے گھر سے پایا

منقبتی رباعی ۱۱۱ حضرت علیؑ

نو بامِ فلک پر ہو جو حیدرؑ کا عتاب
اک بار گریں یہ صفتِ تیرِ شہاب
گر حفظ ابو ترابؑ تعمیر کرے
پانی پہ نہ منہدم ہو اک قصرِ حباب

منقبتی رباعی ۱۱۲ حضرت علیؑ

عالم کو غنی نائبؑ احمد کرتا
بے عرض و سوال جُود بے حد کرتا
ہوتا جو نہ پاسِ ادب حکمت حق
احسان علی حکم دعا رو کرتا

منقبتی رباعی ۱۱۳ حضرت علیؑ

حیدرؑ کو خدا نے فخرِ آفاق کیا
اور سینے کو گنجینۂ اخلاق کیا
آقا ہیں ابو ترابؑ انسان کفِ خاک
وہ عاق ہے آقا نے جسے عاق کیا

منقبتی رباعی ۱۱۴ حضرت علیؑ

حیدرؑ نے جو پاؤں عرشِ انور پہ دھرا
افسر کی طرح عرش نے وہ سر پہ دھرا
کیا پایۂ اعلیٰ ہے علیؑ کا واللہ
کعبے میں قدم دوشِ پیمبرؐ پہ دھرا

منقبتی رباعی ۱۱۵ حضرت علیؑ

عرفاں سے جسے کچھ بھی تعارف نکلا
حیدرؑ کی طلب میں بے توقف نکلا
ہے ساقیٔ کوثر کی ولا کشتیٔ نوحؑ
اس چاہ میں جو گرا وہ یوسفؑ نکلا

منقبتی رباعی ۱۱۶ حضرت علیؑ

گر فیض کسی نے چشمِ تر سے پایا
یا قربِ خدائے بحر و بر سے پایا
اللہ و رسول شرع و ایماں واللہ
پایا جو کچھ علیؑ کے گھر سے پایا

منقبتی رباعی ۱۱۷ حضرت علیؑ

خیبر میں کسی کا نہ ہنر پیش آیا
پر شیرِ خدا مثلِ ظفر پیش آیا
رن کیا ہے کھلا زور علیؑ کا گھر گھر
کیا زیر و زبر ہوا جو در پیش آیا

منقبتی رباعی ۱۱۸ حضرت علیؑ

خورشید کو برتر جو قمر سے پایا
اور جلوہ ہوا نورِ نظر سے پایا
ذرّے نے کہا ملا کہاں سے یہ نور
بولا کہ علیؑ کی خاکِ در سے پایا

منقبتی رباعی ۱۱۹ حضرت علیؑ

افضل حیدرؑ کو ہر بشر سے پایا
ہم نام خدائے بحر و بر سے پایا
پہلے تو علیؑ ملے خدا کے گھر سے
پھر ہم نے خدا کو ان کے گھر سے پایا

منقبتی رباعی ۱۲۰ حضرت علیؑ

قدرت ہیں علیؑ خدا کی قدرت ہیں علیؑ
گنجینۂ اخلاق و مروّت ہیں علیؑ
کعبے میں کیا پشتِ نبیؐ پر جو مقام
کیا نامِ خدا مہرِ نبوت ہیں علیؑ

منقبتی رباعی ۱۲۱ حضرت علیؑ

معراج سے پھر کر جو سواری آئی
حیدرؑ کے ملاقات کی باری آئی
پوچھا جو نبیؐ سے طرزِ ارشاد خدا
فرمایا کہ آواز تمھاری آئی

منقبتی رباعی ۱۲۲ حضرت علیؑ

ہم ہیں درِ حیدرؑ کی فقیری کے لیے
اُس در سے شرف بنے امیری کے لیے
ہاتھ آئے یداللہ کے معنی سرِ دست
یہ ہاتھ فقط ہیں دستِ گیری کے لیے

منقبتی رباعی ۱۲۳ حضرت علیؑ

رضواں کو سدا یادِ علیؑ رہتی ہے
ہر نہر اُسی نہر میں واں بہتی ہے
زنجیر درِ جناب ہلی ہے ایسی
ہل ہل کے فقط علیؑ علیؑ کہتی ہے

منقبتی رباعی ۱۲۴ حضرت علیؑ

وہ لطفِ ابو ترابؑ ہوجاتا ہے
انساں کا مَلِک خطاب ہوجاتا ہے
چاہیں جو فروغ اختر و ذرۂ علیؑ
وہ بدر یہ آفتاب ہوجاتا ہے

منقبتی رباعی ۱۲۵ حضرت علیؑ

خالق کے حضور سرفگندہ ہے علیؑ
شیعوں کے عقیقِ دل پہ کندہ ہے علیؑ
صانع کا نشاں مل گیا صنعت سے
اللہ وہ ہے کہ جس کا بندہ ہے علیؑ

منقبتی رباعی ۱۲۶ حضرت علیؑ

خورشید نشانِ قدم حیدرؓ ہے
عیسیٰؑ جو سنا اک دم حیدرؓ ہے
سب حشمتِ یوسفؑ ہے علیؑ کی اک فوج
کل اوجِ سلیمانؑ علم حیدرؓ ہے

منقبتی رباعی ۱۲۷ حضرت علیؑ

حیدرؑ مشکل کشا ہیں انس و جن کے
حق نے انھیں سب درجے دیے گن گن کے
ایّام جہاں ہیں اوجِ حیدرؑ میں طویل
نصف سہ پہر ہیں یہ شہر اک دن کے

منقبتی رباعی ۱۲۸ حضرت علیؑ

چاہیں جو علیؑ تو اوج پستی ہوجائے
مثل کفِ بحر تنگ دستی ہوجائے
رشکِ شکمِ حاملہ ہو سینۂ قمر
مردوں کو کفن لباس ہستی ہوجائے

منقبتی رباعی ۱۲۹ حضرت علیؑ

حصّے میں علیؑ کے حق کا نام آیا ہے
مشکل میں یہ نام سب کے کام آیا ہے
اک جزو مناقب ہیں حدیثیں بالکل
تعریف میں قرآن تمام آیا ہے

منقبتی رباعی ۱۳۰ حضرت علیؑ

اس رمز کو انبیاء بھی کم جانتے ہیں
کچھ کچھ باخدا لوح و قلم جانتے ہیں
اللہ رے کمالاتِ جنابِ حیدرؑ
کہتا ہے فقط خدا کے ہم جانتے ہیں

منقبتی رباعی ۱۳۱ حضرت علیؑ

گہہ وعظ میں گہہ خطبۂ اسلام میں ہیں
گہہ رطبِ لسان شرع کے احکام میں ہیں
اس بات سے ثابت ہے لسانِ الٰہی
پیوستہ علیؑ خدا ہی کے کام میں ہیں

منقبتی رباعی ۱۳۲ حضرت علیؑ

شمع قدمِ علیؑ ہے ہر مدفن میں
ابرِ کرم علیؑ ہے ہر گلشن میں
یوں حکم علیؑ کو دلِ آہن میں ہے راہ
جس طرح سے رشتہ حلقۂ سوزن میں

منقبتی رباعی ۱۳۳ حضرت علیؑ

ہدیہ پئے شاہ لافتا آیا ہے
کس دھوم سے شقۂ خدا آیا ہے
ہر سورے میں اوصاف علیؑ ہے پر آج
تعریف عطا میں ہل اَتا آیا ہے

منقبتی رباعی ۱۳۴ حضرت علیؑ

پھل فتح کا حیدرؓ نے سناں سے پایا
اور تیغ کا پھل سیب جناں سے پایا
دو ملکِ خدا تھے ایک دنیا اک دیں
یہ تیغ و سناں سے وہ سہ ناں سے پایا

منقبتی رباعی ۱۳۵ حضرت علیؑ

محروم کسی کو نہ سخی نہ رکھآ
نے مال نہ زر حق کے ولیؑ نے رکھآ
کیا زہد ہے کیا فیض کہ رغبت سے کبھی
روزے کے سوا کچھ نہ علیؑ نے رکھآ

منقبتی رباعی ۱۳۶ حضرت علیؑ

اندام میں جوہر کی زِرہ کھولتا ہے
پوشیدہ ہیں جو راز وہ یہ کھولتا ہے
قربان سراپائے جنابِ حیدرؑ
ہر بندِ بدن دل کی گرہ کھولتا ہے

منقبتی رباعی ۱۳۷ حضرت علیؑ

کفّار کو قہر کی نگاہ تیشہ ہے
ہر معرکے میں پیش روے پیشہ ہے
یاشاہؑ نجف شیر الٰہیؑ ہیں آپ
عرشِ اعظم حضورؐ کا بیشہ ہے

منقبتی رباعی ۱۳۸ حضرت علیؑ

دل سب کا غنی حُبِّ یداللہ میں ہے
اکسیر ہے وہ جو خاک اس راہ میں ہے
ہے کشتیٔ نوحؑ میرِ کوثرؑ کی ولا
کوثر کے کنارے ہے جو اس چاہ میں ہے

منقبتی رباعی ۱۳۹ حضرت علیؑ

بندوں کو نجات کا سفینہ ہے علیؑ
اسمِ اعظم کا بس نگینہ ہے علیؑ
اَسرار انا مدینہ العلم کھلا
مفتاح درِ انا مدینہ ہے علیؑ

منقبتی رباعی ۱۴۰ حضرت علیؑ

بے جا ہر کوشش و طلب کو پایا
اپنی اپنی غرض کا سب کو پایا
مطلوب ملا ابنِ ابی طالبؑ سے
جب شاہِ عربؐ ملے تو رب کو پایا

منقبتی رباعی ۱۴۱ حضرت علیؑ

گہہ عرش پہ پاؤں مرتضاؑ نے رکھآ
زانو کبھی احمدؐ کے سرہانے رکھآ
کیا بندۂ مقبول خدا ہیں حیدرؑ
اس بندے پہ نام اپنا خدا نے رکھآ

منقبتی رباعی ۱۴۲ حضرت علیؑ

ناشاد کو تم نے یا علیؑ شاد کیا
مشکل میں رسولوںؐ نے تمھیں یاد کیا
تم وہ ہو کہ محبوب سے اپنے حق نے
عونالك فی النوائب ارشاد کیا

منقبتی رباعی ۱۴۳ حضرت علیؑ

بے الفت حیدرؑ نہ کوئی شاد ہوا
گر باغِ عمل لگایا برباد ہوا
وہ مزرعِ خیر سے ملا پھل اُس کو
ثمرہ جو اِرم سے بہرِ شدّاد ہوا

منقبتی رباعی ۱۴۴ حضرت علیؑ

غیروں سے جو خوب مرتضاؑ کو سمجھا
گم راہ رہا نہ رہنما کو سمجھا
کیا بڑھ گیا اللہ کا رتبہ اس میں
بُت سے بہتر اگر خدا کو سمجھا

منقبتی رباعی ۱۴۵ حضرت علیؑ

اے والیِ کُل اپنے ولیؑ کو دکھلا
اسرار خفی اور جلی کو دکھلا
یکتا کی زیارت میں تو شرکت ہے گناہ
بے واسطہ چشمِ علیؑ کو دکھلا

منقبتی رباعی ۱۴۶ حضرت علیؑ

حیدرؑ نے قدیرِ ازلی کو سمجھا
اللہ بھی خوب اپنے ولی کو سمجھا
سمجھے جو خدا علیؑ کو، ہے کفر دبیرؔ
پر کہتا ہوں میں خدا علیؑ کو سمجھا

منقبتی رباعی ۱۴۷ حضرت علیؑ

اصحاب نے پوچھا جو نبیؐ کو دیکھا
معراج میں تم نے ہے کسی کو دیکھا
کہنے لگے مسکرا کے محبوبِ خدا
واللہ جہاں دیکھا علیؑ کو دیکھا

منقبتی رباعی ۱۴۸ حضرت علیؑ

زیبایشِ قرآن ہے بیانِ حیدرؓ
معراجِ حدیث ہے زبانِ حیدرؓ
جتنی کتبِ خدا ہوئی ہیں نازل
ہے شانِ نزول سب کی شانِ حیدرؓ

منقبتی رباعی ۱۴۹ حضرت علیؑ

ہیں ماہی و ماہ صید شستِ حیدرؓ
احمدؐ ہیں گواہ بندوبستِ حیدرؓ
نکلا شبِ معراج یداللہ کا ہاتھ
لو عرش ہے آستین دستِ حیدرؓ

منقبتی رباعی ۱۵۰ حضرت علیؑ

ہے اوجِ قدر مطیع عزمِ حیدرؓ
ہے فوجِ ظفر تابع رزمِ حیدرؓ
کیا نور قمرِ کا کہ ہو شمعِ محفل
ہے شمس گُل چراغ بزمِ حیدرؓ

منقبتی رباعی ۱۵۱ حضرت علیؑ

کعبہ ہے گدائے بارگاہِ حیدرؓ
اور عرش ہے فرش قصر جاہِ حیدرؓ
اٹھا ہی نہیں پاؤں بجز جادۂ حق
خضرِ رہ دیں ہے گرد راہِ حیدرؓ

منقبتی رباعی ۱۵۲ حضرت علیؑ

جان و سر و بازوئے پیمبرؐ حیدرؓ
داماد و خلیفہ و برادر حیدرؓ
مصداقِ شہر انا مدینۃ العلم نبیؐ
ہے در مگر اس شہر کا حیدرؓ حیدرؓ

منقبتی رباعی ۱۵۳ حضرت علیؑ

اعدا سے کھلا نہ بندوبستِ حیدرؓ
ثابت نہ ہوئی کہیں شکستِ حیدرؓ
لوحِ محفوظ اس کے خط کی ہے گواہ
قدرت کا قلم ہے تیغ دستِ حیدرؓ

منقبتی رباعی ۱۵۴ حضرت علیؑ

ہر رشتۂ جاں تھا نذر جانِ حیدرؑ
تھی سوزنِ اعجاز سنانِ حیدرؑ
ہر جنگ میں رختِ فتح کرتے تھے قطع
مقراض تھی تیغ دو زبانِ حیدرؑ

منقبتی رباعی ۱۵۵ حضرت علیؑ

گو ہے سرِ لا مکاں نشستِ حیدرؑ
پر ہے جزو کُل میں بندوبستِ حیدرؑ
ہے دستِ علیؑ و دستِ قدرت میں یہ فصل
یہ دستِ خدا ہے اور وہ دستِ حیدرؑ

منقبتی رباعی ۱۵۶ حضرت علیؑ

اعلا ہیں محبّ حق پرستِ حیدرؑ
ہے مسند عرش پر نشستِ حیدرؑ
حیدرؑ کی آستین میں ہے دستِ خدا
دستِ من و آستین دستِ حیدرؑ

منقبتی رباعی ۱۵۷ حضرت علیؑ

زورِ یزداں ہے کارِ دستِ حیدرؓ
کارِ دوسَرا ثارِ دستِ حیدرؓ
برش پہ ہے قدرت کی گواہی تحریر
ہے جوہرِ ذوالفقار دستِ حیدرؓ

منقبتی رباعی ۱۵۸ حضرت علیؑ

رہ جاتا ہوں انگشت بہ دنداں ہوکر
حیدرؓ کو کہا ابر سخن داں ہوکر
مانا کہ گہر بخش ہے نیساں بھی مگر
وہ دیتا ہے رو رو کے یہ خنداں ہوکر

منقبتی رباعی ۱۵۹ حضرت علیؑ

آغاز ہے آغاز ہے علیؑ میں ششدر
انجام نے انجام کی پائی نہ خبر
توصیف میں اُس کی سب بشر ہیں حیراں
کیا ہستیِ مطلق کی عدم کو ہے خبر

منقبتی رباعی ۱۷۰ حضرت علیؑ

پہلوے نبیؐ میں ہے مقامِ حیدرؑ
ہیں اس پہ گواہ سب غلامِ حیدرؑ
بازارِ قبول میں اذان ہے زرِ قلب
جب تک کہ نہ ہو سکّۂ نامِ حیدرؑ

منقبتی رباعی ۱۷۱ حضرت علیؑ

اعدا رہے درپے شکستِ حیدرؑ
بالا رہا دستِ حق پرستِ حیدرؑ
ضربِ خندق ہے اک دلیلِ قاطع
خیبر سے عیاں ہے زورِ دستِ حیدرؑ

منقبتی رباعی ۱۷۲ حضرت علیؑ

فردوس ہے باغِ نو بہارِ حیدرؑ
اور عرش ہے قصرِ پائے دارِ حیدرؑ
مالک ہیں یہ سرکارِ خدا کے باخدا
تقدیر ہے ایک پیش کارِ حیدرؑ

منقبتی رباعی ۱۶۳ حضرت علیؑ

قرآن ہے مصحف کی قسم روئے امامؑ
قبلہ ہے بہ ربّ کعبہ ابروئے امامؑ
ہیں دانہ اتسبیح علیؑ کے زایہ
بعد ایک کے ہے ایک رواں سوئے امامؑ

منقبتی رباعی ۱۶۴ حضرت علیؑ

کونین پہ روشن ہے کمالِ حیدرؑ
ہے کون شجاعت میں مثالِ حیدرؑ
اک انگلی سے چاہیں تو الٹ دیں کونین
خالق کا جلال ہے جلالِ حیدرؑ

منقبتی رباعی ۱۶۵ حضرت علیؑ

اللہ رے اوجِ احتشامِ حیدرؑ
افلاک سے برتر ہے مقامِ حیدرؑ
اس نام پہ کیوں کر نہ فدا ہوں دبیرؔ
واللہ عجب نام ہے نامِ حیدرؑ

منقبتی رباعی ۱۶۶ حضرت علیؑ

گل گشت فلک کو جو پیمبر نکلے
حیدرؑ کے لیے خطبہؑ و منبر نکلے
گرتا با ابد عرش پہ دیویں جاروب
خاکِ قدم حیدر صفدر نکلے

منقبتی رباعی ۱۶۷ حضرت علیؑ

اک ذرّہ نہ مال سیم و زر کو سمجھے
بے گانہ جہاں کے خشک و تر کو سمجھے
موت آئی تو مسجد میں گئے مرنے کو
گھر اپنا علیؑ خدا کے گھر کو سمجھے

منقبتی رباعی ۱۶۸ حضرت علیؑ

اُستاد جو عقل کُل پیمبرؐ کا ہے
ادنیٰ شاگرد وہ بھی حیدرؑ کا ہے
نادان ہے چرخ پیش عقلِ حیدرؑ
یہ پیرِ فلک مرید قنبر کا ہے

منقبتی رباعی ۱۶۹ حضرت علیؑ

تھا نورِ علیؑ شمس و قمر سے پہلے
مخلوق ہوئے ابوالبشر سے پہلے
حیراں ہیں خلقت علیؑ میں آدم
موجود تھا فرزند پدر سے پہلے

منقبتی رباعی ۱۷۰ حضرت علیؑ

کشتئ فلک چرخ اگر کرتی ہے
جبراً تہہ و بالا یہ گزر کرتی ہے
حیدرؑ سا زبردست جو ہے زیرِ زمیں
گردوں کو زمیں زیر و زبر کرتی ہے

منقبتی رباعی ۱۷۱ حضرت علیؑ

سائل نے کہا زور تیرا ظاہر ہے
کیوں تیغ کی بخشش پہ بھی تو قادر ہے
تلوار پٹک کے بولے حیدرؑ واللہ
ہے تیغِ دوسَرا کیا میرا سر حاضر ہے

منقبتی رباعی ۱۷۲ حضرت علیؑ

گر منزلِ وصفِ شہ دیں طے نہ کرے
چرخ ایک وجب دور زمیں طے نہ کرے
اک گام رہ بُراقِ اوجِ حیدرؑ
سو قرن میں جبریلؑ امیں طے نہ کرے

منقبتی رباعی ۱۷۳ حضرت علیؑ

نیکی جسے کہتے ہیں علیؑ کی خو ہے
اور نور جو سنتے ہو وہ عکسِ رو ہے
پیرہن یوسفؑ کی ہے نکہت مشہور
یوسفِؑ پیراہن علیؑ کی بو ہے

منقبتی رباعی ۱۷۴ حضرت علیؑ

رُوئے حیدرؑ سے زیب ہرعالم ہے
یاں نیمۂ ذرّہ نیّرِ اعظم ہے
کیا رتبۂ گیسو ہے کہ ہنگامِ حساب
ساری شبِ قدر اک گھڑی سے کم ہے

منقبتی رباعی ۱۷۵ حضرت علیؑ

جو دل سے مطیع شہِ مرداں ہوجائے
پھر زیرِ نگیں کشورِ ایماں ہوجائے
انگشت یداللہ پہ مثلِ خاتم
جو چشم رکھے فخرِ سلیماںؑ ہوجائے

منقبتی رباعی ۱۷۶ حضرت علیؑ

قربانِ علیؑ نام خدا کا یہ ہے
لو ترجمہ عین و لام و یا کا یہ ہے
کیا اسمِ مبارک کا معمّا ہوا حل
سر علم کا دل حلم و حیا کا یہ ہے

منقبتی رباعی ۱۷۷ حضرت علیؑ ۔ اسم علیؑ

ہم نام ہیں اللہ کے نام اعلیٰ ہے
گھر گھر ہے اذاں بلند کام اعلیٰ ہے
بیت الحرام و پشت نبیؐ عرشِ جلیل
واللہ علیؑ کا ہر مقام اعلیٰ ہے

منقبتی رباعی ۱۷۸ حضرت علیؑ

کہنے سے اذان کے دین سب ملتا ہے
گر نامِ علیؑ نہ لو تو کب ملتا ہے
اعداد محمدؐ و علیؑ کو گن لو
یہ دونوں جو باہم ہوں تو رب ملتا ہے

منقبتی رباعی ۱۷۹ حضرت علیؑ

کیوں حُبِّ یداللہ میں نہ قیوم ملے
چودہ طبق اس نام کے محکوم ملے
دس یا کے ہیں اور دال یداللہ کے چار
اللہ کے ساتھ چودہ مقصوم ملے

منقبتی رباعی ۱۸۰ حضرت علیؑ

یہ نظم بہارِ چمن گیتی ہے
حیدرؓ کی ثنا رنگِ اثر دیتی ہے
آویزۂ گوشِ کاملاں ہے یہ سخن
یاں شبنمِ گل کان پکڑ لیتی ہے

منقبتی رباعی ۱۸۱ حضرت علیؑ

حکمت میں علیؑ عیسیٰؑ لاثانی ہے
برحق یہ مطب نشیں ربّانی ہے
ہر عارضے کا دستِ خدا میں ہے علاج
قرآن بھی اک نسخۂ ایمانی ہے

منقبتی رباعی ۱۸۲ حضرت علیؑ

حیدرؑ پہ نہ کیوں خیر بشرؐ فخر کرے
جس پر کہ خدائے بحرو بر فخر کرے
نازاں ہے ابوالبشرؑ علیؑ پر اس شکل
جیسے پدر و جد پہ پسر فخر کرے

منقبتی رباعی ۱۸۳ حضرت علیؑ

ہر شام کو خورشید کہاں جاتا ہے
روشن ہے دبیرؔ پر جہاں جاتا ہے
مغرب ہی کی جانب کو ہے قبرِ حیدرؑ
یہ شمع جلانے کو وہاں جاتا ہے

منقبتی رباعی ۱۸۴ حضرت علیؑ

ہیں ہفت فلک تابعِ فرمانِ علیؑ
ہیں جن و ملک موردِ احسانِ علیؑ
کیا نامِ خدا نام ہے اللہ اللہ
قربان علی دبیرؔ قربانِ علیؑ

منقبتی رباعی ۱۸۵ حضرت علیؑ

حیدرؑ کا گدا رتبۂ خاقاں پائے
ہر مورِ نجف تاجِ سلیمانؑ پائے
گر شور زمیں لے کے نامِ حیدرؑ
انساں ڈھونڈے تو آب حیواں پائے

منقبتی رباعی ۱۸۶ حضرت علیؑ

بنیادِ ائمہ نسل حیدرؑ سے ہے
قائم شرفِ دیں اسی گھر سے ہے
مصدر یہ امامت کے امامؑ ان سے ہیں سب
مشتق ہر ایک صیغہ مصدر سے ہے

منقبتی رباعی ۱۸۷ حضرت علیؑ

کونین ہے ایک نقشِ اعجازِ علیؑ
اللہ رے علیؑ واہ رے اعزازِ علیؑ
معراجِ نبی سے تھا یہ منظورِ خدا
آ عرش پہ تو سنائیں آوازِ علیؑ

منقبتی رباعی ۱۸۸ حضرت علیؑ

کیا پیشِ خدا ہے قرب و اعزازِ علیؑ
احمدؐ نے سنی عرش پہ آوازِ علیؑ
روشن ہوئے وجہ ید بیضائے کلیمؑ
یہ ایک سر دست تھا اعجازِ علیؑ

منقبتی رباعی ۱۸۹ حضرت علیؑ

حاصل ہوئے ذرّے کو شرف اختر کے
سب طاق ہوئے برجِ مہ انور کے
پیدا ہوئے حیدرؑ تو پکارے کونین
بالکل یہی مالک ہیں خدا کے گھر کے

منقبتی رباعی ۱۹۰ حضرت علیؑ

حیدرؑ کی ولا سے گنج دیں ملتا ہے
مردم کو عجب نورِ یقیں ملتا ہے
کوئی نہیں گو شریکِ معبود مگر
بے ان کے ملے خدا نہیں ملتا ہے

منقبتی رباعی ۱۹۱ حضرت علیؑ

رتبہ حضرت کا عرش سے برتر ہے
کرسی سے دوچند پایۂ حیدرؑ ہے
کعبہ مولد ہے اور مسجد مقتل
جو گھر خدا کا وہی علیؑ کا گھر ہے

منقبتی رباعی ۱۹۲ حضرت علیؑ

گر قدر فزاے عطاے حیدرؑ ہووے
نقطہ ابھی مصحف کے برابر ہووے
فرمائیں جو مختصر مطول کو علیؑ
اک حرف میں شرح چار دفتر ہوئے

لغات: قدر = اندازہ / فزائے = مقدار، انتہا / مصحف = آسمانی کتاب / مطول = لمبا کیا ہوا / پہلا شعر صنعت مزاوجہ میں ہے، مصرعہ دوم صنعت مبالغہ اغراق میں ہے / صنعت تفریع = گر۔ برابر / صنعت تضاد = مختصر۔ مطول / صنعت سیاق الاعداد = اک۔ چار
صنعت مبالغہ اغراق میں مصرعہ چہارم ہے

منقبتی رباعی ۱۹۳ حضرت علیؑ

ملکِ شرفِ علیؑ کی گر سیر نہیں
جب آنکھ مُندی خاتمہ بالخیر نہیں
ممسوس بہ ذاتِ حق ہے ذاتِ حیدرؑ
یہ خویش نبیؐ، خدا کا بھی غیر نہیں

لغات: مندنا = بند ہونا/ممسوس = چھوا ہوا/خویش = عزیز/محاورہ = خاتمہ بالخیر ہونا
پہلا شعر صنعت مزاوجہ میں ہے/صنعت تکرار = ذات، ذات/صنعت تضاد = خویش، غیر
صنعت تنسیق الصفات = حق، حیدرؑ، نبیؐ، خدا

منقبتی رباعی ۱۹۴ حضرت علیؑ

ظاہر ہے نبیؐ پہ قدر و اعزازِ علیؑ
یا ذاتِ خدا ہے محرمِ رازِ علیؑ
احمد جو گئے عرش پہ تو واں کیا تھا؟
تصویر علیؑ تھی اور آوازِ علیؑ

منقبتی رباعی ۱۹۵ حضرت علیؑ

تصریف رخِ علیؑ کا مقدور نہیں
اک نقطہ بھی یاں سورۂ والطّور نہیں
خورشید فلک میں مثلِ روئے حیدرؑ
مانند چراغِ روز کچھ نور نہیں

منقبتی رباعی ۱۹۶ حضرت علیؑ

ہو وردِ زباں مصحفِ اعجازِ علیؑ
ہر دم رہے دل عاشق و جانبازِ علیؑ
ہر سو نظر آئے روئے حیدرؓ یارب
ہر گوشے سے گوش زد ہو آوازِ علیؑ

منقبتی رباعی ۱۹۷ حضرت علیؑ

دربار علیؑ میں دخلِ کفار نہیں
سرکار سے اعدا کو سروکار نہیں
احباب کے خاطر تو ہیں طوبیٰ کے ثمر
باغی کے لیے حکم نہیں بار نہیں

منقبتی رباعی ۱۹۸ حضرت علیؑ

حیدرؓ کو غنی سب کو غرض مند کہوں
بے حد ہیں شرف اُن کے میں تاچند کہوں
ہے شیرِؓ خدا میں باخدا شانِ خدا
اس بندے کو سو بار خداوند کہوں

منقبتی رباعی ۱۹۹ حضرت علیؑ

چاہیں جو علی یاس کو امید کریں
مُردے کو عطا ہستیِ جاوید کریں
ذرّے کو فلک، فلک کو عرشِ اعظم
تارے کو قمر، قمر کو خورشید کریں

لغات: صنعت تضاد = مردے۔ ہستی۔ یاس۔ امید۔ ذرے ،خورشید۔ مراعات النظیر = تارے، قمر، خورشید، فلک، عرش۔ صنعت تکرار = فلک، قمر

منقبتی رباعی ۲۰۰ حضرت علیؑ

دن رات فلک کہاں کہاں پھرتے ہیں
جویاے امیرِ دوجہاں پھرتے ہیں
ہے قمرِ ابوترابؑ جو زیبِ زمیں
سو گرد زمیں کے آسماں پھرتے ہیں

منقبتی رباعی ۲۰۱ حضرت علیؑ

ہے دستِ خدا کا زورِ بازو روشن
خورشیدِ فضائل ہے ہر اک سو روشن
چشمِ حیدرؑ پہ خطِ پیشانیِ غیب
بالکل ہے مثالِ سطر ابرو روشن

منقبتی رباعی ۲۰۲ حضرت علیؑ

نوقصرِ فلک علیؑ کی درگاہ کے ہیں
واللہ مکیں یہ عرش اللہ کے ہیں
کونین جنھیں کہتے ہیں سب لوگ دبیرؔ
دو نقش کفِ پائے یداللہ کے ہیں

منقبتی رباعی ۲۰۳ حضرت علیؑ

اندام میں جوہر کے زرہ کھولتے ہیں
پوشیدہ ہیں جو راز وہ یہ کھولتے ہیں
سر تا بقدم عقدہ کشا ہیں حیدرؑ
اک دم میں بدن کی ہر گرہ کھولتے ہیں

منقبتی رباعی ۲۰۴ حضرت علیؑ

کیا وہمِ غلط پہ مدعی خرم ہیں
کیا رتبے مدینہ سے نجف کے کم ہیں
شیخین ہیں گر دفن پیمبرؐ کے قریب
پہلو میں علیؑ کے نوح ہیں آدم ہیں

منقبتی رباعی ۲۰۵ حضرت علیؑ

قربان علیؑ کہ شاہِ مرداں یہ ہیں
کعبہ زمزم صراطِ میزاں یہ ہیں
معلوم ہوا علومِ عرفاں سے دبیرؔ
شرع ایمان حدیث و قرآں یہ ہیں

منقبتی رباعی ۲۰۶ حضرت علیؑ

جیسے فلکِ ہفت صدف پیدا ہیں
انوارِ نجف چار طرف پیدا ہیں
عشقِ رخ و گیسوئے علیؑ میں ویسے
دُرِ نجف وموئے نجف پیدا ہیں

منقبتی رباعی ۲۰۷ حضرت علیؑ

گر عشقِ وزیرؑ شہِ لولاکؐ نہیں
دنیا ہے خراب عاقبت پاک نہیں
بندوں کو ندا دیتی ہے سرکارِ خدا
بے حبِّ ابو ترابؑ یہاں خاک نہیں

منقبتی رباعی ۲۰۸ حضرت علیؑ

ہے دُرِ نجف کہیں قمر سے روشن
بال اس کا ہے رشتۂ نظر سے روشن
شاہد ہیں یہ دونوں کہ رہِ عشقِ علیؑ
مو سے باریک ، ہے گہر سے روشن

منقبتی رباعی ۲۰۹ حضرت علیؑ

ناطق ہوں ثنائے مصحفِ ناطق میں
صادق ہوں میں وصفِ مخبرِ صادق میں
روشن یہ ہوا ربطِ نبیؐ و حیدرؑ
بے فرق دو خورشید ہیں اک مشرق میں

منقبتی رباعی ۲۱۰ حضرت علیؑ

حیدرؑ کے فضائل کوئی کیا جانتا ہے
حق جاننے کا ربّ ہدا جانتا ہے
پوچھو نہ دبیرؔ سے علیؑ کا رتبہ
جانا ہے یہ اُس نے کہ خدا جانتا ہے

منقبتی رباعی ۲۱۱ حضرت علیؑ

ہیں دستِ خدا زورِ خدا ہاتھ میں ہے
انگلی کی طرح کلکِ قضا ہاتھ میں ہے
سرتا بہ قدم خیرِ مجسم ہیں علیؑ
تاثیر زباں میں اور سخا ہاتھ میں ہے

منقبتی رباعی ۲۱۲ حضرت علیؑ

دامادِ پیمبرؐ علیؑ اعلا ہے
اس رتبہ میں حیدرؑ گہر یکتا ہے
ہمسر جو گنے غیر کو تو بہر برید
مقراض حدیث لا فتیٰ کی لا ہے

منقبتی رباعی ۲۱۳ حضرت علیؑ

طوبیٰ سے مراد علیؑ اعلا ہے
قدرت کے چمن میں یہ شجر یکتا ہے
ہے نورِ علیؑ سے خلقتِ ہر شیعہ
لو شیعوں کا شجرہ شجرِ طوبیٰ ہے

منقبتی رباعی ۲۱۴ حضرت علیؑ

حیدرؑ کو خدا سے جو جدا کہتا ہے
سنتے ہی نہیں ہم کہ وہ کیا کہتا ہے
معنی علیؑ پوچھ لو جس سے چاہو
بندہ ، خدا خدا کہتا ہے

پہلا شعر روزمرہ میں ہے/صنعت تضمین المزدوج = خدا، جدا/تکرار = بندہ، خدا/دوسرا شعر صنعت مزاوجہ میں ہے/صنعت تجنیس خطی = خدا،
جدا/صنعت مراعات النظیر = خدا، بندہ

منقبتی رباعی ۲۱۵ حضرت علیؑ

جو دوست ہے البتہ دعا دیتا ہے
ورنہ بندے کو بندہ کیا دیتا ہے
ہر شئے کا یداللہ سے سائل ہو دبیرؔ
سب کچھ اس ہاتھ سے خدا دیتا ہے

لغات: سائل = مانگنا/تلمیح = یداللہ سے مراد حضرت علیؑ ہے۔/دوسرا مصرعہ روزمرہ میں ہے/تکرار = بندے، بندہ

منقبتی رباعی ۲۱۶ حضرت علیؑ

خیبر میں کِیا وا نہ کسی نے در کو
انگشت پہ لے لیا علیؑ نے در کو
در سے کشادہ در یہ مشکل ہے مگر
کھولا ہے درِ علمِ نبیؐ نے در کو

لغات: وا=کھولنا، انگشت=انگلی/صنعت تلمیح=خیبر، درِ علم نبیؐ/درِ علم نبی سے مراد حضرت علیؑ ہیں
صنعت تکرار=در۔ در
صنعت مسجع متوازن=کسی، علی

منقبتی رباعی ۲۱۷ حضرت علیؑ

یکتا ہے علیؑ ربّ عُلا کا بندہ
میں ہوں احسانِ مرتضٰی کا بندہ
گر سچ ہے الانسان عبید الاحسان
بندہ ہے نصیری کے خدا کا بندہ

لغات: یکتا=واحد/صنعت تضمین میں تیسرا مصرعہ ہے/صنعت مراعات النظیر=انسان، بندہ، خدا
صنعت تعلیق میں آخری شعر ہے/صنعت تفریع=یکتا، کا/صنعت تکرار=مصرعہ چہارم بندہ
تضاد سلبی=بندہ، خدا/تضمین المزدوج=بندہ، خدا

منقبتی رباعی ۲۲۰ حضرت علیؑ

کیا عزو شرف حیدرؓ ذی جاہ کے ہیں
برحق یہ شہنشاہ ہر اک شاہ کے ہیں
بھائی ہیں یہ قرآں کے پدر اُمت کے
بازو ہیں نبیؐ کے ہاتھ اللہ کے ہیں

لغات: عزوشرف = عزت اور منزلت، ذی جاہ = عالی مقام
صنعت مراعات النظیر = بھائی، پدر، بازو، ہاتھ/ آخری شعر تلمیح میں ہے (احادیث کو نظم کیا گیا ہے) / صنعت اشتقاق = شاہ، شہنشاہ/ صنعت مراعات النظیر = اُمت، قرآں، نبیؐ، اللہ

منقبتی رباعی ۲۲۱ حضرت علیؑ

کونین کو ہے شاہئ حیدرؓ کا یقیں
پاؤں کے تلے عرش ہے یوں جیسے زمیں
ہر شئے پہ ہے یوں حکمِ علیؑ حق کے ساتھ
حرفوں پہ ہو جس طرح برابر تنوین

لغات: شاہئ حیدرؓ = حیدرؓ کی حکومت، تنوین = اعراب/ دونوں اشعار میں عمدہ تشبیہات ہیں
صنعت تضاد = عرش، زمین/ صنعت تفریق = کونین، زمین/ محاورہ = پاؤں کے تلے ہونا
صنعت مراعات النظیر = کونین، عرش، زمین/ صنعت سجع متوازن = یقیں، زمیں

منقبتی رباعی ۲۲۲ حضرت علیؑ

محکوم مَلک حیدرِؑ ذی جاہ کے ہیں
جبریل بھی پیش دست اس شاہؑ کے ہیں
جس نے کہا یاعلیؑ لیا ہاتھ کو تھام
احسان یہ سردست ید اللہ کے ہیں

منقبی رباعی ۲۲۳ حضرت علیؑ

شربت دیا قاتل کو سخی ایسے ہیں
روشن ہے خدا پہ متقی ایسے ہیں
جی چاہتا ہے پوچھتے پھرتے ہیں سب سے
یارو تمھیں واللہ علیؑ کیسے ہیں؟

منقبتی رباعی ۲۲۴ حضرت علیؑ

جو ذائرِ بوترابؑ ہوجاتا ہے
خود نور با آب و تاب ہوجاتا ہے
بنتی ہے زمیں رشکِ فلک چلنے میں
نقشِ قدم آفتاب ہوجاتا ہے

منقبتی رباعی ۲۲۵ حضرت علیؑ

صبح صادق کو جو کہ کاذب سمجھے
کیا رتبۂ مظہر العجائبؑ سمجھے
دشمن بھی ہو منصف تو اطاعت ان کی
ممکن یہ نہیں کہ پھر نہ واجب سمجھے

منقبتی رباعی ۲۲۶ حضرت علیؑ

اک قولِ نصیری تو نہ مانا ہم نے
باقی بہت اس بات کو چھانا ہم نے
سب کچھ جانا علیؑ کو اللہ کے بعد
حق جاننے کا مگر نہ جانا ہم نے

منقبتی رباعی ۲۲۷ حضرت علیؑ

احمدؐ نے کہا علیؑ سے ہر جا تم تھے
معراج میں تا عرشِ معلاٰ تم تھے
عرش ایک طرف پردۂ اسرار سے بھی
یوں آتی تھی آواز کہ گویا تم تھے

منقبتی رباعی ۲۲۸ حضرت علیؑ

اللہ و نبیؐ جو قدرِ حیدرؓ سمجھے
سمجھے وہ کوئی اور تو کیوں کر سمجھے
دعویٰ تو نہیں فہم کا پر ہم بھی دبیرؔ
بندوں میں علیؑ کو سب سے بہتر سمجھے

منقبتی رباعی ۲۲۹ حضرت علیؑ

حادث نہیں ثابت قدم حیدرؓ ہے
ہر لوح بہ زیرِ قلم حیدرؓ ہے
قد میم دہن سے مل کے تجنیسِ قدم
قالب ہے قدم روح دمِ حیدرؓ ہے

منقبتی رباعی ۲۳۰ حضرت علیؑ

قسم ربِّ قدیر سب پہ غالب ہیں علیؑ
خدّام ہیں سب، مالک و صاحب ہیں علیؑ
جز خویش نبیؐ غیر کو یاں دخل نہیں
صاحب ہے خدا اور مصاحب ہیں علیؑ

منقبتی رباعی ۲۳۱ حضرت علیؑ

جو زائر بوترابؑ ہوجاتا ہے
وہ پاک مثالِ آب ہوجاتا ہے
بنتی ہے شراب تو نجف میں سرکہ
عصیاں بالکل ثواب ہوجاتا ہے

منقبتی رباعی ۲۳۲ حضرت علیؑ

آگاہ ہے جو فہم رسا رکھتا ہے
اللہ سِوا علیؑ کے کیا رکھتا ہے
حیدرؑ کے فضائل پہ یہ قدرت کا ہے ناز
اک بندہ دو عالم میں خدا رکھتا ہے

منقبتی رباعی ۲۳۳ حضرت علیؑ

جیسے حاضر ہیں ویسے غائب ہیں علیؑ
واللہ کہ مظہر العجائب ہیں علیؑ
سبحان اللہ کیسا حاکم ہے خدا
ماشاء اللہ اس کے نائب ہیں علیؑ

منقبتی رباعی ۲۳۴ حضرت علیؑ

حیدرؑ کے مقام جو ولی سمجھا ہے
وہ رمز قدیرِ ازلی سمجھا ہے
سمجھے ہیں نصیری تو علیؑ کو اللہ
بندہ اللہ کو علیؑ سمجھا ہے

منقبتی رباعی ۲۳۵ حضرت علیؑ

حیدرؑ کو جو خالق کا ولی کہتا ہے
شاباش قدیرِ ازلی کہتا ہے
کہتے ہیں نُصیری تو علیؑ کو اللہ
بندہ اللہ کو علیؑ کہتا ہے

منقبتی رباعی ۲۳۶ حضرت علیؑ

قبلہ ہے علیؑ قبلۂ امید بھی ہے
تابع اجل اور ہستیٔ جاوید بھی ہے
تصویر ہے جس فلک پہ واں بہرِ طواف
کعبہ بھی ہے عیسیٰؑ بھی ہے خورشید بھی ہے

منقبتی رباعی ۲۳۷ حضرت علیؑ

حیدرؓ سا نہ غازی نہ کوئی عابد ہے
ثابت کیا سب پر کہ خدا واحد ہے
حیدرؓ تو ہیں بندۂ خدائے یکتا
میں بندۂ حیدرؓ ہوں خدا شاہد ہے

منقبتی رباعی ۲۳۸ حضرت علیؑ

کعبے کی طرح لاکھ گھر آباد کیے
ناشادوں کے ناداروں کے دل شاد کیے
کیوں بندۂ احساں نہ ہوں آزاد تمام
آقا نے ہزار بندے آزاد کیے

محاورہ = آباد کرنا / محاورہ = دل شاد کرنا / صنعت تضاد = آقا، بندے / صنعت تضاد = بندہ، آزاد / نادر ترکیب = بندۂ احسان / صنعت سوالیہ = مصرعہ سوم / صنعت تفریع = کعبے، کیے / صنعت مراعات النظیر = بندہ، آزاد، آقا / صنعت طباق سلبی = شاد، ناشاد / صنعت براعت استہلال = مصرعہ چہارم بندے یعنی غلام اور مخلوق / صنعت تکرار مع الوسط = کے ناداروں کے / صنعت مبالغہ تبلیغ = لاکھ گھر آباد

منقبتی رباعی ۲۳۹ حضرت علیؑ

کیا عرشِ معلّیٰ پہ ہے توقیرِ علیؑ
تصویرِ علیؑ ہے مع شمشیرِ علیؑ
اس وجہ سے پشت اس کی ہے دنیا کی طرح
خورشید کا رُخ ہے سوئے تصویرِ علیؑ

لغات: توقیر=عزت/مع=ہمراہ/سوئے=طرف
محاورہ=پشت کرنا/صنعت سجع متوازن=توقیر/صنعت تضاد=پشت، رُخ/صنعت براعت استہلال
صنعت مبالغہ غلو=مصرعہ چہارم

منقبتی رباعی ۲۴۰ حضرت علیؑ

سو باغ مثالِ خلد آباد کیے
لاکھوں کے دلِ زار و حزیں شاد کیے
شاہد ہے خدا ہم اُس کے بندے ہیں دبیرؔ
جس نے کہ ہزار بندے آزاد کیے

لغات: خلد=جنت/زار و حزیں=رنجیدہ اور غمگین/شاہد=گواہ/محاورہ=خدا شاہد ہے
صنعت تضاد=حزیں، شاد/صنعت سیاق الاعداد=سو، لاکھوں/صنعت تضاد=خدا، بندے
محاورہ=آباد کرنا/محاورہ=دل شاد کرنا/محاورہ=آزاد کرنا
تشبیہ=مثالِ خلد

منقبتی رباعی ۲۴۱ حضرت علیؑ

لاسیف ہے اک جوہرِ شمشیرِ علیؑ
قرآن ہے اک آیۂ توقیرِ علیؑ
احمدؐ جو گئے عرش پہ تو واں کیا تھا
آوازِ علیؑ تھی اور تصویرِ علیؑ

لغات: لاسیف = کوئی تلوار نہیں / جوہر = امتیاز / توقیر = عزت
صنعت مسجع متوازن = شمشیر، توقیر / تلمیح = مصرعہ سوم (معراج) / تلمیح = لاسیف سے مراد ذوالفقار ہے / صفت مبالغہ اغراق = مصرعہ دوم /
صنعت مراعات النظیر = احمد، عرش، آواز علی

منقبتی رباعی ۲۴۲ حضرت علیؑ

ذرّے کو علیؑ کی مہر خورشید کرے
مُردے کو عطا ہستیٔ جاوید کرے
پر قہر یہ ہے کہ اپنی کوشش سے فقط
دریا ہونے کی قطرہ امید کرے

لغات: مہر = محبت / ہستی = زندگی / جاوید = ہمیشہ / قہر = غضب / محاورہ = قہر ہونا / محاورہ = ذرّے کو آفتاب بنانا
مثل = قطرہ دریا ہو جاتا ہے / صنعت تفریع = ذرّے، کرے
صنعت تضاد = ذرہ۔ خورشید، قطرہ، دریا، مردہ، ہستی
صنعت مبالغہ مصرعہ اول، دوم، اور چہارم ہیں۔ / محاورہ = امید کرنا

منقبتی رباعی ۲۴۳ حضرت علیؑ

مفتاحِ خدا فاتحِ خیبر ہیں علیؑ
اور سورۂ فاتحہ کے افسر ہیں علیؑ
پڑھ لیتے ہیں لکھا بد و نیک کا حال
چشم بد دور چشمِ داور ہیں علیؑ

لغات: مفتاح = کنجی / افسر = تاج / داور = قاضی۔ جج۔ خدا / تلمیح = فاتح خیبر / تلمیح = سورۂ فاتحہ
تلمیح = چشم داور سے مراد عین اللہ ہے / اشل = چشم بددور / صنعت جمع = رباعی کا پہلا شعر / صنعت تضاد = بد، نیک
صنعت تکرار = چشم / اس رباعی میں احادیث نبوی کی طرف اشارہ ہے۔

منقبتی رباعی ۲۴۴ حضرت علیؑ

وسعت جو کہ ملائکہ کے شہ پر کی ہوئی
نقش اُن پہ ثنا فاتحِ خیبر کی ہوئی
آدم نے کیا خاک کی خلقت پر فخر
کنیت جو ابوترابؑ حیدرؑ کی ہوئی

لغات: وسعت = کشادگی / شہپر = بڑے اصلی مضبوط پر / نقش = لکھاوٹ / خلقت = پیدائش / کنیت = وہ نام جو والدین یا اولاد کی نسبت سے بولا جائے / تلمیح = فاتح خیبر / تلمیح = آدم / تلمیح ابوتراب /
صنعت مراعات النظیر = آدم، خاک، خلقت، ابوترابؑ / صنعت مسجع متوازی = شہپر، خیبر
رباعی کا نادر مضمون ہے

منقبتی رباعی (۲۴۵) حضرت علیؑ

یوں خاک رہِ مالک تقدیر ہوئے
جو فخرِ ابوترابؑ شبیرؑ ہوئے
ہر ذرۂ خاکساری مولاؑ سے
تسلیم و رضا کے شہر تعمیر ہوئے

لغات: خاک ہونا = مرنا / رہ مالک تقدیر = اللہ کے راستے / خاک ساری = عجز / محاورہ = خاک ہونا / تسلیم ورضا = خدا کی مرضی کے مطابق / تلمیح = ابوترابؑ / تلمیح = مولا سے مراد حضرت علیؑ اور امام حسینؑ ہیں / صنعت مراعات النظیر = رہ، خاک، ابوتراب / صنعت مبالغہ غلو میں رباعی کا دوسرا شعر ہے / جدید ترکیب = ذرۂ خاکساری / محاورہ = مالک تقدیر ہونا

منقبتی رباعی (۲۴۶) حضرت علیؑ

بندوں میں فقط خدا کے طالب ہیں
وہ طالبِ فرزندِ ابی طالب ہیں
حیدرؑ سرِ مصطفیٰؐ ہیں اور دستِ حیدرؑ
بازوے عقیلؑ و جعفرؑ و طالبؑ ہیں

لغات: طالب = طلب گار / قافیہ شایگان اُردو میں مستحسن ہے۔ طالب (طلب گار مصرعہ اول) طالب سے مراد ابو طالب ہیں / صنعت تضاد = بندوں۔ خدا / صنعت تفریع = بندوں۔ ہیں / صنعت مراعات النظیر = سر، دست، بازو
صنعت تنسیق الصفات = حیدرؑ، مصطفیٰؐ، عقیل، جعفر، طالب / صنعت ردالعجز علی الابتدا مع التکرار = مصرعہ میں پہلا اور آخری لفظ یکسان ہے / مصرعہ سوم حدیث رسول کی طرف اشارہ ہے / صنعت تکریر مستانف = مصرعہ دوم میں طالب کی تکرار الگ الگ معنی میں ہیں۔

منقبتی رباعی ۲۴۷ حضرت علیؑ

پوشیدہ علیؑ سے خبرِ غیب نہیں
شاہد ہے خدا شبہ نہیں ریب نہیں
سب حالِ جہاں دیکھتے ہیں اِ لاّ عیب
سو عیب نہ دیکھنے کا کچھ عیب نہیں

لغات: غیب = پوشیدہ / شاہد = گواہ / شبہہ = شک / ریب = شک / محاورہ = خدا شاہد ہے (گواہ) / الاّ = صرف / صنعت ترجمہ اللفظ = شبہ = ریب / صنعت مراعات النظیر = پوشیدہ، غیب، خدا / صنعت تکریر = عیب، عیب
صنعت جمع تفریق میں مصرعہ سوم ہے۔ / صنعت سجع متوازن = غیب، ریب

منقبتی رباعی ۲۴۸ حضرت علیؑ

کعبہ ہے ہر اک سنگ رہِ کوئے امامؑ
ہیں سب صفت قبلہ نما سوئے امامؑ
ہیں دانۂ تسبیح علیؑ کے زائر
بعد ایک کے ہے ایک رواں سوئے امامؑ

پوری رباعی نادر مضمون کا شاہکار ہے / لغات: رہ کوئے = کوچہ کا راستہ / سوئے = طرف / رواں = جانا / استعارہ = کعبہ، سنگ راہ / استعارہ = زائیر دانۂ تسبیح / صنعت مراعات النظیر = کعبہ، سنگ، امام، قبلہ / تشبیہ، صفت، قبلہ نما / صنعت سجع متوازی = کوئے، سوئے / صنعت تکریر مع الوسط = ایک، ایک
صنعت ایہام = مصرعہ چہارم میں ''امام'' سے مراد علیؑ اور تسبیح کے اُس دانہ کو جسے امام کہتے ہیں۔

منقبتی رباعی ۲۴۹ حضرت علیؑ

یکتا ہے نجف کل کے شفا خانوں میں
فردوس بریں جیسے گلستانوں میں
یوں مجمعِ وصیا میں ہیں پیش علیؑ
جس طرح امام سبحہ کے دانوں میں

لغات: یکتا = یگانہ / مجمع وصیا سے مراد مجمع اوصیا / سبحہ = تسبیح / تشبیہ = دوسرا اور چوتھا مصرعہ
صنعت سجع متوازی = شفاخانوں، گلستانوں / صنعت تفریع = یوں، میں / صنعت تضاد = یکتا، کل / پیش = آگے
صنعت مراعات النظیر = امام، سبحہ، دانوں / تلمیحات = نجف، فردوس بریں

منقبتی رباعی ۲۵۰ حضرت علیؑ

حیراں ہیں ثنائے شہؑ مرداں میں بشر
اور سر بہ گریباں ہیں ملائک اکثر
چشم ازل و ابد ہیں مانند نگاہ
ہم جلوہ قدم سے ہے حدوثِ حیدرؑ

لغات: ثنا = مدح / حدوث = پیدائش۔ جدید / ازل = اول / ابد = آخر / محاورہ = حیران ہونا / محاورہ = سر بہ گریباں ہونا / تلمیح = شہ مرداں سے مراد حضرت علیؑ / صنعت تضاد = ازل، ابد /
صنعت مراعات النظیر = چشم، نگاہ، جلوہ / تشبیہ۔ مصرعہ سوم / جدید ترکیب = حدوث حیدر
صنعت مبالغہ غلو میں مصرعہ چہارم ہے۔

منقبتی رباعی ۲۵۱ حضرت علیؑ

جز باغِ نجف خواب میں بھی سیر نہ کر
اے ساکنِ کعبہ ہوسِ دیر نہ کر
ہیں یار نبیؐ چار مگر خویش ہیں ایک
جز خویش نبیؐ منہ طرفِ غیر نہ کر

لغات: دَیر = مندر/ یار = دوست/ خویش = اپنا، رشتہ دار/ صنعت تضاد = کعبہ، دَیر، صنعت تضاد = خویش، غیر صنعت سیاق الاعداد = چار۔ ایک/ صنعت جمع و تقسیم = مصرعہ سُوم/ محاورہ = سیر کرنا/ محاورہ = ہوس کرنا/ تلمیح = یار نبیؐ/ تلمیح خویش نبیؐ سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔/ صنعت مسجع متوازی = سیر، دَیر، غیر/ صنعت رجوع میں آخری شعر ہے۔

منقبتی رباعی ۲۵۲ حضرت علیؑ

بازوے عقیلؑ و جعفرؑ و طالبؑ ہیں
واللہ علیؑ فخرِ ابوطالبؑ ہیں
اللہ سے اس بندے کی حُب ہے مطلوب
اس بندے سے اللہ کے ہم طالب ہیں

لغات: حُب = محبت/ مطلوب = چاہنا/ قافیہ شایگان۔ پہلے مصرعہ میں طالب برادر حضرت علیؑ اور دوسرے میں حضرت ابوطالب پدر گرامی حضرت علیؑ ہیں/ صنعت تضاد = بندے، اللہ/ اور چوتھے مصرعہ میں طالب سے مراد طلب گار ہیں/ صنعت جمع میں پہلا مصرعہ ہے۔ صنعت تنسیق الصفات = عقیل، جعفر، علی سب ابوطالب کی اولاد ہیں۔/ صنعت مراعات النظیر = اللہ، بندے، حُب

منقبتی رباعی ۲۵۳ حضرت علیؓ

سب کارِ خدا امیرِ دیں سے نکلے
تارے گردوں سے گل زمیں سے نکلے
سمجھو یدِ قدرت و یداللہ کا ربط
دو ہاتھ یہ ایک آستیں سے نکلے

لغات: امیر = سردار/گردوں = فلک/ ید = ہاتھ/صنعت مراعات = تارے، گردوں، زمیں
صنعت تکرار = ید قدرت، یداللہ/تلمیح = امیر دین، یداللہ/صنعت سیاق الاعداد = دو، ایک
صنعت مراعات النظیر = ہاتھ، آستین/مصرعہ چہارم نادر مضمون کی عکاسی ہے۔

منقبتی رباعی ۲۵۴ حضرت علیؓ

حل عقدوں کو شاہِ ہل اتا کرتے ہیں
حق بندگیِ حق کا ادا کرتے ہیں
مارا بھی جلایا بھی نصیری کو دبیرؔ
بندے ہیں مگر کارِ خدا کرتے ہیں

لغات: عقدوں = مشکلات/حل = آسان/تلمیح = ہل أتا = آیت کی طرف اشارہ ہے۔ تلمیح = نصیری وہ شخص جو علیؑ کو خدا کہتا ہے/صنعت شبہ اشتقاق = حل، ہل/صنعت تکرار بالواسطع = بندگی حق/صنعت تضاد = مارا۔ جلایا/ بندے۔ خدا/صنعت سجع متوازی = اتا، ادا/محاورہ =
حق ادا کرنا/محاورہ = خدا کا کام کرنا
رباعی کا دوسرا مصرعہ صنعت تلمیح میں ہے۔ تیسرا مصرعہ روزمرّہ میں ہے۔

منقبتی رباعی ۲۵۵ حضرت علیؑ

یہ عرش و فلک بساط کیا رکھتے ہیں
کب ان پہ قدم شیرِ خدا رکھتے ہیں
قربانِ علیؑ یہ منزلِ قرب اپنی
نزدیک خدا سب سے جدا رکھتے ہیں

لغات: بساط = حیثیت / قرب = نزدیک / تلمیح = شیر خدا سے مراد حضرت علیؑ ہیں
محاورہ = بساط رکھنا / محاورہ = قدم رکھنا

منقبتی رباعی ۲۵۶ حضرت علیؑ

ثابت ہے فلک پہ جتنے سیاّرے ہیں
سرکارِ شہِ نجف کے ہرکارے ہیں
قرآن فضائلِ شہِ مرداں کے
دن جزو ہیں اور مہینے سی پارے ہیں

رباعی نادر مضمون کا شاہکار ہے۔ لغات: ہرکارے = نامہ بر / جزو = حصے / سی = تیس (۳۰) / سرکار = حکومت
جدید ترکیب = قرآنِ فضائل...... تلمیح = شہ مرداں سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ صنعت مراعات النظیر = قرآن، جزو، سی، پارے / صنعت
مراعات النظیر = دن، مہینے، سی
صنعت تفریع = قرآں۔ ہیں / چوتھا مصرعہ استعاروں میں ہے۔

منقبتی رباعی ۲۵۷ حضرت علیؑ

ہیں شمس و قمر دو گہر تاجِ علیؑ
جز ربِّ قدیر سب ہیں محتاجِ علیؑ
جب ہاتھ سے توڑا سرِ لات و عزا
تھا دوشِ نبیؐ پائے معراجِ علیؑ

لغات: شمس=سورج/قمر=چاند/گہر=موتی/جز=سوائے/لات وعزا=کعبے کے بتوں کے نام/دوش=کندھا/تیسرا مصرعہ روزمرہ میں ہے/صنعت تضاد=شمس، قمر/صنعت تضاد=ہاتھ، پا/صنعات تضاد=قدیر، محتاج/صنعت جمع وتفریق میں مصرعہ دوم ہے۔
تلمیح=چوتھا مصرعہ ہے/صنعت تضاد=جز۔ سب/صنعت مراعات النظیر=ہاتھ، سر، دوش، پائے۔

منقبتی رباعی ۲۵۸ حضرت علیؑ

گہہ سام کو جانِ نو عطا کرتے ہیں
گہہ مرۂ قیس کو فنا کرتے ہیں
زندہ ہیں کہ مردہ ہیں علیؑ صلِّ علیٰ
بے کار نہیں کارِ خدا کرتے ہیں

لغات: سام=نوح کا بڑا بیٹا۔ رستم کا دادا/گہہ=بعض اوقات/قیس=مجنوں عامری/صلِ علی=درود اُن پر
محاورہ=جان عطا کرنا/محاورہ=کار خدا کرنا/تلمیحات=سام، قیس/صنعت تضاد=زندہ، مردہ
صنعت تضاد=کار، بے کار/محاورہ=صلِ علی

منقبتی رباعی ۲۵۹ حضرت علیؑ

زہراؑ سے یہی قول تھا پیغمبرؐ کا
کیا رتبۂ اعلیٰ ہے ترے شوہر کا
معراج کے دن سنا بھی دیکھا بھی بہ غور
آواز بھی اور ہاتھ بھی تھا حیدرؑ کا

تلمیح=معراج/صنعت لف ونشر مرتب=سُنا۔ آواز۔ دیکھا۔ ہاتھ/صنعت تصریع=زہراؑ۔ کا/صنعت جمع میں مصرعۂ چہارم ہے۔

منقبتی رباعی ۲۶۰ حضرت علیؑ

ہر درد کی بہرِ حق دوا کرتے ہیں
زندہ مُردوں کو بارہا کرتے ہیں
بے جا ہے جو کہتے ہیں کیا کارِ مسیح
حیدرؑ تو فقط کارِ خدا کرتے ہیں

لغات: بہرِ حق=حق کے لئے/تلمیح=کارِ مسیح (مردوں کو زندہ اور بیماروں کو صحت مند کرنا/صنعتِ تضاد=درد، دوا، زندہ، مردہ
صنعت مبالغہ اغراق/صنعت استدراک میں تیسرا اور چوتھا مصرعہ ہے۔

منقبتی رباعی ۲۶۱ حضرت علیؑ

حوریں گلِ جنّت لیے دامانوں میں
ہیں گرد ضریح فاتحہ خانوں میں
فانوس کے پردے میں زمیں بوس ہے عرش
حاضر ملکِ عرش ہیں پروانوں میں

لغات: زمیں بوس = زمین کا بوسہ لینا/صنعت تفریع = حوریں، میں
صنعت مراعات النظیر = حور، گل، جنت
صنعت تضاد = عرش، زمین

منقبتی رباعی ۲۶۲ حضرت علیؑ

بے دم کو دمِ تازہ عطا کرتے ہیں
جاندار کو اک دم میں فنا کرتے ہیں
کس طرح علیؑ کے کام سمجھیں بندے
یہ نامِ خدا کارِ خدا کرتے ہیں

لغات: بے دم = مردہ/محاورہ = فنا کرنا/محاورہ = تازہ دم ہونا/تضاد = بے دم، دم
صنعت تکرار بالواسطہ = بے دم، دم، خدا، خدا/صنعت تفریع = کس۔ ہیں
صنعت سجع متوازی = عطا، فنا، خدا/مصرعہ سوم روزمرّہ میں ہے۔

منقبتی رباعی ۲۶۳ حضرت علیؑ

ہستی میں عدم سے جب کہ آیا آدم
یوں مدحِ علیؑ زبان پر لایا آدم
کی حبِّ ابوترابؑ دل سے جو قبول
اللہ نے خاک سے بنایا آدم

لغات: ہستی = زندگی / حُب = محبت / تلمیح = ابوترابؑ / ایہام = آدم سے مراد۔ حضرت آدم اور آدمی بھی ہے۔
صنعت تضاد = ہستی، عدم / صنعت تضاد = اللہ۔ آدم / مصرعہ چہارم روز مرّہ میں ہے۔ صنعت حُسنِ تعلیل = دوسرا شعر پورا اس صنعت میں ہے۔ / صنعت احتجاج بدلیل / صنعت مراعات النظیر = دل، حُب، آدم

منقبتی رباعی ۲۶۴ حضرت علیؑ

دو انگلیوں پر لیے تھے در کو جو علیؑ
یعنی کلید و قفل باہم تھے جلی
مقراض دو انگشت علیؑ نے کی قطع
وہ راہ کہ ذوالفقار جس میں نہ چلی

رباعی اچھوتے اور نادر مضمون سے بھرپور ہے۔ لغات: کلید = کنجی / جلی = ظاہر / مقراض = قینچی / باہم = ساتھ
دوانگشت = دو انگلیاں / تلمیح = مصرعہ اول جنگ خیبر سے متعلق ہے / استعارہ = کلید و قفل یعنی علیؑ کا ہاتھ اور درِ خیبر
صفت لف و نشر مرتب = انگلیوں، کلید، در، قفل / محاورہ = راستہ کاٹنا / قطع = کاٹنا / یعنی علیؑ نے دو انگلیوں سے درِ خیبر اٹھا کر وہ راستہ کاٹا (چلا)
جو ذوالفقار سے نہ کٹا)۔ / مضمون بہت باریک اور لطف اندوز ہے۔ / صنعت سجع متوازی = علیؑ۔ جلی۔ چلی

منقبتی رباعی ۲۶۵ حضرت علیؑ

قبضہ میں علیؑ کے جانِ انس و جاں ہے
اس قاسم رزق کا ہر اک مہماں ہے
کیوں کہیکے خدا ہوئے نصیری بدنام
ہر بندۂ علیؑ کا بندۂ احساں ہے

لغات: اُنس وجاں = انسان اور جن/ قاسم رزق = رزق تقسیم کرنے والا/ صنعت شبہ اشتقاق = جان۔ جاں سے مراد دم اور جن ہیں/ جدید ترکیب = بندۂ احساں/ کنایہ = قاسم رزق سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔/ صنعت تضاد = انس جاں/ تلمیح = نصیری/ صنعت تکرار = بندہ، بندہ/ صنعت تضاد = بندہ۔ خدا صنعت تفریع = قبضہ، ہے/ جدید ترکیب = قاسم رزق/ صنعت احتجاج بدلیل میں مصرعہ سوم اور چہارم ہے۔

منقبتی رباعی ۲۶۶ حضرت علیؑ

سر حلقۂ انبیائے مرسلؑ ہیں علیؑ
اور خاتمِ اوصیائے افضل ہیں علیؑ
جس شکل ہیں لفظِ انبیا میں دو الف
یوں نامِ خدا آخر و اول ہیں علیؑ

لغات: سر حلقۂ = سرگروہ/ خاتم = انگوٹھی/ اوصیا = وصی کی جمع/ مرسل = رسول کی جمع/ صنعت جدید = تیسرا اور چوتھا شعر جس صنعت میں ہے اُس کا نام نہیں یہ دبیر کی اختراع یا ایجاد ہے۔/ صنعت مراعات النظیر = انبیا، مرسل، اوصیا، خاتم/ صنعت تضاد = آخر، اول/ صنعت تنسیق الصفات = خدا، آخر، اول/ صنعتِ سجع متوازی = رسل، افضل/ یہاں خدا کے نام "علی الاعلیٰ" کی طرف اشارہ ہے جس کے اول اور آخر میں "علی" ہے یہ صنعت اُردو میں دبیر ہی پر ختم ہے۔

منقبتی رباعی ۲۶۷ حضرت علیؑ

ہے عرشِ بریں اوج میں ایوانِ علیؑ
ہے روحِ امیںؑ رتبہ میں دربانِ علیؑ
حیدرؑ پہ فدا ہونے کا رتبہ کب ہے
قربان میں اُس پر ہے جو قربانِ علیؑ

لغات: اوج = بلندی/ ایوان = محل/ دربان = نگہبان/ استعارہ = ایوان علی عرش ہے
صنعت تکرار = قربان/ صنعت مبالغہ اغراق مصرعہ اول و دوم/ صنعت تسجیع متوازی = ایوان، دربان، قربان
محاورہ = قربان ہونا

منقبتی رباعی ۲۶۸ حضرت علیؑ

خیبر میں ہُوا زورِ یداللہ جلی
در میں ہوئی پیوست دو انگشت علیؑ
مقراضِ انگشت نے فوراً کی قطع
وہ راہ کہ ذوالفقار جس میں نہ چلی

لغات: جلی = ظاہر/ پیوست = گھسنا/ دوانگشت = دوانگلیاں/ در = دروازہ
نادر مضمون سے رباعی بھرپور ہے۔ اس کی وضاحت پہلے دی گئی ہے اس رباعی میں پہلا شعر مختلف ہے
تلمیح = یداللہ سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔

منقبتی رباعی ۲۶۹ حضرت علیؑ

گاہے سپر شاہِ خوش اقبال بنی
گہہ تیروں سے چھن کے شکلِ غربال ہوئی
کس تیغ میں جوہر ہے یہ جز سیفِ خدا
اک دم میں کبھی سپر کبھی ڈھال بنی

لغات: گاہے=بعض اوقات/گہہ=بعض اوقات/خوش اقبال=خوش نصیب/سیف=تلوار/غربال=چھلنی
صنعت تضریع=گاہے، ہوئی/صنعت مراعات النظیر=سپر، تیروں، غربال/صنعت مراعات النظیر=تیغ، سیف، سپر، ڈھال/کنایہ=سیف
خدا سے مراد ذوالفقار ہے/محاورہ=بدن غربال ہونا/محاورہ=ڈھال ہونا/صنعت ترجمہ=سپر، ڈھال/صنعت ایہام=ڈھال کے معنی پناہ،
تلوار، سپر اور تیرے کے معنی میں ہوتے ہیں۔ صنعت جمع و تقسیم میں مصرعہ سوم اور چہارم ہے۔

منقبتی رباعی ۲۷۰ حضرت علیؑ

کیا قدر علیؑ ہے واہ کیا جاہِ علیؑ
کعبہ بھی ہے اک بندۂ درگاہ علیؑ
الحق مع العلی کے معنی سمجھو
واللہ کہ اللہ ہے ہمراہِ علیؑ

لغات: بندۂ درگاہ=آستانہ کا خادم/الحق مع العلی=حق علی کے ساتھ ہے/ واللہ=اللہ کی قسم
صنعت تحت النقط=چوتھا مصرعہ اسی صنعت میں ہے/صنعت تضمین=حدیث رسول مصرعہ میں نظم ہوئی
صنعت مبالغہ غلو میں مصرعہ دوم ہے/صنعت اشتقاق=واللہ۔ اللہ

منقبتی رباعی ۲۷۱ حضرت علیؑ

ناشاد یہاں آن کے شاداں ہوجائے
گر بے سرو ساماں ہو تو ساماں ہوجائے
لکھوں جو سخاوتِ شہنشاہ محل
اُس دم ورقِ سادہ زر افشاں ہوجائے

لغات: ناشاد=رنجیدہ/ زر افشاں=سونا بکھرنے والا/ شاداں=خوش حال/ بے سروساماں=بے یار و مددگار
صنعت تضاد = ناشاد، شاد/ صنعت مسجع متوازی = شاداں ، ساماں/ مصرعہ چہارم صنعت مبالغہ اغراق/ صنعت تعلیق میں دوسرا شعر ہے/ صنعت اشتقاق=شاد۔ شاداں

منقبتی رباعی ۲۷۲ حضرت علیؑ

محروم کسی کو نہ علیؑ نے رکھا
نے مال نہ زر حق کے ولی نے رکھا
کیا زہد ہے کیا فیض کہ رغبت سے کبھی
روزے کے سِوا کچھ نہ علیؑ نے رکھا

لغات: زر=سونا/ زہد=تقویٰ/ رغبت=چاہت/ کنایہ=حق کے ولی سے مراد علیؑ ہیں۔
صنعت تفریع=کیا، رکھا/ صنعت جمع و تفریق میں مصرعہ سوم اور چہارم ہے
صنعت مسجع متوازی=علی، ولی/ صنعت شبہ اشتقاق=نے، نے
نادر مضمون

منقبتی رباعی ۲۷۳ حضرت علیؑ۔ ترکِ دنیا

بن ٹھن کے ہزار بار آئی دنیا
پر چشمِ علیؑ میں نہ سمائی دنیا
جتنا درِ خیبر کو اٹھایا تھا بلند
نظروں سے اُسی طرح گرائی دنیا

لغات: بن ٹھن = سنگھار کرنا/ چشم = آنکھ/ محاورہ = بن ٹھن کر آنا/ مبالغہ تبلیغ میں مصرعہ اول ہے۔
صنعت تضاد = اٹھایا، گرایا/ محاورہ = نظروں سے گرانا/ محاورہ = آنکھوں میں سمانا/ صنعت تفریع = جتنا، دنیا
تلمیح = مصرعہ سوم جنگِ خیبر کے تعلق سے ہے۔

منقبتی رباعی ۲۷۴ حضرت علیؑ

کب خطبے نے وہ نام کسی سے پایا
جو احمدِ مرسلؐ کے وصیؑ سے پایا
کرسی فلک کا وہ نہیں عرش سے اوج
جو پایۂ منبر نے علیؑ سے پایا

لغات: اوج = بلندی/ پایہ = مرتبہ...... جدید ترکیب = کرسی فلک/ محاورہ = نام پیدا کرنا
کنایہ = احمد مرسل کے وصی/ صنعت مسجع متوازی = وصی، کسی/ صنعت مراعات النظیر = احمد، مرسل، وصی، خطبے
صنعت مراعات النظیر = کرسی، فلک، عرش/ تلمیح = خطبہ سے مراد مجموعہ خطبات حضرت علیؑ ''نہج البلاغہ'' مراد ہے۔
صنعت مبالغہ غلو کی مثال مصرعہ سوم ہے/ صنعت سوالیہ = مصرعۂ اول۔

منقبتی رباعی ۲۷۵ حضرت فاطمہؑ

خالق کا سرور ہے سرورِ زہراؑ
قدرت کا ظہور ہے ظہورِ زہراؑ
شمع رخِ پُرنور پیمبرؐ کی قسم
قندیل در عرش ہے نور زہراؑ

لغات: سرور=خوشی/ظہور=مظاہرہ/صنعت تکرار=سرور، ظہور/صنعت مراعات النظیر=شمع، نور، قندیل
نادر مضمون مصرعہ چہارم سے ظاہر ہے/صنعت تشابہ الاطراف سرور ہے سرور زہراؑ
صنعت ذوقافتین مع الحاجب=سرور، ظہور

منقبتی رباعی ۲۷۶ حضرت فاطمہؑ

رُخ کفر کی ظلمت سے پھرائے رہنا
ایمان کے چراغ کو جلائے رہنا
فردوس کا پروانہ اگر لینا ہے
شمعِ زہراؑ سے لَو لگائے رہنا

لغات: ظلمت=تاریکی/پروانہ=ٹکٹ/لَو=دھیان، خیال، محبت/محاورہ=منہ پھرانا/محاورہ=چراغ جلانا
محاورہ=لَو لگانا/صنعت سوالیہ=مصرع سوم/صنعت مراعات النظیر=ظلمت، چراغ، جلانا
صنعت مراعات النظیر=پروانہ، شمع، لَو

منقبتی رباعی ۲۷۷ حضرت فاطمہؑ

معصومہؑ جو شغل آسیا کرتی تھیں
حیدرؑ کی اطاعت میں قدم دھرتی تھیں
تقسیم علیؑ کرتے تھے روزی ہر صبح
گندم سے یہ پتھر کا شکم بھرتی تھیں

لغات: آسیا = چکّی / شغل = کام / روزی = کھانا / گندم = گیہوں / شکم = پیٹ / محاورہ = شغل کرنا / محاورہ = پیٹ بھرنا / مجاز مرسل = معصومہ سے مراد حضرت فاطمہؑ ہیں / استعارہ = پتھر سے مراد چکّی ہے / مصرعہ چہارم اچھوتا مضمون ہے۔ / مصرعہ چہارم صنعت حسن تعلیل میں ہے / صنعت مراعات النظیر = گندم، شکم، بھرنا، روزی / صنعت تنسیق الصفات = معصومہ، شغل، آسیا، اطاعت، / محاورہ = اطاعت میں قدم دھرنا

منقبتی رباعی ۲۷۸ حضرت فاطمہؑ

کیا صاحبِ فقر بنتِ پیغمبر ہے
عفّت ہے لباس نورِ حق زیور ہے
فضّہ ہے کنیز اور بوذرؓ ہے غلام
گھر میں یہ برائے نام سیم و زر ہے

لغات: عفت = طہارت / فضّہ = چاندی / زر = سونا / کنایہ = بنتِ پیغمبرؐ / نادر مضمون
صنعت لف ونشر مرتب = فضّہ، چاندی (سیم)۔ بوذر۔ سونا / صنعت تفریع = فضّہ۔ ہے
صنعت تضاد ایجابی = کنیز، غلام / صنعت جمع = مصرعہ سوم / صنعت مراعات النظیر = گھر، کنیز، غلام، سیم، ذر

منقبتی رباعی ۲۷۹ حضرت علیؑ و فاطمہؑ

کیا قامتِ زہراؑ و علیؑ زیبا ہیں
بے شک ایمان کی دو الف اک جا ہیں
ان دونوں کے فرزند ہیں گیا رہ معصومؑ
جیسے دو الف سے یازدہ پیدا ہیں

شاہکار رباعی ہے/ لغات: قامت = قد و خال/ زیبا = خوبصورت/ یازدہ = گیارہ/ مجاز مرسل = معصومؑ سے مراد امامؑ ہیں/ صنعت تفریع = ان۔ ہیں/ صنعت سیاق الاعداد = گیارہ، دو/ تشریح = ایمان میں دو الف ہیں اُسی طرح علیؑ اور زہراؑ کے قد دو الف کے مانند ہیں اور جب یہ دونوں ایک جگہ ہوتے ہیں تو وہ "۱۱" بن جاتے ہیں جو ان کی اولاد ہیں گیارہ امامؑ۔ یہ صنعت اعداد سے منسوب ہے۔ جس کا نام موجود نہیں ایسی کئی صنعتوں کے ڈھیر موجود ہیں جن کے جنگلوں کے پھولوں کی طرح خاص نام نہیں۔

منقبتی رباعی ۲۸۰ حضرت علیؑ و فاطمہؑ

حیدرؑ کی ثنا میں دُر لبِ زمزم ہیں
کہتے ہیں نبیؐ ، علیؑ سے محرم ہم ہیں
کعبہ ہے مرتضیٰ کہ جس کے ہیں دو رُکن
سو ایک تو ہے فاطمہؑ اور اک ہم ہیں

لغات: دُر = موتی/ محرم = رازدار/ رُکن = ستون/ سو = تو/ تلمیح = زمزم
صنعت مراعات النظیر = کعبہ، رکن، مرتضیٰ
ترجمۃ اللفظ = ایک، اک
صنعت تعلیق میں دوسرا شعر ہے۔

منقبتی رباعی ۲۸۱ حضرت امامِ حسنؑ

کہتے ہیں حسنؑ یتیمِ حیدرؑ ہوں میں
اور صدفِ کعبہ کا گوہر ہوں میں
اس رُو سے خصوصیت ہے پیشِ اللہ
اک پشت کا خانہ یزادِ داور ہوں میں

لغات: یتیم = جس کا باپ مرگیا ہو۔ بڑا قیمتی موتی / صدف = سیپ / گوہر = موتی / رو = وجھ / پیش = سامنے
پشت = نسل / خانہ زاد = گھر کا بیٹا / داور = خداوند عالم / استعارہ = صدف کعبہ سے مراد حضرت علی
تلمیح = صدف کعبہ / گوہر سے مراد حضرت امام حسنؑ / صنعت مراعات النظیر = یتیم، صدف، گوہر
صنعت ایہام = یتیم کے دونوں معنی لئے جاسکتے ہیں۔ / مصرعہ چہارم کا مطلب یہ ہے کہ مولد کعبہ علیؑ کا بیٹا ہوں۔
صنعت مسجع متوازی = حیدرؑ، گوہر / دوسرا شعر اس صنعت میں ہے۔

منقبتی رباعی ۲۸۲ حضرت امام حسنؑ

علم و ہنر و فضل کا مجمع ہے حسنؑ
خوبی و نکوئی کا مرقع ہے حسنؑ
دیوانِ امامتؑ میں ہیں بارہ بیتیں
مطلع حیدرؑ ہیں حُسنِ مطلع ہے حسنؑ

لغات: فضل = بزرگی، بڑائی / نکوئی = نیکی / مطلع = نظم کا پہلا شعر / حُسن مطلع = نظم کا دوسرا شعر
صنعت جمع = علم، ہنر، فضل، خوبی، نکوئی / صنعت تنسیق الصفات = علم، ہنر، فضل، خوبی و نیکوئی / بیتیں = اشعار
صنعت تکریر = مطلع۔ مطلع / صنعت ضریح = دیوان۔ حسنؑ / صنعت اشتقاق = حُسن، حسن / صنعت مراعات النظیر = امامت، بارہ، حیدرؑ،
حسنؑ / مرقع = تصویر، نقش / دیوان = مجموعہ اشعار / استعارہ = بیتیں سے مراد امام ہیں۔

منقبتی رباعی ۲۸۳ حضرت امام حسن عسکریؑ

پیدا جہاں میں آج ہوئے گیارہویں امامؑ
بھیجو درود مومنو تم اُن پہ اور سلام
روشن ہے جابجا حسنِ عسکریؑ کا نور
دشمن ملول و زار ہیں اور دوست شاد کام

لغات: ملول = رنجیدہ/ زار = رونا/ شاد = خوش/ محاورہ = درود و سلام بھیجنا/ محاورہ = ملول ہونا = رنجیدہ ہونا/
شادکام ہونا = خوشحال ہونا (محاورہ)/ صنعت تضاد ایجابی = دشمن، دوست
صنعت مراعات النظیر = امام، مومنو، درود، سلام/ صنعت تضاد ایجابی = ملول، شاد/ صنعت تکرار بالحاجب = جابجا

منقبتی رباعی ۲۸۴ حضرت امام حسنِ عسکریؑ

جو لوگ کہ دینِ جعفری میں ہوں گے
محشر کو پناہِ حیدریؑ میں ہوں گے
تھامے ہوئے حیدرؑ کی محبت کا علم
ہم فوجِ امام عسکریؑ میں ہوں گے

لغات: پناہ = حفاظت/ محاورہ = پناہ میں رہنا/ صنعت تفریع = تھامے، گے
صنعت مراعات النظیر = علم، فوج، عسکری/ جدید ترکیب = پناہِ حیدریؑ

منقبتی رباعی ۲۸۵ حضرت امام تقی/امام نقی

مانوس تقی سے متقی کو دیکھا
بے زار نقی سے ہر شقی کو دیکھا
اک نقطے کی بیشی و کمی کا ہے فرق
لکھ لکھ کے تقی اور نقی کو دیکھا

لغات: مانوس = پسندیدہ، خوگر / متقی = پرہیزگار / شقی = ظالم / بیشی = زیادتی / محاورہ = بے زار ہونا
صنعت اشتقاق = تقی، متقی / صنعت ذوالقافتین مع الحاجب = نقی، متقی، تقی۔ شقی / صنعت تکرار = لکھ لکھ
صنعت تضاد ایجابی = بیشی، کمی / صنعت تضاد ایجابی = مانوس، بے زار / نقی = پاک / تقی = تقوی کرنے والا
صنعت ارصاد میں پہلا شعر ہے / مصرعہ چہارم میں ممدوح کا نام قافیہ میں آیا ہے۔

منقبتی رباعی ۲۸۶ حضرت امام تقی/امام نقی

افواہ تفاوت نقی ہر جاہ ہے
آگاہ تفاوت تقی دنیا ہے
عاقل نہ کرے پیروی نقطہ اگر
پھر فرق تقی اور نقی میں کیا ہے

لغات: افواہ = غلط خبر / آگاہ = علمیت / تفاوت = فرق / عاقل = عقلمند
صنعت ترصیع = پہلے شعر کے دونوں مصرعوں کے جتنے الفاظ ہیں ایک دوسرے کے ہم وزن ہیں
صنعت ذوالقافتین = نقی ہر جاہ، تقی، دنیا / صنعت سوالیہ میں مصرعہ سوم ہے
صنعت تضمین المزدوج مصرعہ چہارم تقی اور نقی ہم قافیہ ہیں۔

منقبتی رباعی ۲۸۷ حضرت امامِ جعفر صادقؑ

جو معتقدِ مخبرِ صادقؑ ہوجائے
خورشید مراد اُس سے موافق ہوجائے
صادقؑ کی جو مہر کا بھرے دم اک روز
صبحِ کاذب بھی صبحِ صادق ہوجائے

لغات: معتقد = ایمان/ مخبر = خبر دینے والا/ موافق = ہمراہ، ساتھ/ مہر = محبت/ کاذب = جھوٹی/ صادق = سچا

جدید ترکیب = خورشید مراد/ تلمیح = صادق، امام جعفر صادق سے منسوب ہے/ مجاز مرسل مخبر صادق سے مراد امام جعفر صادق ہیں/ محاورہ = محبت کا دم بھرنا/ صنعت تضاد = کاذب، صادق/ صنعت تکرار = صبح صبح

صنعت مبالغہ اغراق = مصرعہ چہارم/ صنعت مراعات النظیر = روز، صبح کاذب، صبح صادق/ صنعت ایہام = مہر کے معنی محبت اور سورج کے بھی لئے جاسکتے ہیں/ صنعت توسیم = پہلے مصرعہ میں قافیہ صادق (ممدوح کا نام ہے)۔

منقبتی رباعی ۲۸۸ حضرت زینبؑ

زہراؑ کہ وہ لختِ دل تھی پیمبرؐ کی
محبوبہ حبیب خالقِ اکبر کی
تھا مرتبہ اس کا عرش سے بھی عالی
جو قدرِ پدر ہو قدر ہو دختر کی

لغات: لختِ دل = جگر کا ٹکڑا/ حبیب = محبوب/ مرتبہ = مقام/ عالی = بلند/ محاورہ = مرتبہ بلند ہونا

محاورہ = قدر کرنا/ مجاز مرسل = حبیب خالق اکبر سے مراد رسول اکرمؐ ہیں/ صنعت تلمیح = زہراؑ لختِ جگر ہے معروف حدیث کی طرف اشارہ ہے/ صنعت تنسیق الصفات = زہرا، دل، محبوب، حبیب/ صنعت مراعات النظیر = زہرا، پیغمبرؐ، خالق اکبر/ تضاد ایجابی = پدر، دختر/ صنعت تکرار = قدر۔ ہو/ صنعت تضمین المزدوج = قدر، پدر، قدر

منقبتی غیر منقوط رباعی (۲۸۹) حضرت امام حسینؑ

گر مہرِ اماؑمِ دوسراؑ حاصل ہو
گو درد ہو لادوا دوا حاصل ہو
اس دم ہو مددگار گر احمدؐ کا لال
واللہ کہ دُرِّ مدعا حاصل ہو

لغات = مہر = محبت / امام دوسراؑ سے مراد امام حسینؑ ہیں / دُرِ مدّعا = مدعا کا موتی / مجاز مرسل = امام دوسرا، احمدؐ کا لال
دم = وقت / محاورہ = مدّعا حاصل ہونا / صنعت تضاد سلبی = لادوا / تضاد ایجابی = درد۔ دوا
صنعت تعلیق میں پہلا شعر ہے / تمام رباعی صنعت عاطلہ یا غیر منقوط میں ہے اور پھر یہاں صنعت در صنعت نظر آتی ہیں۔ / صنعت مراعات النظیر = درد، دوا، لادوا

منقبتی رباعی (۲۹۰) اولادرسولؐ

مدّاح ہوا موردِ امدادِ رسولؐ
کھولا وہ درِ مدح کرو داد رسولؐ
حلاّل مہم سرورِ کُل مالکِ مُلک
واللہ رسولؐ اور اولادِ رسولؐ

لغات: مدّاح = تعریف کرنے والا / مورد = باعث / داد = انصاف / حلاّل مہم = لڑائی جیتنے والا
صنعت جمع = مصرعہ سوم / رباعی تمام صنعت غیر منقوط میں ہے / صنعت مراعات النظیر = اللہ، رسولؐ، سرور، مالک
صنعت تفریع = حلال۔ رسولؐ / مجاز مرسل = مصرعہ سوم / صنعت مراعات النظیر = مدّاح، مدح، داد

منقبتی رباعی ۲۹۱ حضرت امام حسینؑ

قربان تھا قمر شاہؑ کے عمامے پر
خورشید نظر دوختہ تھا جامے پر
کہتی تھی سپر کہ پشتِ احمدؐ ہے گواہ
یاں مہرِ نبوّت ہے نسب نامہ پر

لغات: دوختہ = نظریں جمانا، جامے = پیراہن، نسب نامہ = شجرہ/ تلمیح = مہر نبوت/ مراعات النظیر = قمر، خورشید۔ عمامے، جامے/ تنسیق الصفات = پشت احمدؐ، مہر نبوت، نسب نامہ/ دوسرا شعر صنعت حُسن تعلیل ہے
دوسرا شعر نادر مضمون ہے۔

منقبتی رباعی ۲۹۲ حضرت امام حسینؑ

ظاہر تھی سخن سے قدر و شانِ شبیرؑ
گویا قرآن تھا دہانِ شبیرؑ
یہ وجہ ہے پانی سے زباں تر نہ ہوئی
مصحف کی نشانی تھی زبانِ شبیرؑ

لغات: مصحف = قرآن/ صنعت ایہام = گویا یعنی بولتا ہوا یا حقیقت میں
تنسیق الصفات = سخن، قرآن، دہان
دوسرا شعر صنعت تعلیل ہے۔

منقبتی رباعی ۲۹۳ حضرت امام حسینؑ

ذکرِ حق میں حسینؑ روز و شب ہیں
لُو لُو مرجاں بھی بہ حکمِ رب ہیں
جس جس سے مثال اُن کو خدا نے دی ہے
بن کر تسبیح یادِ خدا میں سب ہیں

لغات: لولو= مونگا، چھوٹا موتی / مرجان = موتی / محاورہ = یادِ خدا میں رہنا / صنعت تضاد = روز۔ شب
صنعت تنسیق الصفات = ذکرِ حق، حسینؑ، بحکم رب / صنعت جمع ۔ پہلا شعر اس صنعت میں ہے / صنعت تلمیح = مصرعِ دوم قرآنی آیت کی طرف اشارہ ہے / صنعت تکرار = جس جس / صنعت سجع متوازی = شب، رب

منقبتی رباعی ۲۹۴ حضرت امام حسینؑ

رونق عربستان کی مدینہ سے ہے
مخزن کے لیے زیب خزینہ سے ہے
شبیرؑ سے روشن ہے دلِ ختمِ رسلؐ
خاتم کا گھر آباد نگینہ سے ہے

لغات: مخزن = خزانہ / خزینہ = گنج / خاتم = انگوٹھی / مجاز مرسل = ختمِ رسولؐ سے مراد رسول اکرمؐ ہیں
صنعت تعلیق میں آخری شعر ہے / صنعت ایہام = خاتم سے مراد انگوٹھی اور ختم یعنی آخری پیغمبر بھی ہے
صنعت سجع متوازی = مدینہ، خزینہ / محاورہ = دل روشن ہونا / محاورہ = گھر آباد رہنا
صنعت مراعات النظیر = خاتم، نگینہ، روشنی

منقبتی رباعی ۲۹۵ حضرت امام حسینؑ

ناداروں کو اقتدار دیتے ہیں حضورؐ
مجبوروں کو اختیار دیتے ہیں حضورؐ
جد آپ کے ہیں قاسمِ رزق عالم
بے کاروں کو نان کا ر دیتے ہیں حضورؐ

لغات: اقتدار=قدرت/ نادار=غریب/ جد= نانا......نان= روٹی/ کار= کام/ قاسم= تقسیم کرنے ولا
محاورہ= اقتدار دینا/ اختیار دینا/ کنایہ= حضورؐ سے مراد حضرت ختمی مرتبت ہیں/ صنعت ترصیع = پہلا اور دوسرا مصرعہ میں تمام الفاظ ہم وزن ہیں/ صنعت تضاد ایجابی = نادار، اقتدار، مجبور، اختیار/ صنعت سجع متوازی = اقتدار، اختیار/ صنعت اشتقاق = بے کار، کار/ تلمیح = مصرعہ سوم / صنعت ذوالقافتین مع الحاجب = ناداروں، مجبوروں

منقبتی رباعی ۲۹۶ حضرت امام حسینؑ

شیعہ حق و باطل کو جدا کرتے ہیں
تمیز بد و نیک سدا کرتے ہیں
کیا عشقِ شہنشاہِ عرب تھا اُس کو
سب ہند میں ہند کی ثنا کرتے ہیں

لغات: تمیز=فرق/ سدا= ہمیشہ/ محاورہ= حق سے باطل جدا کرنا/ محاورہ= ثنا کرنا
تلمیحات= شیعہ، ہند (یزید کی بیوی) جو عاشق اہلبیتؑ تھی/ صنعت شبہ اشتقاق = ہند، ہند
صنعت تضاد ایجابی = حق، باطل۔ بد، نیک/ صنعت سجع متوازی = جدا، سدا/ کنایہ= شہنشاہ عرب سے مراد امام مظلوم ہیں/ صنعت ایہام =
ہند سے مراد ہندوستان اور ہندا زوجہ یزید ہے۔

منقبتی رباعی ۲۹۷ حضرت امام حسینؑ

مشہورِ جہاں ہے داستانِ شیریں
شیریں نے فدا کی شہؑ پہ جانِ شیریں
شبیرؑ کی ہے وعدہ وفائی کا بیاں
گویا مری منہ میں ہے زبانِ شیریں

محاورہ= جان فدا کرنا/ محاورہ= وعدہ وفا کرنا/ تلمیح= داستانِ شیریں/ صنعت ایہام= جانِ شیریں سے مراد جان اور میٹھی جان ہے/ صنعت ایہام= گویا سے مراد بات کرنے والی یا "جس طرح" بھی ہوسکتا ہے/ صنعت تکرار التعبیر= مصرعہ اول میں آخری اور مصرعہ دوم میں پہلا لفظ مشترک ہے/ صنعت مراعات النظیر = منہ، گویا، زبان، شیریں
صنعت ردالعجز علی الابتدا مع التکرار= مصرعہ دوم کا پہلا اور آخری لفظ ایک ہے/ اس رباعی کا لطف یہ بھی ہے کہ ردیف تینوں مقامات پر مختلف معنی میں ہے۔

منقبتی رباعی ۲۹۸ حضرت امام حسینؑ

میزانِ نجات عشقِ ابروے حسینؑ
سودا بہ رضا خیالِ گیسوئے حسینؑ
کیوں شیعوں کے دل کو نہو بخشش کا یقین
اس آئینہ کے بیچ میں ہے روئے حسینؑ

لغات: میزان= ترازو/ سودا= معاملہ/ رضا= رضایت/ رو= رخ، صورت/ صنعت تفریع= میزاں، حسینؑ
صنعت تفریع= کیوں، حسینؑ/ صنعت ذولسانین= پہلا شعر فارسی اور اُردو میں پڑھا جاسکتا ہے۔
اس رباعی میں سراپا، ابرو، گیسو، رو (صورت) کو اچھوتے انداز میں نظم کیا گیا ہے۔

منقبتی رباعی ۲۹۹ حضرت امام حسینؑ

یا شاہؑ فقیروں کو گہر بخشے ہیں
یہ کیا ہے حضورؑ نے پسر بخشے ہیں
یوں شیعوں کو آج فارغ البالی دو
جیسے فطرس کو بال و پر بخشے ہیں

لغات: گہر = موتی / پسر = فرزند / فارغ البال = بے فکری / محاورہ = فارغ البال ہونا / تلمیح = فطرس / صنعت ترجمہ اللفظ = بال، پر / صنعت تضریع = یوں۔ ہیں / صنعت سجع متوازی = گہر۔ پسر / کنایہ = پسر بخشا = پسر راہ خدا میں دینا / صنعت تضاد ایجابی = شاہ، فقیر / صنعت مراعات النظیر = شاہ، گہر، بخشا / صنعت استتباع میں پہلا شعر ہے / صنعت ضلع جگت = فارغ البالی / بال و پر۔ فطرس

منقبتی رباعی ۳۰۰ حضرت امام حسینؑ

شیرازۂ اسلام ہے گیسوئے حسینؑ
تارِ نفس شرع ہے ہر موئے حسینؑ
ہے جُزک میں جیسے ربط اجزا اُسی شکل
قرآن ہے نشانِ مصحفِ روئے حسینؑ

لغات: جُزک = ٹوپی / شیرازہ = کتاب کے جزو بندی میں استعمال ہونے والا دھاگا / شرع = دین / مو = بال
مصحف = صحیفہ / صنعت مراعات النظیر = گیسوؔ، تار نفس، مو / تمام رباعی عمدہ اور نادر مضامین کی شاہکار ہے۔ جس میں گفتگو تشبیہات اور استعارات میں کی گئی ہے۔
شیرازۂ اسلام = گیسوئے حسین / تارِ نفس شرع = موئے حسینؑ / قرآن = روئے حسینؑ

منقبتی رباعی ۳۰۱ حضرت امام حسینؑ

منظور اُسے عبادتِ سبحاں تھی
تھی عمر سو صرفِ طاعتِ یزداں تھی
تسبیح تھی لب پہ اور سجدے میں سر
جب تک شہِؑ کربلا کی لب پہ جاں تھی

لغات: یزداں = پروردگار / محاورہ = لب پہ جاں آنا / صنعت مسجع متوازی = سبحاں، یزداں
صنعت مراعات النظیر = عادت، سبحاں، یزداں، طاعت / صنعت مراعات النظیر = تسبیح، سجدے، سر، لب
کنایہ = شہ کربلا سے مراد امام حسینؑ ہیں۔

منقبتی رباعی ۳۰۲ حضرت امام حسینؑ

شبیرؑ کا عزّ و جاہ سبحان اللہ
غربت پہ ہیں سب گواہ سبحان اللہ
حلقوم پہ شمشیر زبان پر تکبیر
سبحان اللہ واہ سبحان اللہ

لغات: عزّ و جاہ = عزت و مقام / غربت = مسافرت / حلقوم = حلق / تکبیر = اللہ اکبر
محاورہ = گواہ رہنا / محاورہ = سبحان اللہ / محاورہ = تکبیر کہنا / تلمیح = سبحان اللہ
صنعت ذوالّلسانین میں دوسرا شعر ہے جو اُردو اور فارسی میں ہے / صنعت تکرار بالحاجب / مصرعہ چہارم

منقبتی رباعی ۳۰۳ حضرت امام حسینؑ

قرآن ہے صورتِ حسینؑ ابن علیؑ
ایمان ہے خصلتِ حسینؑ ابن علیؑ
شیعہ ہیں جمع تہنیت کو باہم
ہے بزمِ ولادتِ حسینؑ ابن علیؑ

لغات: خصلت = عادت و اطوار / تہنیت = مبارک باد / باہم = مل کر / محاورہ = مبارکباد دینا / صنعت ذوالقافتین مع الحاجب = قرآن، صورت، ایمان، خصلت / صنعت تنسیق الصفات = ولادت، بزم، تہنیت، جمع / صنعت تفریع = شیعہ، علی / صنعت سجع متوازی = صورت، خصلت / صنعت جمع میں پہلا شعر ہے۔

منقبتی رباعی ۳۰۴ حضرت امام حسینؑ

دنیا میں جو فخرِ کائنات آیا ہے
عالم کے لیے جملہ نجات آیا ہے
شیعوں کے لیے خصوص شبیرؑ کا غم
کیا سلسلۂ نجات ہاتھ آیا ہے

لغات: خصوص = خاص طور پر / محاورہ = ہاتھ آنا / صنعت مراعات النظیر = دنیا، کائنات، عالم
صنعت تنسیق الصفات = نجات، غم، شیعوں / تلمیح = شبیرؑ کا غم

منقبتی رباعی ۳۰۵ حضرت امام حسینؑ

باطل کو فنا کفر کو پستی بخشی
ایمان کو روح حق کو ہستی بخشی
اللہ رے بازوے زبردستِ حسینؑ
تلوار کو رن میں پیش دستی بخشی

لغات: ہستی = زندگی/ پیش دستی = سبقت/ محاورہ = فنا کرنا/ زندگی بخشنا/ محاورہ = پیش دستی کرنا
صنعت جمع = پہلا شعر اسی میں ہے/ صنعت مراعات النظیر = باطل، کفر، حق/ صنعت تضاد ایجابی = فنا، ہستی
صنعت مراعات النظیر = تلوار، رن/ صنعت تعلیق میں دوسرا شعر ہے/ صنعت مسجع متوازی = پستی، ہستی

منقبتی رباعی ۳۰۶ حضرت امام حسینؑ

ارمان دلِ کربلا کے سارے نکلے
دانے سبحی کے ماہ پارے نکلے
قربان امامؑ و دانہ ہائے تسبیح
خورشید چھپا زمین میں تارے نکلے

لغات: سبحہ = تسبیح/ ماہ پارے = چاند کے ٹکڑے/ محاورہ = دل کے ارمان/ محاورہ = تارے نکلنا/
صنعت ایہام = امام کی مراد تسبیح کے دانہ جسے امام کہتے ہیں بھی معلوم ہوسکتا ہے/ صنعت مراعات النظیر = خورشید، زمین، تارے/ صنعت تضاد ایجابی = چھپنا، نکلنا/ صنعت مسجع متوازی = سارے، پارے/ اس رباعی میں مضمون دفن شہدائے کربلا بڑے اچھوتے انداز میں کیا گیا ہے۔ تمام تر مضمون استعاروں میں نظم کیا گیا ہے۔

منقبتی رباعی ۳۰۷ حضرت امام حسینؑ

فردوس میں خوش ہے دلِ محزونِ حسینؑ
ہے رشک بہشت روئے گلگونِ حسینؑ
ناناسے یہ کہتے ہیں کہ میں بے کس تھا
پیدا ہوا اب منتقمِ خونِ حسینؑ

منقبتی رباعی ۳۰۸ حضرت امام حسینؑ

سوئے رُخ شہؑ ادب سے منہ کرتے ہیں
اس قبلہ رُو کی آبرو کرتے ہیں
ہے چشم تصوّر میں رخِ پاک حسینؑ
مردم اشکوں سے یہاں وضو کرتے ہیں

منقبتی رباعی ۳۰۹ حضرت امام حسینؑ

”ح“ نام میں ہے حق کی حمایت کے لیے
اور ”س“ ہے سائل سے سخاوت کے لیے
ہیں نام حسینؑ میں بھی کیا خوب حروف
”ی“ ”ن“ ہے تاریخ شہادت کے لیے

منقبتی رباعی ۳۱۰ امام حسینؑ

کیا کیا نہ ستم گار جفا کرتے تھے
شبیرؑ مگر شکرِ خدا کرتے تھے
یاں تک کہ جب آیا شمر خنجر لے کر
کانوں سے سُنا شہؑ دعا کرتے تھے

منقبتی رباعی ۳۱۱ حضرت امام حسن و حسینؑ

دنیا میں حسنؑ کے بعد آئے جو حسینؑ
تعظیم زمیں سمجھا فلک فرض العین
گھر میں اسدؑ اللہ کے ہوئے جمع دونور
وہ برج اسد تھا یہ قرن السعدین

منقبتی رباعی ۳۱۲ حضرت امام باقرؑ

باقرؑ کو حمایت کا سہارا نہ رہا
بابا جو مُوا صبر کا یارا نہ رہا
زہراؑ سے کہا حسینؑ نے جنّت میں
رونے والا بھی اب ہمارا نہ رہا

منقبتی رباعی ۳۱۳ حضرت امام باقرؑ

مکّی نجفی اور مدنی ہے باقرؑ
فیاض و بہادر و غنی ہے باقرؑ
بابا خلف حسینؑ ماں بنتِ حسن
حقّا کہ حسینی حسنی ہے باقر

منقبتی رباعی ۳۱۴ حضرت امام باقرؑ

لاریب امامؑ پنجمیں ہیں باقرؑ
ایماں کی انگوٹھی کے نگیں ہیں باقرؑ
شاہِ شہداؑ کے جانشیں ہیں سجادؑ
سجادؑ کے سجادہ نشیں ہیں باقرؑ

منقبتی رباعی ۳۱۵ حضرت امامِ باقرؑ

باقرؑ دل و جانِ صاحب یسیںؑ ہے
یہ باغ علومِ عقل گُل گل چیں ہے
معنی باقرؑ کے ہیں شگافند دبیر
برحق یہ شگافندۂ علمِ دیں ہے

منقبتی رباعی ۳۱۶ حضرت امامِ کاظمؑ

کاظمؑ کا جو ہم نام نہ موسیٰؑ ہوتا
رتبہ نہ رسولوںؑ میں دوبالا ہوتا
مہر ان کی تھی دستگیرِ موسیٰؑ ورنہ
موسیٰؑ کو نہ حاصل یدِ بیضا ہوتا

منقبتی رباعی ۳۱۷ حضرت امامِ کاظمؑ

جب امر اُسے موسیٰؑ حق بیں نے کیا
کارِ اژدر عصائے چوبیں نے کیا
حکمِ کاظمؑ سے محفلِ ہاروں میں
ساحر کو شکار شیرِ قالیں نے کیا

منقبتی رباعی ۳۱۸ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ

اکثر ارنی لب پہ جو وہ لایا ہے
حق نے موسیٰؑ کو جلوہ دکھلایا ہے
کاظمؑ کا شرف دیکھو کہ بے حسنِ طلب
عبدے موسیٰؑ خدا نے فرمایا ہے

منقبتی رباعی ۳۱۹ حضرت امام موسیٰ کاظم

اے شیعوں فدائے موسیٰ کاظم ہو
محکوم رضائے موسیٰؑ کاظم ہو
گر ہر سر مو ہوئے زبانِ موسیٰ
شمہ نہ ثنائے موسیٰ کاظم ہو

منقبتی رباعی ۳۲۰ حضرت امام رضاؑ-ولادت

قبر شہِ طوس و قصرِ جنّت ہے ایک
زوّار کی اور مَلک کی صورت ہے ایک
مرنے کو رہِ حق میں ہوئے تھے پیدا
تاریخِ ولادت و شہادت ہے ایک

منقبتی رباعی ۳۲۱ حضرت امام رضاؑ-مشہد

پَر سے کفِ افسوس مَلک ملتے ہیں
روضے میں رضاؑ کے سر کے بھل چلتے ہیں
فانوس میں واں شمع نہ سمجھو سوزاں
اس پردے میں قدسیوں کے دل جلتے ہیں

منقبتی رباعی ۳۲۲ حضرت امام رضاؑ

موسیٰ نے فسوں گروں کو خاموش کیا
ثعبانِ عصا نے سب کو مدہوش کیا
شیرِ قالیں پہ کی جو کاظمؑ نے نگاہ
ساحر کو لیا پنجہ میں اور نوش کیا

منقبتی رباعی ۳۲۳ حضرت امام رضاؑ

سب قطرۂ ناچیز ہیں قلزم ہیں رضاؑ
دریائے تفضّل و ترحّم ہیں رضاؑ
اقلیم امامتؑ میں ہیں بارہ قبلے
کعبہ کی قسم قبلۂ ہشتم ہیں رضاؑ

منقبتی رباعی ۳۲۴ حضرت امام مہدیؑ

اعجاز امامِ انس و جن روشن ہے
دائم ہیں جوان بہ حال سن روشن ہے
مہدیؑ ہیں نہاں نورِ ہدایت ہے عیاں
خورشید تو بدلی میں ہے دن روشن ہے

منقبتی رباعی ۳۲۵ حضرت امام مہدیؑ

حیدرؑ کا ہر اک جن و ملک بندہ ہے
ہر شاہ و گدا ابد تک بندہ ہے
گن لو عدد جہان و مہدیؑ ہیں ایک
تا روز حساب ان کا فلک بندہ ہے

منقبتی رباعی ۳۲۶ حضرت امام مہدیؑ

نامِ مہدیؑ دلِ حزیں پر لکھنا
اسمِ اعظم مری نگیں پر لکھنا
اے کاتبِ تقدیر دمِ شور نشور
المؤمن باللہ جبیں پر لکھنا

منقبتی رباعی ۳۲۷ حضرت امام مہدیؑ

مہدیؑ کو امامِ حق نما کہتے ہیں
چھپتا نہیں حق لوگ بجا کہتے ہیں
غیبت میں ہے یوں صدقِ امامتؑ جیسے
بے دیکھے خدا کو سب خدا کہتے ہیں

منقبتی رباعی ۳۲۸ حضرت امام مہدیؑ

قائم دایم امامؑ انس و جاں ہے
دوراں محکوم مہدیؑ دوراں ہے
کیا خوب ہے یہ غیبتِ مولاؑ کی دلیل
وہ جان ہے پنجتنؑ کی جاں پنہاں ہے

منقبتی رباعی ۳۲۹ حضرت امام مہدیؑ

الیاسؑ و خضرؑ کو ان کی سقائی ہے
شاہؑ ترو خشک بھی ہاتھ آئی ہے
دیتے ہیں عریضہ چاہ و دریا میں محبّ
کیا مہدیؑ دیں نے آبرو پائی ہے

منقبتی رباعی ۳۳۰ حضرت امام مہدیؑ

ہر شیعہ کو مہدیؑ کی دعا جوشن ہے
دنیا خوشبو سے تختۂ گلشن ہے
مولا غایب ہیں اور ہدایت سے عیاں
خورشید تو بدلی میں ہے دن روشن ہے

لغات: جوشن = زرہ، تختۂ گلشن = پھولوں کی کیاری/ عیاں = ظاہر/ بدلی = گھٹا/ تلمیح = جوشن سے مراد دعاے جوشن کبیر اور جوشن صغیر ہے۔/
صنعت ایہام = دعا جوشن ہے، دعا زرہ ہے یا دعائے جوشن ہے۔
صنعت تضاد = غایب، عیاں/ صنعت ایہام میں لفظ غائب ہے یعنی مولا غائب ہیں یا یہ امام غائب ہے۔ صنعت حسن تعلیق میں دوسرا شعر ہے۔ چوتھا مصرعہ استعاروں میں پیش ہوا ہے۔ صنعت مسجع متوازی میں تینوں قافیے ہیں۔/ صنعت لف ونشر میں دوسرا شعر ہے/ مولا خورشید بدلی۔ ہدایت عیاں روشن

منقبتی رباعی ۳۳۱ حضرت امام مہدیؑ

نے مال نہ ہی سیم و زر لیتے ہیں
نے لعل نہ یاقوت و گُہر لیتے ہیں
ہر شئے سے ہیں صاحبؑ الزماں مستغنی
پر شیعوں کی ہر وقت خبر لیتے ہیں

لغات: سیم وزر = چاندی سونا/ لعل = ہیرے/ شئی = چیز/ مستغنی = مال دار/ گُہر = موتی
تلمیح = صاحب الزماں سے مراد حضرت مہدیؑ ہیں۔/ صنعت تفریق وجمع میں پہلا اور دوسرا مصرعہ ہے۔/ صنعت مراعات النظیر = سیم، زر، یاقوت، گہر/ چوتھا مصرعہ روزمرہ کی عمدہ مثال ہے۔

منقبتی رباعی ۲۱۸ حضرت علیؑ

رتبے جو گدا کے ہیں وہی شاہ کے ہیں
سن لو یہ پتے شاہ کی درگاہ کے ہیں
کونین کی بخشی ہے خدا نے شاہی
ہر چہرے پہ دستخط یداللہ کے ہیں

لغات: تلمیح = یداللہ سے مراد حضرت علیؑ ہیں/صنعت تضاد ایجابی = شاہ، گدا
صنعت تفریع = کونین، ہیں/آخری شعر صنعت مزاوجہ میں ہے
صنعت تضمین المزدوج = گدا، شاہ، شاہ، درگاہ

منقبتی رباعی ۲۱۹ حضرت علیؑ

مشہور علیؑ عقدہ کشائی میں ہیں
شاہی کے مزے ان کی گدائی میں ہیں
سو بات کی اک بات میں کہتا ہوں دبیرؔ
یہ مشکل خدا ایک خدائی میں ہیں

لغات: عقدہ = مشکل/دوسرا اور تیسرا مصرعہ صدروزمزہ میں ہے/محاورہ = سو بات کی اک بات
صفت سیاق الاعداد = اک سو / چوتھا مصرعہ عمدہ تشبیہ ہے/صنعت تضمین مزدوج = شاہی، گدائی
صفت تضاد = شاہی، گدائی/صنعت اشتقاق = خدا، خدائی
صنعت تکرار = بات

منقبتی رباعی ۷۳ حضرت علیؑ

ہنسنے میں ثواب آج عبادت کا ہے
ہر سر پہ ہُما اوجِ سعادت کا ہے
یہ بھی ہے مجمو اتفاقِ حسنہ
تاریخ بھی اور دن بھی ولادت کا ہے

منقبتی رباعی ۷۴ حضرت علیؑ

حیراں ہیں سب معرفتِ حیدرؑ میں
تعظیم نبیؐ کی شکم مادر میں
ہنگامِ ولادت تھا حرم میں یہ غل
پیدا ہوا فرزند خدا کے گھر میں

منقبتی رباعی ۷۵ حضرت علیؑ

جبریلؑ نے دیکھا تھا جو تارا پہلے
اس سے بھی امامؑ ہے ہمارا پہلے
آئے جو برائے سیر دنیا میں علیؑ
اللہ نے گھر اپنے اُتارا پہلے

منقبتی رباعی ۳۳۲ حضرت امامِ مہدیؑ

زیبا جو سروں پہ افسرِ ایماں ہیں
مہدیؑ کے قدم کے سر بسر احساں ہیں
اس بندے کی ذات ہم صفاتِ حق ہے
الطاف و کرم عیاں ہیں خود پنہاں ہیں

لغات: زیبا=عمدہ/سر بسر=تمام/ہم صفات=مثلِ صفات/الطاف=محبت، عنایت/عیاں=ظاہر
پنہاں=پوشیدہ/محاورہ : سر بسر رہنا=سرتاپا رہنا/جدید ترکیب=افسرِ ایماں/صنعت تسجیع متوازی میں تینوں قافیے ہیں/صنعت تضاد=
عیاں، پنہاں/صنعت تکرار بالواسطہ=سر بر/صنعت تنسیق الصفات=مہدی، زیبا، افسر، سر براحسان : صفاتِ حق، الطاف، کرم،
نہاں/صنعت ذوقافتین=مصرعہ میں دو سے زیادہ قافیے لانا/صنعت تفریع=اس، ہیں۔

منقبتی رباعی ۳۳۳ حضرت امامِ مہدیؑ

بارہ احدِ پاک کے مقبول ہوئے
گلزارِ امامت کے یہی پھول ہوئے
بارہ میں فقط زندہ ہیں اک مہدیؑ دیں
دو تیغ سے نو زہر سے مقتول ہوئے

لغات: احدِ پاک=خدا احتمال/مقبول=قبول/مقتول=قتل کیا ہوا/تلمیح=بارہ=سے مراد بارہ امام ہیں/مہدیؑ دیں
صنعت سیاق الاعداد=بارہ، اک، دو، نو/صنعت تنسیق الصفات=گلزار، پھول/صنعت جمع میں مصرعہ چہارم ہے
صنعت جمع و تفریق میں تیسرا مصرعہ ہے/صنعت تنسیق الصفات=تیغ، زہر، مقتول
اس رباعی میں تاریخی اور دینی تفصیل بھی موجود ہے جو دبیریت کی پہچان ہے۔

منقبتی رباعی ۳۳۴ حضرت امام مہدیؑ

مہدیؑ پہ فدا کُل کے شہنشاہ یہ ہیں
فرمان دہ کائنات واللہ یہ ہیں
اعداد ہیں مہدیؑ و دہن کے یکساں
گویا دہنِ قدرت اللہ یہ ہیں

لغات: فرمان دہ = حکم دینے والے/ دہن = منہ/ صنعت ایہام = گویا، دونوں معنی میں بولتا ہوا یعنی کے معنی میں استعمال ہوسکتا ہے/ صنعت تعلیق میں دوسرا شعر ہے۔/ تلمیح = مہدیؑ/ جدید ترکیب = فرمان دہ کائنات۔ محاورہ = واللہ (خدا کی قسم)/ اس رباعی میں دبیر نے مہدیؑ (۵۹) اور دہن (۵۹) اعداد سے فائدہ اٹھا کر نادر مضمون تراشا ہے ایسی صنعتیں ہیں جن کے نام نہیں۔

منقبتی رباعی ۳۳۵ حضرت امام مہدیؑ

کیا مرتبہ قائم القیامت کا ہے
بس خاتمہ آقا پہ عدالت کا ہے
ہے نصف مہینہ اِدھر اور نصف اُدھر
انصاف یہ اک شب ولادت کا ہے

لغات: قائم القیامت۔ صنعت تکرار = نصف/ نصف/ صنعت تضاد = اِدھر اُدھر
صنعت تفریع میں دوسرا شعر ہے/ صنعت تعلیق = دوسرا شعر اس صنعت میں ہے۔
محاورہ = خاتمہ ہونا، تمام ہونا۔ اس رباعی میں حضرت قائم امام مہدی کی تاریخ ولادت پندرہ شعبان سے استفادہ کیا ہے۔

منقبتی رباعی ۳۳۶ پنجتن

ہو پیرو پنجتن کہ رہبر یہ ہیں
تن پانچ ہیں پر یکدل و یکسر یہ ہیں
ہوتے ہیں صدف میں پانچ موتی بالکل
ایماں کے صدف کے پانچ گوہر یہ ہیں

لغات: پیرو = ماننے والے / یکسر = ایک طرح کے / صدف = سیپی / گوہر = موتی / صنعت سیاق الاعداد = پانچ، یک / صنعت مراعات النظیر = تن، دل۔ صدف۔ موتی / اس رباعی کا حسن بیان یہ ہے کہ جس طرح ایک سیپی میں پانچ موتی ایک ہی شکل کے ہوں اُسی طرح سے ایمان کی سیپی کے پانچ یکساں موتی پنجتن ہیں۔ آخری شعر میں لفظ "بالکل" اور "ایمان" میں پانچ پانچ حروف ہیں۔ یہ شعر صنعت ادعا میں ہے۔ صنعت سجع متوازی میں تینوں قافیے ہیں۔

منقبتی رباعی ۳۳۷ پنجتن

باغ و گل و مینا و مئے و ساقی ہیچ
سیم و زر و لعل و دُر کی مشتاقی ہیچ
ہم نے جزو کل سے بات چن لی یہ دبیر
سب کچھ ہے ولائے پنجتن باقی ہیچ

لغات: مینا = صراحی / مئی = شراب / ہیچ = کچھ نہیں / سیم = چاندی / زر = سونا / دُر = موتی / لعل = ہیرا / ولا = محبت
صنعت جمع = پہلا اور دوسرا مصرعہ ہے / صنعت طباق = جز، کل / محاورہ = بات چننا ۔۔ ہیچ ہونا = کچھ نہ ہونا
تلمیح = پنجتن / صنعت تنسیق الصفات = باغ، گل، مینا، مئی، ساقی / صنعت مراعات النظیر = سیم، زر، لعل، دُر

منقبتی رباعی ۳۳۸ پنجتن

خوشنود علیؑ و شہٖ لولاک ہوئے
زہراؑ و حسنؑ کے دل فرحناک ہوئے
اک حُسن حسینؑ کی ولادت کا یہ ہے
لو آج بہم پنجتنؑ پاک ہوئے

لغات: خوشنود = خوش حال/ فرحناک = خوش/ بہم = باہم/ تلمیح = شہِ لولاک (پیغمبرِ اکرم) ، پنجتن
صنعت تفریق میں دوسرا شعر ہے اک، پاک/ صنعت جمع میں پہلا شعر علیؑ ، شہِ لولاک ، زہراؑ ، حسنؑ
صنعت تعلیق میں دوسرا شعر ہے/ صنعت تسجیع مطرف میں تینوں قافیے ہیں۔

منقبتی رباعی ۳۳۹ پنجتن پاک

نے لعل و گہر نہ سیم و زر سے پایا
نے زُہد سے نے علم و ہنر سے پایا
ایماں جو کیا حواس خمسہ نے تلاش
واللہ کے پنجتنؑ کے گھر سے پایا

لغات: لعل و گہر = ہیرے موتی/ سیم وزر = چاندی سونا/ حواس خمسہ = پانچوں حواس/ تلمیح = پنجتن/ صنعت مراعات النظیر = لعل، گہر، سیم ، زر/ صنعت جمع = لعل، گہر، سیم، زر، علم اور ہنر/ تلمیح = حواس خمسہ = پانچوں حواس/ صنعت تکرار = پہلے شعر میں نے کی تکرار ہے/ صنعت تفریق میں پہلا شعر ہے۔/ اس رباعی کا حسن یہ بھی ہے کہ اس میں پانچ کی تکرار ہے۔ ایماں کے پانچ حروف حواس خمسہ میں پانچ اور پنجتن کے پانچ شامل ہیں۔

منقبتی رباعی (۳۴۰) پنجتن پاک

مہر شہِ مرداں سے غنی ہے خورشید
یکتا دمِ پرتو فگنی ہے خورشید
ہیں بارہ بروج زیرِ پنجہ ہر سال
اثنا عشری پنجتنی ہے خورشید

لغات: مہر = محبت/ غنی = مال دار/ یکتا = اکیلا بے مثال/ پرتو فگنی = اجالا بکھیرنے والا/ بروج = گنبد، آسمان کا حصہ اثنا عشری = شیعہ/ تلمیح = شہ مرداں = حجرت علی/ صنعت حسن تعلیل میں دوسرا شعر ہے/ صنعت سیاق الاعداد میں دوسرا شعر ہے/ صنعت مراعات النظیر = بروج، سال، خورشید/ اس رباعی میں مضمون نادر ہے۔ مطالب دقیق ہیں۔ الفاظ اعلیٰ اور قوی، ہر مصرعہ میں صرف ایک دو اردو کے الفاظ ہیں باقی تمام مصرعے قادرالکلامی کی مثال ہیں اور یہی دیریت ہے۔

منقبتی رباعی (۳۴۱) چودہ معصومؑ

جامع سی پاروں کا جو رحمان ہوا
چودہ معصوموںؑ کا ثنا خوان ہوا
سورے مصحف کے ایک سو چودہ ہیں
کامل چودہ سے مل کے قرآن ہوا

لغات: سی = تیس (۳۰)/ پاروں = ٹکڑوں، حصوں/ ثنا خواں = تعریف کرنے والا/ مصحف = قرآن
صنعت سیاق الاعداد = سی، چودہ/ ایک، سو، چودہ، چودہ/ صنعت مراعات النظیر = سورے، مصحف، ۱۱۴، قرآن

منقبتی رباعی ۳۳۲ چودہ معصومؑ

احسان ہیں چار دہ کے انس و جن پر
واجب ہے ولا ان کی ہر اک مومن پر
ہیں اوّل و آخر دو محمدؐ ان میں
ختم اُن پہ نبوّتؐ ہے امامتؑ ان پر

لغات: چاردہ = چودہ/ انس وجن = انسان، جنات/ ولا = محبت/ مجاز مرسل = چاردہ سے مراد چودہ معصوم ہیں۔
صنعت تضاد ایجابی = انس، جن۔ اول، آخر/ اُن، ان/ صنعت لف ونشر مرتب = اول، محمد مصطفیٰ/ آخر محمدؐ (مہدی)
صنعت مراعات النظیر = انس، جن، چاردہ، ولا، مومن/ صنعت مراعات النظیر = محمدؐ، نبوت، امامت، ختم

منقبتی رباعی ۳۳۳ چودہ معصومؑ

اربع کتب خالق غفار آئے
چودہ کے گواہ رتبہ یہ چار آئے
تا ہوں عدد چاردہ معصومؑ تمام
الحمد کے ساتھ آیہ ہیں دوبار آئے

لغات: اربع = چار/ چاردہ = چودہ/ تلمیح = الحمد/ صنعت سیاق الاعداد = چودہ، چار، چاردہ، سات، دو
تلمیح = اربع کتب (انجیل، توریت، زبور، قرآن)/ صنعت مراعات النظیر = معصوم، چاردہ، الحمد
صنعت ارصاد میں دوسرا شعر ہے/ صنعت جمع میں دوسرا شعر ہے۔ اس رباعی میں چار اور چودہ کی تکرار نے چار چاند لگا دئے ہیں۔

منقبتی رباعی ۳۴۴ چودہ معصومؑ

کامل شب چاردہ قمر ہوتا ہے
چودہ کے یہ قرب کا اثر ہوتا ہے
پر بدر صفت نقص ہے اس کو ہر ماہ
چودہ کی جو خدمت سے بدر ہوتا ہے

لغات: کامل = پورا / شب چاردہ = چودھویں کی رات / قرب = نزدیک / بدر = چودھویں کا چاند / نقص = خرابی
بدر ہونا = عمدہ نئی ترکیب = بدر صفت / صنعت مراعات النظیر = بدر، ماہ، چودہ / صنعت شبہ اشتقاق = بدر، بدر
صنعت ایہام = بدر ہوتا ہے / صنعت ایہام = ماہ (چاند، مہینہ) / صنعت مسجع متوازی میں تینوں قافیے ہیں۔
صنعت مراعات النظیر = شب چاردہ، قمر، چودہ۔ اس رباعی کا مضمون نادر ہے۔

منقبتی رباعی ۳۴۵ حضرت عباسؑ

عباسؑ کی مدح لائق باری ہے
نظم ایک طرف نثر ازل جاری ہے
اس مدح میں یکتائی سخن کو ہے پسند
آواز کی شرکت سے بھی بے زاری ہے

لغات: لائق = قابل / یکتائی = وحدت / شرکت = شمولیت / جدید ترکیب، نثر ازل
صنعت تضاد = نظم، نثر ـــ یکتائی، شرکت / صنعت مسجع متوازی میں تینوں قافیے ہیں۔
دوسرا شعر صنعت مزاوجہ میں ہے۔

منقبتی رباعی ۳۴۶ حضرت عباسؑ

عباسؑ کی منزلت ہے رب کے آگے
شمشیر خدا ہیں یہ عرب کے آگے
اس نام کی شرکت کے سبب سے دمِ جنگ
تلوار رہا کرتی ہے سب کے آگے

لغات: منزلت = مقام اور حیثیت / تلمیح = شمشیر خدا / صنعت حسن تعلیل میں چوتھا مصرع ہے
صنعت تعلیق میں دوسرا شعر ہے
صنعت مراعات النظیر = جنگ، تلوار / استعارہ: شمشیر خدا

منقبتی رباعی ۳۴۷ حضرت عباسؑ - درگاہ

دیکھو شرف و جاہِ جنابِ عباسؑ
اللہ ہے ہمراہِ جنابِ عباسؑ
زوّار ملائک ہیں مجاور رضواں
فردوس ہے درگاہِ جنابِ عباسؑ

لغات: شرف و جاہ = مقام و منزلت / فردوس = بہشت / محاورہ: اللہ ہمراہ ہے۔ خدا کا ساتھ ہے
استعارہ = زوار۔ ملائک، مجاور۔ رضوان، درگاہ۔ فردوس۔
صنعت مراعات النظیر = زوار، مجاور، درگاہ = ملائک، رضوان، فردوس / صنعت ادّعا میں دوسرا شعر ہے
صنعت ارصاد میں دوسرا شعر ہے / صنعت تعلیق میں دوسرا شعر ہے / صنعت مبالغہ میں دوسرا شعر ہے۔

منقبتی رباعی ۳۴۸ حضرت عباسؑ

ہمت میں نہ عباسؑ کا تھا ثانی ایک
اعدا نے نہ بات اُس کی مگر مانی ایک
شانوں سے بہایا خوں مشکیزہ سے آب
سقا کا کیا ہائے لہو پانی ایک

لغات: ثانی = مثال، جواب/ شانوں = بازوؤں/ سقا = پانی بھرنے والا/ محاورہ = ثانی نہ ہونا۔ جس کی دوسری مثال نہ ہو/ محاورہ = لہو پانی ہونا۔ پانی کی طرح لہو کو رائیگاں بہانا/ محاورہ = خون بہانا = قتل کرنا
صنعت سجع متوازن میں تینوں قافیے ہیں/ صنعت مراعات النظیر = مشکیزہ، آب، سقا/ صنعت ادماج میں دوسرا شعر ہے/ صنعت جمع میں تیسرا مصرعہ ہے/ صنعت تلمیح میں تیسرا مصرعہ ہے۔

منقبتی رباعی ۳۴۹ حضرت عباسؑ

عباسؑ کو مطلب تھا نہ خشک و تر سے
تھا عشق ولی امامِ بحر و بر سے
پانی پہ پڑی نہ عین دریا میں نگاہ
مانندِ حباب آنکھ لگی کوثر سے

لغات: عین = عکس/ حباب = بلبلہ/ محاورہ = آنکھ لگنا = توجہ ہونا/ صنعت تلمیح = کوثر
صنعت مراعات النظیر = پانی - دریا - حباب/ صنعت تضاد = خشک - تر - بحر و بر
صنعت سجع متوازی = تر، بر/ صنعت ایہام = عین کے معنی یہاں آنکھ نہیں بلکہ بالکل کے ہیں۔

منقبتی رباعی ۳۵۰ حضرت عباسؑ

نیرنگیِ عباسِؑ دلاور دیکھو
تن مشکِ حسینؑ خون میں ہے تر دیکھو
ہم رنگ ہوا آل سے یہ عباسی
شانِ گُلِ عباسیؑ حیدرؑ دیکھو

لغات: نیرنگی = ہوشیاری / دلاور = بہادر
استعارہ = گُلِ عباسی سے مراد حضرت عباسؑ ہیں۔ / محاورہ = ہم رنگ ہونا = ایک ہونا
جدید ترکیب = گُلِ عباسی حیدر / مصرعہ دوم تشبیہ ہے۔

منقبتی رباعی ۳۵۱ حضرت عباسؑ

قفلِ درِ امید دعا سے کھولیں
ہر عقدۂ دل چشمِ عطا سے کھولیں
گو ہاتھ نہیں مگر جو چاہیں عباسؑ
مشکل کی گرہ ناخنِ پا سے کھولیں

لغات: عقدہ = مشکل / ناخن پا = پاؤں کا ناخن / جدید تراکیب = قفلِ درِ امید / چشمِ عطا
تیسرا مصرعہ صنعت تلمیح میں ہے / صنعت مراعات النظیر = ہاتھ، ناخن، پا / محاورہ = گرہ کھولنا
چوتھا مصرعہ صنعت مبالغہ میں ہے / صنعت تعلیق میں آخری شعر ہے۔

منقبتی رباعی ۳۵۲ حضرت عباسؑ

ناپاک درِ پاک پہ گر جائے کوئی
یوں خاک ہو جل کر کہ نہ پھر پائے کوئی
اللہ رے عباسؑ کے روضے کا جلال
فاقے میں بھی جھوٹی نہ قسم کھائے کوئی

محاورہ=جل کر خاک ہونا/محاورہ=جھوٹی قسم کھانا
تضادِ سلبی=پاک، ناپاک/صنعت تعلیق میں پہلا شعر ہے
صنعت سجع متوازی=جائے، پائے/چوتھا مصرعہ صنعت تلمیح میں ہے۔

مدحیہ رباعی ۳۵۳ حُر

جب سے کہ فلک پہ صبحِ صادق نکلے
کب بندے سے آفاق میں صادق نکلے
نکلا سپہِ شام میں حُر مومنِ پاک
یہ شام میں پنجتنؑ کے عاشق نکلے

لغات: آفاق=دنیا/صنعت ایہام=شام (ملک شام، غروب کے وقت)
تیسرا مصرعہ صنعت تلمیح میں ہے/عمدہ قافیہ جو مستحسن ہے کیونکہ ہر مصرعہ میں صادق کے معنی جدا ہیں۔
صنعت مراعات النظیر=فلک، صبح صادق، آفاق

مدحیہ رباعی ۳۵۴ حُر

اُس سمت تھا حُر نحوست کوکب سے
آیا جو بوئے حسینؑ فضلِ رب سے
جنت کا سفر کرنے لگے شہؑ کے رفیق
یعنی کہ بدر ہوا قمر عقرب سے

لغات: کوکب = ستارے، بدر = چودھویں کا چاند/ صنعت مراعات النظیر = بدر، قمر، عقرب
محاورہ = جنت کا سفر کرنا، شہید ہونا
صنعت تضمین، فضلِ ربّی کا استعمال مصرعِ دوم میں

مدحیہ رباعی ۳۵۵ حُر

رتبے نہ بشر کو وہ بشر نے بخشے
حُر کو جو شہِؑ تشنہ جگر نے بخشے
دریائے شہادت اور نہرِ کوثر
بحرین امامؑ بحر و بر نے بخشے

لغات: رتبے = مقام و منزلت، بحرین = دریا/ بخش دینا = عطا کرنا (محاورہ) صنعت تلمیح = حُر، شۂ تشنہ جگر سے مراد حضرت امام حسین ہیں/
صنعت تفریع = رتبے، بخشے، دریائے، نے/ صنعت تکرار = بشر، بشر/ محاورہ = تشنہ جگر پیاس سے جاں بلب/ صنعت مراعات النظیر = دریا،
نہر، بحرین، بحر و بر/ تضاد = بحر و بر/ جدید ترکیب = دریائے شہادت
صنعت تنسیق الصفات = امام، بحر و بر، بحرین، بخشا

مدحیہ رباعی ۳۵۶ حُر

تھا اخترِ حُر بلند ہر کوکب سے
کوچ اس کا مبارک ہو افضلِ رب سے
اعدا سے ہوا عجب طریقے سے جدا
غل تھا کہ نکل گیا قمر عقرب سے

لغات:-اختر=قسمت کا ستارہ/کوکب=تارہ /افضل=کرم/اعدا=دشمن
محاورہ=بلند اختر ہونا/کوچ کرنا(محاورہ) انتقال کرنا/قمر در عقرب میں ہونا۔ مشکل اور نحس ساعتوں میں رہنا
استعارہ=قمر سے مراد حُر/صنعت تعلیق میں آخری شعر ہے/چوتھا مصرعہ صنعت تلمیح میں ہے۔

مدحیہ رباعی ۳۵۷ ہندا

ممتاز عرب میں ہو نہ کیوں ہند عقیل
تھی عاشقِ آلِ نبیؐ و ربِّ جلیل
زندان میں پہچان لیا زینبؑ کو
حقّا ہے یہ ایک حق شناسی کی دلیل

لغات:-حقّا=حقیقت میں/حق شناسی=حق کو پہچاننے کی/ممتاز=مشہور/تلمیح=ہندا، تیسرا مصرعہ
محاورہ=حق شناس ہونا=حق پہچاننا/صنعت سجع متوازن=عقیل، جلیل/صنعت اشتقاق=حقّا، حق
صنعت احتجاج دلیل میں آخری شعر ہے/صنعت مراعات النظیر=رب، نبیؐ، آل نبیؐ / تیسرا مصرعہ روزمرہ کی مثال ہے/صنعت تنسیق الصفات=عاشق، ہند، ممتاز عرب

مدحیہ رباعی ۳۵۸ ہندا

زہراؑ کی ولا میں ہند صادق نکلی
یہ شام میں مثلِ صبح صادق نکلی
لکھا ہے کہ سر ننگے محل سے اپنے
بہرِ حرمِ مخبر صادق نکلی

لغات: ولا = عشق / صادق = سچی / مخبر صادق سے مراد رسول کریمؐ ہیں / محاورہ = سر ننگے نکلنا = عزادار ہونا / صنعت ایہام - شام سے مراد (غروب آفتاب اور ملکِ شام ہے۔ یہاں دونوں معنی لئے جاسکتے ہیں) / تلمیح = مصرعہ دوم اور مصرعہ چہارم صنعت تلمیح میں ہے / عمدہ قافیہ = اگرچہ قافیہ ہر تین مصرعوں میں صادق ہے لیکن یہ صحیح ہے کیونکہ صادق، صبح صادق اور مخبر صادق تینوں کے معنی جدا ہیں۔

مدحیہ رباعی ۳۵۹ مدح ہندا

دعویٰ ولا میں ہند صادق نکلی
کیا معتقد مخبر صادق نکلی
زنداں میں جو شب کو آئی، تھا شام میں غل
کاذب کے محل سے صبح صادق نکلی

مدحیہ رباعی ۳۶۰ مدح ہندا

کہتی تھی یہ ہند جی کڑھا کرتا ہے
دیکھوں شہؑ سے یزید کیا کرتا ہے
آقاؑ کا مرے بال نہ بیکا ہوئے
رویاں رویاں میرا دعا کرتا ہے

مدحیہ منقوط رباعی ۳۶۱ جناب زہیرؑ قین

جب بخت بنِ قین نے زینت بخشی
زینبؑ نے تشفی تب بہ شفقت بخشی
تیغیں جز تنِ جبیں شق جی بے چین
جنت بخشی نبیؐ نے جنت بخشی

پوری رباعی صنعت منقوط میں ہے ہر حرف اس رباعی کا نقطہ دار ہے (نوٹ: "ی" نقطہ دار حرف ہے)
لغات: بخت=قسمت/شفقت=محبت/جبیں=پیشانی/جی=جان/تیغیں=تلواریں
صنعت تکرار=جنت بخشی (مصرعہ چہارم)/صنعت مراعات النظیر=تن، جبیں، جی

منقبتی رباعی ۳۶۲ حضرت علی اکبرؑ

جنگاہ میں اکبرؑ جوان آتے ہیں
مجرے کو زمیں پہ آسمان آتے ہیں
غل ہے صفِ اول میں کہ یارو ہشیار
پیغمبر آخر الزماں آتے ہیں

فلسفیانہ رباعی ۳۶۳ پیری

وہ دل نہ رہا دبیرؔ وہ ہم نہ رہے
اسبابِ حواس بھی فراہم نہ رہے
کب زادِ راہِ عدم کا آیا ہے خیال
جب کیسۂ زندگی میں درہم نہ رہے

فلسفیانہ رباعی ۳۶۴ بے ثباتی دنیا

کس دل کو نہیں فکر تن آسانی ہے
پر عاقبت کارِ پشیمانی ہے
مشکل ہے کہ ہاتھ آئے عنانِ آرام
شبدیزِ فلک ستارۂ پیشانی ہے

فلسفیانہ رباعی ۳۶۵ پیری

ہے شمع شبابِ گل تو یہ روشن ہے
نزدیک بس اب وداعِ جان و تن ہے
ہشیار کہ پیری سے ہوئے بال سفید
اس روز کی شب سیاہیٔ مدفن ہے

فلسفیانہ رباعی ۳۶۶ بے ثباتی دنیا

سیارہ سے چشم مہرِ نادانی ہے
اس دور میں دل بھی دشمنِ جانی ہے
مشکل ہے کہ ہاتھ آئے عنانِ آرام
شبدیزِ فلک ستارہ پیشانی ہے

فلسفیانہ رباعی ۳۶۷ پیری

انسان اگرچہ لاکھ تدبیر کرے
کیا دخل کہ انقلاب تقدیر کرے
یک پیری و صد عیب مثل ہے مشہور
پھر قدرِ ہنر کیا فلک پیر کرے

فلسفیانہ رباعی ۳۶۸ بے ثباتی دنیا

ہر سر کا یہاں عجب سرو ساماں دیکھا
اقبال اور ادبار کو یکساں دیکھا
دنیا کے خیال میں جو کیں آنکھیں بند
ہم نے تو فقط خواب پریشاں دیکھا

فلسفیانہ رباعی ۳۶۹ بے ثباتی دنیا

دل کو پئے جمع زر پریشاں نہ کیا
سر کو سرگشتۂ بہر ساماں نہ کیا
ہم تو ہیں ترے شکر گزار اے گردوں
احساں کیا جو کہ ہم پہ احساں نہ کیا

فلسفیانہ رباعی ۳۷۰ بے ثباتی دنیا

کھانے کا مزا فقط زبانی نکلا
باقی سامان عیشِ فانی نکلا
چاہا تھا کہ ہاتھ دھوئیں دنیا سے دبیرؔ
اتنا بھی نہ اس کنویں میں پانی نکلا

فلسفیانہ رباعی ۳۷۱ بے ثباتی دنیا

تقدیر زبردست ہے کمزور ہیں سب
زحمت کشِ روزگار شب کور ہیں سب
اے چرخ تری گنبدِ گرداں کے تلے
کیا خاک مزا ہے زندہ در گور ہیں سب

فلسفیانہ رباعی ۳۷۲ موت

طوفاں ہے ہوس غرق بنی آدم ہیں
ہر دل ہے سرا مقیم عیش و غم ہیں
کاسہ ہے اجل خلقِ خدا پینے کو
دروازہ ہے قبر جانے والے ہم ہیں

فلسفیانہ رباعی ۳۷۳ چرخ

یوں دانے بھی آسیا میں کم پستے ہیں
سب اہلِ زمیں جیسے بہم پستے ہیں
اک سنگِ فلک دوسرا ہے سنگِ زمیں
دانوں کی طرح بیچ میں ہم پستے ہیں

فلسفیانہ رباعی ۳۷۴ جبر و قدر

یارانِ گذشتہ کی خبر خاک نہیں
ایسے ہیں گئے کہ اب اثرِ خاک نہیں
چن چن کے کیا خاک ہنرمندوں کو
اے چرخ تجھے قدرِ ہنر خاک نہیں

فلسفیانہ رباعی ۳۷۵ بے ثباتی دنیا

دنیا زنداں ہے جائے آرام نہیں
گہوارہ بہ جز گردشِ ایّام نہیں
آنکھوں میں سپیدی و سیاہی کی طرح
جھپکی جو پلک صبح نہیں شام نہیں

فلسفیانہ رباعی ۳۷۶ قبر

گو خورد و کلاں رتبہ میں ہیں پست و بلند
ہیں دستِ اجل میں انگلیوں کے مانند
کیا کودک و پیر کیا گدا کیا سلطان
اک دامنِ خاک کے یہ سب ہیں پیوند

فلسفیانہ رباعی ۳۷۷ اخلاق۔ قبر

انسان وہ ہے جس کو بُرد باری ہے پسند
شکوے کے بدل شکر گزاری ہے پسند
پوچھے جو کچھ قبر کے خاطر بھی دبیر
ہم کو تو زمینِ خاکساری ہے پسند

فلسفیانہ رباعی ۳۷۸

دنیا دریا ہے اور ہوس طوفاں ہے
مانند حباب ہستی انساں ہے
لنگر ہے جو دل تو ہر نفس بادِ مراد
سینہ کشتی ہے ناخدا ایماں ہے

فلسفیانہ رباعی ۳۷۹ بے ثباتی دنیا

گر صبح یہاں اوج ہے تو شام نہیں
جب عزل ہوا مُہر کہیں نام نہیں
سرعت سے تری نبضِ مریض اے گردوں
دنیا کو ترے ہاتھ سے آرام نہیں

فلسفیانہ رباعی ۳۸۰ بے ثباتی دنیا

کسی کا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے
کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجیب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و سحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

فلسفیانہ رباعی ۳۸۱ بے ثباتی دنیا

بالائے زمیں زندوں کی تعمیریں ہیں
مُردوں کی یہ زیرِ خاک جاگیریں ہیں
عبرت کے مرقع کا ہے اک صفحہ زمیں
دونوں طرف اس ورق پہ تصویریں ہیں

اخلاقی رباعی ۳۸۲ تواضع

کم مایہ سبک پیشِ جہاں ہوتا ہے
میزاں سے بدیہی یہ عیاں ہوتا ہے
خوردوں سے تواضع ہے بزرگی کی دلیل
جھکتا ہے جو پلہ وہ گراں ہوتا ہے

اخلاقی رباعی ۳۸۳ تواضع

رتبہ جسے دنیا میں خدا دیتا ہے
دل میں وہ فروتنی کو جا دیتا ہے
کرتا ہے تہی دست ثنا آپ اپنی
جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے

اخلاقی رباعی ۳۸۴ عیب جو کی مذمت

جو اہلِ ہنر کا عیب جُو ہوتا ہے
بد اُس کا ہر اک فعلِ نکو ہوتا ہے
جب نقص زر و سیم وہ کرتا ہے عیاں
خود سنگِ محک سیاہ رو ہوتا ہے

لغات: عیب جو=عیب تلاش کرنے والا/فعل نکو=نیک کام/زر=سونا/سیم=چاندی/عیاں=ظاہر
سنگ محک=کالا پتھر جس پر سونا چاندی پرکھا جاتا ہے/سیاہ رو=منہ کالا/محاورہ=سیاہ رو=منہ کالا ہونا
صنعت تضاد=بد،نکو/صنعت مراعات النظیر=زر،سیم،سنگ محک/صنعت حسن تعلیل=چوتھا مصرعہ اسی صنعت میں ہے۔/صنعت دلیل منطقی
آخری دو مصرعوں میں ہے۔ پہلا اور چوتھا مصرعہ روزمرہ میں ہے۔ رباعی کا مضمون عمدہ ہے۔ اللہ ستار العیوب ہے، یعنی عیبوں کا چھپانے
والا چنانچہ انسان کو بھی چاہئے کہ دوسروں کے عیب ظاہر نہ کریں۔

اخلاقی رباعی ۳۸۵ ظرفیت دار

گنجینہ جسے رب ہدا دیتا ہے
وہ داد عطیۂ خدا دیتا ہے
خاموش حبابوں کے ہیں ظرف خالی
دریا میں ہیں موتی وہ صدا دیتا ہے

لغات: گنجینہ=خزانہ/داد=آواز، پکار/حباب=بلبلہ/ظرف=بدن/عطیہ=انعام
اس رباعی میں صنعت حسن تعلیل پر مضمون باندھا گیا ہے۔/صنعت تضاد=خاموش،صدا
صنعت مراعات النظیر=دریا،موتی،حبابوں

اخلاقی رباعی ۳۸۶ قناعت

جو زر سے ہے بے زار ابوذرؓ وہ ہے
دل جس کا ہے قابو میں دلاور وہ ہے
اللہ کو ناپسند ہے خود بینی
توڑے جو یہ آئینہ سکندر وہ ہے

اخلاقی رباعی ۳۸۷ قناعت

جو قصر کرے حرص کو قیصر وہ ہے
تکیہ ہے جسے حق پہ تونگر وہ ہے
آئینہ سکندر نے بنایا تو کیا
دل جس کا ہے آئینہ سکندر وہ ہے

اخلاقی رباعی ۳۸۸ عجز وانکساری

حاصل یہیں نقدِ آبرو ہوتا ہے
قطرہ دریائے آبرو ہوتا ہے
جھکتا ہے جو روسیہ بھی تو مثلِ نگیں
اٹھتے اٹھتے سفید رو ہوتا ہے

اخلاقی رباعی ۳۸۹ عجز وانکساری

مغرور کا خاک کروفر چشم میں ہے
اعزاز فروتنوں کا ہر چشم میں ہے
رتبہ روشن ہے خاکساروں کا دبیرؔ
سرمہ جو ہوا سنگ کو گھر چشم میں ہے

اخلاقی رباعی ۳۹۰ خاکساری

اے تن تو فروتنی و مسکینی کر
اے دل چمن حلم کی گل چینی کر
گر مدّ نظر ہے چشمِ مردم میں جگہ
پتلی کی طرح سے ترک خود بینی کر

اخلاقی رباعی ۳۹۱ تواضع

کم مایہ سبک پیش جہاں ہوتا ہے
میزاں سے بدیہی یہ عیاں ہوتا ہے
خوردوں سے تواضع ہے بزرگی کی دلیل
جھکتا ہے وہ پلہ جو گراں ہوتا ہے

اخلاقی رباعی ۳۹۲ بے ثباتی دولت

دولت کا نہ کھا رنج اگر قوت ملے
سب خاک ہے دُر ملے کہ یاقوت ملے
کیا چاہیے بعدِ مرگ اپنا کفِ خاک
برباد ہوا میں ہو کہ تابوت ملے

اخلاقی رباعی ۳۹۳ خودسرائی

خود اپنے کلام کی ثنا کرتے ہیں
غیروں پہ ثبوت یہ خطا کرتے ہیں
ان باتوں سے لب پہ قفلِ حیرت ہے دبیرؔ
کیا کہتے ہیں منہ سے اور کیا کرتے ہیں

اخلاقی رباعی ۳۹۴ حیلہ گروں

اس بزم کے جو قائل آداب نہیں
خالق کی حضوری سے شرف یاب نہیں
شکوہ بے جا ہے کج نہادوں کا دبیرؔ
مسجد میں بھی روبہ قبلہ محراب نہیں

اخلاقی رباعی ۳۹۵ مذمت حسد

اندھیر ہے جو خیر میں ریا کرتے ہیں
برباد نکوئی کی جزا کرتے ہیں
غیروں کو مثالِ روشنی بے فائدہ ہے
مانندِ چراغ خود جلا کرتے ہیں

اخلاقی رباعی ۳۹۶ فنی تعلی

جو عیب و ہنر کو خوب پہچانتے ہیں
وہ دعوے بے دلیل کب مانتے ہیں
ہر اک نہیں اقسام سخن سے آگاہ
جو جاننے والے ہیں وہی جانتے ہیں

اخلاقی رباعی ۳۹۷ شکر کرنا

صابر کے لیے ہے شکر کرنے کا مزا
ہے شکر میں دنیا سے گزرنے کا مزا
تخریب مکاں خطرۂ دیں وقت دفن
جینے کا مزا رہا نہ مرنے کا مزا

اخلاقی رباعی ۳۹۸ غفلت

صد حیف کہ پہلے سے نہ ہشیار ہوئے
آرام لحد کے نہ طلب گار ہوئے
ہنگام اجل آنکھ کھلی غفلت سے
جب سونے کا وقت آیا تو بیدار ہوئے

اخلاقی رباعی ۳۹۹ حرص۔ زرخرید

پیشِ اُمرا طالبِ زر جھکتے ہیں
سجدے سے سوا مجرے میں سر جھکتے ہیں
سنجیدہ ہیں یہ لو گ ترازو کی مثال
سو مال جدھر ہوا اُدھر جھکتے ہیں

اخلاقی رباعی ۴۰۰ مذمت حرص وطمع

اے قبلہ تسلیم و رضا ادرکنی
اکسیر مس عیب و خطا ادرکنی
کشتہ کرتی ہے نقرۂ و زر کی ہوس
اے صاحبِ گنبدِ طلا ادرکنی

اخلاقی رباعی ۳۰۱ عصیاں

اعمال کی تیرگی وضو سے نہ گئی
ظلمت عصیاں کی شُست و شو سے نہ گئی
پیری آئی جوانی گزری افسوس
بالوں سے سیاہی گئی رُو سے نہ گئی

اخلاقی رباعی ۳۰۲ مذمت کبروریا

گر یاد رکھیں ربؐ ہدا کو بندے
موقوف کریں کبر و ریا کو بندے
جب ہوگی زباں بند تو کھل جائے گا
کس بات پہ بھولے ہیں خدا کو بندے

ذاتی رباعی ۳۰۳ تعلّی

شیرانِ مضامیں کو کہاں بند کروں
کیا طبع کا دریائے رواں بند کروں
خلاقِ مضامیں تو سبھی ہیں لیکن
کھل جائے یہ عقدہ جو زباں بند کروں

ذاتی رباعی ۴۰۴ تعلّی

الہام کے گلزار کا میں گلچیں ہوں
شیریں سخنی سے موردِ تحسیں ہوں
سن کر میری شیریں سخنی کا شہرہ
شکر نہیں کہہ سکتی کہ میں شیریں ہوں

ذاتی رباعی ۴۰۵ عجز

خامہ بھی مری طرح سیہ کار نہیں
یہ مشقِ کہن کسی کو زنہار نہیں
گر خوفِ برابری نہ ہو صاف کہو
مجھ سا عاصی، خدا سا غفار نہیں

لغات: خامہ = قلم / کہن = قدیم / عاصی = گناہگار / زنہار = ہرگز / غفار = گناہ معاف کرنے والا / عمدہ نادر مضمون / تضاد = عاصی، غفار /
محاورہ = صاف کہنا / صنعت تنسیق الصفات، خامہ، سیہ کار، مشق / عاصی، خدا، غفار

ذاتی رباعی ۴۰۶ مداحی

طغرا کشِ خطبۂ غدیر آیا ہے
پڑھنے کو مناقب امیرؑ آیا ہے
ہر صف میں قدم رکھ کے یہ کہتا ہے ثواب
اے شیعو جگہ دو کہ دبیرؔ آیا ہے

لغات: طغرا کش = خوش نویس، مصور / مناقب = منقبت / تلمیح = خطبۂ غدیر = مناقب امیرؑ / محاورہ ۔ مصرعہ چہارم /

ذاتی رباعی ۴۰۷ زیارت

بخت اپنے اگر راہ پر آجاتے ہیں
دنیا سے ابھی نجات پاجاتے ہیں
اللہ وہ دن کرے کہ منبر پر کہیں
لو صاحبو ہم تو کربلا جاتے ہیں

لغات: بخت = قسمت/ محاورے = بخت راہ پر آنا۔ دنیا سے نجات پانا/ روزمرہ۔ مصرعہ چہارم/ تلمیح = کربلا جانا۔

ذاتی رباعی ۴۰۸ زیارت

اک دل ہے دبیرؔ لاکھ ارمانوں میں
حسرت ہے کہ ہوں شاہؑ کے دربانوں میں
نکلے قفسِ تن سے جو واں طائرِ روح
ہو گرد چہل چراغ پروانوں میں

لغات: دربان = نگہبان، چوکیدار/ قفس تن = جسم/ طائر = پرندہ/ چہل چراغ = فانوس/ تلمیح = شاہ سے مراد امام حسینؑ ہیں/ عمدہ نادر مضمون۔/ صنعت مراعات النظیر = قفس، طائر، تن، روح، چراغ، پروانہ/

ذاتی رباعی ۴۰۹ انکساری مجلس عزا

سرکارِ سلاطیں سے سروکار نہیں
جز مجلس مولاؑ کوئی دربار نہیں
مدّاح ہیں ہم امامؑ بے سر کے دبیرؔ
سامان کیسا کہ سر بھی درکار نہیں

لغات: سرکار سلاطیں = دربار/ تلمیح = امام بے سر سے مراد حضرت امام حسینؑ ہیں۔ سروکار = کاروبار/ محاورہ = سر درکار ہونا

ذاتی رباعی (۴۱۰) فروتنی

خاکِ قدمِ تعزیہ داراں ہم ہیں
فرشِ سرِ راہ خاکساراں ہم ہیں
ہم چشموں میں ہیں فروتنی سے ممتاز
گویا کہ دبیرؔ آبِ باراں ہم ہیں

لغات: فروتنی = انکساری/ آب باراں = بارش کا پانی/ ہم چشموں = ہم عصروں۔ عمدہ مضمون نادر خیال/
صنعت تنسیق الصفات، چشموں، آب، باراں، صنعت ردالعجز علی الصدر مع التکرار = ہم۔ ہم/ تلمیح = تعزیہ داراں

ذاتی رباعی (۴۱۱) انکساری

جو چاہیں بزرگ وار ارشاد کریں
ہم کس لیے گھر حیا کا برباد کریں
اس واسطے بھولا ہوں بدی سب کی دبیرؔ
مرجاؤں تو نیکی سے مجھے یاد کریں

لغات: حیات = شرم/ صنعت تطبیق میں آخری دو مصرع ہیں/ صنعت تضاد = بدی، نیکی، بھولا، یاد/ روزمرہ میں چوتھا مصرعہ ہے/ عمدہ مضمون/
صنعت تفریع میں آخری شعر ہے۔ اس۔ کریں۔

ذاتی رباعی ۴۱۲ خودداری متانت

دانا کہوں دل کو کہ خرد مند کہوں
یا سلسلۂ وضع کا پابند کہوں
اک روز خدا کو منہ دکھانا ہے دبیرؔ
کس منہ سے میں بندوں کو خداوند کہوں

لغات: دانا = عقل مند/ خرد = عقل/ سلسلۂ وضع = وضع دار/ محاورہ = خدا کو منہ دکھانا/ تضاد = خدا۔ بندہ/ عمدہ مضمون۔ نادر معنی آفرینی

ذاتی رباعی ۴۱۳ اسم علیؑ

ہر لطف کا حیدرؑ سے یقیں رکھتے ہیں
ہاں ان کے سوا کوئی نہیں رکھتے ہیں
دل پر بھی علیؑ کا نام کندہ ہے دبیرؔ
ہم نامِ خدا خوب نگیں رکھتے ہیں

لغات: لطف = محبت/ روزمرہ = مصرعہ دوم عمدہ مثال ہے/ ایہام = ہم نام خدا = ہم نام خدا سے مراد ''علیؑ'' ہیں۔

ذاتی رباعی ۴۱۴ درِ نجف

ہر تارِ نفس نور کا رشتہ بن جائے
تعویذِ نصیب کا نوشتہ بن جائے
حیدرؑ ہیں در اور مدینۂ علم نبیؐ
جو ہو سگِ در ان کا فرشتہ بن جائے

لغات: تارِ نفس = سانس/ نوشتہ = پروانہ/ صنعت تضمین = تیسرا مصرعہ حدیث کا ترجمہ ہے۔ سگ = کتا/ ایہام = رشتہ مراد دھاگا اور تعلق بھی ہے/ صنعت تنسیق الصفات، حیدر، نبی، فرشتہ

ذاتی رباعی ۴۱۵ پیشن گوئی

جب مصحف ہستی مرا برہم کرنا
سی پارۂ ایّام محرم کرنا
برباد نہ جائے مری خاک اے گردوں
تیار چراغ بزم ماتم کرنا

لغات: مصحف ہستی = زندگی / برہم کرنا = برباد کرنا / گردوں = فلک / سی پارہ = تیسواں نوٹ = کہتے ہیں یہ پیشن گوئی تھی چنانچہ صحیح نکلی اور مرزا دبیر تیسویں محرم کو انتقال کر گئے۔ عمدہ نادر مضمون / صنعت مراعات النظیر = خاک، گردوں۔

ذاتی رباعی ۴۱۶ تعلّی

مضمون سے وہ معنئ پُرضو نکلا
ٹھنڈا جس سے قمر کا پرتو نکلا
ہر مصرع کہنے کی چمک پر یہ غل
اٹھارویں تاریخ کو مہِ نو نکلا

لغات: پُرضو = روشن / پرتو = پرچھائی / کہنہ = قدیم / مہِ نو = نیا چاند۔ یہ رباعی مرزا صاحب نے اٹھارویں کی مجلس میں پڑھی تھی۔

ذاتی رباعی ۴۱۷ مجلس

یاں مجھ کو بچھانا تھا ضرور آنکھوں کا
اس پردے میں تھا عین سرور آنکھوں کا
پر اب تو نہیں تل کے بھی رکھنے کی جگہ
آنکھوں کے عوض بچھاؤں نور آنکھوں کا

لغات: عین سرور = بالکل خوشی کے مشابہ/ عوض = بدلے/ محاورہ = آنکھوں کا بچھانا۔ محاورہ = تل دھرنے کی جگہ نہ رہنا/ عمدہ مضمون/ روزمرہ میں تیسرا مصرعہ/ صنعت ردالعجز علی الابتداء مع التکرار = آنکھوں۔ آنکھوں (مصرعہ چہارم۔ نوٹ: مشہور ہے کہ یہ رباعی مرزا صاحب نے فی البدیہہ متقل کی مجلس میں پڑھی جس میں ہجوم نے تل دھرنے کی بھی جگہ باقی نہ چھوڑی۔

ذاتی رباعی ۴۱۸ عجز وانکساری

رحمت کا تری امیدوار آیا ہوں
منہ ڈھانپے کفن سے شرم سار آیا ہوں
چلنے نہ دیا بارِ گناہ نے پیدل
تابوت میں کاندھوں پہ سوار آیا ہوں

لغات: عمدہ مضمون۔ مشہور ہے کہ جب جنازہ مرزا صاحب کا غسل کے لیے گومتی ندی پر لے جایا گیا تو لوگ یہ رباعی پڑھ رہے تھے/ صنعت تضاد = پیدل، سوار/ محاورہ/ شرم سار ہونا۔ محاورہ = کفن میں منہ ڈھانپنا/ صنعت تعلیق = تیسرا اور چوتھا مصرعہ اسی صنعت میں ہے۔

ذاتی رباعی ۴۱۹ مجلس

پیمانہ کشِ خمِ غدیر آیا ہے
پڑھنے کو فضائلِ امیرؑ آیا ہے
پر شیعہ سے کہتا ہے خیالِ دنیا
لو صاحبو رخصت کو دبیرؔ آیا ہے

لغات: پیمانہ کش= جام پینے والا/ خم غدیر= غدیری شراب کی صراحی/ تلمیح= خم غدیر/ تلمیح= امیر سے مراد حضرت علیؑ ہیں/ روزمرہ میں چوتھا مصرع ہے۔

ذاتی رباعی ۴۲۰ مجلس

کس بزمِ ثواب میں حقیر آیا ہے
ہونے کو مرید چرخِ پیر آیا ہے
چودہ معصومؑ کے حوالے ہیں جمع
تاریخ ہے تیرہویں دبیرؔ آیا ہے

لغات: مرید= طاعت گزار/ چرخ پیر= فلک/ صنعت سوالیہ میں پہلا مصرع ہے۔/ حوالے= ایہام= پیر سے مراد بڈھا اور مرشد بھی ہے/ تضاد= مرید، پیر۔/ تلمیح= چودہ معصوم/ صنعت سیاق الاعداد آخری دو مصرع۔ چودہ۔ تیرہویں/
نوٹ: یہ رباعی تیرہویں تاریخ کی مجلس میں پڑھی گئی تھی۔

ذاتی رباعی ۴۲۱ طلب

حیدرؑ کے سوا کوئی امیر آیا ہے
اُس شاہِ شہاں کا یہ فقیر آیا ہے
مشہور مثل ہے کہ عیاں را چہ بیاں
بے جا ہے گزارش کہ دبیرؔ آیا ہے

صنعت ارسال تمثیل۔ تیسرا مصرعہ ارسال تمثیل میں ہے/ صنعت سوالیہ= پہلا مصرعہ سوالیہ ہے/ صنعت تضاد= امیر، فقیر/ شاہ، فقیر/ لغات: شاہ شہاں= شہنشاہ/ عیاں= ظاہر/ راچہ بیاں= بیان کرنے کی ضرورت/ بے جا= بے کار۔ گزارش= اطلاع

ذاتی رباعی ۴۲۲ طلب

اے قبلۂ اغنیا فقیر آیا ہے
حُر ہونے کو بندۂ حقیر آیا ہے
مل جائے گا سرکار سے تیری سب کچھ
گھر سے تو تہی دست دبیرؔ آیا ہے

لغات: اغنیا= غنی کی جمع/ تہی دست= خالی ہاتھ/ حقیر= معمولی/ صنعت تضاد= اغنیا، فقیر/ سرکار= بارگاہ۔ صنعت ایہام= حر سے مراد آزاد مرد یا حر ابن ریاحی بھی ہوسکتا ہے جو کامیاب ہوا/ صنعت تفریق= پہلا شعر= اے، ہے/ تضاد= حر= بندہ

ذاتی رباعی ۴۲۳ درگاہ حضرت عباسؑ

درگاہِ علمدارؑ سے بہبودی ہے
بیماروں کو واں شفائے خوشنودی ہے
ہم مرتبہ کربلا ہے درگاہِ جلیل
واں خاکِ شفا ہے اور یہاں اودی ہے

درگاہِ علمدارؑ لکھنؤ کا آستانہ ہے/ بہبودی = فائدہ/ خوشنودی = رضامندی/ ہم مرتبہ = ہم رتبہ/ اودی = خاک/ تلمیح = علمدار = حضرت عباسؑ/ صنعت تنسیق الصفات = بہبود، شفا، بیمار، صنعت مبالغہ تیسرا مصرعہ اسی صنعت میں ہے/ تلمیح = خاک شفا = کربلا کی خاک/ تضاد = واں = یہاں۔ اسی درگاہ کی خاک سے شاہ ظفر کو شفا ہوئی تھی۔

ذاتی رباعی ۴۲۴ درگاہ حضرت عباسؑ

درگاہِ علمدارؑ میں بہبودی ہے
آزاریوں کو خاکِ شفا اودی ہے
عشق گل عباسی باغ حیدرؑ
ہم کو زرہ لطیف داؤدی ہے

لغات: درگاہ علمدارؑ = لکھنؤ کا آستانہ جو حضرت عباس سے منسوب تھا/ آزاریوں = بیماروں/ ایہام = گل عباسی۔ تلمیح = زرہ داؤدی، حضرت داؤد کی زرہ/ مصرعہ سوم استعاروں میں میں مضمون بندی کی عمدہ مثال ہے۔ صنعت مراعات النظیر = باغ، گل

ذاتی رباعی ۴۲۵ مجلس

طغرا کشِ خطبۂ غدیر آیا ہے
پڑھنے کو مناقب امیرؑ آیا ہے
شیعوں کو للکار کے کہتا ہے ثواب
ہر صف سے پرے ہو کہ دبیر آیا ہے

لغات: طغرا کش = اچھا لکھنے والا / مناقب = منقبت / پرے = علاحدہ۔ تلمیح = خطبۂ غدیر

ذاتی رباعی ۴۲۶ مجلس

پھر دفترِ ماتم کا دبیرؔ آیا ہے
مداح شہؑ عرش سریر آیا ہے
گویا ہے چپ و راست دعائے جوشن
ہر شیعہ صغیر و کبیر آیا ہے

لغات: تلمیح = جوشن / تضاد = چپ، راست۔ صغیر، کبیر / صنعت تفریع = گویا آیا۔ پھر / سریر / شاید اسی سے مجموعہ کلام دبیرؔ کا عنوان "دفتر ماتم" ہے۔

ذاتی رباعی ۴۲۷ امداد

کیا خوب نصیب اے دبیرؔ اپنا ہے
شبیرؑ فلک جناب، پیر اپنا ہے
امداد کو ہیں اصغرؑ واکبرؑ چپ و راست
جوشن و صغیر اور یہ کبیر اپنا ہے

لغات: پیر = والی، مرشد / جوشن = زرہ / تلمیح = شبیرؑ، اصغر، اکبر، جوشن صغیر و کبیر۔ تضاد = اصغر، اکبر، چپ، راست، صغیر، کبیر

ذاتی رباعی ۴۲۸ مجلس

معمول سے اپنے یہ حقیر آیا ہے
سننے کو بھی انبوہ کثیر آیا ہے
کیوں راہ میں بہکاتے ہو مشتاقوں کو
شاہد ہیں یہاں سب کہ دبیر آیا ہے

لغات: ہمیشہ کی طرح/ انبوہ = مجمع/ شاہد = گواہ/ نوٹ: یہ رباعی مرزا صاحب نے فی البدیہہ اُس مجلس میں کہی جہاں کچھ انیسیوں نے راستے میں لوگوں سے کہا، آج مرزا دبیر مجلس میں نہیں آسکے۔

ذاتی رباعی ۴۲۹ حضرت عباسؑ درگاہ

مداح علمدارؑ شہنشاہ میں ہوں
درگاہ کی عظمت سے بھی آگاہ میں ہوں
پابندی درگاہ کی الفت سے یہ دل
کہتے ہیں جسے بندۂ درگاہ میں ہوں

لغات: تلمیح = علمدارؑ سے مراد حضرت عباسؑ/
آگاہ = باخبر/ الفت = محبت/ محاورہ = بندۂ درگاہ/ صنعت تعلیق میں تیسرا اور چوتھا مصرعہ ہے۔

ذاتی رباعی ۴۳۰ روضہ امام حسینؑ

ہے اہلِ دول کو کبر بے جا مجھ سے
طاعت یہ نہیں ہوئے گی حاشا مجھ سے
یا سبطِ نبی پاس بلالو مجھ کو
دنیا سے میں بیزار ہوں دنیا مجھ سے

لغات:اہلِ دول=دولت مند/ کبر=غرور/ حاشا=بالکل/ بے جا=بے خود
صنعت تکرار=چوتھا مصرعہ/ محاورہ=تیسرا مصرعہ محاورے میں ہے/ دنیا۔ دنیا

ذاتی رباعی ۴۳۱ کربلا۔زیارت

ارمان نہیں دل کے کہے جاتے ہیں
غم ہجر کے ناچار سہے جاتے ہیں
سب جاتے ہیں کربلا کی جانب اے چرخ
پر ایک ہمیں آہ رہے جاتے ہیں

لغات:ہجر=جدائی/ چرخ=فلک/ ناچار=مجبور/ صنعت تفریع=ارمان، ہیں

ذاتی رباعی ۴۳۲ مشہد۔ زیارت

ہونا ہے فنا دبیرؔ اک دن تجھ کو
تحصیل ثواب آج ہے ممکن تجھ کو
بالجزم ہے مشہدِ مقدس کا جو عزم
جا ضامنیِ امامِ ضامنؑ تجھ کو

لغات: تحصیل = حاصل کرنا / بالجزم = پکا۔ مصمم / عزم = ارادہ / ضامنی = ضمانت
تلمیح = مشہد مقدس / ضامنی امام ضامن یعنی امام رضا کی ضمانت / صنعت مراعات النظیر = مشہد، ضامنی، امام ضامن

ذاتی رباعی ۴۳۳ کربلا

شبیرؑ کے در پہ جان قربان کروں
اک جان ہے کیا جہان قربان کروں
مرتا ہوں زمینِ کربلا پر میں دبیرؔ
ہر ذرّے پہ آسمان قربان کروں

لغات: صنعت تضاد = زمین۔ آسمان / صنعت مبالغہ میں مصرعہ دوم اور چہارم شمار ہوتے ہیں۔
محاورے = جان قربان کرنا۔ زمین پر مرنا۔ جہاں قربان کرنا

ذاتی رباعی ۴۳۴ کربلا

ہیں دوریٔ کربلا سے لب پر نالے
اب جلد حسینؑ ابن علیؑ بلوائے
ہم سستیٔ طالع سے ہیں قاصر ورنہ
ہر روز چلے جاتے ہیں جانے والے

لغات: نالے = دردناک آوازیں/ طالع = قسمت/ قاصر = مجبور/ روز مرہ = چوتھا مصرعہ عمدہ مثال ہے/ صنعت تعلیق میں آخری دو مصرع ہیں/ صنعت حسن قافیہ، نالے، بلوائے، والے

ذاتی رباعی ۴۳۵ بیدار دل

غافل ہے فلک پر دلِ آگاہ تو ہے
پُرساں کوئی بندہ نہیں اللہ تو ہے
مالک نے غنی کیا تہی دستی میں
دولت نہیں دامن یداللہ تو ہے

لغات: پُرساں = پوچھنے والا/ غنی = مال دار/ تہی دست = خالی ہاتھ/ آگاہ = بے دار/ صنعت تضاد = غافل، آگاہ۔ غنی، تہی دست/ تلمیح = ید اللہ = یداللہ سے مراد حضرت علی ہیں/ صنعت مراعات النظیر / مالک، غنی، دولت/ صنعت جمع تفریق میں مصرعہ اول دوم اور چہارم کا شمار ہوتا ہے۔

ذاتی رباعی ۴۳۶ کربلا

ایام حیات ہیں گزرنے کے لیے
خالی ہے زمیں مُردوں سے بھرنے کے لیے
کیا خوب دعا دیتا ہے شیعوں کو دبیرؔ
جیتے رہو کربلا میں مرنے کے لیے

لغات: ایام حیات = زندگی کے دن/ صنعت ایہام = گزرنے = گزارنا یا مرنا/ صنعت تضاد = خالی، بھرنا۔ جینا، مرنا/ محاورہ = جیتے رہو۔

ذاتی رباعی ۴۳۷ مدّاحیِ شبیرؑ

دنیا میں کبھی خوش کبھی دلگیر ہوئے
پر شکر کہ مدح خوانِ شبیرؑ ہوئے
اب عہد روا روی ہے ہشیار دبیرؔ
بچے سے جواں، جواں سے پیر ہوئے

لغات: دلگیر = غمگین/ عہد = زمانہ/ روا روی = بھاگم بھاگ/ صنعت تضاد = خوش، دلگیر۔ جواں، پیر/ صنعت تکرار = کبھی کبھی، جواں، جواں

ذاتی رباعی ۴۳۸ امدادِ علیؑ

کونین میں حیدرؑ کی حمایت بس ہے
اُس عینِ الٰہی کی عنایت بس ہے
کیا کام ولایتِ سلاطیں سے دبیر
ہم کو مددِ شاہِ ولایتؑ بس ہے

لغات: عینِ الٰہی سے مراد عین اللہ یعنی حضرت علیؑ ہیں/ ولایت = محبت/ تلمیح = شاہ ولایت سے مراد حضرت علیؑ ہیں/ سلاطیں = بادشاہوں

ذاتی رباعی ۴۳۹ عجز

زردار نہیں اور طلب زر بھی نہیں
میں بے سروپا کسی کا ہمسر بھی نہیں
پھر خاک میں مجھ کو کیوں ملاتا ہے فلک
میں کون ہوں خاک کے برابر بھی نہیں

لغات: زردار = دولت مند/ بے سروپا = بے کار/ ہمسر = برابر/ روزمرہ مصرعہ چہارم میں نمایاں ہے/ محاورے۔ بے سروپا/ خاک میں ملانا/ خاک کے برابر ہونا/ صنعت تضاد = سر، پا۔ فلک/ صنعت اشتقاق = زر، زردار

ذاتی رباعی ۴۴۰ عجز

ادنیٰ سے جو سر جھکائے اعلیٰ وہ ہے
جو خلق سے بہرہ ور ہے دریا وہ ہے
کیا خوب دلیل ہے یہ خوبی کی دبیر
سمجھے جو بُرا آپ کو اچھا وہ ہے

لغات: بہرہ ور = فائدہ مند/ صنعت تضاد = ادنیٰ، اعلیٰ۔ برا، اچھا۔ صنعت تجنیس = خلق کے معنی اخلاق اور خلقت بھی ہو سکتے ہیں۔ یہاں شاعر کی مراد اخلاق سے ہے/ مضمون نادر اور سلیس زبان میں بیان کیا گیا ہے۔

ذاتی رباعی ۴۳۱ انکساری

تاروں سے جو آج قرض لاؤں آنکھیں
کم شیعوں کی آنکھوں سے میں پاؤں آنکھیں
فرمایا ہے اکثر نے سرافراز دبیرؔ
کس کس کے زیرِ پا بچھاؤں آنکھیں

لغات: سرافراز = بلند مرتبہ/ عمدہ مضمون/ صنعت تفریع = تاروں۔ آنکھیں/ محاورہ = آنکھیں بچھانا۔

ذاتی رباعی ۴۳۲ صفا

بزمِ شہِ والا میں فقیر آیا ہے
دربارِ جلیل میں حقیر آیا ہے
امداد امداد یا اباعبداللہ
تحصیلِ سعادت کو دبیر آیا ہے

مصرعہ چہارم سے دبیر کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔ شاید مشیت الٰہی کو یہ مصرعہ پسند آیا۔
لغات: تحصیل = حاصل کرنا/ سعادت = خوش بختی/ عمدہ اور اچھوتا مضمون ہے۔
صنعت تکرار = امداد امداد/ کنیت، ابا عبداللہ/ عمدہ شاعری کا نمونہ مصرعہ اول میں بزم شہ کے مخالف فقیر اور دربار جلیل کے مقابل حقیر آیا ہے۔

ذاتی رباعی ۴۴۳ امداد

اوّل تو ولائے شاہِ دیں ہے دل میں
بعد اس کے ولائے مومنین ہے دل میں
ظاہر میں گرہ پڑی ہے باہم ورنہ
یاں مثلِ حباب کچھ بھی نہیں ہے دل میں

لغات: ولا = محبت / محاورہ = گرہ پڑنا = رنجش ہونا، چشمک ہونا / صنعت تنسیق الصفات۔ ولا، شاہ دیں، مومنین / چوتھا مصرعہ تشبیہ کی عمدہ مثال ہے۔ / نوٹ: اس رباعی میں مرزا صاحب نے اپنے اور انیس کی چشمک اور باہمی رقابت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ دلوں میں کینہ یا حسد نہیں ہے۔

ذاتی رباعی ۴۴۴ انکساری

مغرور ذلیل و خوار ہر چشم میں ہے
اعزاز فروتنی کا ہر چشم میں ہے
سب پر روشن ہے خاکساری کا شرف
سرمہ جو ہوا سنگ تو گھر چشم میں ہے

لغات: فروتنی = عجز انکساری / خاکساری = عجزہ وانکساری / ترجمۃ اللفظ = ذلیل وخوار / اعزاز = مرتبہ = محاورہ = روشن ہونا۔ ظاہر ہونا / عمدہ اور نادر بیان / صنعت مراعات النظیر = روشن، سرمہ، چشم / تضاد / مغرور، فروتنی

ذاتی رباعی ۴۳۵ صفا

گنجینۂ حُب شاہِ دیں ہے دل میں
گرد اُس کے ولائے مومنین ہے دل میں
حاسد کو ہے پیچ و تاب کیوں موج کی شکل
یاں مثلِ حباب کچھ نہیں ہے دل میں

لغات: گنجینہ=خزانہ/ حُب=محبت، ولا/ پیچ وتاب=اضطراب/ تلمیح=شاہِ دیں=امام حسینؑ/ ولا=محبت/ نادر تشبیہ=مصرعہ چہارم/ صنعت حسنِ تعلیل=پیچ وتاب، موج کی شکل، صنعت ترجمہ=حُب، ولا/

ذاتی رباعی ۴۳۶ انکساری

ہر عضو سے سربلند گو آنکھیں ہیں
پر فرش کی ہو گئی تو لو آنکھیں ہیں
کس کس کے زیرِ پا بچھاؤں میں دبیر
مشتاق بہت ہیں اور دو آنکھیں ہیں

لغات: عضو=بدن کا حصہ/ محاورہ=آنکھیں بچھانا/ سربلند=اونچی/ گو=البتہ، صنعت تفریق=کس۔ ہیں/ صنعت تعلیق میں آخری دو مصرعہ ہیں۔

ذاتی رباعی ۴۴۷ تعلّی

ہاں بلبل سدرہ شورِ تحسیں ہوجائے
وہ نظم پڑھوں کہ بزم رنگیں ہوجائے
پھل نقطے ہوں پھول حرف طوبیٰ مصرعے
فردوسؔی اگر آئے تو گل چیں ہوجائے

لغات: سدرہ = عرش/ تحسین = تعریف/ تلمیح = فردوسؔی، طوبیٰ/ صنعت تنسیق الصفات، پھل، پھول، گل چیں، طوبیٰ/ صنعت تنسیق الصفات = نقطے، حرف، مصرعے، فردوسی۔

ذاتی رباعی ۴۴۸ تعلّی

بس مرثیہ گوئی کا یہ انعام ملے
مدفن کو درِ کعبۂ اسلام ملے
یارب یہ دبیرؔ ہے مریضِ عصیاں
گر خاکِ شفا ملے تو آرام ملے

لغات: مدفن = دفن کے لیے/ درِ کعبہ اسلام سے مراد درِ نجف اشرف ہے/ عصیاں = گناہ، صنعت تعلیق میں آخری شعر ہے/

ذاتی رباعی ۳۴۹ تعلّی

جو نظم مسلسل ہے خوش اسلوب وہ ہے
صحت ہو نہ جس بیاں میں معیوب وہ ہے
اک طور کی تصنیف میں ہم کو ہے کلام
ہر طرز میں جو خوب کہے خوب وہ ہے

ذاتی رباعی ۳۵۰ تعلّی

اے ابر تری گہر فشانی کیا ہے
آدیکھ کہ یہ دُرِّ معانی کیا ہے
یاں گُل ہے چراغ انوریؔ کا بالکل
اے شمع تری چرب زبانی کیا ہے

ذاتی رباعی ۳۵۱ پڑھنا

ہر بند پہ بے فائدہ بتلانا ہے
اچھا نہ کہے گا اُسے جو دانا ہے
ابنِ شہؒ مرداں کا ثنا خواں ہوں میں
صد شکر کہ پڑھنا مِرا مردانا ہے

ذاتی رباعی ۴۵۲ پڑھنا

آج اور ہی ساماں سے حقیر آیا ہے
مضموں کا لیے جمِ غفیر آیا ہے
مشتاق محب رہیں گے جس کے ہر سال
پڑھنے کو وہ مرثیہ دبیرؔ آیا ہے

ذاتی رباعی ۴۵۳ آواز

مداحِ حیدرؑ کم از اعجاز نہیں
کیا منکشف احباب پہ یہ راز نہیں
آواز اگر ہے بے کمالی کی دلیل
کامل وہ ہے کہ جس میں آواز نہیں

ذاتی رباعی ۴۵۴ آواز

طوطیِ زباں زمزمہ پرداز نہیں
انجام نہیں سخن کا آغاز نہیں
تغیر ہوئی پیاس سے آوازِ حسینؑ
مداح کے قابو میں بھی آواز نہیں

ذاتی ۴۵۵ تعلّی

مصرعے ہیں مرے نہالِ گلشن کے لیے
اور خار ہیں چشم و دلِ دشمن کے لیے
ہے باعثِ آزار فروغ اپنا دبیرؔ
آفت ہے ہوا کی شمعِ روشن کے لیے

ذاتی رباعی ۴۵۶ تعلّی

شیرانِ مضامیں کو کہاں بند کروں
بپھریں گے ڈکاریں گے جہاں بند کروں
خلاقیِ مضموں کا ہے دعویٰ سب کو
کھل جائے حقیقت جو زباں بند کروں

اوجؔ لکھنوی نے دوسرے اور تیسرے مصرعہ کو بدل کر لکھا۔ ص نمبر ۹۹ - دبیرؔ اور شمس آباد مؤلفہ محمد صادق

ذاتی رباعی ۴۵۷ قبر

مرکر بھی نہ چین زیرِ افلاک ملا
اک تارِ کفن نہ گرد سے پاک ملا
اے خانہ خراب قبر تیری خاطر
کھویا بھی جو نقدِ جاں تو کیا خاک ملا

ذاتی رباعی ۴۵۸ فنی/تعلی/پڑھنا

ناحق نہ چیخنا نہ چلّانا ہے
بے کار نہ ہر بند پہ بتلانا ہے
ابنِ شۂ مرداں کا ثنا خواں ہوں میں
صد شکر کہ پڑھنا مرا مردانہ ہے

ذاتی رباعی ۴۵۹ متانت/خودداری

ناداں کہوں دل کو کہ خرد مند کہوں
یا سلسلۂ وضع کا پابند کہوں
اک روز خدا کو منہ دکھانا ہے دبیر
بندوں کو میں کس منہ سے خداوند کہوں

ذاتی رباعی ۴۶۰ تعلی

میزانِ سخن سنج میں تُلتا ہوں میں
فِکرِ گُہر نظم میں گُھلتا ہوں میں
دل رہتا ہے بند قفلِ ابجد کی طرح
جب حرف شناس ہو تو کُھلتا ہوں میں

ذاتی رباعی ۳۶۱ تعلی

جبریل سے ہم دادِ سخن لیتے ہیں
اظہار بدونیک بھی سُن لیتے ہیں
جو طالبِ حق ہیں وہ بقولِ معصومؑ
باطل سے دبیرؔ حق کو چن لیتے ہیں

ذاتی رباعی ۳۶۲ تعلی

الہام کے گلزار کا میں گلچیں ہوں
شیریں سخنی سے موردِ تحسیں ہوں
شکر مری شیریں سخنی کے آگے
کیا منہ جو کبھی کہے کہ میں شیریں ہوں

ذاتی رباعی ۳۶۳ تعلی

جو علمِ معانی و بیاں کو سمجھے
البتہ دبیرؔ کی زباں کو سمجھے
کیا دادِ بلندیٔ سخن اُس سے بھلا
یکساں جو زمین و آسماں کو سمجھے

ذاتی رباعی ۳۶۴ تعلّی

تعریفِ علیؑ پہ طالبِ تحسین ہوں
الہام کے گلزار کا میں گلچین ہوں
امیدِ سخن ہے بے زبانوں سے عبث
شکر کی زباں ہو تو کہیں شیریں ہوں

ذاتی رباعی ۳۶۵ تعلّی

دربارِ رضاؑ میں جعفری باہم ہیں
باغوں میں گُلِ جعفری ایسے کم ہیں
مدّاحِ شہیدِ طوس کہلائے دبیر
اب ہند میں فردوسیِ طوسی ہم ہیں

ذاتی رباعی ۳۶۶ تعلّی

بے علم شعارِ شعرا کیا جانے
اقسامِ کلامِ فصحا کیا جانے
تعریف اساتذہ نے کی ہے اپنی
جانے جو بُرا یہ وہ بھلا کیا جانے

ذاتی رباعی ۳۶۷ تعلّی-فن

سر سبز سخن بہ رنگِ باغ اپنا ہے
ہر بزم میں روشن یہ چراغ اپنا ہے
سرورؔ کی بدولت ہے یہ سب ناز دبیر
اس پائے سے عرش پر دماغ اپنا ہے

ذاتی رباعی ۳۶۸ تعلّی-فن

ہے رزم و سراپا تو زباں اور ہی ہے
اور بین کے مابین بیاں اور ہی ہے
کس درجہ بلند ہے تری فکر دبیر
کہتی ہے زمیں یہ آسماں اور ہی ہے

ذاتی رباعی ۳۶۹ تعلّی

یہ بزم ہے یا مدرسۂ ایماں ہے
شیعوں کا سبق وصفِ شۂ مرداں ہے
ہر فقرہ ہے بوستانِ تائید خدا
سعدیؔ مرے مکتب کا گلستاں خواں ہے

ذاتی رباعی ۴۷۰ تعلی

جو نیک ہے وہ قائل نیکوئی ہے
تائید خدا یہ مرثیہ گوئی ہے
صانع نے پئے مدح امیرؔ کوثر
کوثر سے زباں دبیرؔ کی دھوئی ہے

ذاتی رباعی ۴۷۱ فن

سرقہ مضموں کا زبوں ہوتا ہے
یعنی علمِ نظم نگوں ہوتا ہے
پر ان میں جو مندرج ہے حالِ شہداؑ
اس سے مرے مرثیوں کا خوں ہوتا ہے

ذاتی رباعی ۴۷۲ فنی

چشمک ہے کہیں اور کہیں سرگوشی ہے
اظہار عیوب اور ہنر پوشی ہے
عاقل تیری گویائی کے قائل ہیں دبیر
جاہل کا مگر جواب خاموشی ہے

لغات: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دبیرؔ نے شبلی کے موازنہ کا جواب زندگی ہی میں لکھ دیا ہے۔ محاورہ= جاہل کا جواب خاموشی

ذاتی رباعی ۴۷۳ تعلی-فن

بعضوں میں نہ فہمِ نکتہ دانی پایا
تصنیف کا دعویٰ بھی زبانی پایا
دُر دانِ معانی کے وہ شاکی ہیں بجا
یعنی سخن ان کا بے معانی پایا

ذاتی رباعی ۴۷۴ تعلی

ہم نام ہے آقا کا غلامِ شبیرؑ
یاں خاص ہوا ہے لطفِ عامِ شبیرؑ
کیوں نام نہ مداحوں میں ہو میرا بلند
یعنی کہ دبیرؔ بھی ہے نامِ شبیرؑ

ذاتی رباعی ۴۷۵ تعلی

دل تازہ ہے حیدرؑ کی ثناخانی میں
ہے کام زباں کو گہر افشانی میں
مچھلی ہے مری زبان مگر فرق یہ ہے
زندہ ہے یہ منقبت میں وہ پانی میں

ذاتی رباعی ۴۷۶ تعلّی

تائید کا پنجتنؑ سے میں طالب ہوں
میدانِ سخن میں دائماً غالب ہوں
میں کیا مری نظم کیا، پہ ہاں فخریہ ہے
مدّاحِ علیؑ ابن ابی طالب ہوں

ذاتی رباعی ۴۷۷ تعلّی

تائید خدا ہے باغِ گلچیں ہم ہیں
گلشن آرائے بزمِ رنگیں ہم ہیں
قرآن و احادیث کی قوت سے دبیر
مخلوقوں میں خلاّقِ مضامیں ہم ہیں

ذاتی رباعی ۴۷۸ تعلّی

شیریں سخنی میں موادِ تحسیں ہوں
واللہ نہ عیب بین نہ نکتہ چیں ہوں
سکتے میں ہے میرے سخنِ شیریں سے
شکر کا ہے کیا منہ جو کہے شیریں ہوں

ذاتی رباعی ۴۷۹ تعلّی

شیریں سخنی کے فن میں شہِ زور ہوں میں
پر بخت یہ کہتا ہے ارے شور ہوں میں
اس ہند میں طوطیِ قفس کے مانند
خوبی سے زباں کی زندہ درگور ہوں میں

ذاتی رباعی ۴۸۰ تعلّی

یہ لفظ یہ معنی معیں دیکھے ہیں
منصف تو ہیں قائل کہ نہیں دیکھے ہیں
تجھ کو سرِ مضموں کی قسم ہے اے نظم
خوش فکر دبیرؔ سے کہیں دیکھے ہیں

ذاتی رباعی ۴۸۱ تعلّی

جو طبعِ رسا کہتی ہے سُن لیتے ہیں
نایاب گہر دُرِ سخن لیتے ہیں
مصرعے ہیں جو تمیں ہر مہینے میں دبیر
ہم مثلِ ہلال ایک چُن لیتے ہیں

ذاتی رباعی ۴۸۲ تعلی

ہاں مدحِ علیؑ میں لائقِ تحسیں ہوں
واللہ نہ نکتہ بیں نہ ندیدہ بیں ہوں
کیوں چشمِ سخن ہے بے زبانوں سے دبیر
شکر کی زباں ہو تو کہے شیریں ہوں

ذاتی رباعی ۴۸۳ تعلی

کیوں آج یہ انبوہ کثیر آیا ہے
ہاں حضرتِ مقبل کا نظیر آیا ہے
ہوگا مہ چاردہ کا منبر پہ جمال
تاریخ ہے تیرہویں دبیر آیا ہے

لغات: انبوہ = مجمع / کثیر = زیادہ / نظیر = مثال / مہ چاردہ = چودھویں کا چاند / جمال = خوب صورت / تلمیح = مقبل = عرب کا محقق عظیم شاعر — تیرہویں تاریخ کو مرزا دبیر ماہانہ مجلس پڑھتے تھے / صنعت سیاق الاعداد — چاردہ، تیرہویں / صنعت حُسن قافیہ / دبیر صنعت مراعات النظیر = مہ، جمال، تیرہویں۔

ذاتی رباعی ۴۸۴ تعلّی

ذرّہ ترا اے مہرِ منیر آیا ہے
خواہانِ ترقی یہ حقیر آیا ہے
تاریخ ہے تیرہویں شبِ چار دہم
ہونے کے لیے بدر دبیر آیا ہے

لغات: مہر = سورج/ منیر = روشن/ خواہانِ ترقی = ترقی کا خواہش مند/ بدر = چودھویں کا چاند/ صنعت تضاد = ذرّہ، مہر/ صنعتِ سیاق الاعداد = تیرہویں، چار دہم/ صنعت حُسن قافیہ = دبیر/ صنعت حُسن تخلص میں چوتھا مصرعہ ہے/ صنعت مراعات النظیر = شب، بدر، دبیر

ذاتی رباعی ۴۸۵ صحت

یا فاطمہؑ ہے آپ سی بی بی میری
یہ فخر مرا یہ خوش نصیبی میری
عاجز ہوں مرض سے جلد صحت بخشو
یا خیر النساء دیکھو غریبی میری

لغات: عاجز = تنگ/ خیر النساء = عورتوں کی سردار حضرت فاطمہؑ/ صنعت تضاد = مرض، صحت/ صنعت تضمین المزدوج = بی بی

ذاتی رباعی ۴۸۶ صحت

اے عقدہ کشائے ماہ و ماہی دستی
اے رونقِ تختِ بادشاہی دستی
پاؤں کے ورم سے ہے یہ احقر کمزور
اے دستِ زبردستِ الٰہی دستی

لغات: عقدہ کشا= مشکلیں حل کرنے والا/ ماہ= چاند/ ماہی مچھلی/ دستی= ہاتھ دینا، تجنیس= عقدہ کشا/ صنعت شبہ اشتقاق= دست- زبردست/ صنعت تفریع= اے-دستی، صنعت تضاد= پاؤں، دست/ تجنیس= دست زبردستِ الٰہی سے مراد ید اللہ حضرت علیؑ ہیں۔
نوٹ= مرزا صاحب نے ردیف میں تصرف کیا ہے اور "دستی" رکھا ہے۔

ذاتی رباعی ۴۸۷ تعلّی

ہمسایہ ہے رضوانِ خوش اختر اپنا
ہم چشم ہے آبرو میں کوثر اپنا
مداحِ شبیرؑ سے اعلیٰ ہے مقام
دل عرشِ معلّیٰ کا ہے ہمسر اپنا

ذاتی رباعی ۴۸۸

یا حضرتِ باقرؑ پسرِ زینؑ عبا
اے راحت وجان و جگرِ زینؑ عبا
خلعت دو حیاتِ زندگانی کا مجھے
مولاؑ تمھیں سوگند سرِ زینؑ عبا

ذاتی رباعی ۴۸۹ فن

طالع میرا یاور و مساعد نکلا
خامہ رقمِ تازہ کا موجد نکلا
ڈھونڈھا جونہی تخلص بے نقط
ہم نام دبیرؔ کا عطارد نکلا

ذاتی رباعی ۴۹۰

دل میں جو مقام حُبِ حیدرؑ پایا
اس کعبے کو قبلہ کے برابر پایا
منبر پہ جو کی مدحِ علیؑ ہم نے دبیرؔ
اک عرش بلند اوج منبر پایا

ذاتی رباعی ۴۹۱ تعلّی

ظاہر میں تو ذرّۂ حقیر آیا ہے
باطن میں مگر مہرِ منیر آیا ہے
شیعوں کا فقط شوق نیا ہے ورنہ
مضموں ہے پرانا کہ دبیر آیا ہے

لغات: باطن = پوشیدہ / مہر = سورج / منیر = روشن / تضاد = ظاہر، باطن، نیا، پرانا، صنعت حُسن قافیہ = اسمیں تخلص استعمال ہوا ہے /

ذاتی رباعی ۴۹۲ تعلّی

پھر بلبلِ حضرت امیرؑ آیا ہے
جبریلؑ امیں کا ہم سفیر آیا ہے
جو روئے گا لکھ دے گا اُسے خطِ نجات
سرکارِ حسینؑ کا دبیر آیا ہے

لغات: ہم سفیر = نمائندہ / خطِ نجات = نجات کا پروانہ / تلمیح = جبریل امیں / سرکار = سلطنت، صنعت حُسن تخلص = چوتھا مصرعہ / صنعت حُسن قافیہ = دبیر / صنعت تعلیق = دوسرا شعر، استعارہ = بلبل حضرت امیرؑ / صنعت مراعات النظیر = لکھ، خط، سرکار، دبیر / صنعت ایہام = یہاں دبیر سے مراد شاعر دبیر اور دبیر یعنی منتظم سرکار حسینؑ ہے

ذاتی رباعی ۴۹۳ تعلّی

مدّاح امیر ابنِ امیرؑ آیا ہے
شیدائے شہِ عرش سریر آیا ہے
مشتاقِ سخن علق چلی آئی ہے
کیا مرثیہ پڑھنے کو دبیر آیا ہے

لغات: مداح=تعریف کرنے والا/شیدائے=عاشق/علق=خلقت/تلمیح=امیرؑ ابن امیرؑ سے مراد امام حسینؑ ہیں/سریر=تخت/صنعت تکرار=امیر/صنعت سوالیہ میں چوتھا مصرعہ ہے، صنعت تعلیق میں آخری دو مصرعے ہیں/صنعت تنسیق الصفات=سخن، مرثیہ، دبیر

ذاتی رباعی ۴۹۴ تعلّی

ہر شیعہ جبریل نظیر آیا ہے
ہر سمت سے انبوہ کثیر آیا ہے
اس بزم کی کثرت سے جو حیراں ہیں ملک
کہتا ہے عطارد کہ دبیر آیا ہے

لغات: انبوہ=مجمع/کثیر=زیادہ/تلمیح=جبریل/عطارد/دبیر/صنعت مبالغہ=پہلا مصرعہ/صنعت حسن قافیہ=دبیر/صنعت حسن تخلص=عطارد/

ذاتی رباعی ۴۹۵ صحت

یا حضرتِ شبّرؑ مجھے قوت بخشو
اے ثانیِ حیدرؑ مجھے راحت بخشو
ہے نام حضورؐ کا زمانے میں حسنؑ
تم وجہِ حسن سے مجھکو صحت بخشو

ذاتی رباعی ۴۹۶ صحت-امام مہدیؑ-عریضہ

یا مہدیؑ ہادی مری امداد کرو
ناخوش ہوں میں عارضے سے تم شاد کرو
میرا یہ عریضہ ہے کہ صحت ہو شتاب
جلدی قلمِ فیض سے تم صاد کرو

لغات: عارضہ= بیماری/ شاد= خوش/ عریضہ= درخواست/ شتاب= جلدی/ محاورہ= صاد کرنا= اجازت دینا/ جدید ترکیب= قلمِ فیض/
صنعت تفریع= ہادی، مہدی، صنعت تضاد= ناخوش، شاد/ تلمیح= مہدیؑ ہادی۔ عریضہ۔
محاورے= شاد کرنا= امداد کرنا

ذاتی رباعی ۴۹۷ صحت

اے زینؑ عبا وقتِ مسیحائی ہے
لاکھوں نے حضورؑ سے شفا پائی ہے
اُٹھ بیٹھوں ابھی جو دست گیری فرماؤ
اب طبع مری بہت بہ تنگ آئی ہے

لغات: زین = زینت / دست گیری = ہاتھ تھامنا / طبع = طبیعت / تلمیح = زین عبا سے مراد، چوتھے امام زین العابدین ہیں / مسیحائی = شفا / محاورہ = دست گیر ہونا = مدد کرنا / تنگ آنا / صنعت تضریع = اے - ہے / روزمرّہ = دوسرا مصرعہ / تضاد = اٹھ - بیٹھ

ذاتی رباعی ۴۹۸ صحت

یا شاہِ زماںؑ جنسِ بیاں بخش مجھے
یا اکبرؑ نوجواں تواں بخش مجھے
میں مرثیہ پڑھتا ہوں چچا کا تیرے
یا اصغرؑ بے زباں ، زباں بخش مجھے

لغات: جنس = شے / تواں = طاقت / جدید ترکیب = جنسِ بیاں / تلمیح = شاہِ زماں سے مراد امام حسینؑ / صنعت تکرار = زباں، تضاد = زباں — بے زباں / چچا سے مراد حضرت عباسؑ،
نوٹ = اس رباعی میں طاقت اکبرؑ نوجواں سے، زبان اصغرؑ بے زباں سے اور حُسن بیان امام زماں سے مانگے ہیں جو حُسن نظم اور دلآویزی کی دلیل ہے۔

ذاتی رباعی ۴۹۹ مناجات۔ صحت

بیمار ہوں یا شاہِ خراساں مددی
اے نام و نشانِ شہِ مرداں مددی
ہے ضامنی آقاؑ کی دوائے ہر درد
اے ضامنؑ ثامن ترے قرباں مددی

لغات: ضامنی = ضمانت/ ثامن = سے مراد آٹھویں امام ہیں/ تلمیح = شاہِ خراساں سے مراد امام رضا۔ شہِ مرداں سے مراد حضرت علیؑ۔ ضامن ثامن اور ضامنی سے مراد امام رضا کی ضمانت ہے/ صنعت تضاد = دوا، درد/ صنعت تضمین المزدوج = ضامن، ثامن/ صنعت مراعات النظیر = درد، دوا، ضامنی/ صنعت تفریع = ہے۔ مددی/

ذاتی رباعی ۵۰۰ صحت

اے جعفرِ صادق گلِ بستانِ حسینؑ
اے مخبرِ صادق کے جگر جانِ حسینؑ
وہ مہر کرو کہ تندرستی ہو مجھے
قربان تمھارے اور قربانِ حسینؑ

لغات: بستان = باغ/ مخبر = خبر پہنچانے والا/ مہر = محبت/ تلمیح = جعفرِ صادق لقب مخبر صادق یعنی امام جعفر صادق/ صنعت ذوالسانین = پہلا شعر کا پہلا مصرعہ فارسی اور دوسرا اردو میں ہے۔

ذاتی رباعی ۵۰۱ صحت۔ آواز

کس مرتبہ خستہ و حزیں ہے آواز
ہاں تعزیہ دارِ شاہِ دیں ہے آواز
نکلے نہ اگر کنجِ قفس سے ہے بجا
ماتم کے ہیں دن سوگ نشیں ہے آواز

لغات: مرتبہ = درجہ/ خستہ و حزیں = تھکی اور غمگین/ کنجِ قفس = سینے کے کونے ۔ بجا = صحیح/ تلمیح = شاہِ دین ۔ حسینؑ ۔ ماتم کے دن = محرم کا زمانہ/ صنعت مذہب کلامی میں مصرعہ سوم اور چہارم ہیں/ محاورہ = سوگ نشین ہونا، گوشہ نشیں خاموش رہنا۔
نوٹ: مرزا صاحب نے اپنی بیٹھی ہوئی آواز سے فائدہ اٹھا کر دونوں شعروں میں نادر مضامین باندھے ہیں۔

ذاتی رباعی ۵۰۲ آواز

جب شاہِ نجف معین و ناصر ہووے
کیوں سب میں نہ ممتاز یہ ذاکر ہووے
آواز ہے بھاری تو ہو پر بات یہ ہے
مجلس میں سخن نہ بارِ خاطر ہووے

لغات: معین = مددگار/ ناصر = دوست/ ممتاز = چنا ہوا/ بارِ خاطر = بارِ گراں۔
تلمیح = شاہ نجف سے مراد حضرت علیؑ ہیں ۔ ذاکر سے مراد دبیر ہیں ۔/ محاورہ = بارِ خاطر ہونا، مزاحم ہونا/ صنعت تنسیق الصفات = شاہ نجف، معین، ناصر، ذاکر

ذاتی رباعی ۵۰۳ تعلّی

کب غیر کے مضموں پہ خیال اپنا ہے
الہامِ خدا شریکِ حال اپنا ہے
اک یہ بھی ہے اعجاز ائمہ کا دبیر
دنیا میں سخن سحر حلال اپنا ہے

لغات: الہام = وہ خیالات جو غیب سے آتے ہیں/ اعجاز = معجزہ/ ائمہ = امام کی جمع/ تلمیح = سحر حلال = اہلی شیرازی جو دبیر کے جد تھے۔ اُن کی معروف ذوالقافتین مع التجنیس مثنوی فارسی زبان میں/ محاورہ = شریک حال ہونا/

ذاتی رباعی ۵۰۴ تعلّی

افسوس مری قدر نہ جاہل سمجھے
سمجھایا تو نقطۂ مقابل سمجھے
معنی ہیں یہی نزاع لفظی کے دبیرؔ
خاموش جو ہم ہوئے تو قائل سمجھے

لغات: نقطۂ مقابل = برعکس/ نزاع لفظی = لفظی تنازعہ/ صنعت تفریع = معنی۔ سمجھے

ذاتی ۵۰۵ صحت

اے اکبرؑ و اصغرؑ جناب شبیرؑ
آؤ میرے راس و چپ بہ جاہ و توقیر
ثابت ہے کہ از برائے دفع امراض
جوشن دو ہی ہیں اک صغیر ایک کبیر

لغات: راس= دائیں جانب= چپ= بائیں جانب/ جاہ و توقیر= عزت اور حشم/ دفع امراض= مرض کو دور کرنے/ جوشن= زرہ/ صغیر و کبیر= چھوٹی بڑی
تلمیح= جوشن صغیر، جوشن کبیر/ طباق= اکبر اصغر۔ صغیر کبیر۔ راس، چپ۔ صنعت تعلیق= دوسرا شعر اس صنعت میں ہے۔

ذاتی ۵۰۶ صحت

اے موسیٰ کاظمؑ قمرِ برج بتول
شان آپ کی ہے آیۂ رحمت کا نزول
فرماؤ عطا شربتِ آرام مجھے
از بہرے خدا پاک و از بہرِ رسولؐ

لغات۔ قمر= چاند/ برج= آسمان/ بہرے= واسطے/ نزول= نازل ہونا۔ شربت آرام۔ تلمیح= موسیٰ کاظم= آٹھویں امام/ بتول= فاطمہؑ/ آیہ رحمت/ جدید ترکیب= قمر برج بتول۔ صنعت تکرار= بہرے، بہرے/ صنعت مراعات النظیر= موسیٰ کاظم، بتول، آیہ رحمت۔

ذاتی رباعی ۵۰۷ دعائے صحت

اے قبلۂ دیں اے تقی نیک نہاد
فرماؤ مجھے غسلِ شفا سے دل شاد
القاب جوّاد ہے تمھارا مولاؔ
ہیں آپ تحبّوں کے لیے حرزِ جواد

لغات: قبلۂ دیں/ دین کا مرکز/ جواد = سخاوت/ حرز = پناہ/ نیک نہاد = نیک فطرت۔ القاب = لقب کی جمع/ اتقیٰ = تقی = نویں امام/ جدید ترکیب = حرز جواد۔ صنعت تعلیق میں تیسرا اور چوتھا مصرعہ ہے۔
نوٹ: مرزا صاحب نے امام محمد تقی جواد کے لقب سے فائدہ اٹھا کر مضمون نکالا ہے۔

ذاتی رباعی ۵۰۸ دعائے صحت

اے قلزم جرأت کے شناور فریاد
اے سیّدِ مظلوم کے یاور فریاد
دیکھو آقا مرض ستاتا ہے مجھے
یا حضرتِ عباسؑ دلاور فریاد

لغات: قلزم = سمندر/ شناور = تیرنے والے/ دلاور = شجاع/ جدید ترکیب = قلزم جرأت روزمرہ میں مصرعہ سوم اور چہارم ہیں/ اس رباعی میں جرأت، دلاور حضرت عباسؑ کے ساتھ کہہ کر مضمون میں تازگی پیدا کی اور اس لیے "مرض ستاتا ہے مجھے" سے باندھا ہے۔

ذاتی رباعی ۵۰۹ صحت

اے فاطمہؑ کے دو نورعین ادرکنی
اے شہؑ بدر و حنین ادرکنی
کس عارضہ میں مرثیہ پڑھتا ہے دبیر
اے کل کے مسیح یا حسینؑ ادرکنی

لغات:۔نورعین = آنکھوں کے نور/ ادرکنی = جلد آؤ/ عارضہ = بیماری/ کل = تمام/ مسیح = شفا دینے والے/ تلمیح = بدر وحنین = جنگوں کے نام، دونورعین = حضرت حسنؑ اور حسینؑ مراد ہیں، شہ بدر وحنین سے مراد علیؑ ہیں/ کل کے مسیح سے مراد حضرت رسولؐ ہیں۔/ نوٹ: اس رباعی میں پنجتن سے شفا کی دعا کی ہے/ صنعت تفریع = اے۔ ادرکنی/ صنعت تنسیق الصفات فاطمہ، شہ، بدر وحنین

ذاتی رباعی ۵۱۰ صحت

اے راہ نمائے انس و جاں ادرکنی
اے پشت وپناہ بے کساں ادرکنی
مشتاق ہوں میں زمانۂ صحت کا
یا حضرتِ صاحب الزماں ادرکنی

لغات: انس = انسان/ جان = جن/ ادرکنی = جلدی/ پشت وپناہ = حفاظت کرنے والے/ بے کساں = بیکسوں کے = تلمیح = حضرت صاحب الزماں سے مراد بارھویں امام ہیں/ صنعت جمع = راہ نما + پشت وپناہ/ روزمرہ = چوتھا مصرعہ۔

ذاتی رباعی ۵۱۱ تعلّی

لو اوج پہ ذرۂ حقیر آیا ہے
پھر تختِ سلیماں پہ فقیر آیا ہے
مہرِ شہِ دیں سے فلکِ منبر پر
ہونے کو عطارد یہ دبیر آیا ہے

لغات: مہر = خورشید/ اوج = بلندی/ عطارد = دبیر/ تلمیح = تختِ سلیماں۔ شہِ دیں۔ عطارد
صنعت مراعات النظیر = فلک، عطارد، دبیر/ صنعت ترجمہ اللفظ = عطارد = دبیر/ صنعت حسن قافیہ = دبیر/ صنعت حسن تخلص = دبیر/ نوٹ:
عطارد مرزا دبیر کا غیر منقوطہ کلام میں تخلص ہے۔

ذاتی رباعی ۵۱۲ تعلّی

پھر شاہِ شہدا کا فقیر آیا ہے
کس مہر سے ذرۂ حقیر آیا ہے
شیعوں کو پکارتا ہے اس بزم کا شوق
آنا ہے تو آؤ کہ دبیر آیا ہے

لغات: مہر = سورج/ تلمیح = شاہِ شہدا/ صنعت تضاد = شاہ۔ فقیر۔ مہر، ذرہ
صنعت حسن تخلص، بجت = دبیر

ذاتی رباعی (۵۱۳) صحت

شبیرؑ کا تعزیہ لیا کرتا ہوں
خوشنودئ ذات کبریا کرتا ہوں
یا حضرتِ عباسؑ مجھے صحت دو
ہر سال میں حاضری کیا کرتا ہوں

تلمیح = تعزیہ، حضرت عباس، حاضری / لغات: خوشنودی = اطاعت (خوش کرنا) / ذات کبریا سے مراد اللہ ہے / صنعت ضریع = یا۔ کرتا / روز مرہ میں پہلا، تیسرا، اور چوتھا مصرعہ ہے۔

ذاتی رباعی (۵۱۴) صحت

گو تن میں نہیں تاب و تواں آئی ہے
پر مدحتِ حیدرؑ کی توانائی ہے
اس مدح سے روح تازہ ہوئی ہے دبیر
اپنا مرض اعجازِ مسیحائی ہے

لغات: تاب = برداشت / توان = طاقت / مدحت = تعریف / مدح = تعریف / اعجاز = معجزہ
تلمیح = مسیحائی / صنعت حسن قافیہ۔ توان آئی۔ توانائی / محاورہ = روح تازہ ہونا۔ تضاد = مرض مسیحائی

ذاتی رباعی ۵۱۵ تعلّی

مدّاح امیرِ قلعہ گیر آیا ہے
مخمور مئے خمِ غدیر آیا ہے
بے مدح سُنے پکارتے ہیں عصیاں
لو شیعو چلے ہم کہ دبیر آیا ہے

لغات: مخمور = مست / مے = شراب / خم = صراحی / عصیاں / گناہ / تلمیح = غدیر، امیر قلعہ گیر سے مراد حضرت علی ہیں / صنعت تنسیق الصفات = مخمور، خم، مے / مراعات النظیر = مدح، عصیاں / صنعت حسن۔ قافیہ = دبیر / صنعت تفریع = بے۔ بے / جدید ترکیب = امیر قلعہ گیر / تضمین المزدوج = امیر ۔ گیر۔ روز مرہ میں چوتھا مصرعہ ہے /

ذاتی رباعی ۵۱۶ تعلّی

کچھ راہ پہ آسمانِ پیر آیا ہے
پھر مہر پہ خورشیدِ منیر آیا ہے
مشتاقوں کا ہے ہجومِ مانندِ نجوم
ہم نام عطارد کا دبیر آیا ہے

لغات: مہر = سورج / نجوم = ستارے / محاورہ = راہ پر آنا / صنعت ترجمہ اللفظ = مہر، خورشید۔ منیر = روشن / صنعت تضمین المزدوج = ہجوم، نجوم / صنعت حسن تخلص = دبیر / صنعت مراعات النظیر = آسمان، مہر، خورشید۔ نجوم، عطارد، دبیر / دوسرا شعر عمدہ نادر مضمون کی مثال ہے

ذاتی رباعی ۵۱۷ صحت

یاشاہِ نجف کُل کے مسیحا تم ہو
لاریب امیر دین و دنیا تم ہو
صدقہ حسنینؑ کا مجھے صحت دو
والی وارثِ امامِ آقا تم ہو

لغات: لاریب = بے شک/ کل = تمام/ والی = سرپرست/ تلمیح = شاہ نجف۔ صنعت جمع = پہلا شعر۔ مسیحا، امیر دین و دنیا۔ دوسرا شعر۔ والی، وارث امام، آقا/ صنعت تضاد = دین، دنیا/ صنعت تنسیق الصفات = والی، وارث، امام، آقا/ شاہ، مسیحا، امیر دین، امیر دنیا

ذاتی رباعی ۵۱۸ صحت

یا حضرتِ عسکریؑ کرم فرماؤ
اب دور مرا ملال و غم فرماؤ
سر رکھتا ہوں پاؤں پہ تمھارے آقا
زائل مرے پاؤں کا ورم فرماؤ

لغات: ملال = دکھ/ زائل = دور/ تلمیح = حضرت عسکری = گیارہویں امام/ تضاد = سر، پاؤں، روز مرہ میں دوسرا مصرعہ ہے/ محاورہ = تیسرا مصرعہ اچھی مثال ہے/

ذاتی رباعی ۵۱۹ قبر

اک دن پیوندِ خاک ہونا ہوگا
تنہا تنہا لحد میں سونا ہوگا
اس قبر کے پردے کا کھلا حال دبیرؔ
جو اوڑھنا ہوگا وہ بچھونا ہوگا

لغات: لحد = قبر/ محاورہ = پیوندِ خاک ہونا۔ مرنا/ صنعت تضاد = اوڑھنا، بچھونا۔ پردہ۔ کھلا/ محاورہ۔ مصرعہ دوم اور چہارم/ صنعت مراعات النظیر = خاک، تنہا، لحد، سونا۔ پردے، اوڑھنا، بچھونا/ صنعت تکرار = تنہا تنہا/ عمدہ نادر مضمون

ذاتی ۵۲۰ قبر

مقبولِ خدا شیعوں کا رونا ہوگا
کیا قبر میں آرام سے سونا ہوگا
حورانِ بہشت آنکھیں بچھائیں گی دبیرؔ
چشم بد دور یہ بچھونا ہوگا

لغات: مقبول = قبول/ محاورے = آنکھیں بچھانا۔ چشم بد دور/ صنعت ارسال المثل = ''چشم بد دور'' یہ بچھونا ہوگا/ صنعت اشتقاق = بچھائیں، بچھونا/ صنعت ترجمہ اللفظ = چشم آنکھیں/ تلمیح = شیعوں، حورانِ بہشت/ صنعت ادعا میں پوری رباعی ہے۔

ذاتی رباعی ۵۲۱ تعلی

والله نہ خوردہ بیں نہ خود بیں ہوں میں
الہام کے مضمون کا گل چیں ہوں میں
شیریں سخنی کا ہے مرے شور دبیر
کیا منہ جو شکر کہے شیریں ہوں میں

لغات: خوردہ بیں = کوتاہ یا تنگ نظر/ خود بیں = خود پرست، خودنما/ الہام = وہ خیالات جو غیب سے دماغ پر اترتے ہیں/ محاورہ = کیا منہ ہے/ تنسیق الصفات = شیریں۔ منہ۔ شکر۔ صنعت شبہ اشتقاق = خوردہ، خود/ صنعت ردالعجز علی الصدر مع التکرار = شیریں۔ شیریں۔ صنعت ادعا میں مصرعہ چہارم ملتا ہے۔

ذاتی رباعی ۵۲۲ تعلی

کیا تیز زباں مدحتِ شبیرؑ میں ہے
ہر علم کا جوہر مری شمشیر میں ہے
مرقوم ہے جس میں لقبِ یکتائی
وہ فرد مرے دفترِ تقدیر میں ہے

لغات: مدحت = تعریف/ مرقوم = لکھا ہوا/ یکتائی = واحد/ محاورہ = تیز زباں۔ صنعت ایہام = فرد یعنی تنہا شعر یا شخص/ صنعت تنسیق الصفات = تیز، جوہر، شمشیر۔ مرقوم فرد و دفتر/ جدید ترکیب، لقب یکتائی

ذاتی رباعی ۵۲۳ تعلّی

دل تازہ ہے حیدرؑ کی ثنا خوانی سے
ہے کام زباں کو گہرافشانی سے
مچھلی ہے مری زبان پر فرق یہ ہے
یہ زندہ ہے منقبت سے وہ پانی سے

لغات: کام= مزا/ گہر= موتی/ افشانی= لٹانا/ محاورہ= دل تازہ رہنا/ محاورہ= گہرافشاں ہونا۔ نادر اچھوتا مضمون/ صنعت ایہام= کام سے مزا اور کلام مراد ہے/ صنعت مراعات النظیر= مچھلی، پانی۔ صنعت تضاد= یہ۔ وہ/ صنعت تفریع= مچھلی۔ سے/ صنعت جمع و تقسیم و تفریق میں آخری دو مصرعے ہیں۔

ذاتی رباعی ۵۲۴ تعلّی

شہرہ جو میرے کلام کا ہر سو ہے
یہ باعثِ رشک حاسدِ بدخو ہے
یہ جوہر ذاتی ہے چھپاؤں کیوں کر
خورشید میں روشنی ہے گل میں بو ہے

لغات: شہرہ= شہرت/ ہر سو= ہر طرف/ باعث= وجہ/ صنعت تعلیق= چوتھا مصرع/ تنسیق الصفات= رشک، حاسد، بدخو/ صنعت تفریع= یہ ہے۔

ذاتی رباعی ۵۲۵ تعلّی

آغازِ سخن میں شورِ تحسیں ہوجائے
سرسبز ہر اک معنیٔ رنگیں ہوجائے
ہے اپنے سخن میں حق و باطل کی تمیز
گلچیں یہاں آئے تو سخن چیں ہوجائے

لغات: تحسین = تعریف / صنعت تضاد = حق، باطل / جدید مضمون۔ سخن چیں / تمیز = فرق۔ صنعت تفریع = ہے۔ ہوجائے /

ذاتی رباعی ۵۲۶ تعلّی

شیریں سخنی ہمیشہ کام اپنا ہے
حق کہنے سے ہاں تلخ کلام اپنا ہے
گو مرثیہ خوب نظم کرتے ہیں دبیر
پر کبر و غرور کو سلام اپنا ہے

محاورہ = اپنا سلام ہے / تضاد = شیریں۔ تلخ / مراعات النظیر = مرثیہ، نظم، دبیر / تنسیق الصفات = کبر، غرور / صنعت تعلّی = پہلا مصرع /

ذاتی رباعی ۵۲۷ تعلّی

کھلتے ہی زبان کے شورِ تحسیں ہوجائے
فی الفور شگفتہ طبعِ غمگیں ہوجائے
مدحِ گُلِ زہراؑ میں جھڑیں منہ سے پھول
یہ بزمِ الٰہی دامنِ گلچیں ہوجائے

لغات: تحسین = تعریف / فی الفور = فوراً / طبع = طبیعت / استعارہ = مدحِ گُلِ زہراؑ / بزم سے مراد مجلس ہے / محاورہ = منہ سے پھول جھڑنا / صنعت تفریع = کھلتے - ہوجائے / تضاد = شگفتہ - غمگیں / صنعت مراعات النظیر = گل، پھول، گلچیں /

ذاتی رباعی ۵۲۸ تعلّی

ہے سُست کہ چست پر کلام اپنا ہے
لاریب خطا پوش امامؑ اپنا ہے
جو بند کے بند قطع کرلیتے ہیں
ان مرثیہ گویوں کو سلام اپنا ہے

لغات: لاریب = بے شک / محاورہ = اپنا سلام ہے / تضاد = سُست، چست / صنعت تکرار = بند بند / خطا پوش = عیب چھپانے والا / صنعت تفریع = ہے ہے / تنسیق الصفات = کلام، سُست، چست

سماجی رباعی ۵۲۹ غریبی

پہنچا جو کمال کو وطن سے نکلا
قطرہ جو گُہر بنا عدن سے نکلا
تکمیلِ کمال کی غریبی ہے دلیل
پختہ جو ثمر ہوا چمن سے نکلا

سماجی رباعی ۵۳۰ ہجرت لکھنو

جو پھول کبھی نہ بوستاں سے نکلے
اس دور میں جورِ آسماں سے نکلے
صد شکر کہ شہر لکھنؤ جنت تھا
آدم ٹھہرے جو ہم جناں سے نکلے

سماجی رباعی ۵۳۱ غدر کے بعد

پھر چرخ پہ آسمانِ پیر آیا ہے
ہر کوچہ میں وقتِ دار و گیر آیا ہے
اگلا سا نہ مجمع ہے نہ اگلے سے وہ لوگ
یاں آن کے حیرت میں دبیرؔ آیا ہے

سماجی رباعی ۵۳۲

اس بزم میں اربابِ شعور آئے ہیں
یہ شیعہ ہیں یا آیۂ نور آئے ہیں
پڑھ مرثیہ لے دادِ سخن اُن سے دبیر
کیا کیا حضراتِ کانپور آئے ہیں

سماجی رباعی ۵۳۳ قتلِ شیعانِ عراق

کیا شیعہ اثنا عشری قتل ہوئے
کیا کیا علمائے جعفری قتل ہوئے
فریاد ہے یا حیدر صفدر فریاد
بائیس ہزار حیدری قتل ہوئے

سماجی/ذاتی رباعی ۵۳۴ قناعت

اے خضر کے رہبر مجھے گمراہ نہ کر
ممنون گدا دلوں کا یا شاہ نہ کر
روباہ کی طرح چھپتے ہیں ارباب دوَل
یا شیرِ خداؑ سائل کو روباہ نہ کر

لغات: اس رباعی سے اُس زمانے کے سماجی حالات معلوم ہوتے ہیں۔ غدر کے بعد امیر لوگ محلوں میں آنا پسند نہیں کرتے تھے۔

سماجی/ذاتی رباعی ۵۳۵

تھا قبلِ ازیں جو انقلابِ دوراں
اس شہر میں کم ہوا عزا کا ساماں
اس رونے رُلانے کو غنیمت جانو
خالق نے یہ دن دکھائے شکرِ یزداں

سماجی رباعی ۵۳۶ وحدت فکری

بُلبل یہ زمانہ ایک گُل کا نہ ہوا
محکومِ ائمہؑ و رسُلؑ کا نہ ہوا
بندوں کو عبث خیالِ یکتائی ہے
اللہ پہ اتفاق گُل کا نہ ہوا

سماجی رباعی ۵۳۷ زوال سلطنت اودھ

کس عہد میں تبدیل نہیں دور ہوا
گہہ عدل گہے ظلم گہے جور ہوا
اللہ وہی ہے تو نہ مضطر ہو دبیرؔ
کیا غم جو زمیں اور فلک اور ہوا

سماجی رباعی ۵۳۸ قتل عزادار

تازہ جفائے گردشِ دوراں ہے
رونق پہ ہے کفر سستی ایماں ہے
مارے گئے زائرانِ قبر شبیرؑ
آباد ہے رُوم کربلا ویراں ہے

سماجی رباعی ۵۳۹ قتل عزادار

کہتے ہیں کہ اہلِ کربلا قتل ہوئے
مہمانِ حسینؑ بے خطا قتل ہوئے
پھر زندہ ہوا یزیدِ ملعون مع فوج
گویا کہ دوبارا شہدا قتل ہوئے

سماجی رباعی ۵۴۰ تعریف افتخارالدولہ

اس در پہ ہر ایک شادماں رہتا ہے
خنداں گلِ امید یہاں رہتا ہے
ہر فصل میں دستِ افتخار الدولہ
نیساں کی طرح گہر فشاں رہتا ہے

سماجی رباعی ۵۴۱ نوروز

یوں اشکِ گہر رشک سے باراں برسے
وہ غل ہو کہ صاف دُرّ غلطاں برسے
آغاز کو انجام سے نسبت ہے بہم
ہاں آمد نو روز ہے نیساں برسے

سماجی رباعی ۵۴۲ حملۂ ترکان

غالب اعدا پہ شاہِ ایراں ہوجائے
مقبول دعائے گوشہ گیراں ہوجائے
آباد ہو کربلا الٰہی آمین
بغداد تباہ روم ویراں ہوجائے

سماجی رباعی ۵۴۳ انقلاب غدر

یا شاہِ نجف تھام لو اس کشور کو
آباد رکھو اہلِ عزا کے گھر کو
یوں کھودو مخالف کے عمل کی بنیاد
جس طرح اکھاڑا ہے درِ خیبر کو

اعتقادی رباعی ۵۴۴ نجف

بے مثل نجف کو ہر شرف میں پایا
ہر گوہرِ پاک اس صدف میں پایا
پیدا جو ہوا تھا صدفِ کعبہ سے
وہ گوہرِ یکتا بھی نجف میں پایا

لغات: شرف = بزرگی / بے مثل = بے مثال / گوہر = موتی / صدف = سیپی / یکتا = واحد
ترکیب جدید = صدفِ کعبہ / استعارہ = گوہرِ یکتا سے مراد حضرت علی ہیں / تیسرا مصرعہ صنعت تلمیح میں ہے
صنعت تضمین المزدوج = مصرعہ اول میں نجف اور شرف / صنعت سجع متوازن = شرف، صدف
صنعت مراعات النظیر = گوہر، صدف

اعتقادی رباعی ۵۴۵ نجف

روضہ ہے بہشت اے شہِ مردان تیرا
مشتاق زیارت ہے ثنا خوان تیرا
ہستی میں بُلا کہ بعد مرنے کے بلا
یہ بھی احسان ہے وہ بھی احسان تیرا

لغات: ہستی = زندگی / صنعت تلمیح = شہِ مردان سے مراد حضرت علی ہیں / پہلا مصرعہ صنعت مبالغہ اغراق میں ہے
صنعت تضاد = ہستی، مرنا / صنعت تضاد = یہ، وہ / صنعت تکرار = احسان، بُلا
صنعت تنسیق الصفات = روضہ، زیارت، شہِ مردان، ثنا خوان

اعتقادی رباعی ۵۴۶ نجف

طالع کو جو سربلند ہونا ہوگا
تو بعدِ فنا نجف میں سونا ہوگا
تکیہ کیے بیٹھے ہیں درِ حیدرؑ پر
اب مسندِ عرش اپنا بچھونا ہوگا

لغات: طالع = قسمت / فنا = موت / محاورہ = سربلند ہونا، اونچا ہونا / محاورہ = تکیہ کرنا = بھروسہ کرنا
پہلا شعر صنعت مزاوجہ میں ہے / صنعت مراعات النظیر = تکیہ، مسند، بچھونا / جدید تراکیب = مسندِ عرش
دوسرا شعر روزمرّہ میں ہے / صنعت سجع متوازی = ہونا، سونا

اعتقادی رباعی ۵۴۷ نجف

خالص زرِ ایماں کو جو ہونا ہوگا
تو خاکِ درِ علیؑ بچھونا ہوگا
گر خوابِ اجل نجف میں آئے گا دبیرؔ
اکسیر مرے حق میں یہ سونا ہوگا

لغات: زر = سونا / اکسیر = کیمیا / جدید تراکیب = زرِ ایماں، خوابِ اجل
محاورہ = اکسیر ہونا / پہلا شعر صنعت مزاوجہ میں ہے / دوسرا شعر صنعت تعلیق میں ہے
پہلا شعر صنعت ادّعا میں ہے

اعتقادی رباعی (۵۴۸) نجف

ہم شانِ نجف نہ عرشِ انور ٹھہرا
میزان میں یہ بھاری وہ سبک تر ٹھہرا
اس پلّہ میں تھا نجف اور اُس پلّہ میں عرش
پہنچا وہ فلک پہ یہ زمیں پر ٹھہرا

لغات: ہم شان = برابر/ میزان = ترازو/ سبک = ہلکا/ محاورہ = ہم شان ہونا = برابر ہونا
صنعت تضاد = بھاری، سبک/ تضاد = فلک، زمیں، اِس، اُس/ تکرار = پلّہ پلّہ
صنعت مبالغہ غلو میں آخری دو مصرعہ ہیں/ دوسرا شعر صنعت حُسن تعلیل میں ہے
آخری شعر صنعت لف ونشر غیر مرتب ہے/ صنعت مراعات النظیر = عرش، فلک، زمیں

اعتقادی رباعی (۵۴۹) نجف

ہر شہ گدائے نجفِ اشرف ہے
ہر لفظ برائے نجفِ اشرف ہے
سر چشمۂ خضر و دمِ جان بخش مسیح
کیا آب و ہوائے نجفِ اشرف ہے

لغات: گدا = بھکاری/ لطف = محبت، مزا/ سرچشمہ = مبدا، اصلی وجہ
جدید تراکیب = گدائے نجف اشرف، سرچشمۂ خضر/ صنعت تلمیح = خضر، دمِ جان بخش مسیح/ تیسرا مصرعہ فارسی میں ہے اس طرح دوسرا شعر
صنعت ذوللسانین میں ہے/ محاورہ = سرچشمہ/ صنعت ترجمہ اللفظ = دم، جان

اعتقادی رباعی ۵۵۰ **نجف**

بے شک جو ہوا نجف کی کھاتے آدمؑ
گندم کو کبھی نہ منہ لگاتے آدمؑ
پہلوے علیؑ میں جو نہ سُنتے مدفن
دنیا میں بہشت سے نہ آتے آدمؑ

اعتقادی رباعی ۵۵۱ **نجف**

ہے خاکِ نجف سے آبروے خورشید
ہر دم ہے نظارہ آرزوے خورشید
جاتا ہے جو مغرب کو نجف سے سرِ شام
مڑ مڑ کے قضا بنتا ہے روئے خورشید

اعتقادی رباعی ۵۵۲ **نجف-دیدار**

کونین سے دل ہے سیر یارب اپنا
ہو درِ نجفِ شرف میں کوکب اپنا
رویا میں ہو نزع میں یا تربت میں
دیدارِ علیؑ ہے عین مطلب اپنا

اعتقادی رباعی ۵۵۳ نجف

کیا خاکِ نجف میں نور آمیز ہوا
ہر ذرّے کا بازار شرف تیز ہوا
اس خاک سے اک صبح تیمّم جو کیا
سو پنجۂ آفتاب زر ریز ہوا

اعتقادی رباعی ۵۵۴ ذاتی-نجف/کربلا

مشتاقِ کربلا کا چارا نہ کیا
مسکن ہو نجف یہ بھی گوارا نہ کیا
سب کام کیے جہاں کے تونے اے چرخ
افسوس کوئی کام ہمارا نہ کیا

اعتقادی رباعی ۵۵۵ نجف

ہمسر نجفِ پاک کا کب عرش ہوا
برتر ہے وہ پہلے سے یہ اب عرش ہوا
تعمیرِ نجف سے بچ رہا تھا اک سنگ
گردوں نے دھرا سر پہ لقب عرش ہوا

اعتقادی رباعی ۵۵۶ نجف

گر دشتِ نجف کا نہ بلا گرداں ہو
تو خاک ابھی یہ گنبدِ گرداں ہو
ابرو کی طرح آنکھوں پہ مردم بٹھلائیں
جو صاحبِ ایوان شہؑ مرداں ہو

لغات: گرداں = دوار/ صاحب = پاسبان — ابرو، /صفت ایہام = حاجب

اعتقادی رباعی ۵۵۷ نجف

بے پاؤں مہم نجف کی یارب سر ہو
بے نطق بیاں مدح علیؑ فرفر ہو
آنکھیں نہ ہوں پر نگاہ مولاؑ پہ رہے
دل ہو کہ نہ ہو پر الفتِ حیدرؑ ہو

منقبتی رباعی ۵۵۸ نجف

رضوان ہے رواقِ شہؑ کے دربانوں میں
تربت پہ علیؑ ہیں فاتحہ خوانوں میں
مقراض سے یاں سمجھ کے لینا گلِ شمع
جبریلؑ نہ ہوئیں کہیں پروانوں میں

منقبتی رباعی ۵۵۹ نجف

موسیٰ ہیں عصا بدست دربانوں میں
عیسیٰ بھی ہیں مرقوم دعا خانوں میں
گلشن ہے گل شمع رواقِ شیرؑ
ہے بلبل سدرہ یہاں پروانوں میں

منقبتی رباعی ۵۶۰ نجف

تاروں سے فلک ہے سبحہ گردانوں میں
عیسیٰ ہیں نجف کے منقبت خوانوں میں
کہتا ہے عصا کرن کا تھا مئے خورشید
چھڑا ہے مرا علیؑ کے دربانوں میں

منقبتی رباعی ۵۶۱ نجف

فردوس نشاں نجف کی ہر منزل ہے
معراجِ فلک قدم قدم حائل ہے
کہتی ہے زمیں رہ گزارو ہشیار
ہر ذرۂ گرد قدسیوں کا دل ہے

منقبت ۵۶۲ نجف

جاروب کشِ نجف ہیں پَر سے جبریلؑ
ملتے ہیں جبیں علیؑ کے در سے جبریلؑ
افلاک پہ تو جاتے ہیں بال و پر سے
پَر سوئے نجف جاتے ہیں سر سے جبریلؑ

منقبت رباعی ۵۶۳ نجف

طفلی میں جو خضرِ دل نے آگاہی کی
گُل گشت نجف کے لیے جاں کاہی کی
اب تک درِ حیدرؑ پہ نہ سجدہ کیا آہ
لو پاؤں بڑھے تو سر نے کوتاہی کی

منقبت رباعی ۵۶۴ نجف

داخل ہیں خلیلؑ شہؑ کے مہمانوں میں
جبریلؑ و سرافیلؑ ہیں دربانوں میں
جلتے ہیں رواقِ شہؑ میں سوزِ غم سے
تارے شمعوں میں چاند پروانوں میں

اعتقادی رباعی ۵۶۵ نجف

کعبہ کی طرح نجف بھی نورانی ہے
مضمون بھی ایک شرح طولانی ہے
مدفن ہے نجف علیؑ کا کعبہ مولد
یہ بیت خدا کا مصرع ثانی ہے

اعتقادی رباعی ۵۶۶ نجف

عرضی پہ حسینؑ صاد فرمائیں گے
ناشاد نہ ہو وہ شاد فرمائیں گے
گو دور ہو پر عرض کیے جاؤ دبیرؔ
کس روز حضورؑ یاد فرمائیں گے

اعتقادی رباعی ۵۶۷ زیارت

کہلاؤں تیرا گدا امیری یہ ہے
یا شاہِ نجفؑ فخرِ فقیری یہ ہے
لے جاؤ نجف ہاتھ پکڑ کر میرا
اس بے سرو پا کی دست گیری یہ ہے

اعتقادی رباعی ۵۶۸ زوّار

خوش بخت ہیں کیا زائرِ مولائےؑ ذبیحؑ
مس کرتے ہیں یہ خاک حسینؑ اور ضریح
کیا رتبۂ عالی انھیں ہاتھ آیا ہے
سب چومتے ہیں ہاتھ مثالِ تسبیح

اعتقادی رباعی ۵۶۹ زوّار

جو روضۂ شاہِ دو جہاں دیکھتے ہیں
انوارِ خدا کا بوستاں دیکھتے ہیں
سوجاتے ہیں راہ میں جو زوّار کے پاؤں
وہ خواب میں گلشنِ جناں دیکھتے ہیں

اعتقادرباعی ۵۷۰ زائر

زوّاروں نے بعدِ رنج راحت پائی
ایک ایک نے کونین کی دولت پائی
پوچھا جو خرد سے سالِ رحلت ان کا
بولا کہ سعادتِ شہادت پائی

اعتقادی رباعی ۵۷۱ زائر

زائر جو قریب کربلا جاتا ہے
پَر کھولے ہما کو گردِ سرپاتا ہے
آتی ہے ندا زائرِ شبیرؑ ٹھہر
لینے کو علمدارِ حسینؑ آتا ہے

اعتقادی رباعی ۵۷۲ زیارت

گُل ہو نہ چراغ عمر جلتے جلتے
ہوجائے نہ چھاؤں دھوپ ڈھلتے ڈھلتے
جانا ہے تو جلد چل زیارت کو دبیرؔ
آجائے کہیں موت نہ چلتے چلتے

اعتقادی رباعی ۵۷۳ زیارت

جو زائرِ شاہؑ نیک خو ہوتا ہے
وہ صاحبِ نام و آبرو ہوتا ہے
جھکتا ہے سیہ رو بھی درِ شہؑ پہ اگر
وہ مثلِ نگین سفید رو ہوتا ہے

اعتقادی رباعی ۵۷۴ زوّار-زیارت

راہی جو بسوئے کربلا ہوتا ہے
خضرِ توفیق رہنما ہوتا ہے
ہر آبلہ پا ہے سعادت کی دلیل
پیدا اسی بیضے سے ہُما ہوتا ہے

اعتقادی رباعی ۵۷۵ زوّار-زیارت

دل خود بخود افسردہ ہوا جاتا ہے
دن روئے نہیں ہم سے رہا جاتا ہے
یہ روز وہ ہیں کہ کربلا کے جانب
شبیرؑ کا قافلہ چلا جاتا ہے

اعتقادی رباعی ۵۷۶ زوّار

شایانِ زمینِ کربلا ہے سجدہ
تحفہ درِ شبیرؑ کا کیا ہے سجدہ
کعبہ ہے ضریحِ بادشاہِ حرمین
ہر سمت سے زائر کو روا ہے سجدہ

اعتقادی رباعی ۵۷۷ زوّار

جو روضۂ شاہِ کربلا تک پہنچا
معراج ہوئی عرشِ علا تک پہنچا
عرش ایک طرف دبیرؔ کا قول یہ ہے
پہنچا جو حسینؑ تک خدا تک پہنچا

اعتقادی رباعی ۵۷۸ خاکِ شفا

جاں جس کی غمِ سرورؑ میں جدا ہوتی ہے
خشتِ قبر اس کی ہرا ک قبلہ نما ہوتی ہے
کربلا میں جو کوئی دفن ہو سبحان اللہ
خاک اس شخص کی یہاں خاکِ شفا ہوتی ہے

اعتقادی رباعی ۵۷۹ خاکِ شفا

تم نور خدا ہو یا ابا عبد ؑ اللہ
شاہِ شہدا ہو یا ابا عبد ؑ اللہ
ہے خاکِ شفا خاک تمہاری مشہور
اب مجکو شفا ہو یا ابا عبد ؑ اللہ

اعتقادی رباعی ۵۸۰ خاکِ شفا

ہے موت کہیں دارِ فنا میں ہم کو
مدفن ہے سمجھیو کربلا میں ہم کو
الفت کے سبب رشتۂ تسبیح کی شکل
ہے راہ دل خاک شفا میں ہم کو

اعتقادی رباعی ۵۸۱ خاکِ شفا

دل آئینہ ہے قدر سکندر کو نہیں
زر خاک ہے پَر تمیز قیصر کو نہیں
جب اکسیر کربلا کی ہوتی ہے
کچھ خاک شعور کیمیاگر کو نہیں

اعتقادی رباعی ۵۸۲ خاکِ شفا

جب خاک پہ زیرِ خاک سونا ہوگا
بارانِ گُلِ عیش یہ رونا ہوگا
حوریں خدمت کو شاخِ طوبیٰ سر پر
فردوس ہر اک قبر کا کونا ہوگا

اعتقادی رباعی ۵۸۳ خاک شفا

بے دار نصیب کو جو ہونا ہوگا
تو دامنِ کربلا میں سونا ہوگا
ہم پاؤں فلک پر بھی رکھیں گے نہ دبیرؔ
گر خاک شفا اپنا بچھونا ہوگا

اعتقادی رباعی ۵۸۴ خاک شفا

عصیاں کا فرمان معافی نہ ملا
کی عمر تلف وقتِ تلافی نہ ملا
کس کس سے کیا گناہ کے درماں کا سوال
جز خاکِ شفا جواب شافی نہ ملا

اعتقادی رباعی ۵۸۵ خاک شفا-ذاتی

فردوسِ نعیم کو یاد کرتے رہنا
دم خاکِ شفا کی حُبّ کا بھرتے رہنا
گر چاہتے ہو دبیرؔ جینے کا مزا
شبیرؑ کی کربلا پہ مرتے رہنا

اعتقادی رباعی ۵۸۶ خاکِ شفا

گو سینۂ پُر نور پہ ناری بیٹھا
دل میں نہ غبار بے قراری بیٹھا
منقوش ہے سجدہ گاہ خاکِ شبیرؑ
کیا خاک پہ نقشِ خاکساری بیٹھا

اعتقادی رباعی ۵۸۷ خاکِ شفا

مولاؑ جو ہوے خاکِ شفا کے پیوند
کی حق نے وہ خاک بہر تسبیح پسند
دانوں سے ہے وزن خاکساری کا عروج
صد مرتبہ شانِ سربلندی ہے بلند

اعتقادی رباعی ۵۸۸ خاکِ شفا

ہر درد کی خالق نے دوا پیدا کی
یعنی کہ زمینِ کربلا پیدا کی
پوچھا جو مسیحؑ نے علاجِ عصیاں
خالق نے کہا خاکِ شفا پیدا کی

اعتقادی رباعی ۵۸۹ خاکِ شفا

عالم کو شفا خاکِ شفا دیتی ہے
عیسیٰ یہ مریضوں کو بنا دیتی ہے
کیوں سینوں پہ مُردوں کے نہ رکھیں دمِ دفن
ایمان کو یہ خاک جلا دیتی ہے

اعتقادی رباعی ۵۹۰ خاکِ شفا

جس کی غمِ شبیرؑ میں رحلت ہووے
حاصل اُسے کونین کی دولت ہووے
گر ہوئے کفن میں صرۂ خاکِ شفا
گوشہ مرقد کا کُنجِ رحمت ہووے

اعتقادی رباعی ۵۹۱ خاکِ شفا

ذرہ مرا دل خاکِ شفا کا ہووے
بے نطق ادا ذکر خدا کا ہووے
جب رشتۂ جاں قطع ہو تو ہر رگ میں
ڈورا تسبیح کربلا کا ہووے

اعتقادی رباعی ۵۹۱ خاک شفا

کیوں خاکِ شفا سرمۂ افلاک ہوئی
پیدا بہ خدا نور سے یہ خاک ہوئی
جو جو ہوئے خاکِ پاک میں دفن دبیر
دنیا ہی میں ان کی عاقبت پاک ہوئی

اعتقادی رباعی ۵۹۲ خاک شفا

بے کل ہے جو دل خاکِ شفا سے کل ہے
ہے آج شفا اور شفاعت کل ہے
کھاتا ہے قسم عفوِ الٰہی کی دبیر
دردِ سرِ عصیاں کا یہی صندل ہے

اعتقادی رباعی ۵۹۳ خاک شفا

بولے شہدا رن سے نہ گھر جائیں گے
بے بخیہ و مرہم یہیں مرجائیں گے
ماتم میں ہمارے خاک اڑائے گی زمین
اس خاکِ شفا سے زخم بھر جائیں گے

اعتقادی رباعی ۵۹۴ خاک شفا

کیا فکرِ دوا خاکِ شفا کے ہوتے
چاندی کی تلاش کیمیا کے ہوتے
خاموش خلاف بندگی ہے یہ دبیر
بندوں سے کہوں حال خدا کے ہوتے

اعتقادی رباعی ۵۹۵ خاک شفا

دوزخ سے دبیرؔ امان دیتے ہم ہیں
مدفن کا تجھے نشان دیتے ہم ہیں
مکّہ بھی مدینہ بھی ہے دل کو مرغوب
پر خاکِ شفا پہ جان دیتے ہم ہیں

اعتقادی رباعی ۵۹۶ خاک شفا

اکسیر ہے کیا خاکِ شفا ہی بس ہے
بندے کو توکّل بخدا ہی بس ہے
اے بہشت جناں سلام تجکو میرا
اس مرثیہ گو کو کربلا ہی بس ہے

اعتقادی رباعی ۵۹۷ مدفنِ کربلا

اک دن دل و دیدہ خاک ہوجائیں گے
پیوہِ حباب چاک ہوجائیں گے
اللہ شتاب کربلا تک پہنچا
واں مرتے ہی خاک پاک ہوجائیں گے

اعتقادی رباعی ۵۹۸ مدفنِ کربلا

کیا فکر ہے گُل جو شمع مدفن ہوگی
شبیرؑ کی مہر جلوہ افگن ہوگی
ہر آہ غمِ حسینؑ بن جائے گی شمع
مثلِ فانوس قبر روشن ہوگی

اعتقادی رباعی ۵۹۹ روضۂ امام حسینؑ

کعبے کا شرف ہے روضۂ پاک حسینؑ
حاجی ہے ہر اک زائرِ غم ناک حسینؑ
کیا ذکر ہے کیا سبحہ ہے سبحان اللہ
تسبیح جناب فاطمہؑ خاک حسینؑ

اعتقادی رباعی ۶۰۰ روضۂ حضرت عباسؑ

گردِ درِ عباسؑ ملک پھرتے ہیں
دیکھیں دن اپنے کب تلک پھرتے ہیں
روضے کے کبوتروں کے اُڑنے سے کھلا
چوں گرد یہ گنبد کے فلک پھرتے ہیں

اعتقادی رباعی ۶۰۱ کربلا

یہ منزلِ ہستی ہے گزرنے کے لیے
مہمان بیٹھے ہیں کوچ کرنے کے لیے
ہر وقت اجل سے نہ ڈرا ہم کو دبیر
ہم جیتے ہیں کربلا میں مرنے کے لیے

اعتقادی رباعی ۶۰۲ کربلا

وہ خضر ہے کربلا کی جو راہ میں ہے
کوثر پسرِ فاطمہؑ کی چاہ میں ہے
پوچھے جو کوئی کہاں ہے اقلیمِ بہشت
کہہ دو کہ علمدارؑ کی درگاہ میں ہے

اعتقادی رباعی ۶۰۳ کربلا-زیارت

خوش بخت ہیں کربلا کو جو جاتے ہیں
آزار بدل شفا سے ہوجاتے ہیں
ملتا ہے یہ راہِ کربلا میں آرام
پیدل چلیے تو پاؤں سوجاتے ہیں

ذاتی-اعتقادی رباعی ۶۰۴ کربلا-زیارت

یادِ شہؑ نیک خو میں جیتا ہوں میں
فردوس کی جستجو میں جیتا ہوں میں
مرجاتا پہ عزم کربلا تھا بالجزم
واں مرنے کی آرزو میں جیتا ہوں میں

اعتقادی رباعی ۶۰۵ کربلا-زیارت

گل گشت جناں مدِ نظر ہے مجھکو
شوقِ درِ شاہؑ بحر و بر ہے مجھکو
ہے صندلِ خاکِ آستانِ شبیرؑ
سر اپنا دبیرؔ دردِ سر ہے مجھکو

اعتقادی رباعی ٦٠٦ کربلا-زیارت

کیا چین ہے کربلا کے زوّاروں کو
آرام پہ ترجیح ہے آزاروں کو
مجروحوں کو ہے سنگِ جراحت ہر سنگ
ہر خشت ہے شیرِ خشت بیماروں کو

اعتقادی رباعی ٦٠٧ کربلا

پارس کیا خلق کیمیا پیدا کی
ہر شئے خالق نے بے بہا پیدا کی
کھوانا تھا الجنۃ حق سب سے
دنیا میں خدا نے کربلا پیدا کی

اعتقادی رباعی ٦٠٨ کربلا

خار و گل و بوستان و صحرا دیکھے
نیرنگ شب و روز کے کیا کیا دیکھے
اب قبرِ حسینؑ چل کے تو دیکھ دبیرؔ
دنیا دیکھی اور اہلِ دنیا دیکھے

اعتقادی رباعی ۶۰۹ لباس کعبہ

ہر چند ہزار رنگ عالم بدلے
ممکن نہیں تاثیر محرم بدلے
باقی ہے ابھی دعوۂ خونِ شبیرؑ
کعبہ کیوں کر لباسِ ماتم بدلے

اعتقادی رباعی ۶۱۰ کعبہ

ہے ماتمِ اہلِ بیتؑ میں بیت اللہ
پوشش ہے سیاہ سنگ کعبہ ہے سیاہ
زمزم نہ کہو کعبہ ہے گریاں دائم
سمجھو نہ ستوں ہے کششِ نالہ و آہ

اعتقادی رباعی ۶۱۱ کعبہ

تھا قتلِ علیؑ سے سخت بے دل کعبہ
پُر خون مسجد تھی شکلِ بسمل کعبہ
اک زخم میں کیا پایا مزا حیدرؑ نے
سوبار کہا فُزتُ بِرَبِّ الکعبہ

اعتقادی رباعی ۶۱۲ کعبہ

غم شہؑ کا محیط دوسرا رہتا ہے
دو قطروں میں طوفان بھرا رہتا ہے
اس قبلۂ کونین کا سنگِ ماتم
کعبے کے بھی سینے پہ دھرا رہتا ہے

اعتقادی رباعی ۶۱۳ کعبہ

کب ہو درِ حیدرؑ کے مقابل کعبہ
اس در سے پناہ کا ہے سائل کعبہ
سر رکھ کے درِ علیؑ پہ کہتا ہے دبیر
اپنا تو یہ کعبہ ہے بہ ربّ الکعبہ

اعتقادی رباعی ۶۱۴ محبانِ علیؑ

شیعوں کو بہم خمیرِ بشر سے پایا
مضمون یہ حدیثِ معتبر سے پایا
یوں حق پہ یہ حیدری ہیں باطل سے دور
جس طرح جدا خیر کو شر سے پایا

اعتقادی رباعی ۶۱۵ محبان علیؑ

ہے شیعوں کے حصّے میں سُرورِ جنّت
مہرِ حیدرؑ ہے مہرِ حورِ جنت
گو ہوں گے قصور وار پہ ان کو خدا
بخشے گا قصور پہ قصورِ جنت

اعتقادی رباعی ۶۱۶ محبان علیؑ

یہ عرض علیؑ کے شیعۂ خاص سے ہے
دل داد طلب تمام اشخاص سے ہے
کچھ سورے اورآیہ جو ہیں کم کیا ہمیں غم
قرآن پورا علیؑ کے اخلاص سے ہے

اعتقادی رباعی ۶۱۷ محبان علیؑ

کیا نامِ علیؑ اطہر و اقدس ہے
جان و تن بے جان کسِ بے کس ہے
آسیب لحد کے دفع کرنے کو دبیرؔ
تعویذ محبت یداللہ بس ہے

اعتقادی رباعی ۶۱۸ محبانِ علیؑ

حیدرؑ پہ فدا ہزار جی سے ہم ہیں
شیعوں پہ بھی جاں نثار جی سے ہم ہیں
بے خار ہے بوستانِ ایماں اپنا
بے زار گروہِ خارجی سے ہم ہیں

اعتقادی رباعی ۶۱۹ محبانِ علیؑ

کیوں بہ ہر مقام مومنین ششدر ہیں
یہ ساکنِ عرش خالقِ اکبر ہیں
کہتے ہیں دل و چشم کو دکھلا کے ملک
آؤ بیٹھو یہ سب تمہارے گھر ہیں

اعتقادی رباعی ۶۲۰ محبانِ علیؑ

حیدرؑ کو مَلک دستِ احد کہتے ہیں
شک اس میں ہے جس کو اُسے بد کہتے ہیں
شیعہ اک سمت سب دمِ لغزشِ پا
بے ساختہ یا علیؑ مدد کہتے ہیں

اعتقادی رباعی ۶۲۱ محبان علیؑ

در پیش ہمیں دنیا کے کیا کیا غم ہیں
حیدرؑ ہیں جو پشت پر تو وہ غم کم ہیں
جب شیعہ کہیں گے کون اپنا ہے شفیع
آواز علیؑ دیں گے کہ ہم ہیں ہم ہیں

اعتقادی رباعی ۶۲۲ محبان علیؑ

ایذا سے محبّوں کو بچاتے ہیں علیؑ
دیدار دمِ نزع دکھاتے ہیں علیؑ
منظور ہے شیعوں پہ نہ ہو سختی مرگ
پہلے ملک الموت سے آتے ہیں علیؑ

اعتقادی رباعی ۶۲۳ محبان علیؑ

حیدرؑ کے عدو پہ قہرانی ہو جائے
شیعہ پہ خدا کی مہربانی ہوجائے
کوثر کو عدو سقر کو دیکھے جو محب
پانی ہو آگ ، آگ پانی ہوجائے

اعتقادی رباعی ۶۲۴ محبان علیؑ

محشر میں کہیں اور نہ دم لیویں گے
حضرتؑ سے جگہ زیرِ علم لیویں گے
دوڑیں گے جو کہہ کے یا جنابِ عباسؑ
اک حملے میں سلسبیل ہم لیویں گے

اعتقادی رباعی ۶۲۵ محبان علیؑ

ہیں سایۂ سدرہ میں غلامانِ علیؑ
سدرہ ہے انھیں سرو خرامانِ علیؑ
ملتی ہے پناہ گوشہ گیری میں دبیرؔ
سو ہم نے لیا گوشۂ امانِ علیؑ

اعتقادی رباعی ۶۲۶ محبان علیؑ

قربان علیؑ گل کا نگہباں یہ ہے
حافظ ہے جو شیعوں کا وہ قرآں یہ ہے
دامن میں علیؑ کے ہم تو لیتے ہیں پناہ
فانوس برائے شمع ایماں یہ ہے

اعتقادی رباعی ٦٢٧ **محبانِ علیؑ**

بے حجتِ مہر حور سے شادی ہو
جنت میں ہمیشہ خانہ دامادی ہو
گو نامۂ بندیانِ محشر ہو سیاہ
ہو مِہرِ علیؑ تو مُہرِ آزادی ہو

اعتقادی رباعی ٦٢٨ **محبانِ علیؑ**

شیعوں کی سخا کے غلغلے رہتے ہیں
طاعت میں بھی خیر پر تلے رہتے ہیں
پایا نہ کوئی فرض سخاوت سے فزوں
ہاتھ ان کے نمازوں میں کھلے رہتے ہیں

اعتقادی رباعی ٦٢٩ **محبانِ علیؑ**

گر نوح سفینۂ عمل حیدرؑ ہو
اک حرف نہ غرق آبِ یمِ محشر ہو
تنورِ قیامت سے اٹھیں گر طوفاں
پہ حیدریوں کی نہ کفِ پا تر ہو

اعتقادی رباعی ۶۳۰ محبانِ علیؑ

منظور جو حشرِ خلق ہوگا حق کو
سب دیکھیں گے عدلِ حاکمِ مطلق کو
چن لیں گے علیؑ شیعوں کو یوں اعدا سے
باطل سے جدا کیا ہے جیسے حق کو

اعتقادی رباعی ۶۳۱ محبانِ علیؑ

پروانۂ شمعِ بزمِ دیں بن جاؤ
عشاقِ امیرمومنینؑ بن جاؤ
گرویدہ ہو مومنو یداللہ سے یوں
اس دستِ خدا کی آستیں بن جاؤ

اعتقادی رباعی ۶۳۲ محبانِ علیؑ

تعویذ ہے حُبِ شہِؑ صفدر ہم کو
خوفِ اجل نہ فکرِ محشر ہم کو
حیدرؑ سا سُنا ہے کوئی فیاض و جواد
ہے حرزِ جوادؑ حُبِ حیدرؑ ہم کو

اعتقادی رباعی ۶۳۳ محبان علیؑ

لطفِ اسدؑ اللہ سے ہے کل ہم کو
آرام ہے جو آج وہی کل ہم کو
پہنچے گی نہ سات دوزخوں سے کچھ آنچ
اک نام علیؑ ہے ہفت ہیکل ہم کو

اعتقادی رباعی ۶۳۴ محبان علیؑ

شیعہ کہ دُرِ بحرِ کرامت ہیں یہ
آسودۂ شورشِ قیامت ہیں یہ
گو ماہیٔ عصیاں نے شکم میں ہے لیا
یونسؑ کی طرح مگر سلامت ہیں یہ

اعتقادی رباعی ۶۳۵ محبان علیؑ

حیدرؑ کی ولا سے ہے سرشتِ شیعہ
ہے ایک نجف ہشت بہشت شیعہ
دل حُب علیؑ میں سر درِ حیدرؑ پر
کیا خوب ہے وہ سرنوشتِ شیعہ

اعتقادی رباعی ۶۳۶ محبان علی

مستغرق دریائے الم ہیں شیعہ
تر اس لیے سرتا بقدم ہیں شیعہ
عقدہ یہ ہوا کے بند ہونے سے کھلا
باراں ہے عرق ابر کرم ہیں شیعہ

اعتقادی رباعی ۶۳۷ محبان علی

کعبہ ہے و یا تعزیہ خانہ ہے یہ
آنسو نہیں تسبیح کا دانہ ہے یہ
بارِ غم شبیرؑ سے جھک کر گرنا
شیعوں کی نماز پنج گانہ ہے یہ

اعتقادی رباعی ۶۳۸ محبان علی

ہے ثابت و روشن جو کرو خوب نگاہ
بارہ ہیں امامتؑ کے فلک بارہ ماہ
بے شبہ کہ باخدا ہیں اثنا عشری
بارہ ہیں حروف لاالٰہ الا اللہ

اعتقادی رباعی ۶۳۹ محبان علی

ہم مذہب جبرئیل امیں ہیں شیعہ
یعنی کہ محبّ شاہ دیںؑ ہیں شیعہ
کھاتا ہے قسم ان کے ستارے کی دبیر
روشن ہے کہ اخترِ زمیں ہیں شیعہ

اعتقادی رباعی ۶۴۰ ولائے علی

پروا ہے کسے نہ سیم و زر ہات لگے
کیا فخر جو یاقوت و گہر ہات لگے
کونین سے ہم ہوں دست بردار دبیر
دامانِ یداللہ اگر ہات لگے

اعتقادی رباعی ۶۴۱ ولائے علی

گر اس پہ غبارِ غم سرور بیٹھے
اغلب ہے ابھی فلک زمیں پر بیٹھے
حقّا کہ گراں ہے سخنِ قتلِ حسینؑ
اس ذکر میں آواز نہ کیوں کر بیٹھے

اعتقادی رباعی ۶۴۲ محبان علیؑ

اثنا عشری کے طلب گار ہیں ہم
اور چار مصلوں سے بھی بیزار ہیں ہم
ہے رفع یدین کی نمازوں میں یہ رمز
دین باطل سے دست بردار ہیں ہم

اعتقادی رباعی ۶۴۳ محبان علیؑ

توقیر ہے شیعانِ حیدرؑ کی بڑی
ہیں اشکِ مسلسل یہاں موتی کی لڑی
ہے تعزیہ داروں کی جو آمد آمد
اس بزم میں تعظیم کو زہراؑ ہے کھڑی

اعتقادی رباعی ۶۴۴ محبان علیؑ

حیدرؑ کا لقب صراط اور میزان ہے
اس راہ پہ شیعوں کی نجات آسان ہے
میزان کی کرم میں ان کی مثل زر و سنگ
ہر شیعہ کی نیکی و بدی یکساں ہے

اعتقادی رباعی ۶۳۵ محبانِ علیؑ

شمع رہِ دیں حبِ شہؑ عالی ہے
شیعوں کے دل صاف پہ یہ حالی ہے
اعدائے تنگ ظرف ہیں اس سے محروم
فانوسِ حباب شمع سے خالی ہے

اعتقادی رباعی ۶۳۶ محبانِ علیؑ

حیدرؑ کے محبوں کا ہے یزداں حافظ
ایماں کے یہ حافظ ان کا ایماں حافظ
نازاں ہیں بہت حافظِ قرآں ہوکر
شیعہ وہ ہیں جن کا ہے قرآں حافظ

اعتقادی رباعی ۶۳۷ محبانِ علیؑ

شیعوں کو خطابِ حیدری کا ہے شرف
مومن کو اسی ناموری کا ہے شرف
مثلِ زرِ جعفری ہیں صاف ان کے قلوب
یہ سکۂ دینِ جعفری کا ہے شرف

لغات: زرِ جعفری = خالص سونا۔ (جعفر برمکی وزیر ہارون رشید سے منسوب ہے جس نے خالص سونا استعمال کیا)

اعتقادی رباعی ۶۴۸ محبانِ علیؑ

موجوں سے سدا اگرچہ زشتی ہوگی
قبضہ میں مگر نہر بہشتی ہوگی
طوفان سے برزخ کے ہے کیا خوف دبیرؔ
شیعوں کو لحد نوح کی کشتی ہوگی

اعتقادی رباعی ۶۴۹ محبانِ علیؑ

ہے نامِ خدا علیؑ نشان بھی ہے علیؑ
دل میں ہے علیؑ وردِ زبان بھی ہے علیؑ
اپنا تو نہیں کوئی دو عالم میں دبیرؔ
یاں بھی علیؑ اور وہاں بھی ہے علیؑ

اعتقادی رباعی ۶۵۰ بغضِ علیؑ

بے حُبِ علیؑ خیر کریں گو مردم
ایمان ہے گم شرع ہے گم عقل ہے گم
واللہ کہ ہر اک عملِ نیک ان کا
فی البقر یضرهم ولا ینفعهم

اعتقادی رباعی ۶۵۱ بغض و عشق علیؑ

جو نقطۂ شک میں ایک جا رہتے ہیں
لیکن صحت کے بعد کیا رہتے ہیں
ہیں نقطۂ انتخاب شہؑ کے مداح
ان معنوں سے یہ جدا رہتے ہیں

اعتقادی رباعی ۶۵۲ بغضِ علیؑ

جو منکرِ فیض شہ مرداںؑ ہوگا
مرتے ہی جہنم کا وہ مہماں ہوگا
بے حُبِّ علیؑ نوش کرے گا جو رزق
نیشِ عقرب خلالِ دنداں ہوگا

اعتقادی رباعی ۶۵۳ بغضِ علیؑ

ہم وصفِ علیؑ میں صرف روز و شب ہیں
لیکن جو منافق ہیں وہ قائل کب ہیں
ہر بات پہ کٹتے ہیں عدو حیدرؑ کے
گویا تیغِ دو دم ہمارے لب ہیں

اعتقادی رباعی ۶۵۴ بغضِ اہلبیت

جس کو مرغوب حاضری ہوئے گی
محشر میں شگفتہ خاطری ہوئے گی
پرہیز ہے حاضری سے جن کو ان کی
فردوس میں غیر حاضری ہوئے گی

اعتقادی رباعی ۶۵۵ مجلس

جو چشم نہیں گردِ گناہ دھوتی ہے
بس اُس سے تجلیِ رحمتِ حق ہوتی ہے
روئے کوئی یا نہ روئے لیکن زہراؑ
منبر کے تلے بیٹھی ہوئی روتی ہے

اعتقادی رباعی ۶۵۶ بغضِ علیؑ

کھل جائے گا جب نفس شماری ہوگی
اعمال سے اپنے شرم ساری ہوگی
کرتا رہے سو برس عبادت تو کیا
بے حُب علیؑ نہ رستگاری ہوگی

اعتقادی رباعی ۶۵۷ بغضِ علی

کیا نفع جو متّقی و پرہیزی ہے
تقویٰ و صلاح فتنہ انگیزی ہے
واللہ کہ بے حُبِّ امیرؑ کوثر
منھ دھونا وضو میں آبرو ریزی ہے

اعتقادی رباعی ۶۵۸ بغضِ علی

قالب کا شرف کیا ہے اگر جان نہیں
جس میں کہ نہیں عقل وہ انسان نہیں
بے کار ہے زہد و ورع وصوم و صلوٰۃ
گر حُب علیؑ نہیں تو ایمان نہیں

اعتقادی رباعی ۶۵۹ بغضِ علی

بے نامِ علیؑ پناہ جو لیتے ہیں
گمنام وہ کونین میں ہولیتے ہیں
جو شخص وضو کرتے ہیں بے حُبِّ علیؑ
پہلے ایمان سے ہاتھ دھو لیتے ہیں

اعتقادی رباعی ۲۶۰ بغضِ علی

اس بزم سے برگشتہ جو رُو کرتے ہیں
طاعت بھی عبث وہ زشت خو کرتے ہیں
بے اشک غمِ حسینؑ کچھ اجر نہیں
یعنی وہ نماز بے وضو کرتے ہیں

اعتقادی رباعی ۲۶۱ بغضِ علی

جو پھر کے علیؑ سے محوِ حق ہوتے ہیں
حق یہ ہے وہ بیدار نہیں سوتے ہیں
ترتیبِ وضو کرتے ہیں گر بہرِ نماز
پہلے ایمان سے ہاتھ وہ دھوتے ہیں

اعتقادی رباعی ۲۶۲ دشمنانِ اہلبیت

جو علم کے دروازے سے آگاہ نہیں
احمدؐ کے مدینے میں اُسے راہ نہیں
سمجھیں گے نہ آدمی بس ہم اُس کو دبیرؔ
جو شیرؑ صدا کا سگِ درگاہ نہیں

اعتقادی رباعی ۲۶۳ دشمنان اہلبیت

وہ حق کی طرف ہے سمتِ شبیرؑ وہ ہے
اقبال جواں ہے خضرِ پیر وہ ہے
ہیں پیر و جوان کے پیر حقّا شبیرؑ
جو پیر اُنھیں نہ سمجھے بے پیر وہ ہے

اعتقادی رباعی ۲۶۴ نادِ علی

طاعاتِ ابد ہے ایک دم یادِ علیؑ
سُنتا ہے خدا وظیفۂ نادِ علیؑ
پوچھے جو کوئی دین ترا کہہ یہ دبیر
اللہ و نبیؐ علیؑ و اولادِ علیؑ

اعتقادی رباعی ۲۶۵ نادِ علی

عارف کو خدا کی یاد ہے یادِ علیؑ
شیعہ کو حدیث و آیۂ ارشادِ علیؑ
پھر کیوں نہ علیؑ علیؑ پکاروں میں دبیر
ہے امر خدا رسولؐ کو نادِ علیؑ

اعتقادی رباعی ۲۶۶ نادِ علی

ہستی میں رہوں مورد امدادِ علی
کلمہ ہو دمِ نزع مرا نادِ علی
اس یاد پہ ہے قربِ خدا کی بنیاد
ہر یاد فراموش ہو جز یادِ علی

اعتقادی رباعی ۲۶۷ نادِ علی

منبر ہے زبانِ خطبہ ہے نادِ علی
معراجِ دلِ دبیرؔ ہے یادِ علی
آیا ہے اطاعتِ اولوالامر کا حکم
حقا وہ علی ہے اور اولادِ علی

اعتقادی رباعی ۲۶۸ بالیں

یا رب ہے تیرا حسینؑ آقا میرا
ہو دامنِ کربلا مصلاً میرا
تہلیل ہو جب روح کروں ذکرِ حسینؑ
ڈھلکے اسی تسبیح میں منکا میرا

اعتقادی رباعی ۶۶۹ بالیں

بالیں پہ مدد کو قبلۂ دیں ہوگا
اور زانوئے حُور خلد بالیں ہوگا
ہے شیعوں کے سینون میں گُل داغِ حسینؑ
آغوشِ لحد کنار گلچیں ہوگا

اعتقادی رباعی ۶۷۰ بالیں/برزخ

شیعہ کو اجل کے جو پیام آتے ہیں
فوراً وہیں بالیں پہ امامؑ آتے ہیں
مدفن میں کسی کی کون لیتا ہے خبر
مٹی میں ابو ترابؑ کام آتے ہیں[۱]

اعتقادی رباعی ۶۷۱ بالیں

ہستی سے عمل ہے تا عدم حیدرؑ کا
سب پہ ہے دمِ نزع کرم حیدرؑ کا
آسان نہ ہو کسی پہ سختی اجل
گر بیچ میں ہوئے نہ قدم حیدرؑ کا

اعتقادی رباعی ۶۷۲ بالیں

دیکھوں گا جو میں چہرۂ تابانِ علیؑ
جاں وقت فنا کروں گا قربانِ علیؑ
گو جاؤں گا دنیا سے تہی دست دبیرؔ
کیا غم ہے کہ دستِ من و دامانِ علیؑ

اعتقادی رباعی ۶۷۳ غمِ حسین

غش جیے ہو یا حسینؑ کہتے کہتے
پھر چشم ہو وا حسینؑ کہتے کہتے
اس موت کا رتبہ ہے شہادت سے زیاد
مرجائے یا حسینؑ کہتے کہتے

اعتقادی رباعی ۶۷۴ غمِ حسینؑ

جنت کی ہوا آہ اچّا ہوگی
سردی سے بدل گرمیٔ فردا ہوگی
شبیرؑ کو روتے ہو تم اس گرمی میں
مرقد میں نسیم فصلِ سرما ہوگی

اعتقادی رباعی ۶۷۵ چاریار

وہ قائلِ چار یارِ اغیار ہوئے
ہم ان کے شریک یارو ناچار ہوئے
جو پوچھے نبیؐ کے جانشینوں کو دبیرؔ
کہہ چار ہوئے چار ہوئے چار ہوئے

اعتقادی رباعی ۶۷۶ مرقد

مرقد میں علیؑ حکم اگر دیویں گے
سائل کو جواب بے خطر دیویں گے
کھولیں گے زباں خوش بیاں کو جو دبیرؔ
ہم بند نکیرین کو کردیویں گے

اعتقادی رباعی ۶۷۷ برزخ

برزخ کی قلق نہ رنج محشر پہنچے
شیعہ فردوس ہی میں مر کر پہنچے
کلمہ جو پڑھا نبیؐ نے لبیک کہا
حیدرؑ جو کہا مدد کو حیدرؑ پہنچے

اعتقادی رباعی ۶۷۸ قبر

جو سبطِ نبیؑ کے لیے غم ناک ہوا
لاریب وہ سب گناہوں سے پاک ہوا
خاک اُس کی ہوئی چشمِ فلک کا سرمہ
جو حُبِّ ابو تراب میں خاک ہوا

اعتقادی رباعی ۶۷۹ پرسش

بھولے جو علیؑ کو حق فراموشی ہے
کعبے پہ گواہ اپنی سیہ پوشی ہے
تقصیر معاف اے نکیر و منکر
اب ردّ و بدل کرو تو خاموشی ہے

لغات: ردوبدل=سوال جواب

اعتقادی رباعی ۶۸۰ قبر

لازم ہے تمھیں شاہؑ کی ماتم داری
شہؑ کرتے ہیں تم سب کی سدا غم خواری
مرتا ہے جو مومن تو شبِ اوّل کو
مرقد میں حسینؑ آتے ہیں سترّ باری

اعتقادی رباعی ۶۸۱ مرقد

مرقد پہ نہ گُل دستہ اِرم کا رکھنا
بس تعزیہ سلطانِ امم کا رکھنا
میں عاشقِ عباسؑ ہوں یارو پسِ مرگ
پنجہ مری تربت پہ علم کا رکھنا

لغات: مرقد = قبر، ارم = جنت، مرگ = موت، تربت = قبر/ضریح، تعزیہ، سلطان امم سے مراد امام حسینؑ ہیں۔ پنجہ سے مراد علم کا کلس ہے
صنعت مراعات النظیر عباسؑ، پنجہ، تربت، علم/ صنعت تجرید = حضرت عباسؑ اور علم/ صنعت ایہام = پنجہ سے مراد ہاتھ اور علم بھی ہے،
صنعت مذہب کلامی میں دوسرا شعر ہے۔

اعتقادی رباعی ۶۸۲ مغفرت-ذاتی

یارب تو ہو جس روز عدالت آرا
اور فردِ عمل دکھائے عالم سارا
مشہور ہوں یاں دبیرؔ سرکارِ حسینؑ
آنجا بہ حُسن بخش گناہ مارا

لغات: عدالت آرا = عدالت کو سجائے (مراد محشر ہے) فردِ عمل = دفترِ اعمال، سرکار = سلطنت، صنعت حُسن تخلص = دبیرؔ سرکار حسینؑ/
صنعت ایہام = دبیرؔ سے مراد تخلص اور منتظم ہے یہاں معنی منتظم کے ہیں/ صنعت تفریع = یا۔ سارا/ صنعت ذوالِلسانین = دوسرا شعر کا
پہلا مصرعہ اُردو اور دوسرا مصرعہ فارسی میں ہے/ رباعی کا دوسرا شعر ندرت مضمون سے آراستہ ہے۔
مصرعہ آخر میں "حسن" ایہام ہے یعنی "حُسن خدمت" کے عوض بخش دے یا اپنے حُسن کے صدقہ میں بخش دے۔

اعتقادی رباعی ۶۸۳ قبر

پیمانۂ مرگ جامِ کوثر ہوگا
طوبیٰ ملک الموت کا شہ پر ہوگا
فرزند ابو ترابؑ کے عاشق کو
آغوشِ لحد کنارِ مادر ہوگا

اعتقادی رباعی ۶۸۴ قبر

گر چاہتا ہے جینے کے خاطر مرنا
ہوکر شہِ مظلومؑ کا زائر مرنا
کوئی بھی رہا ہے درمیانِ دنیا
اوّل مرنا دبیرؔ آخر مرنا

اعتقادی رباعی ۶۸۵ بخشش

ہر چند کہ معصیت سے نادم ہم ہیں
پر خُلد کے گُل گشت کے عازم ہم ہیں
روکیں گے جو دربانِ جناں کہہ دیں گے
سرکار حسینؑ کے ملازم ہم ہیں

لغات: معصیت = گناہ، نادم = شرمندہ، گُل گشت = گلستان کی سیر، عازم = آمادہ، سرکار حسینؑ = سلطنت حسینؑ
صنعت تفریع = روکیں۔ ہیں۔
عمدہ اور اچھوتا مضمون ہے۔ کسی بھی دربار کے نوکر، اُس دربار میں بغیر پوچھ گچھ کے آ اور جا سکتے ہیں۔

اعتقادی رباعی ۶۸۶ بخشش

دل داغ غمِ شاہؑ کا پروانا ہے
روشن ہے یہ شمع تعزیہ خانا ہے
مرنے پہ چراغ گور اور حشر کے روز
بخشش کا یہی چراغ پروانا ہے

لغات: تعزیہ خانہ = علم استاد کرنے کی جگہ، پروانہ = اجازت کا کاغذ، پتنگ۔ تلمیح = داغ غم شاہ سے مراد چراغ اور نور سید الشہدا ہے۔ دوسرے معنی داغ ماتم بھی ہو سکتا ہے، بخشش کا پروانہ۔ چراغ گور سے مراد قبر کی روشنی ہے/ صنعت مراعات النظیر = داغ، پروانہ، روشن، شمع/ صنعت تفریع = مرنے۔ ہے

اعتقادی رباعی ۶۸۷ بخشش

دنیا سے اُٹھا میں لے کر نامِ حیدرؑ[1]
جنت کو چلا بہر سلامِ حیدرؑ
عصیاں ہوئے سدّ رہ تو رضواں نے کہا
آنے دو اسے ہے یہ غلامِ حیدرؑ

لغات: عصیاں = گناہ، سدّ راہ = راستے میں رکاوٹ/ محاورہ = دنیا سے اٹھنا = مر جانا، تلمیح = رضوان = جنت کے دربان/ صنعت تعلیق۔ رباعی کا پہلا شعر اسی صنعت میں ہے۔/

[1] بعض مقامات پر مصرعہ یوں ہے = دنیا سے اٹھا لے کے جو نام حیدرؑ

اعتقادی رباعی ۶۸۸ بخشش

جس نے آزارِ مفلسی بتلایا
عیسیٰ نے اُسے نامِ علیؑ بتلایا
پوچھی جو غذا مریضِ عصیاں نے دبیرؔ
کھانے کو غمِ سبطِ نبیؐ بتلایا

لغات: آزار = تکلیف، عصیاں = گناہ / تلمیح = عیسیٰ = جو مریضوں کو شفا دیتے تھے، غمِ سبطِ نبی یعنی غم امام حسینؑ / جدید ترکیب = مریض عصیاں / محاورہ = غم کھانا یعنی غم کرنا، مغموم ہونا / صنعت مراعات النظیر = غذا، مریض، کھانے

اعتقادی رباعی ۶۸۹ مغفرت

پرہیز نہیں گناہ سے دردا دردا
آرام کی امید ہو کیوں کر فردا
محشور ہوں فرد فرد جس دم جزو کل
ربّ الرحمنی ولا تذرنی فردا

لغات: دردا = افسوس، فردا = کل، محشور = محشر میں حساب ہوں، فرد = الگ الگ، صنعت ذو اللسانین = مصرعہ سوم اُردو اور چہارم عربی میں ہے / صنعت طباق ایجابی = جزو ـ کل، صنعت تکرار = فرد ـ دردا، دردا / صنعت مراعات النظیر محشور، فرد، رب الرحمنی

اعتقادی رباعی ۶۹۰ **مغفرت**

یا بارِ خدا عام ہے انعام تیرا
غفار بھی ستار بھی ہے نام تیرا
میں عذر گناہ کرتا ہوں تو رحمت کر
وہ کام میرا ہے اور یہ کام تیرا

لغات: عذر = بہانہ/جمیع، غفار = بخشنے والا (خدا کا نام) ستار = عیبوں کو چھپانے والا (خدا کا نام) صنعت تضمین المزدوج = عام، انعام، غفار، ستار، میرا تیرا/ صنعت تنسیق الصفات، خدا، غفار ستار/ صنعت تفریع = یا- تیرا/ صنعت طباق ایجابی، وہ، یہ، میرا تیرا، صنعت احتجاج بدلیل۔ پوری رباعی اسی صنعت میں ہے۔

صنعت لف ونشر مرتب = مصرعہ سوم اور مصرعہ چہارم ہے

اعتقادی رباعی ۶۹۱ **بخشش**

ہے شیعوں کی بخشش دمِ محشر پہلے
جنت آخر ہے، جامِ کوثر پہلے
مرقد کے سوال سے بھی ہے خاطر جمع
آتے ہیں نکیرین سے حیدرؑ پہلے

لغات: مرقد = قبر، خاطر جمع = مطمئن/جمیع = محشر، کوثر، نکیرین
محاورہ = خاطر جمع ہونا = مطمئن ہونا/ مراعات النظیر = محشر، جنت، جام کوثر/ مراعات النظیر مرقد، سوال نکیرین، حیدرؑ/ صنعت طباق ایجابی = آخر- پہلے/ صنعت تفریع = ہے پہلے،
مصرعہ چہارم روزمرہ کی عمدہ مثال ہے۔/ صنعت مذہب کلامی

اعتقادی رباعی ۶۹۲ بخشش

جینے کا مزا نزع میں ہم پائیں گے
قبل از ملک الموت علیؑ آئیں گے
کیا خوف نکیرین کے آنے کا دبیرؔ
پوچھیں گے مزاج اور چلے جائیں گے

لغات: نزع = بالین/ تلمیح = نزع، ملک الموت، نکیرین/ محاورہ - مصرعہ چہارم عمدہ مثال ہے
مراعات النظیر = جینے، نزع، ملک الموت/ محاورہ = مزاج پوچھنا/ صنعت تفریع = جینے - گے

اعتقادی رباعی ۶۹۳ بخشش

کہتے ہیں رضاؑ جو روئے بہر شبیرؑ
کرتا ہے گناہوں کو بحل ربِّ قدیر
وہ جُرم کبیرہ ہوں وہ یا ہوئیں صغیر
ہوئیں وہ گناہ قلیل یا ہوئیں کثیر

لغات: بہر شبیرؑ = شبیرؑ کے لیے، بحل کرنا = بخشنا، جرم کبیرہ سے مراد گناہان کبیرہ اور صغیر سے مراد گناہان صغیرہ ہیں۔/ تلمیح - رب قدیر، اللہ جو قدرت والا ہے، رضاؑ سے مراد امام ہشتم ہیں۔/ صنعت طباق ایجابی - کبیرہ - صغیر، قلیل، کثیر/ صنعت تنسیق الصفات، کبیر، صغیر، قلیل، کثیر/ صنعت جمع میں مصرعہ سوم اور چہارم ہے۔

اعتقادی رباعی ۶۹۴ بخشش

اے معتقدانِ باوفائے شبیرؑ
قربانِ علیؑ رہو فدائے شبیرؑ
حقّا کے شفاعت کے وسیلے دو ہیں
اک حُبِّ علیؑ ہے اک عزائے شبیرؑ

لغات: معتقدان = اعتقاد رکھنے والے۔ ماننے والے۔ حقّا = حق کی قسم۔ وسیلے = راستے، صنعت ذوالِلسانین = پہلا مصرعہ فارسی اور دوسرا مصرعہ اردو میں ہے/ صنعت تفریع = اے۔ فدائے
صنعت تنسیق الصفات = شفاعت، وسیلے، حُبِّ علیؑ، عزائے شبیرؑ/ صنعت مذہب کلامی میں دوسرا شعر ہے۔ صنعت جمع میں

آخری شعر ہے۔

اعتقادی رباعی ۶۹۵ بخشش

مختار ہمارے ہیں حسینؑ ابن علیؑ
بخشش کے سہارے ہیں حسینؑ ابن علیؑ
دنیا میں جو ہیں ابنِ حلال ان کو دبیرؔ
ماں باپ سے پیارے ہیں حسینؑ ابنِ علیؑ

لغات: مختار = ولی، سرپرست، ابنِ حلال = حلال زادے/ تلمیح = حسینؑ ابن علیؑ
روزمرّہ = چوتھا مصرعہ/ روزمرّہ۔ مصرعہ دوم/ صنعت طباق ایجابی = ماں باپ
جدید ترکیب = ابن حلال/ صنعت تعلیق میں مصرعہ سوم اور چہارم ہے

اعتقادی رباعی ۶۹۶ بخشش

گو حشر میں عصیاں کے رسالے نکلے
پھر برائے عفو رونے والے نکلے
دنیا میں جنھیں مرثیہ ہم سمجھے تھے
محشر میں وہ جنت کے قبالے نکلے

لغات: عصیاں = گناہ = رسالے = دفتر، لشکر، قبالے = دستاویز ۔ پروانہ، تلمیح = حشر ۔ مرثیہ، محشر/ صنعت ایہام = رسالے سے مراد دفتر اور لشکر بھی ہوسکتا ہے۔ اچھوتا اور نادر مضمون۔

اعتقادی رباعی ۶۹۷ عشقِ علیؑ ۔ بخشش

جس اہلِ گناہ پہ مہر حیدرؓ ہوجائے
سایا اُسے آفتاب محشر ہوجائے
خلد اُس سے ہو سرد مہر تو دوزخ ہو
دوزخ ہوجو گرم اس پہ تو کوثر ہوجائے

لغات: مہر = محبت/ خلد = جنت/ محاورہ ۔ آفتاب محشر ہونا/ محاورہ ۔ سرد ہونا = بے مروّت ہونا، محاورہ گرم ہونا = دوست ہونا/ تلمیح ۔ محشر، خلد، کوثر/ صنعت تضاد خلد، دوزخ، سرد، گرم، صنعت مراعات النظیر ۔ خلد، سرد، دوزخ، گرم کوثر/
اچھوتا بیان/ صنعت تکرار العجز ۔ دوزخ ہو ۔ دوزخ ہو

اعتقادی رباعی ۶۹۸ عشق علی۔ بخشش

قائل جو عبادت کے فقط ہوئیں گے
وہ روزِ حساب خود غلط ہوئیں گے
فردِ عمل نیک بھی دیکھے گا نہ حق
جب تک نہ علیؑ کے دستخط ہوئیں گے

لغات: فردِ عمل = دفترِ اعمال / حق = خدا / روزِ حساب = قیامت / محاورہ = غلط ہونا = غلطی پر ہونا، تلمیح = فردِ عمل، روزِ حساب۔

اعتقادی رباعی ۶۹۹ بخشش

آزردہ رہے دبیرؔ یا شاد رہے
پر قید جہنم سے یہ آزاد رہے
مداح حسینؑ سے فراموشی مہر
خیر اے فلکِ پیر بھلا یاد رہے

لغات: آزردہ = افسردہ، مہر = محبت، فراموشی = بھلانا / محاورہ = آزاد ہونا = بری ہونا، محاورہ = یاد رہے یعنی بھلایا نہیں جا سکتا / صنعت طباق ایجابی۔ آزردہ = شاد، قید = آزاد، فراموشی، یاد

اعتقادی رباعی ۷۰۰ بخشش

ذرّے کے بدل حسینؑ زر بخشیں گے
یعنی عوضِ اشک گہر بخشیں گے
اس نظم میں قصرِ فکر کچھ نہ دبیرؔ
ہر بیت پہ اہل بیتؑ گھر بخشیں گے

لغات: زر=سونا، گہر=موتی، قصر=محل، بیت=شعر، عوض=بدلے/ صنعت تفریع=ذرے، گے صنعت اشتقاق، بیت، اہل بیت/ صنعت ترجمہ اللفظ=بیت، گہر/ تلمیح=اشک سے مراد اشک عزا ہیں، تلمیح=قصر سے مراد قصر جنت، اہل بیت سے مراد آل نبیؐ ہیں۔

اعتقادی رباعی ۷۰۱ مغفرت

تھا کون جہنم سے بچانے والا
اب ایک شرار نہیں آنے والا
امت کو مبارک ہو نجاتِ فردا
پیدا ہوا آج بخشوانے والا

لغات: شرارا=چنگاری۔ فردا=کل/ جدید ترکیب=نجات فردا/ شرارا سے مراد دوزخ کی آگ ہے۔ یہ مجاز مرسل کی عمدہ مثال ہے/ صنعت تنسیق الصفات=نجات، بخشوانا، مبارک، صنعت تضاد ایجابی=آج=فردا/ صنعت تفریع=تھا۔ والا/ تلمیح=امت (مسلمان) جہنم

اعتقادی رباعی (۷۰۲) مغفرت

سو جان سے نثار چشمِ مست حیدرؑ
قربان دلِ خدا پرست حیدرؑ
اک ہاتھ میں شیعوں کے ہے دامانِ علیؑ
اور دوسرے ہاتھ میں ہے دستِ حیدرؑ

لغات: نثار = قربان، پرست = پرستش کرنا / جدید ترکیب = چشم مست حیدر / محاورہ جدید سو جان سے نثار ہونا / صنعت ترجمہ اللفظ = ہاتھ۔ دست / صنعت مراعات النظیر = جان، چشم، دل، مست / صنعت جمع = صنعت جمع میں ہے۔

اعتقادی رباعی (۷۰۳) مغفرت

قربانِ یداللہ ہو فدائے زہراؑ
کام آئے گی محشر میں ولائے زہراؑ
دوہرے پردے ہیں عیب پوشی کے لیے
دامانِ علیؑ اور ردائے زہراؑ

لغات: یداللہ = اللہ کے ہاتھ سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ ولائے زہرا = زہرا کی محبت، دوہرے = دوگنا۔ عیب پوشی = عیبوں کو چھپانا، ردائے زہراؑ = زہراؑ کی چادر / تجنیس = یداللہ، ردائے زہراؑ / محشر اچھوتا اور نادر مضمون ہے۔ / صنعت مراعات النظیر = پردے، پوشی، دامان، ردا / صنعت ایہام = دامان علیؑ سے دامن بھی ہے اور آغوش بھی ہے / صنعت جمع = آخری مصرعہ اسی صنعت میں ہے۔

اعتقادی رباعی ۷۰۴ مغفرت

گو بحر عمل میں جوش زشتی ہوگا
تو نوحؑ صنعت سوار کشتی ہوگا
جو روئے گا سقائے سکینہ کے لیے
کہتے ہیں پیمبرؐ کہ بہشتی ہوگا

لغات: بحر= سمندر، زشتی = بدنمائی۔ سقائے سکینہ سے مراد حضرت عباسؑ ہیں، بہشتی = جنتی۔ جدید ترکیب = بحرِ عمل، جوشِ زشتی، نوحِ صنعت/ تلمیح = نوحؑ سے مراد کشتی نوحؑ ہے، سقائے سکینہ یعنی حضرت عباسؑ/ صنعت ایہام = بہشتی یعنی جنتی۔ پانی بھرنے والے کو بھی بہشتی کہتے ہیں/ صنعت مراعات النظیر = بحر، جوش، نوحؑ، کشتی

اعتقادی رباعی ۷۰۵ مجلس

شیعوں کو رُلا آپ بھی رو خوب دبیرؔ
مہمان ہیں اور چار دن کے شبیرؑ
اس بزم میں دلگیر نہ ہونا ہے عجب
بانی دلگیر بزمِ شاہ دلگیر

اعتقادی رباعی ۷۰۶ مجلس

گر حال ہے روزے کے سبب سے تغیر
لازم ہے مگر آہ و بکا کی تدبیر
تم سب کی شفاعت کے لیے اے یارو
چوبیس پہر رہے ہیں پیاسے شبیرؑ

اعتقادی رباعی (۷۰۷) مجلس

اس بزم کے سائباں کی تمثیل یہ ہے
گویا کہ کشادہ پرِ جبرئیل یہ ہے
ہر در سے فرشتوں کی لگی آنکھیں ہیں
نے قمقمہ وہ ہے اور نہ قندیل ہے

اعتقادی رباعی (۷۰۸) مجلس

رولو یہ غم بادشہِ عالی ہے
اور مرگ کسی نے بھی نہیں ٹالی ہے
اللہ کرے غریقِ رحمت ان کو
اس بزم میں کس کس کی جگہ خالی ہے

اعتقادی رباعی (۷۰۹) مجلس

دیکھو شرفِ مجلسِ غم آنکھوں سے
رفتار میں لوں کارِ قدم آنکھوں سے
سیکھو آداب اشکوں سے کہ ان کو ہے یہ فخر
سب آتے ہیں یاں پاؤں سے ہم آنکھوں سے

اعتقادی ۱۰ے مجلس

جنت کا چمن داغِ جگر سے پایا
چشمہ کوثر کا چشمِ تر سے پایا
دنیا میں ہوا سایۂ طوبیٰ کا جوش
وہ منبر شاہِ بحر و بر سے پایا

اعتقادی رباعی ۱۱ے مجلس

اک روز کی تشنگی سے مومن ہیں نڈھال
سستی ہے تغیری ہے نقاہت ہے کمال
پایا تھا نہ تین روز دانا پانی
اے مومنو شبیرؑ کا ہوگا کیا حال

اعتقادی رباعی ۱۲ے مجلس

شاہِ ملک وحور کی مجلس یہ ہے
تاجِ سر جمہور کی مجلس یہ ہے
ہوتی ہے گناہوں کی سیاہی زائل
واللہ عجب نور کی مجلس یہ ہے

اعتقادی رباعی ۷۱۳ مجلس

یاں شورِ فغاں سے دل سرافیلؑ بجے
داغوں سے جگر عرش کی قندیل بنے
اللہ رے چراغِ بزمِ زہراؑ کا کمال
پروانہ پھرے گرد تو جبریلؑ بنے

اعتقادی رباعی ۷۱۴ مجلس-گرمی

شاہنشہؑ بحر و بر کو روتے ہو تم
عصیاں کا حرف حرف دھوتے ہو تم
ڈوبے ہو عرق میں یہاں کی گرمی سے مگر
دریائے گناہ سے پار ہوتے ہو تم

اعتقادی رباعی ۷۱۵ مجلس-آواز

آواز ہے مدّاح کی خستہ ہر چند
مجلس میں مگر نالۂ زہراؑ ہے بلند
رونے کے لیے ہے یہ تصوّر کافی
ہے آج سے پانی شہؑ مظلوم پہ بند

اعتقادی رباعی ۱۶ے مجلس

دریائے ثواب آنسوؤں سے موج پہ ہے
طوفان کی ہوا گناہ کی فوج پہ ہے
شیعہ انجم زمیں فلک فرش ہے عرش
دربار حسینؑ ابنِ علیؑ اوج پہ ہے

اعتقادی رباعی ۱۷ے مجلس

اس عشرے میں جو ملول و ناشاد رہے
ہر ہفتے میں وہ رنج سے آزاد رہے
ہر تعزیہ خانہ میں یہ کہتی ہے بتولؑ
جو تعزیہ لیتا ہے وہ آباد رہے

اعتقادی رباعی ۱۸ے مجلس

ہر بزم کی سردار ہے بزمِ شبیرؑ
معمورۂ ابرار ہے بزمِ شبیرؑ
کوثر آنکھیں ہیں پھول داغِ ماتم
فردوس کا گلزار ہے بزمِ شبیرؑ

اعتقادی رباعی ۷۱۹ مجلس

بزمِ غمِ شبیرؑ میں جانا بہتر
رونا بہتر ہے اور رولانا بہتر
جو شخص نہ روئے بزمِ غم میں آکر
واللہ اُس آنے سے نہ آنا بہتر

رثائی رباعی ۷۲۰ مجلس

گو محفلِ تعزیت نے کھینچا ہے طول
اور سب نے کیا ثوابِ گریہ بھی حصول
برخاستہ دل نہ ہو کہ اس مجلس میں
رونے سے نہیں سیر ہوئی روحِ بتولؑ

رثائی رباعی ۷۲۱ مجلس

نازاں جو حسینؑ کی غلامی پہ ہیں
گریاں آقاؑ کی تشنہ کامی پہ ہیں
عاشور گزر گیا نہ روئے دل خواہ
چہلم کی بھی مجلیس تمام پہ ہیں

اعتقادی رباعی ۷۲۲ مجلس

اس بزم کو دعویٰ ہے کہ جنت میں ہوں
آنسو ہے رواں کہ بحرِ رحمت میں ہوں
کہتا ہے جگر سے درہمِ داغِ حسینؑ
گنجینۂ معرفت کی قیمت میں ہوں

اعتقادی رباعی ۷۲۳ مجلس

یاں دعوئے منبر ہے کہ طوبا ہوں میں
کہتی ہے زمین عرشِ معلاً ہوں میں
فرد عمل شیعہ کے دھونے کے لیے
ہر قطرہ یہ کہتا ہے کہ دریا ہوں میں

اعتقادی رباعی ۷۲۴ مجلس

کیا حدِ نوحہ گری ہے مجلس
ماشاء اللہ حیدری ہے مجلس
آنکھوں میں فقط اشکوں کی جاخالی ہے
باقی تو ثواب سے بھری ہے مجلس

اعتقادی رباعی ۴۲۵ے **مجلس**

ہر چند کہ اس بزم نے کھینچا ہے طول
پر ہوش میں اب تک نہیں آئی ہے بتولؑ
اے مومنو شبیرؑ کا پُرسا دے لو
اب جاتی ہے اس تعزیہ خانہ سے بتولؑ

اعتقادی رباعی ۴۲۶ے **مجلس**

اس بزم کو رشکِ طور دیکھا ہم نے
قدرت کا فقط ظہور دیکھا ہم نے
پائی نہ ضریح، نے علم، نے منبر
دیکھا تو خدا کا نور دیکھا ہم نے

اعتقادی رباعی ۴۲۷ے **مجلس**

اس بزم میں جو لوگ ہیں آکر بیٹھے
گویا کہ یہ ہیں کنارِ کوثر بیٹھے
بیٹھیں گے نبیؐ کے منبر پہ بہ حشر
اور ہوں گے بہ بزیرِ منبر بیٹھے

اعتقادی رباعی ۷۲۸ مجلس عزا

رقت نہ ہو جس بزم میں اے اہلِ عزا
واں روحِ پیمبرؐ نہیں آتی بخدا
اس دم جو ہر اک دل پہ ہے ماتم کا جوش
واللہ یہاں آئی ہے روحِ زہراؑ

اعتقادی رباعی ۷۲۹ مجلس عزا

تشریف شریف لائے ممتاز کیا
اس لطف پہ طالع نے مرے ناز کیا
ہر پنجتنی سے دست بستہ ہے یہ عرض
فرمایا قدم رنجہ سرافراز کیا

اعتقادی رباعی ۷۳۰ مجلس

اے چشم بہ از چشمۂ زمزم تو ہے
اے منبر پاک رکن اعظم تو ہے
اے تعزیہ خانۂ ابا عبد اللہؑ
کعبے کی قسم قبلۂ عالم تو ہے

اعتقادی رباعی ۷۳۱ مجلس

کس شان سے اے حیدریو تم آئے
کہتے ہوئے جبریلؑ فداکم آئے
روشن ہوئی بزم چاند سورج بولے
شبیرؑ کی انجمن میں انجم آئے

اعتقادی رباعی ۷۳۲ مجلس

دنیا میں یہ گھر عرشِ نظیر آیا ہے
اس راہ سے جنت میں حقیر آیا ہے
کیا شانِ خدا ہے کہ جناں سے زندہ
آدم نکلے ہیں اور دبیرؔ آیا ہے

اعتقادی رباعی ۷۳۳ مجلس

جو گوہرِ اشک نذر آکر دیں گے
طوبیٰ کے پھل ان کو خود پیغمبرؐ دیں گے
جو ہوں گے غمِ شادی قاسمؑ میں ملول
محشر میں خطِ برات شبرؑ دیں گے

اعتقادی رباعی ۷۳۴ **مجلس**

یاں خانہ بدوش چرخ پیر آیا ہے
مہمان ہر اک شاہ و فقیر آیا ہے
شاید یہ مقام ہے کہ در پیش ہے کوچ
جانے کو یہ قافلہ دبیر آیا ہے

اعتقادی رباعی ۷۳۵ **مجلس**

کیا محسن ہے سرکارِ حسینؑ یہ ہے
روشن ہے کہ دربارِ حسینؑ یہ ہے
فردوس دل حسین چشمِ جبریلؑ
جاگیر عزادار حسینؑ یہ ہے

اعتقادی رباعی ۷۳۶ **مجلس**

شاہِ ملک و حور کی یہ ہے مجلس
تاجِ سر جمہور کی یہ ہے مجلس
ہوتی ہے گناہوں کی سیاہی زائل
واللہ عجب نور کی یہ ہے مجلس

اعتقادی رباعی (۷۳۷) مجلس

اس چاشنئ ماتم کی جسے لذت ہے
یہ تلخی درد اس کو بہ از شربت ہے
روتے ہیں یہاں حیدرؑ و زہراؑ و رسولؐ
کیا بزم ہے کیا لوگ ہیں کیا صحبت ہے

لغات: چاشنئ=شیرہ

اعتقادی رباعی (۷۳۸) مجلس

حاصل جسے آقاؐ کی حضوری ہوجائے
عصیاں کی تیرگی سے دوری ہوجائے
اے صلِ علیٰ مجلسِ پُر نور حسینؑ
ناری بھی یہاں آئے تو نوری ہوجائے

اعتقادی رباعی (۷۳۹) مجلس

کیا مرتبہ ان بزم نشینوں کا ہے
تعویذِ نجات داغ سینوں کا ہے
یوں جاہ ہے ختمِ رسلؐ میں جیسے
دل میں خاتم کے گھر نگینوں کا ہے

اعتقادی رباعی ۷۴۰ مجلس

کچھ کام کی یہ آہ نہیں واہ نہیں
ارشادِ خدا سے کون آگاہ نہیں
کثرت ہو کہ قلت ہو مجالس میں دبیر
ناحق ہے جو قربۃً الی اللہ نہیں

اعتقادی رباعی ۷۴۱ مجلس

رونق دو بزمِ جعفری بیٹھے ہیں
سب پنجتنی و حیدری بیٹھے ہیں
پڑھ مرثیۂ سبط نبیؐ اے ذاکر
یہاں شیعہ اثنا عشری بیٹھے ہیں

اعتقادی رباعی ۷۴۲ مجلس

یہ منبر شبیرؑ ہے یہ بزمِ حسینؑ
کیا نور ہے کیا زیب ہے کیا زینت و زین
اس فرش پہ پنجتنؑ کا ہوتا ہے دُرود
پلکوں پہ ہے جاروب کشی فرض العین

اعتقادی رباعی ۷۴۳ مجلس

جنسِ غمِ شہؑ کے مشتری آتے ہیں
ابرار لیے نوحہ گری آتے ہیں
حاضر ہیں جو پہلے سے ملک ان میں ہے غل
تعظیم کرو کہ حیدری آتے ہیں

اعتقادی رباعی ۷۴۴ مجلس

اس بزم کو تم کعبۂ اعظم سمجھو
حجِ اکبر ثواب ماتم سمجھو
سر کھولنے کو جانو کہ باندھا احرام
ڈوبو جو عرق میں غسلِ زمزم سمجھو

اعتقادی رباعی ۷۴۵ مجلس

قرآن یہ احادیث مصایب سمجھو
پر ان کی تلاوت کے مراتب سمجھو
ماتم کو کھڑے ہوئے تو ہے لازم وقف
نالے کی کشش کو مدّ واجب سمجھو

اعتقادی رباعی ۷۴۶ **مجلس**

زائل ہیں گناہ واہ سبحان اللہ
کیا بزم ہے واہ واہ سبحان اللہ
تسبیح کا ہے سانس کے لینے میں ثواب
سبحان اللہ واہ سبحان اللہ

اعتقادی رباعی ۷۴۷ **مجلس**

ہر مجلسِ ماتم شہؑ والا کی ہے
تحصیل یہاں ثواب عقبیٰ کی ہے
نکلے ہیں جو اشک پیشوائی کے لیے
آمد آمد جناب زہراؑ کی ہے

اعتقادی رباعی ۷۴۸ **گریہ وزاری۔مجلس**

اس بزم میں رونے کو رسولؐ آیا ہے
فردوس سے زہراؑ کو بھی بلوایا ہے
اے مومنو شبیرؑ پہ اتنا رو لو
جس وجہ انھیں پانی کو ترسایا ہے

اعتقادی رباعی ۷۴۹ مجلس

کیا مجمعِ ابرار ہے سبحان اللہ
کیا بزمِ ضیا بار ہے سبحان اللہ
یاں جس کو ملے بار، حرام اُس پہ ہو نار
یہ نور کا دربار ہے سبحان اللہ

اعتقادی رباعی ۷۵۰ مجلس

اے مجلسِ شبیرؑ میں قرباں تیرے
سُکّانِ سماوات ہیں درباں تیرے
زہراؑ کی دعا قربِ خدا، عفوِ خطا
کیا کیا ہیں حسینوں پہ احساں تیرے

لغات: سکان سماوات: ساکن عرش/ صنعت جمع

اعتقادی رباعی ۷۵۱ مجلس

پیدا ہے صفا دل سے کدورت کم ہے
رشکِ مہ چاردہ رُخ مردم ہے
سیّارہ ہیں اشک اور ثوابت آنکھیں
یہ بزم حسین انجمنِ انجم ہے

اعتقادی رباعی ۷۵۵ گریہ زاری

گریاں غمِ شبیرؑ میں جو ہوئے گا
ہر فردِ گناہ اُس کے خدا دھوئے گا
روتا نہیں جو آج وہ روزِ محشر
اِس اپنے نہ رونے پہ بہت روئے گا

اعتقادی رباعی ۷۵۶ گریہ زاری

آہوں سے عیاں برق فشانی ہوجائے
غُل رعد کا نالوں کی زبانی ہوجائے
اشکوں سے جھڑی لگے وہ شہؑ کے غم کی
ساون کی گھٹا شرم سے پانی ہوجائے

اعتقادی رباعی ۷۵۷ گریہ زاری

عیسیٰ وہ ہے اس غم میں جو آزاری ہے
ہر عارضے کا علاج یہ زاری ہے
نایاب ہے اس بزم میں جنسِ عصیاں
زاری کے سبب یہ گرم بازاری ہے

اعتقادی رباعی ۷۵۸ گریہ وزاری

کیا بزم ہے کیا بزم نشیں چیدہ ہیں
یہ دیدۂ تر حق کو پسندیدہ ہیں
رونا غمِ شبیرؑ میں ہے مدِّ نظر
دنیا میں یہی مردمِ فہمیدہ ہیں

اعتقادی رباعی ۷۵۹ گریہ وزاری

یا شاہِ اممؑ جنسِ گناہ لایا ہوں
سوغات عجب پیشِ نگاہ لایا ہوں
دو حکم کہ شیعوں کے بہیں اشکِ سفید
دھونے کو میں دفترِ سیاہ لایا ہوں

اعتقادی رباعی ۷۶۰ گریہ وزاری

امت یہ نبیؐ کی ہُوا قربان حسینؑ
سب شیعوں پہ کر گیا ہے احسان حسینؑ
رو لو کہ ہے نزدیک وداعِ شبیرؑ
کل پانچ دن اب اور ہے مہمان حسینؑ

اعتقادی رباعی ۷۶۱ گریہ وزاری

اس غم میں جو اشکبار ہونے کا نہیں
آرام سے وہ قبر میں سونے کا نہیں
زہراؑ سی ہے شبیرؑ کی رونے والی
محتاج تو وہ کسی کے رونے کا نہیں

اعتقادی رباعی ۷۶۲ گریہ وزاری

اے اہلِ عزا روؤ بصد شیون و شین
زہراؑ اور پیمبرؐ ہیں لحد میں بے چین
دس دن ہی تلک نہ تھا یہ رونا لازم
اب تک تو نہیں دفن ہوئی لاشِ حسینؑ

اعتقادی رباعی ۷۶۳ گریہ وزاری

اے مومنو اس شب کو کرو شیون و شین
کل جمعہ ہے روز قتلِ شاہِ کونین
لکھا ہے کہ اس شب کو جنابِ مہدیؑ
روتے ہیں بہت جا کے سرِ قبر حسینؑ

اعتقادی رباعی ۷۶۴ گریہ وزاری

گریاں ہیں غمِ شہؑ میں تمہاری آنکھیں
روشن رکھے جنابِ باری آنکھیں
روتے ہیں جو نورِ چشمِ زہراؑ کے لیے
مردم کے سب اعضا میں ہیں پیاری آنکھیں

اعتقادی رباعی ۷۶۵ گریہ وزاری

یارو مہمان ہے اربعینِ شہؑ دیں
رولو کہ صلا اشک کا ہے خلدِ بریں
زنداں میں یہ کہہ کہہ کے حرم روتے ہیں
رونے کو کوئی شاہؑ کے لاشے پہ نہیں

اعتقادی رباعی ۷۶۶ گریہ وزاری

جو روتے ہیں دفترِ گناہ دھوتے ہیں
پر فاطمہؑ کی طرح سے کم روتے ہیں
گرمی کے سبب نہیں عرق کا یہ وفور
کم روتے ہیں سو شرم سے تر ہوتے ہیں

اعتقادی رباعی ۷۶۷ گریہ وزاری

جو شیعہ ہیں آقاؑ کے لیے روتے ہیں
قربانِ حسینؑ ابن علیؑ ہوتے ہیں
شبیرؑ کی بھوک پیاس جن کو ہے یاد
کم کھاتے ہیں کم پیتے ہیں کم سوتے ہیں

اعتقادی رباعی ۷۶۸ گریہ وزاری

گرمی کی قلق شیعہ سہے جاتے ہیں
پہ آنکھ سے رونے کو کہے جاتے ہیں
سمجھو نہ پسینہ یہ ہے سرکارِ حسینؑ
پانی ہوکر گناہ بہے جاتے ہیں

اعتقادی رباعی ۷۶۹ گریہ وزاری

رونا سبب معرفتِ عقبیٰ ہے
رولو جو محبت کا تمھیں دعویٰ ہے
اب آج سے تا روزِ قیامت یارو
یہ مجلسیں ماتم کی ہیں اور زہراؑ ہے

اعتقادی رباعی ۷۷۰ اشکِ عزا/گریہ

آنکھیں ہیں غمِ شاہؑ میں رونے کے لیے
دل حق نے دیا ملول ہونے کے لیے
دھوتے ہیں ہر اک شئے کو پانی سے مگر
آنسو ہیں فقط گناہ دھونے کے لیے

اعتقادی رباعی ۷۷۱ گریہ/محرم

شبیرؑ کا حشر تک ہے ماتم باقی
روز زیست کا عرصہ ہے بہت کم باقی
ہے کوششِ گریہ اہلِ ماتم کو ضرور
اب نصف ہے عشرۂ محرم باقی

مذہبی رباعی-اعتقادی رباعی ۷۷۲ اشکِ عزا

شہؑ بولے اگر زخموں سے بے دم ہوں گے
منّت کشِ مرہم نہ کبھی ہم ہوں گے
روئیں گے مرے غم میں جو مومن مجھ کو
اشک اُن کے مرے زخموں کے مرہم ہوں گے

لغات: منت کش = 1۔ احسان مند، 2۔ محاورے = بے دم ہونا، مرجانا، زخم کا مرہم ہونا، ہمدرد اور درد کو کم کرنا، 3۔ صنعت ضرب لیح = شہ۔ گے، 4۔ تلمیح = شہؑ، مومن، 5۔ صنعت تنسیق الصفات = زخم، مرہم، بے دم، 6۔ مصرعہ چہارم صنعت ارصاد میں ہے، 7۔ چوتھا مصرعہ صنعت تعلیل میں ہے۔

مذہبی/اعتقادی رباعی ۷۷۳ اشکِ عزا

گوہر قطروں کو ابرِ نیساں کردے
سر سبز ہر اک باغ کو باراں کردے
پر ابرِ غم شہؑ سے جو برسے اک اشک
وہ صاف ہر اک نامۂ عصیاں کردے

لغات: ا۔ گوہر = موتی، ب۔ نیساں = وہ بارش جس سے موتی بنتے ہیں، نامۂ = عصیاں = گناہ
2۔ جدید ترکیب = ابرِ غم، 3۔ تلمیح = ابر نیساں، نامہ عصیاں، شہ
4۔ مراعات النظیر = گوہر قطروں، ابر نیساں، باراں، 5۔ مراعات النظیر = ابر، برسے، 6۔ مصرعہ چہارم
صنعت مذہب کلامی میں ہے۔

اعتقادی رباعی ۷۷۴ اشکِ عزا

آنسو کہ دُر و لعل میں چیدہ یہ ہے
ہم ذاکروں کا عین عقیدہ یہ ہے
یاں آبرو اس سے ہے قیامت میں نجات
چشمِ بد دور نور دیدہ یہ ہے

لغات: ا۔ الف۔ دُر= موتی، ب۔ لعل= قیمتی پتھر، ج= چیدہ= ممتاز، د= عین= بالکل، ہ= دیدہ= دیکھا ہوا،
2۔ محاورات= چیدہ ہونا= ممتاز ہونا، عین عقیدہ= بالکل عقیدہ، چشم بد دور= نظر اتارنا، 3۔ صنعت مراعات النظیر= چشم، نور، دیدہ،
4۔ مصرعہ سوم صنعت جمع میں ہے۔

اعتقادی رباعی ۷۷۵ اشکِ عزا

اک اشک پہ حق جُرمِ کبیرہ بخشے
مردم کو ثواب کا ذخیرہ بخشے
جو روئے غمِ اکبرؑ و اصغرؑ میں یہاں
غفار صغیرہ و کبیرہ بخشے

لغات: ا۔ الف۔ کبیرہ= بڑا، ب= مردم= لوگوں، ج= غفار= خدا معاف کرنے والا، 2۔ تلمیح= صغیرہ کبیرہ سے مراد گناہ صغیرہ اور کبیرہ ہیں۔ 3۔ تنسیق الصفات= غفار، صغیرہ، کبیرہ، 4۔ صنعت تجنیس تام= مردم سے مراد پتلی آنکھ اور لوگ ہیں، 5۔ صنعت تضمین المزدوج= اکبر، اصغر، صغیرہ، کبیرہ۔

اعتقادی رباعی ۷۷۶ اشکِ عزا

آنسو جو رواں دیدۂ غم سے ہوئیں
دل گرم فغاں سوزشِ دل سے ہوئیں
اشکوں میں ملے آہ کے بجلی کے شرر
اس نور کے کتی میں یہ کشتی ہوئیں

اعتقادی رباعی ۷۷۷ اشکِ عزا

عصیاں کے یہ اشک شست و شو کرتے ہیں
ایماں کی زیادہ آبرو کرتے ہیں
امیدِ قبول پہ نماز و روزہ
ان اشکوں کے پانی سے وضو کرتے ہیں

اعتقادی رباعی ۷۷۸ اشکِ عزا

کیا لوگوں نے ماتم کے مزے لوٹے ہیں
ثابت ہو ولا شیشۂ دل ٹوٹے ہیں
یاں اشکِ ریائی کی بھی قیمت ہے بہشت
موتی سچے ہیں جوہری جھوٹے ہیں

اعتقادی رباعی ۷۷۹ اشکِ عزا

یا شاہِ امم جنسِ گناہ لایا ہوں
سوغات عجب پیشِ نگاہ لایا ہوں
دو حکم کہ شیعوں کے بہیں اشکِ سفید
دھونے کو میں دفترِ سیاہ لایا ہوں

اعتقادی رباعی ۷۸۰ اشکِ عزا

کیوں شیعہ نہ محفل میں کریں شیون و شین
ہے صرفِ نگاہ فاطمہؑ کا نور العین
مردم کے مژہ اشکوں سے ہے سلکِ گہر
واللہ پلک نواز ہے چشمِ حسینؑ

اعتقادی رباعی ۷۸۱ اشکِ عزا

یوں روؤ کہ نیساں پہ شرف لے جاؤ
تحفہ محفل کا ہر طرف لے جاؤ
بزم شہؑ کربلا میں گریاں ہوکر
دامن میں بھرے دُرِّ نجف لے جاؤ

اعتقادی رباعی ۷۸۲ اشکِ عزا

کیا اشکِ عزا بہا ہے ماشاء اللہ
موتی سا چمک رہا ہے ماشاء اللہ
تولا جو نگاہوں میں بہشت اس کا ہے مُول
کیا وزن ہے کیا بہا ہے ماشاء اللہ

اعتقادی رباعی ۷۸۳ اشکِ عزا

آنسو نہیں سلکِ گُہرِ غم ہیں یہ
اور آبروے مجلسِ ماتم ہیں یہ
ان اشکوں کو گوہر سے بھلا کیا نسبت
زخمِ تنِ شبیرؑ کے مرہم ہیں یہ

صنعت استتباع ۔ تیسرا اور چوتھا مصرعہ اسی صنعت میں ہے

اعتقادی رباعی ۷۸۴ اشکِ عزا

بارانِ شرر آہ سے شرماتا ہے
اس سے رُخِ دوزخ پہ عرق آتا ہے
اس اشک کے قطرے میں ہے آتش کا خواص
دریائے گناہ خشک ہوا جاتا ہے

اعتقادی رباعی ۷۸۵ اشکِ عزا/ماتم

اس غم میں بہایا نہ اگر خونِ جگر، ہے نادانی
ہونا ہے جو سرخ رُو قیامت میں تو کر خوں افشانی
ہے تیغِ غمِ شاہ کا کشتہ اکسیر ورنہ کفِ خاک
رویا جو غمِ شہؑ میں تو آنسو ہیں گُہر ورنہ پانی

اعتقادی رباعی ۷۸۶ اشکِ عزا

مجلسِ ماتمِ شبیرؑ میں جو روتا ہے
اُس کی ہر فردِ گناہ آپ خدا دھوتا ہے
اور حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ ہر قطرۂ اشک
مرہمِ زخمِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہوتا ہے

اعتقادی رباعی ۷۸۷ اشکِ عزا

اشکِ غمِ شہؑ سے چشمِ تر روشن ہے
پانی سے چراغ کس قدر روشن ہے
دل میں ہے مکیں مہرِ نبوتؐ کا نگین
خاتم کے نگینے سے یہ گھر روشن ہے

اعتقادی رباعی ۷۸۸ اشکِ عزا

ان روزوں بہاؤ اشک چشمِ تر سے
مملو صدف بزم کرو گوہر سے
نو روز محرم میں ہوا ہے امسال
چہلم میں ضرورت ہے کہ نیساں بر سے

اعتقادی رباعی ۷۸۹ اشکِ عزا

الفت ہے جو ابنِ ساقیِ کوثر سے
کوثر کے بہاؤ چشمے تر سے
یوں روؤ دُر بحر امامت کے لیے
مردم کو یقیں ہو صاف موتی برسے

اعتقادی رباعی ۷۹۰ اشکِ عزا

ہر چشم یہ کہتی ہے خوشا حال مرا
ہے اشک عزا اخترِ اقبال مرا
آنسو کرتا ہے تارِ مژگاں پہ یہ فخر
میں دُرِ نجف ہوں اور ہے یہ بال مرا

لغات: 1۔ اخترِ اقبال = قسمت کا ستارہ، ب = تارِ مژگاں = پلک، ج = دُرِ نجف = قیمتی سفید پتھر - نجیب - اصلی سید -، د = بال = وہ باریک تاگا جو قیمتی پتھروں اور موتیوں کو پروتا ہے - بچے،
2۔ صنعت حسن تعلیل = درِ نجف اور بال - آنسو اور پلک، 3۔ تلمیح = دُرِ نجف - اشک عزا،
4۔ صنعت مراعات النظیر = آنسو - مژگان - چشم، اشک، 5۔ نادر استعارہ = اخترِ اقبال، درِ نجف۔

اعتقادی رباعی ۷۹۱ اشکِ عزا

کیا فخر ہے نیساں جو گہر بار ہوا
اک سال میں ہر قطرہ دُر اک بار ہوا
اپنی ہے یہ آبرو کہ بہرِ شبیرؑ
جب روئے تو آنسو دُر شہوار ہوا

لغات: ا۔ نیساں = وہ بارش جس سے موتی بنتے ہیں، ب۔ گہر بار = موتیاں لٹانے والا، ج۔ دُر = موتی، د۔ دُر شہوار = بڑا اچھا موتی، 2۔ عمدہ مضمون، 3۔ صنعت مراعات النظیر = نیساں، گہر، دُر، 4۔ صنعت مراعات النظیر = روئے۔ آنسو، 5۔ صنعت تفریع = کیا۔ ہوا۔

اعتقادی رباعی ۷۹۲ اشکِ عزا

اک اشک سے استخوان گناہ کے گھل جائیں گے
عصیاں میزانِ مغفرت میں تُل جائیں گے
کس نیند میں سوتے ہیں یہ احباب دبیرؔ
دیکھیں جو ثواب گریہ آنکھیں کھل جائیں گے

لغات: ا۔ استخوان = ہڈی، ب۔ عصیاں = گناہ، ج۔ میزان = ترازو، د۔ مغفرت = بخشش، ہ۔ گریہ = رونا، 2۔ محاورے = گناہ گھل جانا یعنی گناہ بخش دیے جانا۔ ب۔ آنکھیں کھل جانا یعنی معلوم ہونا، 3۔ صنعت مبالغہ کی عمدہ مثال مصرعۂ اول ہے، 4۔ صنعت تنسیق الصفات نیند، سوتے، آنکھیں کھل جانا، 5۔ صفت سوالیہ میں مصرعۂ سوم ہے۔

اعتقادی رباعی ۷۹۳ اشک عزا

کلکِ رقم دفترِ غم رکھتے ہیں
تسبیح بھی ہم ہاتھ میں کم رکھتے ہیں
ہیں ابنِ ابو ترابؑ پر اشک افشاں
یہ سبحۂ خاک پاک ہم رکھتے ہیں

لغات: ا۔ کلک = قلم، ب = رقم = لکھنے کا، ج = اشک افشاں = آنسو بہانے والے، د۔ سبحۂ خاک = مٹی کی بنی ہوئی تسبیح، 2 = مصرعِ دوم روزمرہ کی مثال ہے، 3 ۔ صنعت تضمین المزدوج = رقم قلم، ہم، کم، خاک پاک، 4 ۔ صنعت تفریع = ہیں۔ ہیں، 5 ۔ عمدہ مضمون، 6 ۔ تلمیح - تسبیح، ابن ابوترابؑ سے مراد امام حسینؑ، سبحۂ خاک، 7 ۔ صنعت مراعات النظیر = کلک، دفتر، رقم۔

اعتقادی رباعی ۷۹۴ اشکِ عزا / داغ ماتم

اس رنج میں جو داغِ جگر رکھتے ہیں
وہ آتشِ دوزخ کی سپر رکھتے ہیں
رونے کی سند کے لیے مومن تا حشر
داماں میں اشکوں کے گہر رکھتے ہیں

لغات: ا۔ سپر = ڈھال، ب۔ داماں = دامن (جمع)، ج۔ گہر = موتی، 2 ۔ محاورہ = داغ جگر سے مراد شہدا کے غم کا زخم ہے۔ 3۔ صنعت ضریع = اس - ہیں۔ 4 ۔ مراعات النظیر = رنج، داغ، آتش، جگر، 5 ۔ تلمیح = داغ جگر، دوزخ، مومن۔

اعتقادی رباعی ۷۹۵ اشکِ عزا/داغ ماتم

سوز غم شہؑ میں داغ داغ آنکھیں ہیں
دل لختِ جگر ہیں باغ باغ آنکھیں ہیں
چشمِ بد دور چشمِ ماتم ہے نور
آنسو روغن ہے اور چراغ آنکھیں ہیں

لغات: ا۔ سوز = جلن، ب۔ داغ = زخم، ج۔ لخت = ٹکڑے، د۔ روغن = تیل، 2۔ محاورات، ا۔ داغ ہونا = گرم ہونا، ب = باغ باغ ہونا = خوش ہونا، ج = چشم بددور، نذر اتروانا، 3۔ تلمیح = شہ سے مراد امام حسینؑ، 4۔ صنعت تکرار = داغ داغ، باغ باغ،
5۔ صنعت مراعات النظیر = آنکھیں، دل، جگر، 6۔ صنعت مراعات النظیر = چشم، نور، آنسو، آنکھیں، 7۔ عمدہ مضمون، 8۔ جدید ترکیب = چشم ماتم، 9۔ آخری مصرعہ صنعت ادعا میں ہے۔ 10۔ صنعت تنسیق الصفات = روغن، نور، چراغ

اعتقادی رباعی ۷۹۶ اشکِ عزا

اے مومنو گر پاسِ مسلمانی ہے
لازم غمِ شبیرؑ میں طغیانی ہے
اس مجلسِ ماتم میں کرو اشک رواں
زہراؑ و علیؑ کی یہی مہمانی ہے

لغات: ا۔ پاس = لحاظ، 2۔ روزمرہ میں چوتھا مصرعہ ہے، 3۔ پہلا مصرعہ صفت سوالیہ ہے، 4۔ صنعت ضریع = اے۔ ہے، 5۔ صنعت تنسیق الصفات = مجلس، ماتم، اشک، زہراؑ علیؑ، 6۔ صنعت مذہب کلامی = پہلا اور دوسرا شعر اس کی مثال ہے۔

اعتقادی رباعی ۷۹۷ اشکِ عزا

اے مومنو ہیں اشک جو چشمِ تر میں
کب دُرِّ یتیم ایسے ہیں بحر و بر میں
زہراؑ سے ان آنسوؤں کا پوچھو رتبہ
ان موتیوں کو بھرتی ہے وہ چادر میں

لغات: ا- دُرِّ یتیم = موتی، سیپ کا پیٹ کاٹ کر نکالتے ہیں، ب- بحر و بر = سمندر اور خشکی، 2- صنعت تضاد = بحر و بر، 3- صنعت مراعات النظیر = اشک، چشم، تر، دُرّ، 3- روز مرّہ - تیسرا اور چوتھا مصرعہ عمدہ مثال ہے، 4- صنعت سوالیہ = مصرعہ دوم، 5- محاورہ = موتیوں سے بھرنا، 6- تلمیح - مومنو، دریتیم، زہراؑ

اعتقادی رباعی ۷۹۸ اشکِ عزا

جو چشم یہاں اشک فشاں ہوتی ہے
یہ کہہ کے نبیؐ سے فاطمہؑ روتی ہے
اس چشم کو اس اشک کو دیکھو بابا
کیا خوب صدف ہے اور کیا موتی ہے

لغات: ا- اشک فشاں = آنسو بہانا، ب- صدف = سیپی، تلمیح = نبیؐ، فاطمہؑ، 3- جدید ترکیب = اشک فشاں، 4- صنعت لف و نشر مرتب = چشم، صدف - اشک، موتی، 5- صنعت مراعات النظیر = چشم، اشک، روتی - صدف موتی، 6- استعارے = چشم صدف، اشک موتی

اعتقادی رباعی ۷۹۹ اشکِ عزا

گریاں غم شہ میں کربلا ہوتی ہے
گرد اس کے دُر اشک سے ہر موتی ہے
ہیں دانۂ اشک دانہ ہائے تسبیح
خاک ابنِ ابو ترابؑ کو روتی ہے

لغات: ا= گریاں - رونا، ب - دُر = موتی، ج - گرد = اطراف، 2- تلمیح = کربلا، تسبیح، ابو ترابؑ، 3- صنعت تنسیق الصفات = غم شہ، کربلا، اشک، 4- صنعت تکرار - دانہ، 5- ترجمۃ اللفظ = خاک - تراب، دُر، موتی، 6= نادر مضمون،

اعتقادی رباعی ۸۰۰ اشکِ عزا

اس بزم میں جو چشم کو نم ناک کرے
تحسین اُسے سیّدِ لولاکؐ کرے
ہو چشم کو آبرو یہ رونے میں جنھیں
چادر سے جنابِ فاطمہؑ پاک کرے

لغات: ا- تحسین = شاباش، 2- تلمیح = سیّدِ لولاک سے مراد حضرت محمدؐ ہیں، فاطمہؑ

اعتقادی رباعی ۸۰۱ اشکِ عزا

یاں اشک سے تر جس کی پلک ہوجائے
رتبہ میں زمیں ہو تو فلک ہوجائے
مردہ ہو مسیح گر پھرے گردِ ضریح
پروانہ ہما، ہما فلک ہوجائے

لغات: ا- مسیح = زندہ، ب- ہما = فرضی پرندہ، 2- تلمیح = مسیح، ضریح، ہما، 3- صنعت مبالغہ میں دوسرا، تیسرا اور چوتھا مصرعہ ہے، 4- صنعت تضاد = زمیں - فلک، مردہ، مسیح، 5- صنعت تکرار = ہما ہما، 6- صنعت استجاع، پروانہ ہما ہما فلک ہوجائے۔

اعتقادی رباعی ۸۰۲ اشکِ عزا

یہ بزمِ عزائے پسرِ زہراؑ ہے
بیٹھو با ادب یاں گزرِ زہراؑ ہے
چادر سے ہر اک کے اشک کرتی ہیں پاک
ہر چشم کے اوپر نظرِ زہراؑ ہے

لغات: 1- تلمیح = زہراؑ، عزا، پسرِ زہراؑ، 2- صنعت مراعات النظیر = اشک، چشم، نظر، 3- صنعت ضریع = ہے - ہے۔

اعتقادی رباعی ۸۰۳ اشکِ عزا

انساں یہاں آئے تو مَلک بن جائے
مجلس کی زمیں رشکِ فلک بن جائے
مردم ثمرِ علیؑ کو روئیں جو یہاں
تسبیح دُرِ نجف پلک بن جائے

لغات: ا= رشکِ فلک = رقیبِ فلک، ب= مردم = لوگ، ج= دُرِ نجف = قیمتی پتھر، 2- تلمیح = ملک، ثمرِ علی سے مراد امام حسینؑ، تسبیح، دُرِ نجف، 3- عمدہ مضمون، 4- تضاد زمیں- فلک، انسان، ملک

اعتقادی رباعی ۸۰۴ اشکِ عزا

گر بارشِ اشک ہر طرف ہوجائے
نو روز کا نیساں کا شرف ہوجائے
نکلیں صدف چشم سے یہ دُر نجف
بزم شہِ کربلا نجف ہوجائے

لغات: 1۔ الف = نیساں = بارش جس سے موتی بنتے ہیں۔ ب۔ صدف = سیپی۔ ج = دُرِ نجف قیمتی سفید پتھر 2. تلمیح = کربلا، نجف، نوروز، نیساں 3. صنعت شبہ اشتقاق = نجف، دُر نجف۔ 4. جدید تراکیب = بارشِ اشک، صدفِ چشم۔ 5. صنعت سوالیہ و جواب، مصرعہ اول و دوم اس کی مثال ہے۔ 6. صنعت مراعات النظیر = بارش، نوروز نیساں، صدف، دُر

اعتقادی رباعی ۸۰۵ اشکِ عزا

چھائی ہے گھٹا دل پہ غمِ سرورؑ سے
دل ابر کا پانی ہوا چشمِ تر سے
آنسو جو گرے پلک سے چلّایا رعد
کیا دُر سفید ابرِ سیہ سے برسے

لغات: 1۔ الف۔ رعد= کڑک، ب۔ دُر= موتی ج۔ ابرِ سیہ= کالی گھٹا۔ 2۔ محاورے= دل پہ گھٹا چھانا یعنی دل سے غم سے متاثر ہونا۔ دل کا پانی ہونا یعنی غمگین ہونا۔ 3۔ صنعت حسنِ تعلیل= چلایا رعد اور دُرِ سفید ابرِ سیاہ سے گرنا۔ 4۔ صنعت مراعات النظیر = آنسو، پلک۔ گھٹا، ابر، پانی

اعتقادی رباعی ۸۰۶ اشکِ عزا

گھر سے کوئی اس طیش میں کیونکر نکلے
نکلے تو وہ سب عاشقِ حیدرؑ نکلے
اس لو میں ملا گوشۂ دامانِ رسولؐ
شیعوں کے جو طفلِ اشک باہر نکلے

لغات: 1۔ الف طیش= غصہ اور جوش میں۔ ب= طفل= بچے ج۔ لو= جوشِ محبت۔ د= گوشہ۔ کونا
2۔ عمدہ اور اچھوتا مضمون۔ 3۔ تلمیح= حیدرؑ، رسول، شیعوں، اشک۔ 4۔ جدید ترکیب= طفلِ اشک۔ 5۔ صنعت رد العجز علی الابتداء مع التکرار= مصرعِ دوم نکلے نہ نکلے۔ 6۔ صنعت تقارب النظیر= مصرعِ اول دوم۔ نکلے۔ نکلے۔ 7۔ صنعت مذہب کلام۔ مصرعہ چہارم عمدہ مثال ہے۔

اعتقادی رباعی ۸۰۷ اشکِ عزا

جب اشک یہاں پلک سے ڈھل جاتا ہے
واں نارِ سقر کا دم نکل جاتا ہے
گر نالۂ سرد اہلِ ماتم کھینچیں
موسم ابھی گرمی کا بدل جاتا ہے

لغات: 1۔ الف۔ نار = آگ ب۔ سقر = دوزخ۔ ج = نالہ = آہ۔ 2. محاورے۔ دم نکلنا = خوف زدہ ہونا۔ مرجانا۔ تلمیح = سقر، اہلِ ماتم۔ 3. صنعت تضاد = سرد = گرمی۔ 4. صنعت تنسیق الصفات۔ = موسم، گرمی، سرد۔ اشک، پلک۔ 5. صنعت مبالغہ مصرعہ سوم اور چہارم اسی صنعت میں ہے۔

اعتقادی رباعی ۸۰۸ اشکِ عزا

ہر اک سفید ہے بہ از لال مرا
سرسبز ہوا مزرعِ اعمال مرا
ہر چشم یہ کہتی ہے زہے کودکِ اشک
دامن میں لیا فاطمہؑ نے لال مرا

لغات: 1۔ الف = لال۔ لعل۔ ب = مزرع = فصل۔ ج۔ کودک = بچہ۔ د۔ زہے = خوش نصیب۔ 2. صنعت تجنیس تام = لال یعنی سرخ۔ بیٹا۔ لعل 3. صنعت طباق تدبیج = سفید، لال، سبز۔ 4. محاورہ۔ سرسبز ہونا۔ 5. محاورہ = زہے نصیب۔ 6. محاورہ دامن میں لینا۔ 6. صنعت مراعات النظیر = چشم، اشک۔ 7. جدید ترکیب = مزرع اعمال

اعتقادی رباعی ۸۱۲ اشکِ عزا

گھر خلد میں مجلسوں کے جانے سے ملا
قصرِ گہر اشکوں کے بہانے سے ملا
ہر چشم کے چشمے سے ہے جاری یہ صدا
کوثر مردم کو اس بہانے سے ملا

لغات: 1۔ الف۔ خلد = بہشت۔ ب۔ قصرِ گہر = موتیوں کا محل۔ ج۔ چشم = آنکھ۔ 2. صنعت مراعات النظیر = خلد، قصر، گہر، گھر۔ 3. صنعت شبہ اشتقاق = چشم۔ چشمہ۔ 4. صنعت تجنیس تام۔ بہانے۔ - 5. تلمیح = کوثر، خلد۔ 6. عمدہ مضمون ہے۔ شاعر نے چشمہ کے بہتے پانی کی آواز سے مضمون کو رونق دی ہے۔

اعتقادی رباعی ۸۱۳ اشکِ عزا

گو دور ہے دامانِ فلک کا پنکھا
سر پر ہے پرو بال مَلک کا پنکھا
مردم نے جو رونے پہ قناعت کی ہے
پتلی جھلتی ہے یہاں پلک کا پنکھا

لغات: 1. عمدہ اور نادر مضمون ہے۔ 2. دامانِ فلک کے پنکھے سے مراد ”ہوا“ ہے۔ 3. پلک کا پنکھا مرزا صاحب کی ایجاد ہے۔ 4. صنعت تجنیس تام = مردم یعنی لوگ یا پتلی آنکھ کی۔ 5. صنعت مذہب کلامی میں تیسرا اور چوتھا مصرعہ ہے۔ 6. صنعت مراعات النظیر = مردم، رونے، پتلی، پلک، سر، پر، بال، ملک۔ 7. صنعت حسن تعلیل میں چوتھا مصرعہ ہے۔

اعتقادی رباعی ۸۱۴ اشکِ عزا

ہیئت کو بدل عزا کی تشریح یہ ہے
رو شور سے اخلاص کی توضیح یہ ہے
لے نامِ حسینؑ اور گرا دانۂ اشک
حقاً کہ امامؑ وہ ہے تسبیح یہ ہے

لغات: 1۔ الف۔ ہیئت = صورت شکل۔ ب = اخلاص۔ خلوص۔ ج۔ توضیح = تشریح۔ 2. عمدہ مضمون۔ 3. صنعت ضریح = لے۔ ہے۔ 4. صنعت مراعات النظیر = دانہ، امام، تسبیح۔

اعتقادی رباعی ۸۱۵ اشکِ عزا

آباد ہے سرکارِ حسینؑ ابن علیؑ
بیٹھے ہیں عزادارِ حسینؑ ابنِ علیؑ
کہتے ہیں مَلک چن کے ہر اک گوہر اشک
دُربار ہے دربارِ حسینؑ ابن علیؑ

لغات: 1۔ الف۔ سرکار = حکومت، سلطنت۔ ب = گوہر = موتی ج = دربار = موتی بکھرنے والا۔ 2. تلمیح۔ حسینؑ ابن علیؑ۔ عزادار۔ 3 صنعت تجنیس = دُربار۔ دربار۔ 4. صنعت مراعات النظیر ۔ گوہر، دُربار، گوہر 5. صنعت شبہ اشتقاق = دُربار دربار۔

اعتقادی رباعی ۸۱۶ اشکِ عزا

غُرّے سے ہیں وارد بہ بیاباں شبیرؑ
واللہ کہ ہیں مضطر و حیراں شبیرؑ
اے تعزیہ دارو نذر دے لو دُرِ اشک
کل چار دن اب اور ہیں مہماں شبیرؑ

لغات: 1. الف۔ غرہ = پہلی کا چاند۔ ب۔ وارد = داخل ہوئے۔ ج۔ مضطر = بے چین۔ د۔ تعزیہ دارو = عزا دارو۔ دُر۔ موتی۔ 2. محاورہ = نذر دینا۔ 3. تلمیح = شبیرؑ، تعزیہ دار

اعتقادی رباعی ۸۱۷ اشکِ عزا

شیعہ جو یہاں صرفِ گہر باری ہیں
مقبول جنابِ خالق باری ہیں
پہلے درِ فردوس میں پائیں گے یہ بار
شاہنشہؐ کونین کے درباری ہیں

لغات: 1. الف۔ صرف = مشغول۔ ب۔ گہر باری = موتی برسانے والے۔ ج = مقبول۔ پسندیدہ۔ 2. تلمیح = شاہنشہؐ کونین سے مراد حضرت رسول خدا ہیں۔ شیعہ، خالق باری، فردوس۔ 3. عمدہ قافیہ بندی ہے ہر ایک کے معنی جدا ہیں۔

اعتقادی رباعی ۸۱۸ اشکِ عزا

واجب ہے عزائے شاہِ دیں کی توقیر
ہر آہ میں ملتا ہے ثوابِ تکبیر
کیا خوب عبادت ہے کہ زیرِ منبر
ہو اشک کی تسبیح پہ ذکرِ شبیرؑ

لغات: 1. الف۔ توقیر = عزت۔ 2. تلمیح = عزائے شاہ دیں، تکبیر۔ 3. نادر عمدہ مضمون تیسرا اور چوتھا مصرعہ ہے۔ 4. مراعات النظیر = عبادت، منبر، اشک، تسبیح، ذکر شبیرؑ 5. صنعت تنسیق الصفات = عزا، شاہ دیں، آہ، ثواب، تکبیر

اعتقادی رباعی ۸۱۹ اشکِ عزا

موجود ہیں سامعین ذاکر حاضر
ہے عفو خدا گناہ کے خاطر حاضر
یاں جس دُر امید کی ہوتی تھی تلاش
کہتا ہے نکل کے اشک حاضر حاضر

لغات: 1. الف۔ ذاکر = منبر پر ذکر کرنے والا۔ ب = سامعین = سننے والا۔ ج = عفو خدا = خدا کی بخشش۔ د = دُر = موتی 2. جدید ترکیب = دُرِ امید 3. صنعت تکرار = حاضر حاضر 4. تضاد = عفو۔ گناہ

مذہبی/اعتقادی رباعی ۸۲۰ اشکِ عزا

فردوس میں گھر علیؑ کے در سے پایا
در علم نبی کا حق کے گھر سے پایا
اللہ رے آبروئے اشک ماتم
گھر موتی کا ہم نے اس گہر سے پایا

لغات: 1. الف۔ فردوس = جنت۔ ب = گہر = موتی۔ ج۔ در = دروازہ 2. تلمیح۔ درِ علم نبی سے مراد حضرت علیؑ ہیں معروف حدیث ''میں شہرِ علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔ حق کا گھر سے مراد کعبہ ہے۔ 3. صنعت ترجمہ اللفظ = موتی۔ گہر

مذہبی/اعتقادی رباعی ۸۲۱ اشکِ عزا

شبیرؑ ہوئے ہیں کربلا میں جو ذبیح
سو عقدۂ غم خاک کے دل میں ہے صریح
روتی ہے زمین کربلا حضرتؑ کو
ہیں دانہ اشک دانہ ہائے تسبیح

لغات: 1. الف۔ ذبیح = قتل۔ شہید۔ ب۔ عقدۂ غم = مسائلِ غم۔ ج۔ صریح = آشکار۔ 2. تلمیح۔ ذبیح سے مراد حضرت اسماعیل اور شہید کے ہیں۔ تسبیح کربلا۔ 3. نادر مضمون۔ 4. صنعت حسن تعلیل۔ دانہ اشک دانہ ہائے تسبیح۔ 5. صنعت تنسیق الصفات۔ شبیرؑ، کربلا، ذبیح، غم

اعتقادی رباعی ۸۲۲ اشکِ عزا

دم سینے سے الوداع کہہ جائے گا
سیلاب فنا سے تن بھی بہہ جائے گا
اس مزرع ماتم میں گرا دانۂ اشک
بو تخم نکوئی کہ یہ رہ جائے گا

لغات: 1۔ الف۔ الوداع = رخصت ہونا۔ ب۔ فنا = ختم ہونا۔ ج۔ مزرع = کھیتی۔ د۔ تخم = بیج۔ نکوئی = نیکی۔ 2۔ جدید ترکیب = سیلاب فنا، دانۂ اشک، تخم نکوئی۔ 3۔ جدید عمدہ مضمون۔ 4۔ صنعت مراعات النظیر = دم۔ سینے۔ تن۔ مزرع، دانہ، تخم، مزرع ماتم

اعتقادی رباعی ۸۲۳ اشکِ عزا

ہنگامہ قیامت کا غضب لائے گا
بے گانہ پسر باپ سے ہوجائے گا
پَر اشک سے ہوئے گی نجاتِ مردم
محشر میں یہ نور چشم کام آئے گا

لغات: 1۔ الف۔ مردم = لوگ۔ ب۔ نورچشم = بیٹا۔ 2۔ روزہ مرہ = چوتھا مصرعہ عمدہ مثال ہے۔ 3۔ صنعت مراعات النظیر = اشک، مردم، نورچشم۔ 4۔ استعارہ = نورچشم

اعتقادی رباعی (۸۲۴) اشکِ عزا

ہر شیعہ گہر بار یہ ماتم میں ہوا
عالم نیساں کا سارے عالم میں ہوا
نیساں کو مقابلے میں پایا جو خجل
نو روز نہ امسال محرّم میں ہوا

لغات: 1. الف۔ گہربار = موتی برسانے والا۔ ب۔ نیساں = بارش جس سے موتی بنتے ہیں۔ ج۔ خجل = شرمندہ۔ د۔ نوروز = نیا سال جو بہار کے آغاز پر شروع ہوتا ہے۔ 2. صنعت مراعات النظیر = نوروز۔ نیساں۔ 3. یہ رباعی اُس سال کی ہے جب عشرہ محرم کے دوران نوروز آیا اور منایا نہیں گیا۔ تلمیح = محرم۔ نوروز۔ نیساں۔ شیعہ۔ ماتم۔

اعتقادی رباعی (۸۲۵) اشکِ عزا

دریائے ثواب میں تلاطم کیسا
مجلس میں تاخّر و تقدّم کیسا
باقی ہے غبار اشک باروں میں دبیر
ہوتے ہوئے پانی کے تیمّم کیسا

لغات: 1. الف = تاخر = تاخیر۔ ب۔ تقدم = سبقت۔ ج۔ تلاطم = طوفان۔ د۔ اشک باروں = آنسو بہانے والے۔ 2. تلمیح۔ مجلس (مجلس عزا) تیمم (وضو کے بدلے خاک ملنا) 3. جدید ترکیب = دریائے ثواب۔ 4 صنعت سوالیہ میں پہلے دو مصرعے ہیں۔ 5. نادر مضمون ہے۔ شاعر کہتا ہے ابھی اشک باروں کی آنکھوں میں غبار ہے اس لیے اور آنسو بہانا چاہیے۔ 6. صنعت تضاد = تاخر۔ تقدم۔ 7. صنعت مراعات النظیر۔ دریا۔ تلاطم۔ غبار۔ تیمم۔ اشک۔ پانی وغیرہ۔

اعتقادی رباعی ۸۲۶ اشکِ عزا

غفلت غمِ شاہؑ میں ندامت یہ ہے
ماتم سے نہ ہو حشر قیامت یہ ہے
کہتے ہیں مَلک شیشے میں بھر کر دُرِ اشک
مومن کی نشانی و علامت یہ ہے

اعتقادی رباعی ۸۲۷ اشکِ عزا

رُو عشقِ حسینؑ میں محبت یہ ہے
محشر میں وسیلۂ شفاعت یہ ہے
سمجھو گہرِ اشک کو یارو نہ حقیر
فردوس کی روزِ حشر قیمت یہ ہے

مذہبی/اعتقادی رباعی ۸۲۸ اشکِ عزا

اے تربتِ پاک دم تیرا بھرتے ہیں
کشتۂ اکسیر کی ہوس کرتے ہیں
کھل جاتا ہے عشق آگے انشاء اللہ
اے خاکِ شفا تجھی پہ ہم مرتے ہیں

اعتقادی رباعی ۸۲۹ داغِ ماتم

سینے میں گل داغ ہیں خرمن خرمن
سوزِ غمِ شہؑ دل میں ہے گلخن گلخن
چشموں میں ہے جوشِ گریہ دریا دریا
موتی ہیں بجائے اشک دامن دامن

اعتقادی رباعی ۸۳۰ داغِ ماتم

دل میں غمِ شبیرؑ کا داغ ایسا ہو
جو بلبلِ سدرہ کہے غم ایسا ہو
تا حشر ہے روشنیِ داغِ شبیرؑ
مرقد میں اگر ہو تو چراغ ایسا ہو

اعتقادی رباعی ۸۳۱ داغِ ماتم

داغِ غمِ شاہؑ سا پھول طوبا میں نہیں
اس اشک کی آب و تاب دریا میں نہیں
یاں جل کے جگر بنتا ہے کافورِ بہشت
آدھا یہ شرف عنبرِ سارا میں نہیں

لغات: عنبر سارا = خالص عنبر

اعتقادی رباعی ۸۳۲ داغ ماتم

داغِ پسرِ شاہِ نجف سکّہ ہے
نقدِ دل شیعہ کا شرف سکّہ ہے
سینے پہ محبوں کے ہے ماتم کا نشان
خالص ہے یہ زر دونوں طرف سکّہ ہے

اعتقادی رباعی ۸۳۳ داغ ماتم

رونے کا غم شہؑ میں ہمیں فرماں ہے
دل داغِ عزا سے چمنِ رضواں ہے
ماتم کے لیے سینے پہ زخمِ نشتر
گل یہ بھی ہے لیکن گلِ نافرماں ہے

اعتقادی رباعی ۸۳۴ داغ ماتم

ہر بزم نشیں یوسفِ کنعانی ہے
رضواں کو انھی کے گھر کی دربانی ہے
پریوں کی طرح زیرِ نگیں ہیں حوریں
داغِ غمِ شہؑ مہرِ سلیمانی ہے

اعتقادی رباعی ۸۳۵ داغِ ماتم

چین آج جو کھوؤ گے تو کل پاؤ گے
کوثر دُرِ اشک کے بدل پاؤ گے
بیعانۂ طوبیٰ ہے گلِ داغِ حسینؑ
اس پھول سے روز حشر پھل پاؤ گے

اعتقادی رباعی ۸۳۶ داغِ ماتم

نو روز و محرم کی یہ تحویل ہوئی
نیساں کی چشم تر سے تکمیل ہوئی
روشن ہوا سینے میں نیا داغِ حسین
خورشید کے برج دل میں تحویل ہوئی

اعتقادی رباعی ۸۳۷ داغِ ماتم

حامی جو علیؑ کے لال ہوجائیں گے
لختِ جگر اپنے لعل ہوجائیں گے
طوبیٰ کا ثمر دے گا گلِ داغِ حسینؑ
اس پھول سے سب نہال ہوجائیں گے

اعتقادی رباعی ۸۳۸ داغِ ماتم

محفل میں جو ذکر شہؑ والا نکلے
لازم ہے ہر استخوان سے نالا نکلے
لے جاؤں جو مرقد میں گُلِ داغِ حسینؑ
دل سے نالہ لحد سے لالا نکلے

لغات: لالا = پھول استخواں = ہڈی

اعتقادی رباعی ۸۳۹ داغِ ماتم

نیکی کے سوا بدی کا اثبات نہ ہو
کیا منہ ہے نکرین سے بھی بات نہ ہو
گر دل میں ہو آفتاب داغِ شبیرؑ
تربت میں ہمیشہ دن رہے رات نہ ہو

اعتقادی رباعی ۸۴۰ داغِ ماتم

دیکھے جو نہ اس غم کا شرف کور ہے وہ
ماتم پہ جو مستعد ہو شہ زور ہے وہ
مُردہ ہے وہ دل جس میں نہیں داغِ حسینؑ
جو لب نہ کرے آہ لبِ گور ہے وہ

اعتقادی رباعی ۸۴۱ ۱۶

گو ہم شب و روز صرفِ ماتم ہوئیں
رونے میں بسر لاکھ محرّم ہوئیں
اس درد کا درماں مگر کیا ہے دبیرؔ
دنیا میں نہ ہوں حسینؑ اور ہم ہوئیں

اعتقادی رباعی ۸۴۲ ۱۶

چاہا کہ لباس ترک اس غم میں کریں
یوں غم شہؑ بے کفن کا عالم میں کریں
کچھ عیب نہیں جامۂ عریانی میں
پر جیب نہیں کہ چاک ماتم میں کریں

اعتقادی رباعی ۸۴۳ ۱۶

موجوں کو غم شاہؑ میں بے تابی ہے
ہر چرخ میں آسمان دولابی ہے
کیوں مردمِ دیں دار سیاہ پوش نہ ہوں
ہر بحر کے بر میں جامۂ آبی ہے

صنعت ابہام=مردم (لوگ۔ پتلی)۔ آبی (رنگ۔ پانی)/حسن تعلیل=پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرعہ عمدہ مثالیں ہیں۔
صنعت مذہب کلامی۔ تیسرا اور چوتھا مصرعہ

اعتقادی رباعی ۸۷۴ شفا-صحت

اے مصحفِ آیات شفا ادرکنی
اے عیسیٰؑ درد لا دوا ادرکنی
پابند مرض ہے کتنے روزوں سے دبیرؔ
اے دستِ زبردست خدا ادرکنی

رثائی رباعی ۸۷۵ گریہ وزاری

چاہا جو خضر نے آبِ حیواں کو پیے
حکّامِ خدا اس کو یہ ہاتف نے دیے
اے خضر مبارک ہو یہ پانی اِلّا
پہلے رو لے حسینؑ پیاسے کے لیے

رثائی رباعی ۸۷۶ گریہ وزاری

اے مومنو جب زیرِ زمیں سوئیں گے
کس طرح سے شبیرؑ کو ہم روئیں گے
رولو غمِ سرور میں کہ اک دن یارو
واللہ نہ تم ہوگے نہ ہم ہوئیں گے

رثائی رباعی ۸۷۷ گریہ وزاری

بزمِ غمِ شبیرؑ میں گھبراؤ نہیں
آئے ہو تو بے روئے ہوئے جاؤ نہیں
سر جس نے دیا تمہاری بخشش کے لیے
تم اس کے لیے رونے میں اکتاؤ نہیں

رثائی رباعی ۸۷۸ گریہ وزاری

سب عیش ہیں یاں صَرفِ بکا ہونے میں
بیداری میں یہ لطف ہے نہ سونے میں
کچھ سنتے ہو کیا کہتی ہے روحِ زہراؑ
اے مومنو دو ساتھ مرا رونے میں

رثائی رباعی ۸۷۹ گریہ وزاری

یارو غمِ شہؑ میں جو بُکا کرتے ہو
گم گلشنِ فردوس میں جاکرتے ہو
یادِ شہؑ مظلوم میں تم ہو مشغول
واللہ کہ تم یادِ خدا کرتے ہو

رثائی رباعی ۸۸۰ گریہ وزاری

لازم ہے کہ اربعین میں وہ ماتم ہو
جو حشر دو عالم میں بپا ہر دم ہو
چہلم کے حساب کا خلاصہ یہ ہے
عشرے سے زیادہ چار حصے غم ہو

رثائی رباعی ۸۸۱ گریہ وزاری

رونا ہی بس اس بزم میں زیبندہ ہے
جو چشم نہیں تر وہی شرمندہ ہے
ہے عمر چراغِ سحری رُو اے دل
کیوں منتظرِ مجلسِ آئندہ ہے

رثائی رباعی ۸۸۲ گریہ وزاری

غل گھر میں علیؑ کے نالہ و آہ کا ہے
بیٹوں میں بیاں حیدرِؑ ذی جاہ کا ہے
اے حیدریو بہاؤ تم بھی آنسو
باقی ابھی چہلم اسد اللہ کا ہے

رثائی رباعی ۸۸۳ گریہ وزاری

ماتم سرورؑ کا یاور پائندہ ہے
غمگین وہی دل ہوئے گا جو زندہ ہے
جی بھر کے تم اس بزم میں رولو شہؑ کو
کس کو امید سالِ آئندہ ہے

رثائی رباعی ۸۸۴ گریہ وزاری

ہر شیعہ غمِ شاہؑ میں خود رفتہ ہے
جاں خستہ، جگر شکستہ، دل تفتہ ہے
کیوں کر نہ کڑھیں تعزیہ دارِ چہلم
اک جمعہ کے بعد کیا ہے اک ہفتہ ہے

رثائی رباعی ۸۸۵ گریہ وزاری

روتا ہے جو شاہِ کربلائی کے لیے
اشک اس کا ہے کوثر کی رسائی کے لیے
جب منزلِ اوّل میں وہ کرتا ہے قیام
جنت آتی ہے پیشوائی کے لیے

رثائی رباعی ۸۸۶ گریہ وزاری

سب آئے ہیں رستگار ہونے کے لیے
دل سے عصیاں کے داغ دھونے کے لیے
ہر قطرہ عرق کا چشم تازہ ہے دبیر
مردم ہمہ تن چشم ہیں رونے کے لیے

رثائی رباعی ۸۸۷ گریہ وزاری

عشرۂ عاشور غم اندوز ہے
محفلِ ماتم یہ بس دس روز ہے
اشک آنکھوں سے بہاؤ دوستو
شاہؑ کے غم کا یہ پہلا روز ہے

رثائی رباعی ۸۸۸ گریہ وزاری

محشر میں یہ غم باعثِ آسائش ہے
شیعوں کی اِسی کے لیے پیدائش ہے
ارشاد محبوں کو ہے روئیں ہم پر
شبیرؑ کی کیا قلیل فرمائش ہے

اعتقادی رباعی ۸۵۰ وقارِ عزا

ہر شیعہ زندہ دل پہ آئینہ ہے
مرنا غمِ شہؑ میں بخدا جینا ہے
جس قلب میں اس غم سے نہیں سوز و گداز
مردہ ہے وہ دل خشتِ لحد سینہ ہے

اعتقادی رباعی ۸۵۱ عزادار

توقیر ہے شیعان حیدرؑ کی بڑی
شبیرؑ معین ان کے ہیں ہر ایک گھڑی
سب اہلِ عزا فرش پہ ہیں بیٹھ رہے
زہراؑ پائیں فرش روتی ہے کھڑی

اعتقادی رباعی ۸۵۲ عزادار

بخشے گئے آنسو جو نمودار ہوئے
منہ پیٹے غمِ شہؑ میں تو رو دار ہوئے
رکھی جو سبیل، حق نے کوثر بخشا
ہر وجہ سے شیعہ آبرو دار ہوئے

اعتقادی رباعی ۸۵۳ عزادار

سی پارہ ہے جو دل یہاں قرآں وہ ہے
گریاں ہیں جو آنکھ عینِ عرفاں وہ ہے
اے حصل علیؑ داغ غمِ آل رسولؐ
ہ مہر جسے ملے سلیمانؑ وہ ہے

اعتقادی رباعی ۸۵۴ عزادار

جو سوگ میں سلطانؑ خوش اقبال کے ہے
سائے میں خداوند ذوالافضال کے ہے
بدلا ہے یہ چہلم کی عزا داری کا
وہ ایک برابر چہل ابدال کے ہے

اعتقادی رباعی ۸۵۵ عزادار

چالیس محبّ جہاں میں جس دن ہوں گے
ظاہر تب امامؑ ملک و جن ہوں گے
جو روتے ہیں چہلم تلک ان کے جد کو
چالیس انھیں میں سے وہ مومن ہوں گے

اعتقادی رباعی ۸۵۶ عزادار

چہلم میں جو شہؑ کے شیون و شین کرے
دنیا میں بھی عقبیٰ میں بھی وہ چین کرے
اس چلّہ میں تیر آہ کھینچے جو مدام
تحسین سلطانِ قابِ قوسین کرے

تلمیح = سلطان قاب قوسین سے مراد آنحضرت ہیں۔

اعتقادی رباعی ۸۵۷ عزادار

ہر آن غم شاہِ امم ہے تازہ
زہراؑ کو ہر اک دم یہ الم ہے تازہ
جو لوگ کہ ہیں مومنِ دیندار انھیں
کلمے کی طرح سدا یہ غم ہے تازہ

اعتقادی رباعی ۸۵۸ عزادار

خاتم ہے یہ بزم اور نگیں ہیں شیعہ
خرمن یہ عزا ہے خوشہ چیں ہیں شیعہ
روشن ہیں احادیث سے رتبے ان کے
حقّا کہ ستارۂ زمیں ہیں شیعہ

اعتقادی رباعی ۸۵۹ **عزادار**

جب ساکنِ قبر چار سو اٹھیں گے
کیا کیا نہ غبار کو بکو اٹھیں گے
جو مہر حسینؑ لے گئے ہیں تہہ خاک
مثلِ خورشید سرخ رو اٹھیں گے

اعتقادی رباعی ۸۶۰ **عزادار**

ہے نوحؑ وہی جو نوحہ وہ آہ میں ہے
آدمؑ ہے وہی جو خاک اس راہ میں ہے
کونین کی آبرو ہے حبِّ شبیرؑ
یوسفؑ ہے وہی جو غرق اس چاہ میں ہے

اعتقادی رباعی ۸۶۱ **عزادار**

محبوب ہیں اے عقدہ کشا دوست ترے
ہیں پیشِ خدا نیک خوشا دوست ترے
مصداق تذل من تشا ہیں دشمن
تفسیر تعز من تشا دوست ترے

اعتقادی رباعی ۸۶۲ عزادار

دل شمع امامتؑ پہ جو پروانا ہے
جنت کا فلوس داغ بیعانا ہے
شیعوں کو ہے پروانگی سیر بہشت
مُہری شبیرؑ کا یہ پروانا ہے

اعتقادی رباعی ۸۶۳ عزاخانہ

شیعوں کی مفارقت میں روئیں گے حسینؑ
آرام سے زیر خاک سوئیں گے حسینؑ
کیا ہوئے گی چہلم کو یہاں ویرانی
اس تعزیہ خانہ میں نہ ہوئیں گے حسینؑ

اعتقادی رباعی ۸۶۴ عزاخانہ

اس محفل ماتم کا شرف ظاہر ہے
حیدرؑ موجود فاطمہؑ حاضر ہے
جی بھر کے نہ رونے دیا غفلت نے اور آہ
ہفتے عشرے میں اربعین آخر ہے

منقبتی رباعی (۸۶۵) عزاخانہ

درگاہِ علمدارؑ ہے درگاہِ خدا
پنجہ ہے علم کا عینکِ راہِ خدا
اک چاند علیؑ کا بارہ برجوں میں یہ ہے
جیسے رمضان مہینوں میں ماہِ خدا

اعتقادی رباعی (۸۶۶) یاعلیؑ

چہرے پہ مدام اشکِ عزا بہتے ہیں
کب تعزیہ دار بے وضو رہتے ہیں
کیا خوب ہے شیعوں کا قعود اور قیام
یہ بیٹھتے اٹھتے یا علیؑ کہتے ہیں

اعتقادی رباعی (۸۶۷) تسبیح-درود

دانا پہ دبیرؔ آشکارا یہ ہے
ماتم میں ہو طاقِ استخارہ یہ ہے
آنکھوں سے اشک و احسناً لب پر
تسبیح وہ ہے درود ہمارا یہ ہے

اعتقادی رباعی ۸۶۸ تسبیح-درود

دانا پہ دبیرؔ آشکارا یہ ہے
ماتم میں ہو طاقِ استخارہ یہ ہے
آنکھوں سے اشک و احیناً لب پر
تسبیح وہ ہے درود ہمارا یہ ہے

اعتقادی رباعی ۸۶۹ عطا

ایمان پیغمبرؐ کی اطاعت سے ملا
حق شاہِ ولایتؑ کی ولایت سے ملا
اللہ رے شبیرؑ کے ماتم کا ریاض
جنت کا ریاض اس ریاضت سے ملا

اعتقادی رباعی ۸۷۰ عطا

عاجز پہ نہایت ہے عطائے حیدرؑ
بے کس کا نہیں کوئی سوائے حیدرؑ
لو مومنو خوش ہو کہ بلا دور ہوئی
آئے حیدرؑ مدد کو آئے حیدرؑ

اعتقادی رباعی ۸۷۱ سیاہ پوشی

آقا سے کہیں کرتے ہیں دوری بندے
شیعہ ہیں حسینؑ کے حضوری بندے
کیا خوب کھلے سیاہ پوشی کے رمز
اللہ کے سائے میں ہیں نوری بندے

اعتقادی رباعی ۸۷۲ سیاہ پوشی

دیکھو تو سیاہ پوشوں کا رتبہ کیا ہے
ہم خلعت کعبہ جو کہیں زیبا ہے
اٹھیں گے سفید رو بروزِ محشر
مردم کی طرح چشمِ علیؑ میں جاہ ہے

لغات: ہم خلعت = ہم لباس، مردم = پتلی

اعتقادی رباعی ۸۷۳ شفا

حاکم ہیں علیؑ مرض کے مختارِ شفا
ایوب ہوئے ان سے طلب گارِ شفا
بے ساختہ یا علیؑ جو منہ سے نکلا
عیسیٰؑ کے لیے دار ہوئی دارِ شفا

رثائی رباعی ۸۸۹ گریہ وزاری

یہ جوششِ گریہ کل مزا دے گی
طوفانِ قیامت سے بچا دے گی
یہ چشم وہ کشتی ہے کہ محشر میں تمھیں
کوثر کے کنارے سے لگا دے گی

رثائی رباعی ۸۹۰ گریہ وزاری

ہر بزم میں یوں جلوہ نما زہراؑ ہے
خورشید کا نور جس طرح ہرجا ہے
کہتے ہیں حسینؑ ساتھ دو رونے میں
اے تعزیہ دارو مری ماں تنہا ہے

رثائی رباعی ۸۹۱ گریہ وزاری

سر شہؑ نے دیا بخششِ امت کے لیے
سب رنج سہے شیعوں کی راحت کے لیے
فرمائشِ گریہ اس لیے کی کہ ہمیں
اک اور وسیلہ ہو شفاعت کے لیے

رثائی رباعی ۸۹۲ گریہ وزاری

عبث تو زندگی مستعار کھوتا ہے
خوشا وہ شخص جو بہرِ حسینؑ روتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں ہر ساعت
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

رثائی رباعی ۸۹۳ حضرت علیؑ

مرنے کو نمازِ صبح پڑھ کر نکلے
پھر سجدے کے ارماں تہہ خنجر نکلے
مرکر بھی امامؑ دانۂ سبحہ کی طرح
سررشتۂ طاعت سے نہ باہر نکلے

رثائی رباعی ۸۹۴ حضرت علیؑ

فریاد و بکا آج تمھیں انسب ہے
فردوس میں بے چین رسولؐ رب ہے
ضربت سرِ حیدرؑ پہ لگی ہے جس صبح
اُس صبح کی آج اے عزیزو شب ہے

رثائی رباعی ۸۹۵ حضرت علیؑ

تا حشر ہے احمدؐ کے وصیؑ کا ماتم
کرّارؑ کا ماتم ہے نبیؐ کا ماتم
اس جمعہ کو ہوتے ہیں دو مہمان وداع
اک ماہِ صیام ایک علیؑ کا ماتم

رثائی رباعی ۸۹۶ حضرت علیؑ

دردا کہ امیرِ دو جہاں آخر ہے
ماتم ہے شروع اور رمضاں آخر ہے
یہ ماہِ محرم ہے مگر بہرِ عزا
واں عشرہ اول ہے یہاں آخر ہے

رثائی رباعی ۸۹۷ حضرت علیؑ

کچھ ہو نہ سکا حق کے ولیؑ کا ماتم
آخر ہوا دامادِ نبیؐ کا ماتم
اس ہفتہ میں ہوتے ہیں دو مہمان وداع
اک ماہ صیام ایک علیؑ کا ماتم

رثائی رباعی ۸۹۸ حضرت علیؑ

کوفے میں ہے غل نالۂ جاں کاہ کا آج
ٹکڑے ہے کلیجہ حرمِ شاہؑ کا آج
کیوں روئیں نہ سب پنجتنؑی پیٹ کے سر
دسواں ہے جناب اسدؑ اللہ کا آج

رثائی رباعی ۸۹۹ حضرت علیؑ

یہ روز وہ ہیں ہوئے علیؑ پر بے داد
گھر احمدؐ مرسلؐ کا ہوا ہے برباد
کانوں سے سنو کہ ان دنوں میں زہراؑ
چلاّئی ہے فریاد الٰہی فریاد

رثائی رباعی ۹۰۰ حضرت علی

جس وقت لگی فرقِ علیؑ پر شمشیر
حالت ہوئی ذرّیت احمدؐ کی تغیر
تھی چرخِ چہارم پہ جو شکلِ حیدرؑ
آلودہ ہوئی خوں سے وہ ساری تصویر

رثائی رباعی ۹۰۱ حضرت علیؑ

صد حیف کہ شاہِ لافتیٰ کو مارا
افسوس وصیِ مصطفیٰؐ کو مارا
مسجد میں تمام مقتدی روتے ہیں
سجدے میں ہمارے مقتدیٰ کو مارا

رثائی رباعی ۹۰۲ حضرت علیؑ

بے صبر ہوا قتل علیؑ سے ایوبؑ
بسمل کی طرح تڑپا خدا کا محبوبؐ
ویراں جو علیؑ نے کیا کنعانِ جہاں
چشمِ یوسفؑ سے نکلے اشکِ یعقوبؑ

رثائی رباعی ۹۰۳ حضرت علیؑ

کہتے ہیں نبیؐ، گھر ہوا برباد مرا
مارا گیا روزہ دار داماد مرا
سدرہ پہ بلند ہے فغانِ جبریلؑ
فریاد، اٹھا جہان سے اُستاد مرا

رثائی رباعی ۹۰۴ حضرت علیؑ

خطبہ جو حسنؑ پڑھیں گے کیا غم ہوگا
مسجد میں عجب طرح کا عالم ہوگا
اک اک کو علیؑ جو یاد آتے ہوں گے
کیا عید کو سادات میں ماتم ہوگا

رثائی رباعی ۹۰۵ حضرت علیؑ

عباسؑ کی ماں کی کفنی کالی ہے
زینبؑ کو بھی بے ہوشی و بے حالی ہے
اس عید کو کیوں خاک سے ہم منہ نہ بھریں
فریاد کہ مسندِ علیؑ خالی ہے

رثائی رباعی ۹۰۶ حضرت علیؑ

کعبے کے گلے میں کفنی کالی ہے
ماتم سے حرم کو سخت بے حالی ہے
مثلِ دلِ اہلِ بیتؑ مسجد ہے اُداس
محرابِ عبادتِ علیؑ خالی ہے

رثائی رباعی ۹۰۷ حضرت علیؑ

دروازے پہ شیعہ ننگے سر آئے ہیں
اصحابِ نبیؐ پئے خبر آئے ہیں
یہ وقت وہ ہے کہ ہو کے مجروح امامؑ
اللہ کے گھر سے اپنے گھر آتے ہیں

رثائی رباعی ۹۰۸ حضرت علیؑ

خوش آیا نہ دنیا کا یہ دستور ہمیں
پر صبر سِوا کچھ نہیں مقدر ہمیں
مولاؑ تو شہید ہوئیں ہم عید کریں
یہ غرۂ شوال ہے عاشور ہمیں

رثائی رباعی ۹۰۹ حضرت علیؑ

مسجد میں نمازی جو بہت ہوتے ہیں
ہوش و خِرد و تاب و تواں کھوتے ہیں
یاد آتے ہیں شیعوں کو جنابِ حیدرؑ
اس عید کو مل مل کے گلے روتے ہیں

رثائی رباعی ۹۱۰ حضرت علیؑ

اے مومنو لازم ہے تمھیں شیون و شین
ماہِ رمضان میں ہوئی زہراؑ بے چین
اس ماہ میں آقا کو تمہارے مارا
اس ماہ میں بے پدر ہوئے ہیں حسنین

رثائی رباعی ۹۱۱ حضرت علیؑ

اللہ رے اسیریٔ شہؑ بدر و حنین
تھی روحِ نبیؐ جلو میں باشیون و شین
گردن میں رسن اہلِ تماشا سرِ راہ
زہراؑ پس پشت راس و چپ تھے حسنینؑ

رثائی رباعی ۹۱۲ حضرت علیؑ

بست و یکم ماہِ مبارک ہے آہ
زہراؑ روتی ہے حالِ احمدؐ ہے تباہ
بن باپ کے ہوتے ہیں یتیمِ زہراؑ
جاتے ہیں سوئے خلدِ بریں شیرِ اللہ

رثائی رباعی ۹۱۳ حضرت فاطمہؑ

اے اہلِ عزا روحِ رسولؐ آتی ہے
اور روحِ حسنؑ زار و ملول آتی ہے
چہرے پہ نقاب اشک ڈالو ڈالو
سرننگے بہشت سے بتولؑ آتی ہے

رثائی رباعی ۹۱۴ حضرت فاطمہؑ

تھے شاہِ رُسل کو تو علیؑ دفناتے
اور تھے لبِ زُہراؑ پہ سخن یہ آتے
مجھ پر جو مصیبتیں پڑی ہیں تحقیق
روزوں پہ جو پڑتیں تو وہ شب ہوجاتے

رثائی رباعی ۹۱۵ حضرت فاطمہؑ

تابوت کو زہراؑ کے اٹھایا جس دم
عصمت تھی حجاب دیدۂ نامحرم
دل شبرؑ و شبیرؑ کا تھا شمعِ مزار
شمشاد قد علیؑ تھا نخلِ ماتم

رثائی رباعی ۹۱۶ حضرت فاطمہؑ

تاراج بہارِ کائنات آج ہوئی
برباد نبیؐ کی کائنات آج ہوئی
پہلوے شگفتہ کے صدمے کے سبب
خاتونِ قیامت کی وفات آج ہوئی

رثائی رباعی ۹۱۷ حضرت فاطمہؑ

ماں بیٹے کو مرتے دم کم دیکھتی ہے
مرجاتی ہے وہ جو مرتے دم دیکھتی ہے
تنہا دمِ ذبح جب سنا بیٹے کو
زہراؑ وہاں آکے کیا ستم دیکھتی ہے

رثائی رباعی ۹۱۸ حضرت فاطمہؑ

جو فاطمہؑ کے شریکِ غم ہوں گے
اور اُس کے مصائب کے جنھیں غم ہوں گے
کہتے ہیں امامِ ہشتم ان کے حق میں
وہ حشر میں واں ہوں گے جہاں ہم ہوں گے

رثائی رباعی ۹۱۹ حضرت فاطمہؑ

سرتاجِ رسولانؐ زمن روتے ہیں
واللہ شہؑ قلعہ شکن روتے ہیں
آوازِ نبیؐ آتی ہے سمجھائے کوئی
زہراؑ کو حسینؑ اور حسنؑ روتے ہیں

رثائی رباعی ۹۲۰ حضرت فاطمہؑ

چہلم کی جو مجلس وہ کہیں پاتی ہے
رونے کے لیے روحِ بتولؑ آتی ہے
آتا ہے جو یہ دھیان پسر ہے بے گور
گھبرا کے وہ مقتل میں چلی جاتی ہے

رثائی رباعی ۹۲۱ حضرت فاطمہؑ

زہراؑ نے کہا خلد میں دل مضطر ہے
کیا میرا حسینؑ آج تہہِ خنجر ہے
[۳] گرتی ہے مرے سر سے ردائے جنّت
[۴] زینبؑ دنیا میں کیا برہنہ سر ہے

لغات:
[۳] کیوں سر سے مرے گرتی ہے چادر یارب
[۴] آئی یہ ندا کہ کنبہ ننگے سر ہے

رثائی رباعی ۹۲۲ حضرت فاطمہؑ

جنّت سے جو کربلا میں زہراؑ آئی
اور اپنے پسر کی لاش اُس نے پائی
بولی نہ نکلتی میں تو جنّت سے بھی
اس بَن میں حسینؑ تیری الفت لائی

رثائی رباعی ۹۲۳ حضرت امام حسنؑ

الماس نے کاٹا جو جگر کو پنہاں
بے تاب ہوئی فاطمہؑ کے لال کی جاں
نکلے دہن سبز سے دل کے ٹکڑے
یاقوت ہوئے کان زمرّد سے عیاں

رثائی رباعی ۹۲۴ حضرت امام حسنؑ

بھائی کے جگر کے جمع کرکے ٹکڑے
شہؑ روئے بزیر خاک دھر کے ٹکڑے
کہتے تھے کہ اے زمیں خبردار ذرا
بالکل ہیں یہ زہراؑ کے جگر کے ٹکڑے

/رثائی رباعی ۹۲۵ حضرت امامِ حسنؑ

پانی میں حسنؑ کو زہر قاتل جو ملا
پانی کا انھیں جام ہوا جامِ قضا
بے آب موا تڑپ کر شبرؑ
خون حسنؑ و حسینؑ پانی سے ہوا

رثائی رباعی ۹۲۶ حضرت امامِ حسنؑ

قربان حسنؑ کے رُخِ نورانی پر
رویت ہے مہ عید کی پیشانی پر
یوں شانِ علیؑ ختم ہے ان پر جیسے
مطلع ہو تمام مصرعِ ثانی پر

رثائی رباعی ۹۲۷ حضرت امام حسینؑ

اس غم سے پریشان نہ کیوں حال رہے
سرننگے پیمبرؐ کی جو سب آل رہے
کیا قہر ہے بالائے زمیں چہلم تک
بے گور ابو ترابؑ کا لال رہے

رثائی رباعی ۹۲۸ حضرت امام حسینؑ

کیا قہر ہے جو مالکِ کوثر ہوئے
پانی نہ دمِ ذبح میسر ہوئے
ماں چادرِ تطہیر کی ہوئے مختار
دردا سرِ زینبؑ پہ نہ چادر ہوئے

رثائی رباعی ۹۲۹ حضرت امام حسینؑ

قبلہ در شاہؑ تشنہ کام اپنا ہے
بے اس کے نماز کو سلام اپنا ہے
آنسو ہیں جماعت آہ تکبیر نماز
اور نامِ حسینؑ پیشِ امامؑ اپنا ہے

رثائی رباعی ۹۳۰ حضرت امام حسینؑ

کہتے تھے بنی اسد کہ لب پر دم ہے
سی پارۂ دل زیر و زبر اس دم ہے
مشکل ہے بغیر سر کے دفنِ شبیرؑ
قرآن سب ہے پر ایک سورہ کم ہے

رثائی رباعی ۹۳۱ حضرت امام حسینؑ

جب رحلتِ شہزادۂ جبریلؑ ہوئی
تکبیر کے وقت ذبح تکمیل ہوئی
تھا وردِ امامؑ لا الہ الا اللہ
تہلیل میں روحِ پاک تحلیل ہوئی

رثائی رباعی ۹۳۲ حضرت امام حسینؑ

جس فدیۂ مولاؑ کی اجل آتی ہے
سادات کو خیمہ میں نہ کل آتی ہے
زینبؑ کو تو در پہ روک لیتے تھے حسینؑ
سر پیٹتی فاطمہؑ نکل آتی ہے

رثائی رباعی ۹۳۳ حضرت امام حسین

شہؑ کو جو تہہِ تیغ جفا پاتی تھی
کیا روحِ بتولؑ اُس گھڑی گھبراتی تھی
شمشیرِ ستم پہ ہاتھ رکھ کر اپنا
شبیرؑ کی گردن سے لپٹ جاتی تھی

رثائی رباعی ۹۳۴ حضرت امام حسینؑ

زخمِ شہدا سے خوں نہ دھونے پائے
اور ہوش بجا نہ غم سے ہونے پائے
لاش ایک کی لائے اک کی رخصت کو گئے
جی بھر کے نہ شہؑ کسی کو رونے پائے

رثائی رباعی ۹۳۵ حضرت امام حسنؑ

غم لوح و قلم کو شہِؑ ذی جاہ کا ہے
فرمان ازل سے یہی اللہ کا ہے
جب سے کہ لکھا نام حسینؑ مظلوم
نقشہ قلم و دوات میں آہ کا ہے

رثائی رباعی ۹۳۶ حضرت امام حسینؑ

چاہا جوہیں شمر نے کہ خنجر پھیرے
شہؑ نے کہا ظالم میں ہوں بس میں تیرے
زینبؑ کو درِ خیمے سے ہٹ جانے دو
پھر پھیریو تو حلق پہ خنجر میرے

رثائی رباعی ۹۳۷ حضرت امامِ حسینؑ

مشرق سے عیاں جو صبحِ عاشور ہوئی
خیمہ میں ہویدا شبِ دیجور ہوئی
اندھیر ہوا حسینؑ مرنے کو اٹھے
مسند شہِ لولاکؐ کی بے نور ہوئی

رثائی رباعی ۹۳۸ حضرت امامِ حسینؑ

طفلی میں جسے چڑھائے کاندھے پہ نبیؐ
اور فخر کرے اُس پہ رسولِؐ عربی
سینے پہ چڑھے اُس کے ضعیفی میں شمر
کیا قہر ہے کیا ظلم ہے کیا بے ادبی

رثائی رباعی ۹۳۹ حضرت امامِ حسینؑ

شہؑ کہتے تھے ہم نے ظلمِ اعدا دیکھے
مقتول عزیز اور احبّا دیکھے
اب خوابِ اجل میں بند کیجے آنکھیں
دنیا دیکھی اور اہلِ دنیا دیکھے

رثائی رباعی ۹۴۰ حضرت امام حسینؑ

زہراؑ کو رسولؐ کو رولایا تو نے
اُن کو پسِ مرگ بھی ستایا تو نے
سونے نہ دیا فلک انھیں قبر میں بھی
کیوں خاک پہ شاہؑ کو سلایا تو نے

رثائی رباعی ۹۴۱ حضرت امام حسین

کہتی تھی بتولؑ میرا گھر جلتا ہے
بھڑکی ہے یہ آتش کہ جگر جلتا ہے
خیمہ میں مرے آگ اِدھر جلتی ہے
اور دھوپ میں شبیرؑ اُدھر جلتا ہے

رثائی رباعی ۹۴۲ حضرت امام حسین

افلاک پہ یہ ابر نہیں گھرتے ہیں
بادل یہ برستے ہوئے کب پھرتے ہیں
پیاسے جو موئے شہؑ تو رخِ گردوں سے
قطرے عرقِ شرم کے یہ گرتے ہیں

رثائی رباعی ۹۴۳ حضرت امام حسینؑ

لے صفحۂ دہر اور کلکِ تقدیر
جب دستِ قضا نے لوح پر کی تحریر
لب تشنہ گرسنہ اور تنہا مظلومؑ
اُس بے کس و بے وطن کی کھینچی تصویر

لغات: دہر = دنیا / کلک = قلم / قضا = مشیت، تقدیر / گرسنہ = بھوکا / جدید تراکیب = صفحہ دہر، کلک تقدیر / صنعت مراعات النظیر = صفحہ، کلک، تقدیر / صنعت تنسیق الصفات = تشنہ، گرسنہ، تنہا، مظلوم، بے کس، بے وطن / محاورہ = تصویر کھینچنا

رثائی رباعی ۹۴۴ حضرت امام حسینؑ

افسوس ہے دوستانِ زہراؑ افسوس
ہو ذبح حسینؑ بھوکا پیاسا افسوس
کاندھے پہ نبیؐ چڑھائیں اور مقتل میں
پامال ہو شبیرؑ کا لاشا افسوس

صنعت تنسیق الصفات = بھوکا، پیاسا، ذبح / صنعت تفریع = پہلا شعر۔ افسوس۔ افسوس۔ / چوتھا مصرعہ صنعت تلمیح میں ہے۔

رثائی رباعی ۹۴۵ حضرت امام حسینؑ

تڑپے جو امامؑ تشنہ زیرِ شمشیر
کوثر پہ ہوا حالِ علیؑ کا تغیر
کہتی تھی زبانِ تیغ میں تر نہ ہوئی
کیا خشک تھا اے شمر گلوئے شبیرؑ

رثائی رباعی ۹۴۶ حضرت امام حسینؑ

ہے گو سبب روزہ بہت حال تغیر
رونے کی غم شہؑ میں کرو پر تدبیر
اے مومنو تم سب کی شفاعت کے لیے
چوبیس پہر رہے ہیں پیاسے شبیرؑ

رثائی رباعی ۹۴۷ حضرت امام حسینؑ

لکھا ہے دو شنبہ کو ہوئے فوت رسولؐ
لیکن ہوئی قبر چار شنبہ کو حُصول
میراث حسینؑ نے نبیؐ کی پائی
سوّم کو چھپا خاک میں خورشیدِ بتولؑ

رثائی رباعی ۹۴۸ حضرت امام حسینؑ

کیا رن میں ہوئے شہؑ کے جگر کے ٹکڑے
پاؤں کے بدن کے دست و سر کے ٹکڑے
دو ٹکڑے کیا قمر کو جس کے جد نے
ظالم نے کیے اُس کے پسر کے ٹکڑے

رثائی رباعی ۹۴۹ حضرت امام حسینؑ

جب حلق کٹا فاطمہؑ کے دلبر کا
غُل تھا کہ بجھا چراغ پیغمبرؐ کا
کہتی تھی زبانِ تیغ میں تر نہ ہوئی
کیا خشک تھا اے شمر گلا سرورؑ کا

رثائی رباعی ۹۵۰ حضرت امام حسینؑ

پیاسا ہوا قتل سارا لشکر شہؑ کا
بِن پانی مُوا ہر ایک دلبر شہؑ کا
کہتی ہے اِرم میں روز زہراؑ افسوس
پانی نہ دے کاٹے سر ستمگر شہؑ کا

رثائی رباعی ۹۵۱ حضرت امام حسینؑ

پہلو میں ضریح کے علیؑ روتے ہیں
گویا دو شہیدایک جگہ سوتے ہیں
احمدؐ کی طرح سے جو نہیں روسکتے
اس شرم سے ہم عرق عرق ہوتے ہیں

رثائی رباعی ۹۵۲ حضرت امام حسینؑ

جی اپنا مدینہ میں حرم کھوتے ہیں
مشغولِ عزائے شہؑ دیں ہوتے ہیں
پُرسے کے لیے آئے ہیں ہر شہر سے لوگ
شبیرؑ کا سب کرکے بیاں روتے ہیں

رثائی رباعی ۹۵۳ حضرت امام حسینؑ

وہ ابنِ علیؑ کہ جس کی زہراؑ ماں تھی
نانا احمدؐ کی جس پہ مفتوں جاں تھی
وہ شکل کہ جس پہ اک جہاں تھا قرباں
وہ تشنہ گرسنہ یوں پڑے گریاں تھی

رثائی رباعی ۹۵۴ حضرت امام حسینؑ

ہر سمت گھٹا چھائی تھی بے پیروں کی
بجلی تھی سرِ شاہؑ پہ شمشیروں کی
طغیانیِ باراں ہو تو پیٹو یارو
شبیرؑ یہ بارش تھی یوں ہی تیروں کی

رثائی رباعی ٩٥٥ حضرت امام حسینؑ

یہ روز وہ ہیں کہ فاطمہؑ ہے دلگیر
روتے ہیں وطن حرم با توقیر
کرتی ہیں بیاں دیکھ کے گھر کو سُنسان
اکبرؑ کی وہ جا ہے وہ مکانِ شبیرؑ

رثائی رباعی ٩٥٦ حضرت امام حسینؑ

جب تن خطِ زخم سے ہوا مسطر وار
یوں تن پہ لکھا قضا نے خطِ گلزار
تھا خندۂ گل تبسم غنچہ رقم
گلبرگ بدن پہ زخم تیر اور تلوار

رثائی رباعی ٩٥٧ حضرت امام حسینؑ

گر شب نہ کرے سیاہ پوشی جاوید
پھر خلق میں روے صبح ہووے نہ سفید
سمجھو نہ شعاع شہؑ کے دستِ غم سے
ہر روز ہے تارتار جیبِ خورشید

رثائی رباعی ۹۵۸ حضرت امام حسینؑ

لب تشنہ رہا حسینؑ جب دریا پر
اور زخم ہزاروں بھی لگے اعضا پر
رحم آیا نہ ایک سنگ دل کو ہے ہے
اُس گرسنہ تشنہ بیکس و تنہا پر

رثائی رباعی ۹۵۹ حضرت امام حسینؑ

بادل کی طرح فوج جو گِھر آئی تھی
کیا چاند پہ زہراؑ کے گھٹا چھائی تھی
تھے خاک پہ ہفتاد و دو تن کے لاشے
اور شہؑ کے جلو میں فوجِ تنہائی تھی

رثائی رباعی ۹۶۰ حضرت امام حسینؑ

شاہد بہ خدا سورۂ الرحمان ہے
مرجان سے مراد شاہِ انس و جان ہے
ہے لال نبیؐ کا کشتۂ ابنِ زیاد
مرجانہ کا بیٹا قاتلِ مرجان ہے

رثائی رباعی ۹۶۱ حضرت امام حسینؑ

نیزے پہ سرِ شہؑ سے تھی حشمت پیدا
تھا جلوۂ خورشید قیامت پیدا
نیزے پہ وہ سر تھا سب سروں کے آگے
تھی بعدِ فنا شان امامتؑ پیدا

رثائی رباعی ۹۶۲ حضرت امام حسینؑ

عباسؑ علمدار بھی جب چھوٹ گیا
شہؑ نے کہا اب بندِ کمر ٹوٹ گیا
پر جب علی اکبرؑ موئے کہتے تھے حسینؑ
بالکل مری بستی کو کوئی لوٹ گیا

رثائی رباعی ۹۶۳ حضرت امام حسینؑ

تھی نیزے پہ شہؑ کے سر سے شوکت پیدا
سب کہتے تھے مہر قیامت پیدا
جاتا تھا شہیدوں کے سروں کے آگے
مرنے پہ بھی تھی شانِ امامتؑ پیدا

رثائی رباعی ۹۶۴ حضرت امام حسینؑ

جس پر کہ فدا صاحبِ معراج رہا
رن میں بے سر وہ گُل کا سرتاج رہا
لکھتے ہیں کفن خاک سے جس کے افسوس
وہ بعدِ فنا کفن کو محتاج رہا

رثائی رباعی ۹۶۵ حضرت امام حسین

کیوں آہ نہ ہروقت دہن سے نکلے
جب فاطمہؑ جنت کے چمن سے نکلے
یہ ماہِ رجب وہ ہے کہ یارو جس میں
ناچاری سے شبیرؑ وطن سے نکلے

رثائی رباعی ۹۶۶ حضرت امام حسین

فردوس کا حیدرؑ سے چمن چھوٹا ہے
زہراؑ و پیمبرؐ سے کفن چھوٹا ہے
لکھا ہے رجب کی تیسری کو یارو
فرزندِ پیمبرؐ سے وطن چھوٹا ہے

رثائی رباعی ۹۶۷ حضرت امام حسینؑ

مقتل میں پڑا لاشے پہ لاشا دیکھا
اور خیمے میں پیاسوں کا تڑپنا دیکھا
شہؑ کہتے تھے دوپہر میں ان انکھیوں سے
کیوں پیرِ فلک ہم نے بھی کیا کیا دیکھا

رثائی رباعی ۹۶۸ حضرت امام حسینؑ

شہؑ کہتے تھے لشکر بھی ہمارا نہ رہا
یارو نہ رہے اور کوئی پیارا نہ رہا
بے خوف مجھے قتل کرے جو چاہے
اب کوئی حسینؑ کا سہارا نہ رہا

رثائی رباعی ۹۶۹ حضرت امام حسینؑ

باراں میں ہر اک خشک شجر سبز ہوا
جو سرو چھنٹا زیادہ تر سبز ہوا
پر باغیوں نے گلشنِ ساداتِ بتولؑ
ایسا کاٹا کہ پھر نہ سرسبز ہوا

رثائی رباعی ۹۷۰ حضرت امام حسینؑ

کچھ شمر نے حیف خوفِ داور نہ کیا
پانی سے گلوئے شاہِ دیں تر نہ کیا
سینے پہ چڑھا، ذبح کیا، روندی لاش
وہ کون سا تھا ظلم جو شہؑ پر نہ کیا

رثائی رباعی ۹۷۱ حضرت امام حسینؑ

یہ غم نہ زمانے سے کبھی کم ہوگا
ہوئیں گے نہ ہم مگر یہ ماتم ہوگا
رو رو کے غم شہؑ کا کرو استقبال
اس ماہ کے بعد تو محرّم ہوگا

رثائی رباعی ۹۷۲ حضرت امام حسینؑ

فرزندِ بتولؑ جب کہ رن میں آیا
محشر ناموسِ پنجتنؑ میں آیا
لشکر میں گھرے شہؑ تو پکارا خورشید
لو فاطمہؑ کا چاند گہن میں آیا

رثائی رباعی ۹۷۳ حضرت امام حسینؑ

جلّاد نے رحم شاہِ دیں پر نہ کیا
پیاسا مارا خیالِ محشر نہ کیا
کرتی تھی گِلا خنجر بے آب سے لاش
تو نے بھی مرا خشک گلا تر نہ کیا

رثائی رباعی ۹۷۴ حضرت امام حسینؑ

بازار ہر اک ظلم کا گو تیز رہا
شکوے سے مگر شاہؑ کو پرہیز رہا
ہرچند زباں تر نہ ہوئی پانی سے
پر خشک دہن شکر سے لبریز رہا

رثائی رباعی ۹۷۵ حضرت امام حسینؑ

قتلِ رفقا داغِ احبّا دیکھا
اکبرؑ سے جواں بیٹے کا لاشا دیکھا
پانی کا توقحط اور سکینہؑ پیاسی
شبیرؑ نے دوپہر میں کیا کیا دیکھا

رثائی رباعی ۹۷۶ حضرت امام حسینؑ

ہونے کو نہ اِس جہان میں کیا کیا ہوگا
خالی نہ بد و نیک سے املا ہوگا
ظالم بھی ہوئے ہیں اور ہوں گے لیکن
شبیرؑ سا مظلوم نہ پیدا ہوگا

رثائی رباعی ۹۷۷ حضرت امام حسینؑ

مقتل میں حرم آئے جو کرتے نالا
بے گور پڑی تھی لاشِ شاہِؑ والا
عابدؑ نے کہا کہ رو لو اب جی بھر کر
یاں کوئی نہیں ہے منع کرنے والا

رثائی رباعی ۹۷۸ حضرت امام حسینؑ

تاراج خزاں سے جو کوئی باغ ہوا
تو فصلِ بہاری نے اُسے سبز کیا
ایسا ہے لٹا گلشنِ زہراؑ افسوس
سو بار بہار آئی نہ پھولا نہ پھلا

رثائی رباعی ۹۷۹ حضرت امام حسینؑ

زنداں میں بلند تھا حرم کا نالا
بے گور تھے میداں میں امامؑ والا
لکھا ہے کہ زہراؑ کے سِوا لاشے پر
شبیرؑ کا تھا نہ کوئی رونے والا

رثائی رباعی ۹۸۰ حضرت امام حسینؑ

جب قتل ہوئے رن میں امامؑ والا
اُس دم ہوا غم سے روزِ روشن کالا
کیا لاشۂ شبیرؑ پہ تھی تنہائی
جز فاطمہؑ تھا نہ کوئی رونے والا

رثائی رباعی ۹۸۱ حضرت امام حسینؑ

کیا دل شب عاشور حزیں ہوئے گا
مولاؑ کو شہادت کا یقیں ہوئے گا
کہتے تھے سکینہؑ سے کہ کل اتنے وقت
تم ہوگی کہیں باپ کہیں ہوئے گا

رثائی رباعی ۹۸۲ حضرت امام حسینؑ

اقلیمِ حواس بے خودی نے لوٹا
اور شیشۂ صبر سنگِ غم سے ٹوٹا
یہ وہ مہِ شعبان ہے کہ جس میں شہؑ سے
ناناؐ کی لحد چھٹی مدینہ چھوٹا

رثائی رباعی ۹۸۳ حضرت امام حسینؑ

بے نور لعینوں نے دوعالم کو کیا
آلودۂ خوں نیّرِ اعظمؑ کو کیا
معصومؑ کو مارا بنی آدم ہوکر
شرمندہ ملائکہ سے آدم کو کیا

رثائی رباعی ۹۸۴ حضرت امام حسینؑ

ٹکڑے جگر صاحبِ تطہیر ہے آج
خاتونِ جناں ششدر و دلگیر ہے آج
ماتم کی صدا ہے شش جہت سے پیدا
یارو سومؑ حضرت شبیرؑ ہے آج

رثائی رباعی ۹۸۵ حضرت امام حسینؑ

لوہا صفتِ موم پگھل جاتا تھا
پانی کا مزاج وہاں بدل جاتا تھا
جس دھوپ میں ریتی پہ تڑپتے تھے حسینؑ
دانہ گر کر زمیں پہ جل جاتا تھا

رثائی رباعی ۹۸۶ حضرت امام حسینؑ

دریا کا ہر اک راہ گزر بند ہے آج
نورِ نظر احمدؐ کا نظر بند ہے آج
شیعوں کے بہت رونے سے یہ حال کھلا
پانی پسرِ فاطمہؑ پر بند ہے آج

رثائی رباعی ۹۸۷ حضرت امام حسینؑ

ہر شر پہ عمر مثلِ شرر گرم رہا
خورشید علیؑ مہر پہ سرگرم رہا
صحرائی ہوئے تمام تاوقتِ زوال
دربار حسینؑ دوپہر گرم رہا

رثائی رباعی ۹۸۸ حضرت امام حسینؑ

جب شمر کا شہؑ کے خوں میں خنجر ڈوبا
عابدؑ کے جگر میں غم کا نشتر ڈوبا
کیوں خاک نہ آبروے دریا پہ پڑے
خشکی میں سفینۂ پیمبرؐ ڈوبا

رثائی رباعی ۹۸۹ حضرت امام حسینؑ

اے یارو کرو نوحہ و فریاد بلند
نرغہ میں ہے آج شیرِؑ حق کا فرزند
ہیں پیاس سے بے ہوش عزیزانِ حسینؑ
کل سے شہؑ مظلوم پہ پانی ہے بند

رثائی رباعی ۹۹۰ حضرت امام حسینؑ

تنہا رہے رن میں جو شہِؑ نیک نہاد
ہر سمت سے نرغہ ہوا اعدا کا زیاد
فرماتے تھے لاشوں کی طرف دیکھ کر آہ
اے اہلِ وفا کرو ہماری امداد

رثائی رباعی ۹۹۱ حضرت امام حسینؑ

ارشادِ الٰہی تھا بیانِ شبیرؑ
گویا قرآن تھا دہانِ شبیرؑ
پانی جو نہ پہنچا تھا تو خشکی کے سبب
مصحف کی نشانی تھی زبانِ شبیرؑ

رثائی رباعی ۹۹۲ حضرت امام حسینؑ

کیا پیاس میں تھے محوِ عبادت شبیرؑ
سینے پہ عدو تھا اور گلے پر شمشیر
نکلا نہ لہو خشک تھا یہ حلقِ حسینؑ
جاری تھی مگر خون کے بدلے تکبیر

رثائی رباعی ۹۹۳ حضرت امام حسینؑ

اے مومنو فاطمہؑ کا پیارا شبیرؑ
کل جائے گا بھوکا پیاسا مارا شبیرؑ
ہوجائیں گے سب تعزیے خانے سنسان
آج اور ہے مہمان تمھارا شبیرؑ

رثائی رباعی ۹۹۴ حضرت امام حسینؑ

یارو غم شبیرؑ میں ہولو دلگیر
ماتم کی کرو انہی دنوں میں تدبیر
یہ دن وہ ہیں چھوٹی ہے لحد سے زہراؑ
بے گورو کفن پڑی ہے لاشِ شبیرؑ

رثائی رباعی ۹۹۵ حضرت امام حسینؑ

باپ اُس کا تو ہو مدینۂ علم کا باب
اور آپ وہ ہوئے اہل جنت کا شباب
لب تشنہ ہو ذبح جس کے نانا کو ہو
لولاک لما خلقت الافلاک خطاب

رثائی رباعی ۹۹۶ حضرت امام حسینؑ

لکھا ہے کہ اکثر نبیؐ فخر عرب
شبیرؑ کے لب چوستے تھے مثلِ رطب
آغاز تو یہ تھا دیکھو انجام حسینؑ
ظالم نے چھری سے آہ کھولے وہ لب

رثائی رباعی ۹۹۷ حضرت امام حسینؑ

ہے عشقِ خدا مقام سربازی کا
کیا دخل کسی کو شہؑ کی جاں بازی کا
دی حق نے ندا چڑھا جو سر نیزے پر
رُتبہ ہے حسینؑ یہ سرافرازی کا

رثائی رباعی ۹۹۸ حضرت امام حسینؑ

شبیرؑ تھا خواہشِ خدا سے پیدا
فرزندِ رضا تھا مرتضاؑ سے پیدا
خواہش سے خدا کی جو ہوا شاہؑ شہید
سرمایۂ صبر اور رضا سے پیدا

رثائی رباعی ۹۹۹ حضرت امام حسینؑ

سیراب امیرِ حوضِ کوثر نہ ہوا
پانی مانگا مگر میسّر نہ ہوا
تھا حلق تو خشک اور خنجر بے آب
دونوں میں دمِ ذبح کوئی تر نہ ہوا

اعتقادی رباعی ۸۴۷ وقار عزا

هر غم سے یہ غم پناہ دیتا ہے ہمیں
کونین کا عزّ و جاہ دیتا ہے ہمیں
دیکھا نہیں استخارے پہ سبحۂ اشک
فردوسِ بریں کی راہ دیتا ہے ہمیں

اعتقادی رباعی ۸۴۸ وقار عزا

انساں کو نہیں کبر و ریا چاہیے ہے
دو دن کے لیے سوچ کیا چاہیے ہے
کچھ واہ سے مطلب نہ غرض مدح سے
مردم سے فقط جوشِ بکا چاہیے ہے

اعتقادی رباعی ۸۴۹ وقار عزا

جو صوم و صلوٰۃ پہ فقط مائل ہیں
اور تعزیت حسینؑ سے غافل ہیں
بے اشکِ غم حسینؑ ان کے اعمال
مانندِ نماز بے وضو باطل ہیں

اعتقادی رباعی ۸۷۱ سیاہ پوشی

آقا سے کہیں کرتے ہیں دوری بندے
شیعہ ہیں حسینؑ کے حضوری بندے
کیا خوب کھلے سیاہ پوشی کے رمز
اللہ کے سائے میں ہیں نوری بندے

اعتقادی رباعی ۸۷۲ سیاہ پوشی

دیکھو تو سیاہ پوشوں کا رتبہ کیا ہے
ہم خلعت کعبہ جو کہیں زیبا ہے
اٹھیں گے سفید رو بروزِ محشر
مردم کی طرح چشمِ علیؑ میں جاہ ہے

لغات: ہم خلعت = ہم لباس، مردم = پتلی

اعتقادی رباعی ۸۷۳ شفا

حاکم ہیں علیؑ مرض کے مختارِ شفا
ایوب ہوئے ان سے طلب گارِ شفا
بے ساختہ یا علیؑ جو منہ سے نکلا
عیسیٰؑ کے لیے دار ہوئی دارِ شفا

رثائی رباعی ۱۱۴۰ حضرت عباسؑ

شعلے مرے سینے سے بہم اٹھتے ہیں
بن روئے کب اس بزم سے ہم اٹھتے ہیں
عاشور کو تعزیے اٹھیں گے اور آج
عباسؑ دلاور کے علم اٹھتے ہیں

رثائی رباعی ۱۱۴۱ حضرت عباسؑ

عباسؑ سا باوفا نہ ہوگا بھائی
کس فخر سے شبیرؑ کی کی سقائی
کہتے تھے دمِ نزع الٰہی صد شکر
پانی نہ ملا پہ آبرو تو پائی

رثائی رباعی ۱۱۴۲ حضرت عباسؑ

تلوار کے گھاٹ پہ علمدارؑ گئے
بحرِ ہستی سے سوئے غفار گئے
ہاتھوں سے ثنا کرتے ہیں لیکن عباسؑ
بن ہاتھوں کے اس پار سے اُس پار گئے

رثائی رباعی ۱۱۴۳ حضرت عباسؑ

بارش تیروں کی اہلِ شر کرتے تھے
عباسؑ نہ کچھ خوف و خطر کرتے تھے
مشکیزہ چھپاتے تھے سپر سے ہردم
اور جائے سپر سینہ سپر کرتے تھے

رثائی رباعی ۱۱۴۴ حضرت عباسؑ

عباسؑ کے لاشے پہ جو آئے شہؑ دیں
تھی مشک کہیں لاش کہیں ہاتھ کہیں
رو رو کے کہا آنکھ تو کھولو بھائی
لاشے نے ندا دی کہ سکینہؑ تو نہیں

رثائی رباعی ۱۱۴۵ حضرت عباسؑ

دریا پہ تو ظاہر میں علمدارؑ گئے
باطن میں وہ کوثر کے طلب گار گئے
تھا بیچ میں دریائے شہادت حائل
دو ہاتھ میں اس پار سے اُس پار گئے

رثائی رباعی ۱۱۴۶ حضرت عباسؑ

عباسؑ کے غم سے چشم سرورؑ نم تھی
حالت شہِؑ بے کس کی عجب اُس دم تھی
اشک آنکھوں میں اور زبان پہ عباس کا نام
رُخ زرد کمر پہ ہاتھ گردن خم تھی

رثائی رباعی ۱۱۴۷ حضرت عباسؑ/علی اکبرؑ

بھائی سے غمِ مرگِ برادر پوچھو
اور دل سے پدر کے دردِ دلبر پوچھو
گزرے ہیں حسینؑ پر یہ صدمے اُن سے
عباسؑ کی موت داغِ اکبر پوچھو

رثائی رباعی ۱۱۴۸ حضرت عباسؑ۔ علم

پرچم مژہ دیدۂ امید ہوا
سایا خضر زندۂ جاوید ہوا
صدقے علمِ ماہِ بنی ہاشم کے
ہم پنجہ نہ اس علم سے خورشید ہوا

لغات: مژہ = پلک/ دیدہ = آنکھ/ خورشید = سورج/ محاورہ = زندۂ جاوید ہونا/ محاورہ = صدقے ہونا/ ہم پنجہ ہونا محاورہ = مقابلہ کرنا/ جدید ترکیب = پرچم مژہ، دیدۂ امید/ چوتھا مصرعہ صنعت مبالغہ غلو ہے /صنعت مراعات النظیر = مژہ، دیدہ۔ علم، پنجہ۔ ماہ، خورشید

رثائی رباعی ۱۰۰۰ حضرت امام حسینؑ

وہ کون الم ہے کہ جو شہؑ پر نہ ہوا
پانی بھی دمِ مرگ میسّر نہ ہوا
رویا کیے زینبؑ کی غریبی پہ حسینؑ
جب تک کہ رواں گلے پہ خنجر نہ ہوا

رثائی رباعی ۱۰۰۱ حضرت امام حسینؑ

جب خوں سے بھرے شاہؑ کے سارے گیسو
آشفتہ ہوئے ہوا کے مارے گیسو
زینبؑ نے کہا نوچ کے موئے سر کو
تھے جیسے بتولؑ کو یہ پیارے گیسو

رثائی رباعی ۱۰۰۲ حضرت امام حسینؑ

دل اک طرف آہن بھی پگھل جاتا ہے
پانی کا مزا وہاں بدل جاتا ہے
کیا خاک تھی جب خاک پہ غلطاں تھے حسینؑ
دانہ گر کر زمین پہ جل جاتا ہے

رثائی رباعی ۱۰۰۳ حضرت امام حسینؑ

زہراؑ نے کہا یہ رن میں با حالِ تباہ
شبیرؑ کی نعش سے کہ میری دل خواہ
مری تو دعا سے خلق پائے اولاد
اولاد مری ہو ذبح سبحان اللہ

رثائی رباعی ۱۰۰۴ حضرت امام حسینؑ

احمدؐ نے دوشنبہ کو تو رحلت پائی
اور روز چہارشنبہ تربت پائی
سوم کو ہوا دفن امامؑ سوم
میراث نبیؐ بعد شہادت پائی

رثائی رباعی ۱۰۰۵ حضرت امام حسینؑ

ہونے جو لگا ذبح نبیؐ کا جانی
تھی پیاس کی اُس وقت عجب طغیانی
کہتا تھا گلا شمر سے پیاسا ہوں میں
اور روح یہ چلاتی تھی پانی پانی

رثائی رباعی ١٠٠٦ حضرت امام حسینؑ

بے تاب ہیں شش جہت بہتّر کے لیے
سرگشتہ ہیں ہفت چرخ سرور کے لیے
سمجھو نہ کنویں دیدۂ پُرآب ہیں یہ
روتی ہے زمیں یوسفؑ حیدرؑ کے لیے

رثائی رباعی ١٠٠٧ حضرت امام حسینؑ

جو مرگئے دنیا میں وہ سب دفن ہوئے
اِلاّ نہ حسینؑ تشنہ لب دفن ہوئے
عاشور سے چہلم کا تفاوت دیکھو
کب قتل ہوئے حسینؑ کب دفن ہوئے

رثائی رباعی ١٠٠٨ حضرت امام حسنؑ۔ حسینؑ

ہو ایک کے خوں سے دشت چوں صفحۂ لال
اور اک کے جگر سے طشت ہو مالا مال
زہر ایک کو دیا اور ایک کو ذبح کیا
زہراؑ کے کیے شہید یوں دونوں لال

رثائی رباعی ۱۰۰۹ حضرت امام حسنؑ۔ حسینؑ

سامان ہے چہلم کا غمِ سرورؑ ہے
ان روزوں میں نوروز شبِ محشر ہے
خورشید کی تحویل سے روشن یہ ہوا
نوروز کے بعد رحلتِ شبّرؑ ہے

رثائی رباعی ۱۰۱۰ حضرت امام حسینؑ

اک قطرے سے بھی نہ حلق اُس کا تر ہو
اور زخمِ ستم سے ریش سب پیکر ہو
کیوں چرخ نہ اس کو گور ہو اور نہ کفن
اے وائے جو نورِ چشمِ پیغمبرؐ ہو

رثائی رباعی ۱۰۱۱ حضرت امام حسینؑ

جس وقت گرا خاک پہ وہ دین کا شاہؑ
سینے پہ چڑھا شمر لعیں ان کے آہ
وہ کاٹتا تھا حلق اُدھر سبط نبیؐ
کہتے تھے لبِ خشک سے اللہ اللہ

رثائی رباعی ۱۰۱۲ حضرت امام سجادؑ

پابند غم عابدؑ خوش ذات ہوں میں
مانندِ جرس فغاں دن رات ہوں میں
جو پوچھتا تھا راہ میں سجادؑ کا نام
کہتے تھے ساربانِ سادات ہوں میں

رثائی رباعی ۱۰۱۳ حضرت امام سجادؑ

سجادؑ ہیں بیمار حرم روتے ہیں
بے رحم ستانے سے نہیں ڈرتے ہیں
خاموش چلے جاتے ہیں بھوکے پیاسے
روزے میں سفر شام کا طے کرتے ہیں

رثائی رباعی ۱۰۱۴ حضرت امام سجادؑ

افسوس کہ ہم راحت و آرام میں ہیں
اور قید حرمِ شام بدانجام میں ہیں
ہم چین سے بیٹھے گھروں میں اپنے
اور حضرتِ عابدؑ سفر شام میں ہیں

رثائی رباعی ۱۰۱۵ حضرت امام سجادؑ

کونین کا جو کہ شاہزادہ ہووے
کانٹوں پہ روانہ پا پیادہ ہووے
زنداں میں سایا نہ رہے اس کے سر
مختارِ بہشت جس کا دادا ہووے

رثائی رباعی ۱۰۱۶ حضرت امام سجادؑ

درپیش قلق برہنہ پائی کا ہے
سر نیزے پہ شاہؑ کربلائی کا ہے
سب رنج ہیں عابدؑ کو مگر کاہشِ جاں
صدمہ زینبؑ کی بے رِدائی کا ہے

رثائی رباعی ۱۰۱۷ حضرت امام سجادؑ

چہلم کا ہنوز داغ سینے میں ہے
روداد نئی ہر اک مہینے میں ہے
یہ روز وہ ہیں کہ بے حسینؑ ابن علیؑ
سجاؔد کا داخلہ مدینے میں ہے

رثائی رباعی ۱۰۱۸ **حضرت امام سجادؑ**

زنجیر میں عابدؑ کا قدم رکتا ہے
اس رنج کے لکھنے میں قلم رکتا ہے
زنداں میں ہے عقدہ کشائے کونین
رسّی میں گلا گھٹتا ہے دم رکتا ہے

رثائی رباعی ۱۰۱۹ **حضرت امام سجادؑ**

کوفے کو چلے تو چشمِ عابدؑ نم تھی
حلقے میں لیے ہوئے سپاہِ غم تھی
زنجیر قدم میں اور قدم میں چھالے
گردن میں تھا طوق اور گردن خم تھی

رثائی رباعی ۱۰۲۰ **حضرت امام سجادؑ**

سجاد فغاں کرتے تھے سوتے سوتے
طاقت نہ رہی ضعف ہوتے ہوتے
چونک اٹھتے تھے ہائے بابا کہہ کر
سوجاتے تھے بستر پر جو روتے روتے

رثائی رباعی ۱۰۲۱ حضرت امام سجادؑ

سودا بہ رضا تھا کچھ نہ عابدؑ بولے
ہرگوہر آبلہ کے جوہر کھولے
بے وجہ دُر آبلہ میں خار نہ تھا
کانٹے میں قدم قدم یہ موتی تولے

لغات: آبلہ = چھالہ۔ کانٹا = ترازو

رثائی رباعی ۱۰۲۲ حضرت امام سجادؑ

دن زیست کے کیا عابدؑ ذی شاں کاٹے
اُمت جو رسول کا گلستاں کاٹے
فرماتے تھے مل کے ہاتھ بابا ہیہات
مرنے پہ ترے ہاتھ شتر باں کاٹے

رثائی رباعی ۱۰۲۳ حضرت امام سجادؑ

عابدؑ پیوند گو زمیں کے نہ ہوئے
خنداں پر بعد شاہؑ دیں کے نہ ہوئے
کہتے تھے نہ جنت ہی ملی نہ مقتل
بابا کے بعد ہم کہیں کے نہ ہوئے

رثائی رباعی ۱۰۲۴ حضرت امام سجادؑ

سجادؑ کا جب یاد ملال آتا ہے
افسوس ہر اک دل کو کمال آتا ہے
حیوان کو دیکھ کر چھری کے نیچے
کہتے تھے کہ بابا کا خیال آتا ہے

رثائی رباعی ۱۰۲۵ حضرت امام سجادؑ

عابدؑ نے کہا مریض کیوں کر پہنچے
جانے والے جناں کے در پر پہنچے
دریا سے کہا پلا جہاں کو پانی
بابا تو ہمارے لب کوثر پہنچے

رثائی رباعی ۱۰۲٦ حضرت امام سجادؑ

غم خوارِ مریض کربلاؑ ہے خورشید
جب دیکھیے تپ میں مبتلا ہے خورشید
پیوست ہوئے پاؤں میں عابدؑ کے جو خار
کانٹوں پہ کرن کے لوٹتا ہے خورشید

رثائی رباعی ۱۰۲۷ حضرت امام سجادؑ

یہ روز بھی ہیں قابلِ آہ و فریاد
تھی آلِ عبا پہ ان دنوں میں بے داد
ہے ایک روایت سے یہ ثابت ہوتا
زنداں میں رہے ہیں چھ مہینے سجاد

رثائی رباعی ۱۰۲۸ حضرت امام سجادؑ

سجاد پہ زورِ تپ نقاہت میں رہا
جز رنج کوئی پاس نہ آفت میں رہا
زنجیر کو لغزش تھی ہر اک گام مگر
ثابت قدم آبلہ رفاقت میں رہا

رثائی رباعی ۱۰۲۹ حضرت امام سجادؑ

قرب عابدؑ کا طوق محتاج ملا
ملتے ہی گلے رتبۂ معراج ملا
مولاؑ ہوئے پابند تو بولے دانا
زنجیرؑ کے سبحہ کو امامؑ آج ملا

رثائی رباعی ۱۰۳۰ خاک شفا-امام سجادؑ

یثرب کو چلے جو کربلا سے عابدؑ
کہتے تھے یہ قبرِ شہدا سے عابدؑ
افسوس یہ بیمار نہ یاں دفن ہوا
محروم رہا خاکِ شفا سے عابدؑ

رثائی رباعی ۱۰۳۱ خاکِ شفا

گُل گوں ہے زمینِ کربلا بھی اب تک
ہوتی ہے لہو خاکِ شفا بھی اب تک
بے کس ہے حسینؑ ایسا کہ جس بے کس کا
مانگا نہ کسی نے خوں بہا بھی اب تک

رثائی رباعی ۱۰۳۲ حضرت امام سجادؑ

رومال پہ رومال بھگونا نہ گیا
پانی پی کر ملول ہونا نہ گیا
مردم کہتے تھے حالِ عابدؑ پہ کہ حیف
آنکھیں گئیں رونے میں پہ رونا نہ گیا

رثائی رباعی ۱۰۳۳ حضرت امام سجادؑ

اب تک تھا شہیدِ کربلاؔ کا پُرسا
دیتے تھے علیؑ کو دل رُبا کا پرسا
اے مومنو ہے آج وفاتِ عابدؑ
شبیرؑ کو دو زینؑ عبا کا پُرسا

رثائی رباعی ۱۰۳۴ حضرت امام سجادؑ

عابدؑ نے سوائے خاک بستر نہ رکھا
تپ میں سر بالینِ شفا سر نہ رکھا
زنداں میں نبض ہتھکڑی نے دیکھی
جز داغ کسی نے ہاتھ دل پر نہ رکھا

رثائی رباعی ۱۰۳۵ حضرت امام سجادؑ

جز نوحہ نہ کرتے تھے تکلّم سجادؑ
فرماتے تھے ہرگز نہ تبسّم سجادؑ
چالیس برس روکے پدر کو شب و روز
آخر موئے درمیانِ چہلم سجادؑ

رثائی رباعی ١٠٣٦ حضرت امام سجادؑ

یثرب میں عجب نالہ و فریاد ہے آج
دل باقرؑ مظلوم کا ناشاد ہے آج
دو روحِ حسینؑ کو پسر کا پُرسا
اے اہلِ عزا رحلتِ سجادؑ ہے آج

رثائی رباعی ١٠٣٧ حضرت امام سجادؑ

کونین میں شور آہ و فریاد ہے آج
جو زاہد و عابد ہے وہ ناشاد ہے آج
سجادۂ آسمان پہ روتے ہیں ملک
کیا واقعۂ حضرت سجادؑ ہے آج

رثائی رباعی ١٠٣٨ حضرت امام سجادؑ

عابدؑ نے جو چالیس برس کی فریاد
منظور تھا توقیر ہو ماتم کی زیاد
بابا نے چہل روز نہ پایا تھا کفن
اک دن کے عوض روئے برس بھر سجادؑ

رثائی رباعی ۱۰۳۹ حضرت امام سجادؑ

سجاد ہیں کس رنج و محن کے اندر
پا بیڑیوں میں ہاتھ رسن کے اندر
ہے طوق میں اُن کا تنِ لاغر تو ہے غل
دیکھو کہ ہلال ہے گہن کے اندر

رثائی رباعی ۱۰۴۰ حضرت امام سجادؑ

جب دفن سے آسودہ ہوئے زین عبادؑ
کی قبر کی تنہائی پہ آہ و فریاد
جب فاتحہ شبیرؑ کی تربت پہ پڑھا
مرقد سے لپٹ کے خوب روئے سجادؑ

رثائی رباعی ۱۰۴۱ حضرت امام سجادؑ

عابدؑ نے کہا حق کا شناسا ہوں میں
تاجِ سر آدم کا نواسا ہوں میں
رحمے رحمے کہ ناتوانی ہے بہت
پانی پانی کمال پیاسا ہوں میں

رثائی رباعی ۱۰۴۲ حضرت امام سجادؑ

جب دفن ہوا بادشہؑ نیک نہاد
کی فاطمہؑ نے قبر پہ آکر فریاد
چھوٹی سی لحد بنا کے اصغرؑ کی واں
کوزہ جو دھرا تو خوب روئے سجادؑ

رثائی رباعی ۱۰۴۳ حضرت امام سجادؑ

عابدؑ کو دوا اور نہ غذا دیتے ہیں
سوتا ہے تو زنجیر ہلا دیتے ہیں
سادات کو قید اس مہینے میں کیا
قیدی کو محرم میں چھڑا دیتے ہیں

رثائی رباعی ۱۰۴۴ حضرت امام سجادؑ

ہر روز تھا روزہ اور خدا کی تھی یاد
ہر شب کو پدر کے لیے رقت تھی زیاد
اک شب تو بھلا نوحہ کرو بہرِ حسینؑ
بابا کو تمام عمر روئے سجادؑ

رثائی رباعی ۱۰۴۵ حضرت امام سجادؑ

بارہ تھے اسیر ایک رسی میں تمام
اور جاتے تھے پیش پیش عابدؑ ناکام
ہم رتبہ تسبیح نہ ہو کیوں وہ رسن
جس کا کہ امامؑ ہو دو عالم کا امامؑ

رثائی رباعی ۱۰۴۶ حضرت امام سجادؑ

فرماتے تھے سجاد کدھر جائیں ہم
کیا خوب ہوگر جی سے گزر جائیں ہم
سب کہتے ہیں سجاد بہت روتا ہے
رونے کے یہ معنی ہیں کہ مرجائیں ہم

رثائی رباعی ۱۰۴۷ حضرت امام سجادؑ

فریاد میں دن رات روکر کاٹی
منزل ہر اک بحالِ مضطر کاٹی
گویا جو زبانِ خار ہوئے تو پوچھوں
سجادؑ نے راہِ شام کیوں کر کاٹی

رثائی رباعی ۱۰۴۸ حضرت امام سجادؑ

ہے گرم زمین پاؤں جلے جاتے ہیں
رخسار پہ آنسو بھی ڈھلے جاتے ہیں
اس دھوپ میں پہنے ہوئے بیڑی عابد
تلواروں کے سائے میں چلے جاتے ہیں

رثائی رباعی ۱۰۴۹ حضرت امام سجادؑ

اے چرخ کہاں پیرِ کہن تجھ سا ہے
ہے تجھ پہ عیاں حادثہ جو گزرا ہے
دن گرمی کے پاؤں پہ ورم منزل دور
سجادؑ سا قیدی بھی کوئی دیکھا ہے

رثائی رباعی ۱۰۵۰ حضرت امام سجادؑ

عابدؑ کہتے تھے آسرے ٹوٹ گئے
باغی چمن فاطمہؑ سب لوٹ گئے
خواب و خورش و تاب و تواں صبر و قرار
سب ہم سے چھٹے جب سے پدر چھوٹ گئے

رثائی رباعی ۱۰۵۱ حضرت امام سجادؑ

مقدور اگر ہو تو نہ سویا کیجے
اس غم میں قرار و ہوش کھویا کیجے
جو خواہشِ دل پوچھتا کہتے عابدؑ
جی چاہتا ہے پدر کو رویا کیجے

رثائی رباعی ۱۰۵۲ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ

کیا موسیٰ کاظمؑ نے شرف پائے ہیں
جنت سے کفن تو پنجتنؑ لائے ہیں
نہلانے کو مردے کے ز راہِ اعجاز
زنداں میں مدینے سے رضا آئے ہیں

رثائی رباعی ۱۰۵۳ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ

بغداد میں طوفاں کا تلاطم ہے آج
چشموں سے رواں خون کا قلزم ہے آج
غربت میں ہوئی امامِ ہفتمؑ کی وفات
غل رونے کا تا سپہر ہفتم ہے آج

رثائی رباعی ۱۰۵۴ حضرت امام موسیٰ کاظم

دنیا ہے اُداس دن بھی بے نور ہے آج
عالم غم و اندوہ سے معمور ہے آج
غربت میں ہوئے شہید امامِ ہفتمؑ
ہر پنجتنؑ کو شبِ عاشور ہے آج

رثائی رباعی ۱۰۵۵ حضرت امام رضاؑ

کونین کے سرتاج غریبؑ الغربا
ایمان کی معراج غریبؑ الغربا
اقلیم خراساں میں حسنؑ کے مانند
مسموم ہوئے آج غریب ؑ الغربا

رثائی رباعی ۱۰۵۶ حضرت امام رضاؑ

کبراؑ کہہ کہہ کے ہائے اکبرؑ روئی
زینبؑ بھی سرِ لاش برادر روئی
معصومۂ قم کہتی تھی کیوں بھائی رضاؑ
ہے ہے تیرے لاشے پہ نہ خواہر روئی

رثائی رباعی ۱۰۵۷ حضرت امام رضاؑ

دریائے فرات کو تلاطم ہے آج
ہم چشمِ حباب چشمِ مردم ہے آج
دل پکڑے جناں میں پنجتنؑ روتے ہیں
ٹکڑے جگرِ امام ہشتم ہے آج

رثائی رباعی ۱۰۵۸ حضرت امام رضاؑ

ہر ظلم پہ صبر تھا شکیبائی تھی
مظلومی و بے کسی و تنہائی تھی
رونے کو نہ تھا رضاؑ کی میّت پہ کوئی
فردوس سے سر ننگے بتولؑ آئی تھی

رثائی رباعی ۱۰۵۹ حضرت امام رضاؑ

رن میں جو ہوئے قتل امامِؑ والا
لاشے پہ کیا اہلِ حرم نے نالا
تنہا تھے خراساں میں رضاؑ قم میں بہن
کوئی نہ سرِ لاش تھا رونے والا

رثائی رباعی ۱۰۶۰ حضرت علی اکبر

شہؑ کہتے تھے رنج بعدِ رحلت ہوگا
ہم سا نہ کوئی کشتۂ حسرت ہوگا
دل سے نہ مٹے گا داغِ اکبرؑ تا حشر
تربت میں بھی یہ چراغِ تربت ہوگا

رثائی رباعی ۱۰۶۱ حضرت امام رضاؑ

ہم مرتبۂ عاشور یہ غم کا دن ہے
مشغولِ فغاں ہر ایک انس و جن ہے
مامون رشید نے دیا زہرِ دغا
لو آج وفاتِ ضامن ثامن ہے

رثائی رباعی ۱۰۶۲ شہدآء کربلا

ہیں ساکنِ گلزارِ جناں شیون میں
سوچاک برنگ گُل ہیں پیراہن میں
نے قبر ہے نہ پھول نہ قرآں خوانی
سب فاطمہؑ کے پھول پڑے ہیں رن میں

رثائی رباعی ۱۰۶۳ شہدآءؑ کربلا

اللہ کے طالب شہدآؑ تھے واللہ
اک مرتا تھا اک کہتا تھا اناللہ
شیطاں تھے عدو مکر میں ان کا تھا قول
لا حول ولا قوہ الاّ باللہ

رثائی رباعی ۱۰۶۴ شہدآءؑ کربلا

تا ظہر جو سب چاند سے پیارے چھوٹے
شہؑ بولے قضا نے گُل ہمارے لوٹے
ٹپکے جو پلک سے اشک مردم نے کہا
لوتار شعاعی سے ستارے ٹوٹے

رثائی رباعی ۱۰۶۵ شہدآءؑ کربلا

عابد کہتے تھے دکھ اٹھائے ہم نے
مرقد بھی عزیزوں کے بنائے ہم نے
ہر قبر پہ ایک ایک رکھا لختِ جگر
کیا پھول مزاروں پہ چڑھائے ہم نے

رثائی رباعی ۱۰۶۶ شہدآء کربلا

اکبرؑ تھے پیمبرؐ سے مشابہ جیسے
قاسمؑ بھی تھے ہم شبیہؑ حیدرؑ ویسے
شبیرؑ کے ساتھ کربلا میں صد حیف
مارے گئے نوجوان کیسے کیسے

رثائی رباعی ۱۰۶۷ شہدآء کربلا

جب رن میں قضا نے گرم بازاری کی
بکنے لگی ہر جنس ستم گاری کی
اکبرؑ نے سُنا مول لی اصغرؑ نے تیر
شبیرؑ نے خنجر کی خریداری کی

رثائی رباعی ۱۰۶۸ شہدآء کربلا

شبیرؑ کے جب رفیق و ہمدم نہ رہے
سب درہم و برہم ہوئے باہم نہ رہے
شہؑ نے کہا تب سینے سے اک کھینچ کے آہ
لو درد و الم تمھیں رہو ہم نہ رہے

رثائی رباعی ۱۰۶۹ شہدآء کربلا

سر ننگے علیؑ ہیں خلد کے گلشن میں
خاتونِ جناں ہیں نالہ و شیون میں
شیعوں کے گھروں میں پھول جن کے ہیں آج
وہ فاطمہؑ کے پھول پڑے ہیں رن میں

رثائی رباعی ۱۰۷۰ شہدآء کربلا

زنداں میں ہیں صاحبؑ تطہیر ابھی
میدان میں بے کفن ہیں شبیرؑ ابھی
حیرت ہے جو شیعوں میں نہ ہو رونے کا غل
سجاد کے پاؤں میں ہے زنجیر ابھی

رثائی رباعی ۱۰۷۱ شہدآء کربلا

زہراؑ کے بھرے گھر کو قضا لوٹتی ہے
پردیس میں بھائی سے بہن چھوٹتی ہے
مرنے پہ کمر باندھ رہے ہیں شبیرؑ
ہر شیعۂ مولاؑ کی کمر ٹوٹتی ہے

رثائی رباعی ۱۰۷۲ شہدآء کربلا

شہؑ کے کٹے رن میں جو پڑے جانی تھے
وہ صفحۂ مشقِ کلکِ یزدانی تھے
یہ قطعے جو خامۂ قضا نے لکھے
تفسیر مقطّعات قرآنی تھے

رثائی رباعی ۱۰۷۳ شہدآء کربلا

اصغرؑ کے گلے سے تیر کو پار کیا
اکبرؑ قاسمؑ کو قتل اک بار کیا
تر آل نبیؐ کے خوں سے کردامنِ دشت
یہ صفحۂ آلؑ خوب تیار کیا

رثائی رباعی ۱۰۷۴ شہداء کربلا

لشکر یہ خزاں کا باغِ دیں پر ٹوٹا
نے سرو بچا نہ کوئی غنچہ چھوٹا
گلچینِ قضا کے باغیوں نے مل کر
زہراؑ کے چمن کو دوپہر میں لوٹا

رثائی رباعی ۱۰۷۵ شہداء کربلا

اکبرؑ سا جہاں میں کوئی غازی نہ ہوا
اور شاہؑ سا سلطانِ حجازی نہ ہوا
کی طاعتِ حق طوق و سلاسل پہنی
حقا کوئی عابدؑ سا نمازی نہ ہوا

رثائی رباعی ۱۰۷۶ شہدأ کربلا

ماتم کے مرقع کی سدا دید رہی
آنکھوں پہ بھی رونے ہی کی تاکید رہی
لکھا ہے کہ بعد قتلِ شاہِ شہدا
سادات میں باقی نہ کوئی عید رہی

رثائی رباعی ۱۰۷۷ شہدأ کربلا

پیاروں سے زمیں ان کی آباد ہوئی
کیا روحِ نبیؐ خلد میں ناشاد ہوئی
برسوں کی کمائی حیدرؑ و زہراؑ کی
اک عرصۂ دوپہر میں برباد ہوئی

رثائی رباعی ۱۰۷۸ شہدآء کربلا

جس دم ہوا اقربا کو فرمانِ امامؑ
پڑھ پڑھ کے نمازیں ہوئے قربانِ امامؑ
ہر روز ہیں رکعتیں نمازوں کی گواہ
مارے گئے سترہ ۱۷ عزیزانِ امامؑ

رثائی رباعی ۱۰۷۹ شہدآء کربلا

پیوندِ زمیں علیؑ کے جو تارے ہیں
گردش میں اس اندوہ سے سیّارے ہیں
پُرزے جو ہوا مصحفِ ناطق کا بدن
قرآں کی طرح ماہ بھی سی پارے ہیں

رثائی رباعی ۱۰۸۰ شہداء کربلا

تھا محوِ خدا فاطمہؑ کا نور العین
طالب تھا خدا کا دو جہاں کے مابین
داخل ہوئے بزم کبریا میں بے لوث
باہر رہے کونین مثالِ نعلین

رثائی رباعی ۱۰۸۱ شہداء کربلا

روتا ہے غمِ شہؑ میں کہ رُلواتا ہے
رونے کے صلا بہشت میں وہ پاتا ہے
لاشے شہدا کے منتظر ہیں ہر روز
کوئی ہمیں دفن کرنے آج آتا ہے

رثائی رباعی ۱۰۸۲ شہداء کربلا

کیوں چرخ میں یہ چرخ نہ دن رات رہے
افسوس کہ سر برہنہ سادات رہے
اے وائے غضب اشترِ زینبؑ کے قریں
نیزے پہ سرِ سیّدِ خوش ذات رہے

لغات: اے وائے = جملہ افسوس، اشتر = اونٹ، قریں = نزدیک

رثائی رباعی ۱۰۸۳ شہداء کربلا

دریا میں جہاز بیشتر ڈوبا ہے
سیلاب میں شہر سر بسر ڈوبا ہے
پَر خانۂ اہل بیتؑ حیدرؑ کے سوا
خشکی میں بھی اب تک کوئی گھر ڈوبا ہے

رثائی رباعی ۱۰۸۴ چہلم

زنداں میں بیواؤں کو یہ صدمہ پہنچا
غل رونے کا تا عرشِ معلاً پہنچا
کہتے تھے کہ زنداں سے نہ چھوٹے ہم آہ
چالیسواں پیاروں کا قریب آپہنچا

رثائی رباعی ۱۰۸۵ چہلم

پانی کسی پیاسے کو پلایا نہ گیا
کیوں ابرِ بہار تجھ سے آیا نہ گیا
اکبرؑ سا جواں قتل ہوا بے تقصیر
اے پیرِ فلک تجھ سے بچایا نہ گیا

رثائی رباعی ۱۰۸۶ چہلم

چہلم کو ہوا دفن شہِ نیک نہاد
سیدانیاں روتی تھیں با آہ و فریاد
جب پھول دھرے قبرِ شہیداںؑ پر آہ
شبنم کی طرح سے خوب روئے سجادؑ

رثائی رباعی ۱۰۸۷ چہلم

کب قبر میں آرام سے سوتی ہے بتولؑ
اکثرانہی مجلسوں میں روتی ہے بتولؑ
آخر ہوا چہلم حسینؑ ابنِ علیؑ
پُرسادے لو وداع ہوتی ہے بتولؑ

رثائی رباعی ۱۰۸۸ چہلم سیدالشہدا ۱

جی بھر کے نہ شہؑ کو روئے ہم تم افسوس
کیا نقدِ ثواب اپنا ہوا گُم افسوس
گھر گھر ماتم ہے تعزیے اٹھتے ہیں
لو مومنو آخر ہوا چہلم افسوس

رثائی رباعی ۱۰۸۹ چہلم سیدالشہدا ۲

عشرہ کے جو دن یاد ہمیں آتے ہیں
روئے جو نہیں خوب تو پچھتاتے ہیں
اے مومنو رونا ہو تو رولو ورنہ
چہلم کے بھی ایام چلے جاتے ہیں

رثائی رباعی ۱۰۹۰ حضرت مسلمؑ ابن عقیل

مسلمؑ کی یہ کوفیوں نے مہمانی کی
کھانا تو کہاں بوند نہ دی پانی کی
عیدِ قرباں سے آہ پہلے اک دن
شبیرؑ کے ایلچی کی قربانی کی

رثائی رباعی ۱۰۹۱ حضرت مسلمؑ ابن عقیل

دل کو جب مسلمؑ بے کس کا خیال آتا ہے
صاحبِ درد کو افسوس کمال آتا ہے
سر تو نیزے پر چڑھا لاش پھری کوچوں میں
ایلچی پہ کہیں اس درجہ زوال آتا ہے

رثائی رباعی ۱۰۹۱ حضرت مسلمؑ ابن عقیل

ذوالحج میں غم و درد کی طغیانی ہے
عشرے کی طرح اس میں بھی ویرانی ہے
رولو کہ محرم بھی قریب آیا اور
مسلمؑ کی نویں کو ہوئی قربانی ہے

رثائی رباعی ۱۰۹۲ حضرت مسلمؑ ابن عقیل

کیا ایلچی شاہؑ کی مہمانی کی
کھانا تو کہاں بوند نہ دی پانی کی
ہے قہر نیا عید سے اک دن آگے
مسلمؑ کی ستم گاروں نے قربانی کی

رثائی رباعی ۱۰۹۳ حضرت مسلمؑ ابن عقیل

دنیا سے عقیلؑ کا ہے پیارا جاتا
ہر دل سے تحمل کا ہے یارا جاتا
بے جرم و خطا ہائے غضب کوفہ میں
شبیرؑ کا ایلچی ہے مارا جاتا

رثائی رباعی ۱۰۹۴ حضرت مسلمؑ ابن عقیل

پیدا جو وکیل شہؑ ابرار ہوا
بچپن میں نہ لعل لب گہر بار ہوا
دیکھا جو نبیؐ کو السلام اُس نے کہا
مسلم لقب مسلمؑ دیندار ہوا

رثائی رباعی ۱۰۹۵ حضرت مسلمؑ ابن عقیل

ذوالحجہ ہے دیباچۂ محرم انشا
تاریخ نہم اس کی ہے عاشورِ عزا
بے سر ہوا آج مسلمؑ ابن عقیل
دو شاہِ زمن کو ایلچی کا پُرسا

رثائی رباعی ۱۰۹۶ حضرت مسلمؑ ابن عقیل

ذوالحجہ کی گیارہویں کا سامان ہے آج
افزود نویں سے شورِ افغان ہے آج
آنکھیں ہیں پیالے پھول اشکِ خونین
بے شک سومِ مسلمؑ ذی شان ہے آج

رثائی رباعی ۱۰۹۷ حضرت مسلمؑ ابن عقیل

ذو الحجہ میں شغلِ خوں فشانی ہے ضرور
ہر مرثیہ گو کو نکتہ دانی ہے ضرور
حقا کہ وہ ہے پیش رو فوجِ حسینؑ
حال مسلمؑ کی پیش خوانی ہے ضرور

رثائی رباعی ۱۰۹۸ حضرت مسلمؑ ابن عقیل

عریاں سر خاتونِؑ قیامت ہے آج
کوفے میں بپا شورِ قیامت ہے آج
سب شیعۂ حیدری ہیں مشغولِ بکا
ہاں حضرتِ مسلمؑ کی شہادت ہے آج

رثائی رباعی ۱۰۹۹ حضرت زینبؑ

رسّی میں گلہ علیؑ کی جائی کا ہے
اب تک نہیں کچھ طور رہائی کا ہے
گھبرا کے یہ کہتی ہے کہ کب چھوٹوں گی
چہلم نزدیک میرے بھائی کا ہے

رثائی رباعی ۱۱۰۰ حضرت زینبؑ

زینبؑ نے کہا بھائی سے میں چھوٹ گئی
پردیس میں تقدیر مجھے لوٹ گئی
فرزندوں کے مرنے کا نہ تھا غم مجھ کو
پر بھائی کے مرنے سے کمر ٹوٹ گئی

رثائی رباعی ١١٠١ حضرت زینبؑ

کس درجہ ہے آج کل پریشاں زینبؑ
بے کس زینبؑ اسیرِ زنداں زینبؑ
شبیرؑ کی لاش دور، چہلم نزدیک
اور ہائے غضب بے سر و ساماں زینبؑ

رثائی رباعی ١١٠٢ حضرت زینبؑ

اک دم نہ شبِ قتل کو سوئی زینبؑ
تھی دل سے شریک حرف گوئی زینبؑ
زہراؑ نے اُدھر صاف کیا مقتل کو
یاں صبح تلک شام سے روئی زینبؑ

رثائی رباعی ١١٠٣ حضرت زینبؑ

سرگشتہ نہ کیوں چرخِ ستم گار پھرے
ہے ہے سر شبیرؑ پر تلوار پھرے
خورشید نے دیکھا ہو نہ سایا جس کا
دردا وہی زینبؑ سرِ بازار پھرے

رثائی رباعی ۱۱۰۴ حضرت زینبؑ

زنداں میں تڑپ کے آہ کرتی ہوگی
بے موت وفورِ غم سے مرتی ہوگی
شبیرؑ کی لاش دور چہلم نزدیک
دل پر زینبؑ کے کیا گزرتی ہوگی

رثائی رباعی ۱۱۰۵ حضرت زینبؑ

بے رحموں نے شبیرؑ کا گھر لوٹ لیا
اور فاطمہؑ کی بیٹیوں کو قید کیا
شبیرؑ کے لاشے پہ جو زینبؑ آئی
رونے کی ہے جا کہ اس کو رونے نہ دیا

رثائی رباعی ۱۱۰۶ حضرت زینبؑ

زینبؑ بلوے میں ننگے سر پھرتی تھی
پر سر سے نہ شاہؑ کے نظر پھرتی تھی
ہر چشم کی پُتلی صفتِ قبلہ نما
سَر پھرتا تھا جس سمت اُدھر پھرتی تھی

رثائی رباعی ۱۱۰۷ حضرت زینبؑ

دنیا میں اگر زندہ پیمبرؐ ہوتا
تو قتل نہ یوں نائب حیدرؑ ہوتا
میداں میں اگر ہوتے سلامت اکبرؑ
زینبؑ کا نہ بلوے میں کھلا سر ہوتا

رثائی رباعی ۱۱۰۸ حضرت زینبؑ

لاشے پہ جو شہؑ کے رن میں آئی زینبؑ
بولی کہ فدا تجھ پہ ہو بھائی زینبؑ
سرتاج نہ اٹھتے تم جو میرے سر سے
کب دیکھتی ایسی بے ردائی زینبؑ

رثائی رباعی ۱۱۰۹ حضرت زینبؑ

کھولے ہوئے اپنے موئے سر کو زینبؑ
آئی جو سفر سے اپنے گھر کو زینبؑ
تب فاطمہ کی قبر سے آئی آواز
کھو آئی کہاں میرے پسر کو زینبؑ

رثائی رباعی ۱۱۱۰ حضرت زینبؑ

بے جان ہوئے جب دل و جانِ زینبؑ
تا عرش بریں گئی فغانِ زینبؑ
فضہ نے کہا روتے ہیں چلّا کے حسینؑ
ارے گئے شاید پسرانِ زینبؑ

رثائی رباعی ۱۱۱۱ حضرت زینبؑ

یاد آگئی خنجر کے تلے جب زینبؑ
کی شہؑ نے فغاں ہم سے چھٹی اب زینبؑ
پیاری تھی بہن ایسی کہ مرتے مرتے
دوبار کہا شاہؑ نے زینبؑ زینبؑ

رثائی رباعی ۱۱۱۲ حضرت زینبؑ

تشریف وطن میں جب کہ لائی زینبؑ
دیتی تھی رسولؐ کی دہائی زینبؑ
صغراؑ سے کہا کہ آؤ پُرسا دے لو
بھائی بیٹوں کو کہو کہ آئی زینبؑ

رثائی رباعی ۱۱۱۳ حضرت زینبؑ

زنداں میں کہیں عزا کا دستور نہیں
دستور بھی ہو تو ان کو مقدور نہیں
شبیرؑ کی لاش دور، چہلم نزدیک
زینبؑ سا کوئی عاجز و مجبور نہیں

رثائی رباعی ۱۱۱۴ حضرت زینبؑ

زینبؑ کے کسی درد کا درمان نہیں
زنداں سے رہائی کسی عنوان نہیں
شبیرؑ کی لاش دور، چہلم نزدیک
زینبؑ سا کوئی عاجزو مجبور نہیں

رثائی رباعی ۱۱۱۵ حضرت زینبؑ

زینبؑ نے جو پوچھا رن میں کیا ہوتا ہے
فضہ نے کہا حشر بپا ہوتا ہے
نزدیک ہے وہ وقت کہ قیدی ہوں حضورؑ
اب خاتمۂ آلِ عباؑ ہوتا ہے

رثائی رباعی ۱۱۱۶ حضرت زینبؑ

گن گن کے ہر اک زخم بدن روئے گی
گہہ دیکھ کے کافور و کفن روئے گی
تم آج کرو خاتمۂ شور و بُکا
کل بھائی کے لاشے پہ بہن روئے گی

مذہبی/رثائی رباعی ۱۱۱۷ حضرت زینبؑ

ہم شکلِ رسولؐ حق کا لاشا دیکھا
کٹتے ہوئے حلقِ شاہؑ والا دیکھا
زینبؑ کہتی تھی آہ لوگو میں نے
اک عرصۂ دوپہر میں کیا کیا دیکھا

مذہبی/رثائی رباعی ۱۱۱۸ حضرت زینبؑ

شبیرؑ کو کفار نے جینے نہ دیا
پانی بھی دمِ ذبح شقی نے نہ دیا
زینبؑ کی غریبی پہ جگر پھٹتا ہے
شبیرؑ کا پُرسا بھی کسی نے نہ دیا

رثائی رباعی ۱۱۱۹ حضرت علی اکبرؑ

دسویں کوتو شاہِ انس و جاں قتل ہوا
ہمراہ ہر اک خورد و کلاں قتل ہوا
اٹھارویں کو مرثیہ پڑھ اُس کا دبیرؔ
اٹھارہ برس کا جو جوان قتل ہوا

رثائی رباعی ۱۱۲۰ حضرت علی اکبرؑ

کیا کیا ہوئے شبیرؑ کے پیارے مقتول
پر خیمے سے نکلے نہ کبھی آلِ رسولؐ
اکبرؑ جو ہوا قتل تو رن میں آئی
زینبؑ خیمے سے اور جنت سے بتولؑ

رثائی رباعی ۱۱۲۱ حضرت علی اکبرؑ

بانوؑ نے کہا دردِ جگر کیوں کر جائے
دنیا سے سیہ ارماں جو علی اکبرؑ جائے
اُس مادرِ ناشاد کے دل سے پوچھو
جس کا ایسا جوان بیٹا مرجائے

رثائی رباعی ۱۱۲۲ حضرت علی اکبرؑ

حالت تھی یہ اکبرؑ کے لیے مادر کی
نے ہوش تھا پا کا نہ خبر تھی سر کی
سِن پوچھتا تھا کوئی تو کہتی تھی آہ
اٹھارویں تھی سالگرہ اکبرؑ کی

رثائی رباعی ۱۱۲۳ حضرت علی اکبرؑ

بانوؑ نے کہا مرگیا پیارا میرا
دنیا سے جواں لال سدھارا میرا
سر نیزے پہ اکبرؑ کا پھراتے ہیں عدو
گردش میں ہے ان دنوں ستارا میرا

رثائی رباعی ۱۱۲۴ حضرت علی اکبرؑ

بیٹا ہوا جب سبطؑ پیمبرؐ پہ فدا
شہؑ جا کے ہوئے لاشۂ دلبر پہ فدا
بانوؑ سے کہا شکرِ خدا کا ہے مقام
اکبرؑ بھی ہوئے خالقِ اکبر پہ فدا

رثائی رباعی ۱۱۲۵ حضرت علی اکبرؑ

جب پیاس سے اکبرؑ ہوئے رن میں بے تاب
کمھلا کے ہوا زرد گلِ باغِ شباب
بولے جو حسینؑ آئیں کمک کو تو کہا
بابا یہ کمک ہے یہ کمک ہے اب آب

رثائی رباعی ۱۱۲۶ حضرت علی اکبرؑ

آئینہ طلعت نبیؐ ہیں اکبرؑ
ہم صورتِ حضرت نبیؐ ہیں اکبرؑ
عزت ہے نبیؐ کی باغِ ایجاد میں کل
عطرِ گلِ عترت نبیؐ ہیں اکبرؑ

رثائی رباعی ۱۱۲۷ حضرت علی اکبرؑ

شیریں نے کہا سُن کے قضا اکبرؑ کی
شادی ہوئی تھی شبیہ پیغمبرؐ کی
سر پیٹ کے بانوؑ نے کہا بیاہ کہاں
ٹھہری تھی نہ بات بھی مرے دلبر کی

رثائی رباعی ۱۱۲۸ حضرت علی اکبرؑ

بانوؑ نے کہا بے کس و نادار ہوں میں
اکبرؑ ترے مرنے سے دلفگار ہوں میں
تابوت اٹھے دھوم سے کیوں کر تیرا
واری ماں، غریب ونادار ہوں میں

رثائی رباعی ۱۱۲۹ حضرت علی اکبرؑ

بانوؑ کو قلق اکبرؑ ذی جاہ کے تھے
شعلے دلِ سوزاں سے بلند آہ کے تھے
گر پوچھتا تھا کوئی کہ سِن کیا ہوگا
کہتی تھی مَسیں بھیگی تھیں دن بیاہ کے تھے

رثائی رباعی ۱۱۳۰ حضرت علی اکبرؑ

بانوؑ کو سدا یاد تھی یہ اکبرؑ کی
جو سونگھتی تھی تیغ و ذرہ اکبرؑ کی
سِن پوچھتا تھا کوئی تو کہتی تھی کہ ہائے
اٹھارویں تھی سالگرہ اکبرؑ کی

رثائی رباعی ۱۱۳۱ حضرت علی اکبرؑ

زخمِ تن شہؑ جو متصل پیدا تھے
آثار یہ دل کے تن سے مل پیدا تھے
ٹکڑے جو ہوا تھا مرگِ اکبرؑ سے دل
آئینہ تن میں زخم دل پیدا تھے

رثائی رباعی ۱۱۳۲ حضرت علی اکبرؑ

دل جس کا ہو بے قرار دلبر کے لیے
وہ نوحہ کرے سبطِ پیمبرؐ کے لیے
فرزند جواں جس کا ہو دنیا میں تلف
لازم ہے کہ روئے علی اکبرؑ کے لیے

رثائی رباعی ۱۱۳۳ حضرت علی اکبرؑ

اکبرؑ نے جو گھر موت کا آباد کیا
صغراؑ کو دمِ نزع بہت یاد کیا
لاشے پہ جگر پکڑے یہ کہتے تھے حسینؑ
تم نے علی اکبرؑ ہمیں برباد کیا

رثائی رباعی ۱۱۳۴ حضرت علی اکبرؑ

عاشق ہے ہر اک پیر و جواں بیٹے کا
ماں باپ کا ہے نام و نشاں بیٹے کا
سب کچھ ہو بشر کے لیے صدمہ الاّ
اللہ نہ دے داغ جواں بیٹے کا

رثائی رباعی ۱۱۳۵ حضرت علی اکبرؑ

اکبرؑ نے جوانی کو جو برباد کیا
یثرب کو تباہ رن کو آباد کیا
ہچکی جو اجل کی آئی بابا سے کہا
شاید میری صغراؑ نے مجھے یاد کیا

رثائی رباعی ۱۱۳۶ حضرت علی اکبرؑ

کہتے تھے حسینؑ میرے جانی افسوس
تم قتل ہوئے یوسفِ ثانی افسوس
یہ سِن شباب و زخم نیزہ صد حیف
افسوس ترا داغِ جوانی افسوس

رثائی رباعی ۱۱۳۷ حضرت علی اکبرؑ

بانوؑ نے کہا ہوش نہ کیوں کر گم ہو
اکبرؑ میں جیوں نیزے سے بسمل تم ہو
شادی کا قلق ایک طرف وائے نصیب
ہے ہے نہ سوم ہو نہ تیرا چہلم ہو

رثائی رباعی ۱۱۳۸ حضرت علی اکبرؑ

بانوؑ نے کہا غم سہے کیا کیا میں نے
اکبرؑ کا شباب خوب دیکھا میں نے
ماتھا کیسا یہ میری قسمت کا لکھا
تابوت پہ سہرا بھی نہ باندھا میں نے

رثائی رباعی ۱۱۳۹ حضرت علی اکبرؑ

جب پشت سے نوکِ نیزہ باہر نکلی
لکھا ہے تڑپ کے روحِ اکبر نکلی
تھراتے تھے کھینچنے میں شبیرؑ کے ہاتھ
پھر آہ سنان جگر سے کیوں کر نکلی

رثائی رباعی ۱۱۴۹ حضرت عباسؑ

مجروح سراپا جو علمدارؑ ہوئے
اعضائے حسینؑ غم سے بیکار ہوئے
دریا پہ گرے ابن یداللہ کے جو ہاتھ
دنیا سے حسنؑ دست بردار ہوئے

ثائی رباعی ۱۱۵۰ حضرت عباسؑ

جب رن میں تہہ تیغ علمدارؑ ہوئے
گویا یہ شہؑ بے کس و بے یار ہوئے
تم ہاتھ کٹائے ہو لب نہر پہ آہ
لو ہم بھی جہاں سے دست بردار ہوئے

رثائی رباعی ۱۱۵۱ حضرت عباس

دریا سے سکینہؑ کا جو سقاؑ نکلا
سقائی کا ارمان نہ اصلاً نکلا
پانی میں ملا لہو جو بہہ کر تو کہا
دریا بھی مرے خون کا پیاسا نکلا

رثائی رباعی ۱۱۵۲ حضرت عباسؑ

عباسؑ نے زور اپنے پدر سے پایا
جعفرؑ کا شرف حصول پر سے پایا
مشکیزہ سکینہؑ سے شہِؑ دیں سے علم
منصب یہ اِدھر سے وہ اُدھر سے پایا

مذہبی/ رثائی رباعی ۱۱۵۳ حضرت عباس/ سکینہؑ

صرفِ غمِ عباسؑ جو سینا ہوگا
وہ لوحِ بیاضِ طورِ سینا ہوگا
اور مرگِ سکینہؑ پہ جو دل ہوگا داغ
وہ رتبہ میں تابوتِ سکینہؑ ہوگا

مذہبی/ رثائی رباعی ۱۱۵۴ حضرت عباس

دریا سے تو بے زار تھے بے شک عباسؑ
مدفن وہاں کیوں سمجھے مبارک عباسؑ
ہے رمز کہ پیاسے جو ہوئے قتلِ حسینؑ
دریا پہ گواہی کو ہیں اب تک عباسؑ

صنعت مذہب کلامی میں آخری دو مصرعے ہیں۔

رثائی رباعی ۱۱۵۵ حضرت عباسؑ

دونوں کے شرف سے ہم خبردار ہوئے
ایسے نہ علمدارؑ نہ سردارؑ ہوئے
دریا پہ گرے کٹ کے جو عباسؑ کے ہاتھ
دنیا سے حسینؑ دست بردار ہوئے

محاورہ= دست بردار ہونا۔ یعنی کھونا

رثائی رباعی ۱۱۵۶ حضرت عباسؑ

جب رن میں شہید سارے انصار ہوئے
عباسؑ مبارزت کو تیار ہوئے
شانے جو کٹے کہا فلک نے ہیہات
عباسؑ جہاں سے دست بردار ہوئے

لغات: ہیہات= افسوس۔ محاورہ= دست بردار ہونا۔ کھونا

رثائی رباعی ۱۱۵۷ حضرت عباسؑ

جرأت میں خراج بحر و بر سے پایا
سقائی میں باج خشک و تر سے پایا
شانے جو کٹے تو پائی قدر عباسؑ
دو ہاتھ بلند سب کے سر سے پایا

رثائی رباعی ۱۱۵۸ حضرت عباسؑ

عباسؑ ہیں رشکِ ملک انسانوں میں
پر ہیں عوضِ دست کٹے شانوں میں
پر کھولے یہی کہتے ہیں قبرِ شہ پر
ہم بھی ہیں اسی شمع کے پروانوں میں

رثائی رباعی ۱۱۵۹ حضرت عباسؑ

دنیا سے جو دو بحرِ کرم اٹھتے ہیں
دوچشموں سے طوفان بہم اٹھتے ہیں
سردار سے ہوتا ہے علمدارؑ کے آگے
عباسؑ کے ہشتم کو علم اٹھتے ہیں

رثائی رباعی ۱۱۶۰ حضرت عباسؑ

گھٹتے ہیں گناہ عزّ و حشم بڑھتے ہیں
زائر صلوات ہر قدم پڑھتے ہیں
مرنے پہ بھی ہے شوقِ علمداریؑ شاہ
عباسؑ کے روضے میں علم چڑھتے ہیں

مذہبی/رثائی رباعی ۱۱۶۱ حضرت علی اصغر

آرام دل حرم کا معدوم ہوا
کم عصر کا حال مرگ معلوم ہوا
دودھ اُگلا لہو ڈالا ڈرا کھا کر سہم
اور سرد وہ معصومؑ کا معصومؑ ہوا

لغات: معدوم = فنا / سہم = تیر / معصوم سے مراد امام حسین ہیں / معصوم سے مراد اصغر معصوم ہیں / سرد ہونا = مرجانا

رثائی رباعی ۱۱۶۲ حضرت امام حسینؑ

دردا کہ ملوم امام معصومؑ رہا
ہر اہلِ طمع عمر کا محکوم رہا
مالک ہوا ساحل کا گروہِ گمراہ
اور ہائے امامِ عصر محروم رہا

لغات: دردا = افسوس / ملول = رنجیدہ / طمع = لالچ / محکوم = اطاعت گزار / امام عصر = امام زماں

رثائی رباعی ۱۱۶۳ علی اصغرؑ

یوں عیش ہے شہؑ کے سوگواروں پہ حرام
جس طرح طعام روزہ داروں پہ حرام
بے آبیِ اصغرؑ پہ نہ رولیں جب تک
شیرِ مادر ہے شیر خواروں پہ حرام

لغات: طعام = کھانا / شیر = دودھ

رثائی رباعی ۱۱۶۴ حضرت علی اصغرؑ

اس ظلم کا ہے کہیں ٹھکانہ ہے ہے
پائے نہ حسینؑ آب و دانہ ہے ہے
شق ہووے زمیں اور نہ گردوں بگڑے
اصغرؑ کا گلا بنے نشانہ ہے ہے

لغات: گردوں=آسمان

رثائی رباعی ۱۱۶۵ حضرت علی اصغرؑ

گردوں سے قمر روز گرا کرتا ہے
خورشید بھی بادل میں گھرا کرتا ہے
اصغرؑ جو تہِ خاک ہیں سو گردِ زمیں
گہوارۂ آسمان پھرا کرتا ہے

رثائی رباعی ۱۱۶۶ حضرت علی اصغرؑ

بانوؑ نے کہا دل میرا صد پارا ہے
اصغرؑ تیرے غم کا کچھ نہیں چارا ہے
سر نیزے پہ حرملا پھراتا ہے ترا
امّاں واری یہ چوب گہوارہ ہے

رثائی رباعی ۱۱۶۷ حضرت علی اصغرؑ ۔ علی اکبرؑ

بانوؑ نے کہا ایسا شرف کس کا ہے
فرق اکبرؑ و اصغرؑ میں فقط سِن کا ہے
تیر اُن کے گلے میں برچھی ان کے دل میں
وہ سالگرہ ان کی یہ بیاہ ان کا ہے

رثائی رباعی ۱۱۶۸ حضرت علی اکبرؑ

بانوؑ نے کہا آہ نہ چپکی ہوں گی
دم نکلے گا جب رونے سے تب دم لوں گی
گھر کی تو صفائی ہوئی جاؤں گی کہاں
قبرِ علی اکبرؑ پہ میں جھاڑو دوں گی

رثائی رباعی ۱۱۶۹ حضرت علی اصغرؑ

ماں کہتی تھی دودھ پینا بھولے اصغرؑ
دنیا میں نہ تم پھلے نہ پھولے اصغرؑ
لہرائیں گے تا بہ زیست میرے دل پر
سنبل سے ترے بال جھنڈولے اصغرؑ

رثائی رباعی ۱۱۷۰ حضرت علی اصغرؑ/علی اکبرؑ

رتبہ میں ہیں اکبرؑ کے مقابل اصغرؑ
یعنی کہ شہیدوں میں ہیں داخل اصغرؑ
صورت میں بزرگ و خورد تصویر میں ایک
وہ مصحفِ اکبرؑ ہیں حمائل اصغرؑ

لغات: حمائل = چھوٹی تقطیع کا قرآن جو گلے میں ڈالتے ہیں۔

رثائی رباعی ۱۱۷۱ حضرت علی اصغرؑ

اصغرؑ کے گلے سے تیر کو پار کیا
اکبرؑ قاسمؑ کو قتل اک بار کیا
خوں آلِ پیمبرؐ کا بہایا سرِدشت
یہ صفحۂ آل خوب تیار کیا

رثائی رباعی ۱۱۷۲ حضرت علی اصغرؑ

کیا پیاس تھی جس سے سارا لشکر تڑپا
کیا نیزہ تھا جس سے رن میں اکبرؑ تڑپا
مچھلی بھی نہ تڑپی کبھی یوں خشکی میں
جس طرح سے تیر کھاکے اصغرؑ تڑپا

رثائی رباعی ۱۱۷۳ حضرت اصغرؑ

پیاسا رہا اور تیر کا صدمہ دیکھا
بازوئے پدر سے خون بہتا دیکھا
بانو کہتی تھی لاشِ اصغرؑ پہ کہ ہائے
بیٹا اس سِن میں تم نے کیا کیا دیکھا

رثائی رباعی ۱۱۷۴ حضرت اصغرؑ

کچھ بولنے پائے نہ زباں سے اصغرؑ
شش ماہے گذر گئے جہاں سے اصغرؑ
کس عمر میں تیر سنگ دل نے مارا
کھیلے بھی نہ تھے تیرو کماں سے اصغرؑ

رثائی رباعی ۱۱۷۵ حضرت علی اصغرؑ

اصغرؑ کو جو مقتل میں لٹاتے تھے حسینؑ
مردے کو کلیجے سے لگاتے تھے حسینؑ
از بسکہ زمینِ کربلا جلتی تھی
گہہ رکھتے تھے لاش گہہ اٹھاتے تھے حسینؑ

رثائی رباعی ۱۱۷۶ حضرت علی اصغرؑ

بانوؔ نے کہا صبر نہیں آتا ہے
غم بیٹوں کا ہر [illegible] رُلواتا ہے
گر بھولتی ہے شکل علیؑ اکبرؑ کی
اصغرؑ مری آنکھوں تلے پھر جاتا ہے

رثائی رباعی ۱۱۷۷ حضرت قاسم

قاسمؑ کی قضا نے جب جوانی دیکھی
بولی تری کیا شان شہانی دیکھی
کبراؑ سے کہا کسی نے دیکھا دولھا
کہنے لگی آستین نشانی دیکھی

رثائی رباعی ۱۱۷۸ حضرت قاسمؑ

آنکھوں میں عزیزو اشک بھر کے پیٹو
اور اپنے جگر پہ ہاتھ دھر کے پیٹو
دولھا جو تمھیں کہیں دکھائی دیوے
قاسمؑ کی جوانی یاد کرکے پیٹو

رثائی رباعی ۱۱۷۹ حضرت قاسمؑ

دولھا کا جو ماں نے رن میں لاشا دیکھا
افلاک کو بے کسی سے کیا کیا دیکھا
کہنے لگی ہائے اس پسر کا میں نے
چوتھی دیکھی نہ ہائے تیجا دیکھا

رثائی رباعی ۱۱۸۰ حضرت قاسمؑ

جس وقت کہ قاسمؑ کا ہوا حال تغیر
یہ کہہ کے بہت روئے جنابِ شبیرؑ
کس طرح نہ ہوتی لاشِ قاسمؑ پامال
تابوتِ حسنؑ پر بھی لگے تھے سو تیر

رثائی رباعی ۱۱۸۱ حضرت سکینہؑ

بے ہوش سکینہؑ تھی عطش کے مارے
اور زرد غمِ شاہ سے تھے رخسارے
نہ پیٹنے کی جا ہے کہ ظالم نے آہ
ڈر لے کے یتیم کو طمانچے مارے

رثائی رباعی ۱۱۸۲ حضرت سکینہؑ

ہر شہر میں مشتاقِ مدینہ آئی
بابا کے لیے پیٹتے سینہ آئی
صغریٰ کو پکاری گو سمجھ کر اپنا
زندان کے در پہ جو سکینہؑ آئی

رثائی رباعی ۱۱۸۳ حضرت سکینہؑ

کہتی تھی سکینہؑ قتلِ بابا دیکھا
بھیاؑ اصغرؑ کا ہم نے لاشا دیکھا
زنداں میں پھنسی اورطمانچے کھائے
اس تین برس کے سن میں کیا کیا دیکھا

رثائی رباعی ۱۱۸۴ حضرت سکینہؑ

کہتی تھی سکینہؑ شاہؑ والا نہ رہا
آغوشِ رسولؐ کا پالا نہ رہا
سوجانے کو ماں کہتی تو کرتی یہ بین
کیا سوؤں میرا سُلانے والا نہ رہا

رثائی رباعی ۱۱۸۵ حضرت عون ومحمدؑ

زینبؑ نے کہا فضل ہے یہ داور کا
بیٹوں کا مرے پاؤں نہ رن سے سرکا
ان دونوں کی قبروں پہ میں لکھوادوں گی
اک فدیہ ہے اکبرؑ کا اور اک اصغرؑ کا

رثائی رباعی ۱۱۸۶ حضرت عونؑ ومحمدؑ

بیٹوں نے رہِ حق میں جو سر بخش دیا
زینبؑ نے حق اپنا سر بسر بخش دیا
بولے جو دمِ نزع کہ اماں پانی
پانی تو نہ تھا دودھ مگر بخش دیا

رثائی رباعی ۱۱۸۷ حضرت عون ومحمدؑ

فرزند تھے زینبؑ کے قمر کی صورت
پیشِ رُخِ شہ رہے نظر کی صورت
پوچھے کوئی شبیرؑ سے جوہر اُن کے
کہنے میں رہے تیغ و سپر کی صورت

رثائی رباعی ۱۱۸۸ حضرت عونؑ و محمدؑ

سبطین علیؑ تھے جوشنینِ شبیرؑ
تھے صفحۂ دل پہ اسم اعظم تحریر
بے رمز نہ تھے اور جو زینبؑ کے پسر
جوشن دو ہی ہیں اک صغیر اک کبیر

رثائی رباعی ۱۱۸۹ حضرت عون و محمدؑ

زینبؑ نے کہا مجھکو ہزاروں غم ہیں
دشمن ہیں بہت بھائی کے یاور کم ہیں
کیا صدقے کروں بھائی پہ جو رد ہو نکلا
تب عونؑ و محمدؑ یہ پکارے ہم ہیں

رثائی رباعی ۱۱۹۰ حضرت کبریٰ

کبریٰ کہتی تھی رحم کھایا ہوتا
لیکن نہ مجھے دولہن بنایا ہوتا
لکھا تھا رنڈاپا جو مری قسمت میں
مانجے ہی میں رنڈ سالہ پہنایا ہوتا

رثائی رباعی ۱۱۹۱ حضرت کبریٰؑ

شادی تھی نہاں اور غمی پیدا تھی
نوشاہ تھا مُردہ اور دلہن بیوہ تھی
داغِ قاسمؑ تھا آفتابِ محشر
کبریٰؑ کے لیے قیامتِ کبریٰ تھی

رثائی رباعی ۱۱۹۲ حضرت کبریٰؑ

نوبت کے عوض سینہ زنی ہر جا تھی
اور محفلِ شادی میں غمی پیدا تھی
داغِ قاسم تھا آفتابِ محشر
کبریٰؑ کے لیے قیامتِ کبریٰ تھی

رثائی رباعی ۱۱۹۳ حضرت کبریٰؑ

کبریٰؑ بولی کہ خوب ارماں نکلے
مرنے کے لیے قاسمؑ ذی شاں نکلے
دیکھے تھے جو کچھ بیاہ کے ساماں شب کو
وہ صبح کو سب خواب پریشاں نکلے

رثائی رباعی ۱۱۹۴ حضرت فاطمہؑ صغریٰ

صغریٰ نے کہا صبر میں تاچند کروں
کیوں کر دل پارہ پارہ پیوند کروں
قصہ کوتاہ اب نہیں طاقتِ ضبط
دفتر ہو جو حال اپنا قلم بند کروں

رثائی رباعی ۱۱۹۵ حضرت فاطمہؑ صغریٰ

صغریٰ نے کہا نصیب صحت نہ ہوئی
بابا تو چلے اور مری رحلت نہ ہوئی
بیمار سے رخصت ہوئے سب خورد و کلاں
در کعبہ سے بیمار کی رخصت نہ ہوئی

رثائی رباعی ۱۱۹۶ حضرت فاطمہؑ صغریٰ

بچھڑے جو پدر سے شہؑ دیں کے جانی
کہتے تھے کہ قسمت میں ہے ایذا پانی
صغریٰ پہ گزرنے لگے فاقے پیہم
جب گھر سے اٹھا شاہؑ کا دانہ پانی

رثائی رباعی ۱۲۰۰ حضرت فاطمہؑ صغریٰؑ

صغریٰؑ کو وطن میں چین کیوں کر آئے
خط آئے نہ قاصد نہ کبوتر آئے
کہتی تھی ہوئی جان ہی آخر اپنی
لینے کو بہن کو خوب اکبرؑ آئے

محاورہ=جان آخر ہونا تنسیق الصفات=قاصد، خط، کبوتر

رثائی رباعی ۱۲۰۱ حضرت فاطمہؑ صغریٰؑ

صغریٰؑ کا مرض کم نہ ہوا درماں سے
آخر ہوئی بیمار تپ ہجراں سے
تمرید کی جا نوش کیا زہر اجل
پاشوئی کے بدلے ہاتھ دھوئے جاں سے

لغات: تمرید=شربت/محاورے=ہاتھ دھونا=جان کھونا، پاشوئی=پیر دھونا (تپ اتارنے کے لیے)
نئی تراکیب=تپ ہجراں-زہر اجل

رثائی رباعی ۱۲۰۲ حضرت فاطمہؑ صغریٰؑ

صغریٰؑ کو عجب دوائے آزار ملی
آزار میں حسرتِ دل آزار ملی
بیٹی نہ ملے پدر سے چھٹ کر افسوس
حضرت کے گلے سے رن میں تلوار ملی

رثائی رباعی ۱۲۰۳ حضرت فاطمہؑ صغریٰ

صغریٰ دمِ رخصتِ پدر روتی تھی
تھامے ہوئے بابا کی کمر روتی تھی
پھر ملنے کی امید نہ تھی دونوں کی
شبیرؑ اُدھر اور یہ اِدھر روتی تھی

رثائی رباعی ۱۲۰۴ حضرت فاطمہؑ صغریٰ

جو شاہؑ کو رنج اہلِ جفا سے پہنچا
صغریٰ کو وہ تاثیرِ ولا سے پہنچا
شیشے میں جو خاک تھی ہوئی سرخ تمام
خوں شہؑ کا وطن میں کربلا سے پہنچا

رثائی رباعی ۱۲۰۵ حضرت فاطمہؑ صغریٰ

کوفے کو چلے جب کہ امامِؑ ابرار
اندیشے سے صغریٰ کو ہوا اور بخار
کہتی تھی کہیں ہوتا ہے یہ بھی لوگو
بابا کا تو کوچ اور بیٹی بیمار

رثائی رباعی ١٢٠٦ حضرت فاطمۂ صغریٰؑ

اکبرؑ کی جو بہت منتظر صغریٰؑ تھی
نرگس کی طرح چشم ہمیشہ وا تھی
یثرب میں جو اکبرؑ کی سُنائی آئی
صغریٰؑ کے لیے قیامتِ کبریٰ تھی

رثائی رباعی ١٢٠٧ حضرت فاطمۂ صغریٰؑ

مرقد پہ بھی جب نہ ابنِ زہراؑ آئے
صغریٰؑ کو لحد میں پھر چین کیا آئے
اب تک یہ صدا لحد سے آتی ہے سدا
اے اہلِ وطن ہمارے بابا آئے

رثائی رباعی ١٢٠٨ حضرت فاطمۂ صغریٰؑ

اکبرؑ کہ جو انتظار میں صغریٰ تھی
سوتے میں بھی آنکھ در کی جانب وا تھی
اکبرؑ تو نہ آئے اور سُنائی آئی
صغریٰ پہ عجب قیامتِ کبریٰ تھی

رثائی رباعی ۱۲۰۹ پسران حضرت مسلمؑ

مسلم کے پسر تھے جو علیؑ کے پیارے
بابا سے چھٹے قید ہوئے بے چارے
فریاد کہ حارث نے ضیافت کے عوض
زلفیں کھینچیں انھیں طمانچے مارے

رثائی رباعی ۱۲۱۰ پسران حضرت مسلمؑ

آوارگی و بے کسی و تنہائی
مظلومی و غربت و برہنہ پائی
مسلمؑ کے جگر گوشوں پہ ہے رونے کی جا
مقتول ہوا بھائی کے آگے بھائی

رثائی رباعی ۱۲۱۱ فرزندان حضرت مسلم شہید

مسلمؑ کے لیے نالہ و زاری ہے ثواب
ہے ایلچیِ بادشہِ عرش جناب
دریا پہ ہوئے قتل جو اُس کے فرزند
کیا روئے ہیں پھوٹ پھوٹ دریا میں حباب

رثائی رباعی ۱۲۱۵ حُر

زینبؑ سے کہا حُر نے اسیرِ غم ہوں
رونے کو نہیں کوئی اگر بے دم ہوں
کہہ دینا کنیزوں سے کہ روئیں حُر کو
وہ بولی ترے رونے کو کیا میں کم ہوں

رثائی رباعی ۱۲۱۶ حُر

حُر کی جو سپاہ نے نہ پایا پانی
لشکر کو امامؑ نے پلایا پانی
پر آہ طلب کیا جو اُن سے واں آب
آبِ دمِ خنجر سے پلایا پانی

رثائی رباعی ۱۲۱۷ حُر

لاکھوں سے لڑائی میں نہ حُر بند ہوا
یاں تک کہ جدا تیغ سے ہر بند ہوا
جب آنکھ ہوئی بند تو بولا کیا غم
راضی تو یدّاللہ کا دل بند ہوا

رثائی رباعی ۱۲۱۸ حُر

حُر سبط پیغمبرؐ پہ ہوا جب قرباں
زینبؑ سے کہا شہؑ نے بہ چشمِ گریاں
بہنا غمِ حُر میں بال کھولو اپنے
بھائی پہ بڑا ہوگا تمہارا احساں

رثائی رباعی ۱۲۱۹ حُر

حُر نے بھی عجب طالعِ یاور پایا
آقا شہؑ سا رفیق پرور پایا
پیاسا جو ہوا قتل شہِؑ دیں کے لیے
کوثر پہ علیؑ سے جامِ کوثر پایا

رثائی رباعی ۱۲۲۰ حُر

بوذرؓ کا نصیب حُر کو ایمان ہوا
زینبؑ نے بُلا بھیجا تو سلمان ہوا
جب تخت شہادت کا ملا بولے ملک
آگے سلمان تھا اب سلیمانؑ ہوا

رثائی رباعی ۱۳۳۱ حُر

گھر خُلد میں حُر کو مصطفاؐ نے بخشا
چشمہ کوثر کا مرتضاؑ نے بخشا
تقصیر امامؑ دو جہاں نے بخشی
گنجینۂ کونین خدا نے بخشا

رثائی رباعی ۱۳۳۲ حُر

تیغوں سے جُدا حُر کا جو ہر بند ہوا
قربِ پسرِ فاطمہؑ دہ چند ہوا
بہرِ دلِ صد چاک جگر بندِ بتولؑ
مہمان کا بند بند پیوند ہوا

رثائی رباعی ۱۳۳۳ حُر

دل جس کا ولائے حُر سے آباد ہوا
گنجینۂ ایمانِ خدا داد ہوا
کی حُر کی زیارت تو شہیدوں میں ملا
رویا تو جہنم سے وہ آزاد ہوا

رثائی رباعی ۱۲۲۴ حُر

شہؑ نے گناہِ حُرِ دلاور بخشا
ذرّے کو زر اور قطرے کو گوہر بخشا
پیاسے کو تر و خشک کا مختار کیا
گلزار بہشت و حوضِ کوثر بخشا

رثائی رباعی ۱۲۲۵ حُر

حُر نے کیا جلد باغ رضواں پایا
گمراہ تھا شب کو صبح ایماں پایا
سرورؑ کے لیے جو گنج زر چھوڑا
جب قتل ہوا گنجِ شہیداں پایا

رثائی رباعی ۱۲۲۶ حُر

حُر دل سے تصدق شہِؑ ذی جاہ پہ تھا
پروانہ چراغ اسد ؑاللہ پہ تھا
آیا جو فدا ہونے کو کہتے تھے حسینؑ
روکی تھی مری راہ مگر راہ پہ تھا

رثائی رباعی ۱۳۲۷ حُر

حُر کو کیا بخت کبریا نے بخشا
یہ نام اُسے بخت رَسا نے بخشا
جب عذر گناہ کرتا تھا کہتے تھے حسینؑ
میں نے بخشا میرے خدا نے بخشا

رثائی رباعی ۱۳۲۸ حُر

کعبہ حُر نے حرم کے در سے پایا
اور خلد میں گھر علیؑ کے گھر سے پایا
رومال بتولؑ شہؑ سے ، خلعہ حق سے
خلعت یہ اِدھر اور اُدھر سے پایا

رثائی رباعی ۱۳۲۹ حُر

کی عرض یہ حُر نے اے پیمبرؐ کے جگر
جز عفو خطا اور نہیں عرض دگر
میں ہوں وہی جس نے تمھیں روکا تھا پر اَب
برمن منگر برکرم خویش نگر

رثائی رباعی ۱۲۳۰ حُر

حُر کا شہؑ مظلوم سا آقا ہے کون
حُر سا شہؑ لب تشنہ کا شیدا ہے کون
ایسا ہے ملا کہ پھر نہ معلوم ہوا
قطرہ ہے کون اور دریا ہے کون

مدحیہ رباعی ۱۲۳۱ حُر ابن ریاحی

حُر کو مددِ حرمؑ کا الہام ہوا
ہر درد و الم سُرور و آرام ہوا
مسلم ہوا سرورؑ کا ہراول ہوکر
حاصل حُر کو کمالِ اسلام ہوا

لغات: الہام=وہ بات جو خدا کی طرف سے دل میں اترتی ہے/ الم=رنج/ سُرور=خوشی، ہراول=وہ سپاہی جو لشکر کے آگے آگے ہوتا ہے/ کمالِ اسلام=اسلام کی معراج

رثائی رباعی ۱۲۳۲ حُر۔غیر منقوطہ

سر گرم ولا دل رہا حُر سرد ہوا
معصومؑ کا وہ ہمدم و ہمدرد ہوا
درد و الم امامؑ طالع کو ملا
سُو حُر کا علم ہم عدوِ درد ہوا

لغات: سرگرم رہنا=مشغول رہنا/ ولا=محبت/ الم=رنج/ امامؑ طالع=امامؑ خوش نصیب/
حُر=ح+ر=8+200=208/ درد=4+200+4=208

رثائی رباعی ۱۲۳۳ حُر۔غیر منقوطہ

واللہ کہ حُر کو دلِ آگاہ ملا
ہمدم ملَک سدرہ سرِ راہ ملا
کامل ہوا اسلام دم وصلِ امامؑ
اللہ ملا اور اسدؑ اللہ ملا

لغات: واللہ=اللہ کی قسم/دلِ آگاہ=خبردار دل/ہمدم=ساتھ/سدرہ=عرش/سرِ راہ=راستے میں/وصلِ امامؑ=امام سے ملاقات

رثائی رباعی ۱۲۳۴ امام حسینؑ

محتاجوں کو اغنیا نے زر بخشا ہے
درماندوں کے آرام کو گھر بخشا ہے
احمدؐ کے نواسے کی سخاوت دیکھو
دشمن کو رہِ دوست میں سر بخشا ہے

رثائی رباعی ۱۲۳۵ پنجتنؑ

قتلِ شہؑ مظلوم کی تدبیریں تھیں
اک حلق تھا اور سیکڑوں شمشیریں تھیں
اک روز میں اعدا نے مٹایا ان کو
زہراؑ کے مرقع کی جو تصویریں تھیں

رثائی رباعی ۱۲۳۶ پنجتنؑ

جاری جو عرق تن سے یہاں ہوتا ہے
ہر قطرہ کدورتِ گناہ دھوتا ہے
سمجھو نہ عرق یہ غم ہے آب و گل میں
ہر عضو برائے پنجتنؑ روتا ہے

رثائی رباعی ۱۲۳۷ چرخ

دل میں امت کے بے وفائی ڈالی
زینبؑ پہ بلائے بے ردائی ڈالی
بس ہو تو کروں فلک کا ہر بند جدا
صغریٰ و حسینؑ میں جدائی ڈالی

رثائی رباعی ۱۲۳۸ چرخ

انصاف سے چرخ بے جا گزرا ہے
اس پیر کہن کو شک نیا گزرا ہے
کہتا ہے کہ در گزر قناعت سے کرو
ایسا بھی دبیرؔ کیا کیا گزرا ہے

رثائی رباعی ۱۲۳۹ حرم

بلوے میں نبیؐ زادیوں کی دید ہوئی
روئے جو حرم ضبط کی تاکید ہوئی
شبیرؑ ہوئے عجب زمانے میں شہید
ماتم نہ کسی گھر میں ہوا عید ہوئی

رثائی رباعی ۱۲۴۰ حرم

زندان میں فاقے سے حرم رہتے تھے
دم رکتا تھا اور اشک سدا بہتے تھے
نے چھٹنے کی آس نے چھڑانے والا
گھبرا گھبرا کے یا علیؑ کہتے تھے

رثائی رباعی ۱۲۴۱ ایام عزا

دنیا سے بہارِ تعزیت جاتی ہے
اس باغ پہ تقدیر خزاں لاتی ہے
رخصت ہوتا ہے مومنوں کا مہمان
ہر کان میں بانگِ الوداع آتی ہے

رثائی رباعی ۱۳۴۲ ایامِ عزا

شبیرؑ کے غم سے رونقِ دنیا ہے
واللہ جہاں تعزیہ وہاں زہراؑ ہے
باجوں کی صدا جدھر سے آئی سمجھو
یہ شورِ وداعِ چہلم مولاؑ ہے

رثائی رباعی ۱۳۴۳ امام حسن عسکریؑ

فردوس کو عسکریؑ رواں آج ہوئے
بے نور زمین و آسماں آج ہوئے
کہرام ہے یہ سامرے میں چار طرف
بن باپ کے صاحبؑ الزماں آج ہوئے

رثائی رباعی ۱۳۴۴ حضرت مام حسینؑ

گر مہر امامؑ دوسرا حاصل ہو
گو درد ہو لادوا دوا حاصل ہو
اس دم ہو مددگار گر احمدؐ کا لال
واللہ کہ دُرِّ مدعا حاصل ہو

لغات: مہر=محبت/ امام دوسراؑ سے مراد امام حسینؑ ہیں/ دُرِ مدعا=مدعا کا موتی

رثائی رباعی ۱۲۴۵ غیر منقوط-امام حسینؑ

ہو درد و الم مدام دردا دردا
ہم دم ہو دمِ حسام دردا دردا
آوارۂ ملک مالکِ ہر دوسرا
محروم لحد امامؑ دردا دردا

لغات: الم=رنج/مدام=ہمیشہ دردا=افسوس/ہم دم=ساتھی/لحد=قبر/محروم=بغیر

مذہبی رباعی ۱۲۴۶ رثائی رباعی-حر ابن ریاحی غیر منقوط

واللہ کہ طالع رسا حر کو ملا
سردارؑ امامؑ دوسرا حُر کو ملا
گھر حُر کا ہوا احمدؐ مرسل کا دل
حور و ارم و حلّہ ملا حر کو ملا

لغات: واللہ=اللہ کی قسم/طالع رسا=خوش نصیبی/امام دوسرا سے مراد امام حسین ہیں۔ ارم=جنت/حلّہ لباس جنت/صلا=انعام

مذہبی رباعی ۱۲۴۷ رثائی رباعی-حر ابن ریاحی غیر منقوط

اعدا کو اُدھر حرام کا مال ملا
حُر کو اسد اللہ کا اِدھر لال ملا
واللہ کلاہِ سرِ عالم ہوا حُر
حلّہ ملا معصومہ کا رومال ملا

لغات: اعدا=دشمن/اسد اللہ=حضرت علیؑ کا لقب (اللہ کا شیر) واللہ=اللہ کی قسم/کلاہ=ٹوپی/حلّہ=جنتی لباس۔ معصومہ سے مراد حضرت فاطمہؑ ہیں۔

رثائی رباعی ۱۲۴۸ شہدا کربلا غیر منقوط رباعی

کام و گلوئے آل محمدؐ سوکھا
ہر لحمہ لہو حرم کا لاحد سوکھا
وہ موسم گرما و سموم صحرا
ہر سرو گل و لالہ احمدؐ سوکھا

لغات: کام= تالو/ لاحد= بے حد/ سموم= زہریلی ہوا (گرم ہوا)، سرو= مخروطی درخت جس سے قد کو تشبیہ دی جاتی ہے/ گل= گلاب کا پھول/ لالہ= سنبل

رثائی رباعی ۱۲۴۹ محرم

یہ ماہِ صیام اور محرم دونوں
رکھتے ہیں جو پنجتنؑ کا ماتم دونوں
محشر میں سب اہلِ غم کے ہوں گے یہ گواہ
ہیں روزِ جزا شفیع عالم دونوں

رثائی رباعی ۱۲۵۰ محرم

اے اہلِ عزا ماہِ عزا آتا ہے
ہاں موسمِ فریاد و بُکا آتا ہے
فوجِ غمِ شہؑ لیے جلو میں اپنے
پیٹو کہ محرم بھی چلا آتا ہے

رثائی رباعی ۱۲۵۱ محرم

دو میم جو اک لفظِ محرم میں ہیں
پیوند انھیں حرفوں کی ماتم میں ہیں
ہر میم کے چالیس عدد سے یہ کھلا
ماتم کے چہل روز دو عالم میں ہیں

رثائی رباعی ۱۲۵۲ محرم

ہم تم ہی نہیں صَرفِ بکا ہوتے ہیں
اس غم میں ملک اشکوں سے منہ دھوتے ہیں
اب ماہِ محرم جو رہا ہے نزدیک
مینھ اس کو نہ سمجھو یہ فلک روتے ہیں

رثائی رباعی ۱۲۵۳ عشرۂ محرم

کیوں ہاتھوں کو مَل کر نہ کریں ہم افسوس
جی بھر کے نہ اک دن کیا ماتم افسوس
ہے آج شب قتلِ حسینؑ ابنِ علیؑ
آخر ہوا عشرۂ محرم افسوس

رثائی رباعی ۱۲۵۴ محرم

ہر بار خیالِ شورو شین آتا ہے
دل ہوتا ہے بے چین تو چین آتا ہے
جاتے ہیں حواس پیشوائی کے لیے
کیا ماہ محرمِ حسینؑ آتا ہے

رثائی رباعی ۱۲۵۵ محرم

ہم چشمِ فرات چشمِ عالم ہے آج
ہر گھر میں بپا شیون و ماتم ہے آج
ہرکوچے سے آتی ہے صداہائے حسینؑ
کیا مومنو غرۂ محرم ہے آج

رثائی رباعی ۱۲۵۶ محرم

سادات پہ آرام کا در بند ہے آج
نرغہ میں پیغمبرؐ کا جگر بند ہے آج
شیعوں کے بہت رونے سے یہ حال کھلا
پانی پسرِ فاطمہؑ پہ بند ہے آج

رثائی رباعی ۱۲۵۷ عطش

حُبِّ شہِ لب تشنہ میں یکتا ہے فلک
کب آبِ رواں کو دیکھ سکتا ہے فلک
باراں یہ نہیں حسینؑ پیاسے جو موئے
پانی کو اٹھا کے دے پٹکتا ہے فلک

رثائی رباعی ۱۲۵۸ عطش

پانی یہ زراعت پہ سدا لے جائے
صحرا صحرا چمن چمن برسائے
بے مہریٔ آسماں تو دیکھو کہ حسینؑ
پانی مانگے اور آبِ خنجر پائے

رثائی رباعی ۱۲۵۹ عطش

پیاسے شہدا جب کہ گئے دنیا سے
زہراؑ نے بہت شکوہ کیا دریا سے
کہتی تھی مروّت تیری دیکھی اے نہر
لاکھوں سیراب اور بہتّر پیاسے

رثائی رباعی ۱۲۶۰ عطش

ہوا ذبح پیاسا محمدؐ کا جانی
نا پایا دمِ ذبح اک بوند پانی
کٹی جو رگِ حلق آئی یہ آواز
کہ اللہ باقی و من کلّ فانی

رثائی رباعی ۱۲۶۱ عطش

کرتا طلب آب جو کونین کا شاہؑ
پانی ہی نظر آتا جدہر پڑتی نگاہ
مت سمجھو رہا پانی کو محتاج حسینؑ
لا حول ولا قوۃ الا باللہ

رثائی رباعی ۱۲۶۲ عطش

کہتے تھے حسینؑ آج ہے مرنا مجھکو
خنجر کے تلے سر اپنا دھرنا مجھکو
اے اہلِ حرم ہے یہ وصیّت میری
پانی پینا تو یاد کرنا مجھکو

رثائی رباعی ۱۲۶۳ عطش

افسوس شہیدوں نے نہ پایا پانی
اور گھوڑوں کو اعدا نے پلایا پانی
پیاسوں نے مقدر جو اپنے ڈھونڈھا
تقدیر نے خنجر میں بتایا پانی

رثائی رباعی ۱۲۶۴ عطش

معصوم سے اعدا نے چھپایا پانی
ششماہے کو ہے ہے نہ پلایا پانی
گردن پہ لگا کہ تیر بولا ظالم
اصغرؑ بتلاؤ تم نے پایا پانی

رثائی رباعی ۱۲۶۵ عطش

جو ہوئے پیغمبرؐ خدا کا جانی
اور سرورؑ اوصیا ہوئے ثانی
سر نیزہ پہ اُس کا کوفے میں پھرائیں
اے چرخ وہ رتبہ اور یہ سرگردانی

رثائی رباعی ١٢٦٦ عطش

کیا قہر ہے یہ حیا جہاں سے اٹھ جائے
پیاسا شہِ کربلا جہاں سے اٹھ جائے
کیوں منصفو آنسو کی طرح سے پانی
آنکھوں سے گرا تو کیا جہاں سے اٹھ جائے

رثائی رباعی ١٢٦٧ عطش

چاہے کہ پیے نبیؑ کا جانی پانی
اور پائے نہ وہ یوسفِ ثانی پانی
کیوں کر نہ فرات کو خجالت ہوئے
پانی کیوں کر نہ ہوئے پانی پانی

رثائی رباعی ١٢٦٨ عطش

عابدؑ جب پیاس میں منگاتے پانی
خادم بھر جام جاکے لاتے پانی
کر یاد پدر کی پیاس اتنا روتے
جو سیل سے اشک کے بہاتے پانی

رثائی رباعی ۱۲۶۹ عطش

پیاسوں نے کہا منع کیا پانی کو
کیا کہتے ہیں اس طرح کی مہمانی کو
تسبیح بدست و نیت قتلِ امامؑ
رُسوا نہ کر اے شمر مسلمانی کو

رثائی رباعی ۱۲۷۰ عطش

پوچھو نہ ستم گاروں کی مہمانی کو
پانی نہ دیا فاطمہؑ کی جانی کو
اے مومنو شبیرؑ کو روؤ اُتنا
ترسایا ہے جس درجہ انھیں پانی کو

رثائی رباعی ۱۲۷۱ عطش

جب دفن ہوا شبیرؑ خدا کا جانی
سجادؑ نے کی قبر پہ آب افشانی
شبیرؑ کی پیاس کا کہوں کیا میں اثر
پیتی گئی خاک جتنا چھڑکا پانی

رثائی رباعی (۱۲۷۲) عطش

عابدؑ کے قریں جو کوئی لایا پانی
حضرتؑ نے نہ منہ سے وہ لگایا پانی
فرمایا کہ میں پیاس بجھاؤں کیوں کر
اصغرؑ نے سکینہؑ نے نہ پایا پانی

رثائی رباعی (۱۲۷۳) عطش

پیاسا گیا دنیا سے علیؑ کا جانی
پانی کی ہے پھر جہاں میں کیوں طغیانی
اس شرم و حیا سے اور شہؑ کے غم سے
پانی ہوئے سنگ، سنگ ہوئے پانی

رثائی رباعی (۱۲۷۴) عطش

گو مہر میں سیّدہؑ کے آیا پانی
پر شہؑ نے دمِ ذبح نہ پایا پانی
پانی نہ دیا ایک مسلماں نے آہ
شبیرؑ کو خنجر نے پلایا پانی

رثائی رباعی ۱۲۷۵ عطش

سقائے حرم نے جو نہ پایا پانی
عبرت سے تہہ خاک سمایا پانی
کیا عشق ہے کوثر پہ سکینہؑ کے بغیر
عباسؑ نے منہ سے نہ لگایا پانی

رثائی رباعی ۱۲۷۶ عطش

پیاسوں نے نہ ایک بوند پایا پانی
موجوں کی طرح نہ ہاتھ آیا پانی
اعدا کو نہ رحم آیا اُن پر افسوس
تلوار نے خنجر نے پلایا پانی

رثائی رباعی ۱۲۷۷ عطش-ابر

لکھا ہے کہ سیراب تھے گبر و ترسا
اے آب حسینؑ تیری خاطر ترسا
جب خیمہ سے پانی کا ہوا چشمہ گم
اے ابر تو کیوں نہ کربلا میں برسا

رثائی رباعی ۱۲۷۸ ابر

سو بار گہن سے مہِ انور نکلا
اور ابر سے خورشید بھی اکثر نکلا
کیا ابر تھا کیا گہن تھا وہ لشکر تمام
جو فاطمہؑ کا چاند نہ باہر نکلا

رثائی رباعی ۱۲۷۹ عطش

تیرے لیے وہاں حسینؑ نہ برسا پانی
پیتے تھے جہاں کے گبر و ترسا پانی
اب آج سے لاکھ سال برسے تو کیا
شبیرؑ نے مرتے دم نہ پایا پانی

رثائی رباعی ۱۲۸۰ عطش

آیا لبِ دریا جو علیؑ کا جانی
پانی سے بھری مشک باشک افشانی
پر ہاتھ ہوئے قطع تو بولے عباسؑ
ہیہات سکینہؑ کو نہ پہنچا پانی

رثائی رباعی ۱۲۸۱ عزاخانہ

فرما کے عزا خانوں کو ویراں شبیرؑ
دسویں کو زمیں میں ہوں گے پنہاں شبیرؑ
حسرت سے سوئے ضریح دیکھو روؤ
اک ہفتہ کا گل اور ہے مہماں شبیرؑ

رثائی رباعی ۱۲۸۲ عزاخانہ

احسان نہیں گر بزمِ عزا میں آئے
آئے تو پناہِ مصطفیؐ میں آئے
اس موسمِ گرما میں تمہارے خاطر
شبیرؑ وطن سے کربلا میں آئے

رثائی رباعی ۱۲۸۳ وقارعزا

سب کو غمِ شہؑ میں صرفِ شیون سمجھو
تارے دلِ آسماں کے روزن سمجھو
خورشید نہیں چرخِ چہارم پہ نمود
داغ جگر مسیح روشن سمجھو

رثائی رباعی ۱۲۸۴ وقارِ عزا۔ عرقِ ماتم

آمادہ ہیں تن عرق عرق ہونے کو
ابرِ کرم اٹھا ہے گناہ دھونے کو
قطرے یہ نہیں عرق کے بہرِ شبیرؑ
اعضا ہمہ تن چشم بنے رونے کو

رثائی رباعی ۱۲۸۵ عزاخانہ

کاہے کو یہ ماتم یہ بُکا ہوئے گا
رونے میں بھی ایسا نہ مزا ہوئے گا
نے تعزیہ نے علم نہ منبر نہ ضریح
کیوں صاحبو بیسویں کو کیا ہوئے گا

رثائی رباعی ۱۲۸۶ عزاخانہ

رفعت ہے عزا خانے کے در سے پیدا
ہر فیض ہے شبیرؑ کے گھر سے پیدا
جو بے پر و بال اس درِ دولت پہ جھکے
ہد ہد کی طرح تاج ہوئے سر سے پیدا

رثائی رباعی ۱۲۸۷ فارسی

بی جرم حسینؑ را چو یارب کشتند
آن قوم لقیوۂ چہ مذہب کشتند
کردند چہا قساوت آن سنگ دلان
کشتندش و پیش چشمِ زینبؑ کشتند

رثائی رباعی ۱۲۸۸ فارسی

اے چرخ چہ بد گرفتہ آہ نہاد
از جور و ستم نہادۂ بد بنیاد
لب تشنہ شہؑ و ندادیش قطرۂ آب
فریاد زبے داد تو ظالم فریاد

رثائی رباعی ۱۲۸۹ فارسی

بر ظلم تو سینۂ نبیؐ چاک گواہ
وان شاہِ فلک فتادہ برخاک گواہ
ماندی بحشت کہ عاقبت گشت تلف
لولاک لما خلقتُ الافلاک گواہ

رثائی رباعی ۱۲۹۰ فارسی

جانم بہ فدائے تو ابا عبدؒ الله
نطقم بہ ثنائے تو ابا عبدؒالله
با آن بے وفائی اہلِ ستم
کم شد نہ وفای تو ابا عبدؒ الله

رثائی رباعی ۱۲۹۱ فارسی

با حکم قدر کہ کار بند است حسینؑ
زاں رو بہ قضا رضا پسند است حسینؑ
در سجدہ چو داد سر بہ تسلیم و رضا
گردید علم کہ سر بلند است حسینؑ

رثائی رباعی ۱۲۹۲ فارسی

شد فاطمہؑ از جناں رواں سوئے حسینؑ
می دید بوقتِ ذبح دُرِ روئے حسینؑ
نشستہ بہ پہلوے شکستہ زہراؑ
بگرفت بہ بر شکستہ پہلوے حسینؑ

رثائی رباعی ۱۲۹۳ فارسی

لب تشنہ شہِ تشنہ دہن را کشتند
گویا یک بار پنجتن را کشتند
زہراؑ از لحد دست بر آورد و بگفت
فریاد غریب و بی وطن را کشتند

ترجمہ: تشنہ لب اور تشنہ دہن شہ کو مارا یعنی پنجتن کو ایک ساتھ قتل کیا۔ زہراؑ نے قبر سے ہاتھ نکال کر کہا فریاد کہ ایک پردیسی کو مارا۔
لغات: دست برآور = ہاتھ نکال کر / صنعت مراعات النظیر = لب، دہن / صنعت مبالغہ غلو میں آخری شعر ہے۔
صنعت ترجمہ = غریب، بی وطن / صنعت تلمیح = پنجتن

رثائی رباعی ۱۲۹۴ فارسی

بس ما را اضافہ برسرِ جمع نہاد
در داد جماعۂ رعایہ برباد
مشغول بکار کشت و کشت او را
خود غافل و در رسید ہنگام حصاد

رثائی رباعی ۱۲۹۵ فارسی

اے چرخ حروں زدست جو رت فریاد
کم بود ہر انچہ رفت برشہ بی داد
کشتیش گرسنہ تشنہ پس اشتر بان
در دست بریدنش زشر دست کشاد

رثائی رباعی ۱۲۹۶ فارسی

آن مہد کہ جبریلؑ می جنبانید
آن مہد حسینؑ بود یا عرشِ مجید
آن صاحب مہد عرش وانگاہ سرش
بہ نہاد بزیر تخت بدبخت یزید

رثائی رباعی ۱۲۹۷ فارسی

بانوؑ در دشت نعشِ اکبرؑ میدید
کبریٰؑ در روی مُردہ شوہر میدید
ہم دخترِ شہؑ سکینہؑ دیدش کشتہ
ہم خواہرؑ شاہؑ و نیز مادر میدید

رثائی رباعی ۱۲۹۸ **فارسی**

در دشت حسینؑ خویش را تنہا میدید
مجروح ہزار زخم اعضا میدید
میدید بہ نعش اقربا گہہ گریاں
لب تشنہ گہی بہ سوے دریا میدید

رثائی رباعی ۱۲۹۹ **فارسی**

ہر گہہ کہ حسینؑ ز اقربا تنہا ماند
با جسمِ ہزار زخمِ خون بالا ماند
خونناب گریست چشمِ ہر زخم بر او
محروم زیک قطرہ چو از دریا ماند

رثائی رباعی ۱۳۰۰ **فارسی**

شہ برلب جوے چشم وا عمر حباب
در جام تہی ہوای یک قطرۂ آب
ہر چشم چو چشمہِ خشک لب چون ساحل
ہر چشمۂ چشم آہِ گریان چو سحاب

رثائی رباعی ۱۳۰۱ فارسی

اکبرؑ چون بہ خونِ خویش در جنگ بہ خفت
وزچشم پدر نیّر اکبر بہ نہفت
آمادۂ مرگ شد حسینؑ ابن علیؑ
زد نالۂ "والعفا علی الدنیاؑ گفت

رثائی رباعی ۱۳۰۲ فارسی

بکشادہ در حسینؑ بر روی دعاست
ہر ذرّۂ خاکِ تربتش خاک شفاست
بہ سپرد قضا بدست او کلکِ قدر
مختار بہ کارخانۂ خاص خداست

رثائی رباعی ۱۳۰۳ فارسی

برخاک ز آیت و حدیث ست سجود
ہر مرسلؑ و ہر نبیؑ برین ساجد بود
منکر کہ بہ شیعہ داد الزام عبث
حقا بہ خدا و انبیاؑ طعن نمود

رثائی رباعی ۱۳۰۴ فارسی

تن ریش و به سجدہ سر به پیشانی تیر
خنجر به گلوی خشک و برلب تکبیر
برسینه نشسته شمر او برای ذبح
نظارۂ کنان به نعش سرورؑ همشیر

رثائی رباعی ۱۳۰۵ فارسی

عابدؑ بیمار و پای او در زنجیر
اصغرؑ بلب تشنه و در حلق اش تیر
خورد اکبرؑ نوجوان به سینه نیزه
سیراب با آبِ تیغ حلقِ شبیرؑ

رثائی رباعی ۱۳۰۶ فارسی

در کوچۂ عشق بود کامل شبیرؑ
بردوست نثار بود از دل شبیرؑ
آن جلوه که دیده بود موسیٰ بر طور
می دید به زیرِ تیغِ قاتل شبیرؑ

رثائی رباعی ۱۳۰۷ فارسی

ہر صفحۂ تن بہ سطر زخم شمشیر
از خندۂ گل قضا کند بس تحریر
ہیہات کہ بر تن چو گلی برگ نہاد
ہر خار کند تبسم غنچہ بہ تیر

رثائی رباعی ۱۳۰۸ فارسی

از چشم بہ رخ کشادہ منظر دارم
زان درجہ ہوای خاک در سر دارم
از خاک چو چشم برکشاید کورم
بیید کہ چشم خاک زان در دارم

رثائی رباعی ۱۳۰۹ فارسی

از فرط عطش جگر کباب است حسینؑ
محتاج بنیم قطرۂ آب است حسینؑ
افتاد گیتش چوخاک لب خشک بدشت
زاں روست کہ ابن بو ترابؑ است حسینؑ

رثائی رباعی ۱۳۱۰ فارسی

صبری بہ مشیتِ خدا داشت حسینؑ
از ہر چہ رود برو روا داشت حسینؑ
می کرد ببرِ جفا کشِ آمد صبری
چوں ورثہ ز مرتضیٰ داشت حسینؑ

رثائی رباعی ۱۳۱۱ فارسی

دائم ببر بتولؑ جا داشت حسینؑ
در فرش خود از نبیؐ ردا داشت حسینؑ
زان روی سرش زتن نمودند جدا
کان فضل و شرف جدا جدا داشت حسینؑ

رثائی رباعی ۱۳۱۲ فارسی

کس تشنہ دہن را تہ خنجر نہ کند
کس قتل نبیرۂ پیغمبرؐ نہ کند
اے شمر بدعوئ مسلمانی تو
کاری کردی کہ ہیچ اکفر نہ کند

رثائی رباعی ۱۳۱۳ فارسی

کس چون تو فلک بہ جور سر بر نکند
ہم چون تو ستم گری ستم سر نکند
کس قتل نبیرۂ پیغمبرؐ نکند
کاری کردی کہ ہیچ اکفر نکند

منقبتی رباعی ۱۳۱۴ فارسی

امدادِ علیؑ گاہ خفی گاہ جلی است
برمن ز ازل عینِ عنایاتِ ولی است
چوں مادہ دفع شد بگفتم تاریخ
چشم بدور عین اعجازِ علیؑ است
۱۳۴۱ - ۵۰ = ۱۲۹۱ ہجری

منقبتی رباعی ۱۳۱۵ فارسی

دہد علیؑ را مژدہ عیدِ غدیر
وصیِ نبیؐ شد جنابِ امیرؑ
ز تقدیرِ قدر علیؑ را پرس
علیؑ علیٰ کل شئی قدیر

رثائی رباعی ۱۳۱۶ فارسی

صد چاک رسیده ہمچو گل بر تنِ او
آ غشتہ بخون چون غنچہ پیراہنِ او
پیغام دہ شہادتش فصلِ بہار
بشگفتہ ز زخم جا بجا گلشن او

منقبتی رباعی 208 ۱۳۱۷ 208 فارسی

زہراؑ کہ حسینؑ بود دل پارۂ او
روح القدس و زعرش غم خوارِ او
گہوارۂ او بہ عرش میماند کہ بود
جبریلؑ مقیم زیرِ گہوارۂ او

رثائی رباعی ۱۳۱۸ فارسی

در نخل دو شاخ بارور داشت علیؑ
از باغِ جہان ہمین ثمر داشت علیؑ
صد حیف کہ ہر دو شاخ آن بہ بریدند
از گلبن آہ ہر چہ برداشت علیؑ

رثائی رباعی ۱۳۱۹ فارسی

چون طبع باستحالہ دارد تاثیر
از بہر رضاع طفل خون گردد شیر
بر زعم طبعت از برای اصغر
خون کرد بدل زشیر در حلقش تیر

رثائی رباعی ۱۳۲۰ فارسی

ہرگہہ کہ زشاخ سبز گل ریخت حسنؑ
صد پارہ جگر فتادش از راہ دہن
پژمردہ شگوفۂ گلشن زہراؑ را
گل ریزی از بہا پرداخت چمن

رثائی رباعی ۱۳۲۱ فارسی

عباسؑ جگر بند شہؑ بدر حنین
چوں برلب نہر قتل شد بہر حسینؑ
آں وقت نماز شکر واجب دانست
برخواند نماز را بہ رسالِ یدین

عشقیہ رباعی ۱۳۲۲ **قاری**

کوشش سے موافق ہو زمانہ معلوم
قسمت سے زیادہ رزق پانا معلوم
مانند مژہ کھڑے پیش نگاہ
اس قرب پہ آنکھوں میں سمانا معلوم

سماجی رباعی ۱۳۲۳ **قاری**

ایں شہر بخاطرِ ملولان شادست
معمورۂ خلق و حلم و عدل و دادست
ہر فردِ بشر دفترِ خلق است دبیر
ایں شہر ز اخلاق عظیم آباد است

ختم شد

کتابیات

آب حیات	مولانا محمد حسین آزاد	رام نراین بینی مادھو، الہ آباد ۱۹۶۳ء
ابواب المصائب	مرزا سلامت علی دبیرؔ	شاہد پبلی کیشنز، نئی دہلی ۲۰۰۴ء
اردو مرثیہ میں مرزا دبیرؔ کا مقام	ڈاکٹر مظفر حسن ملک	مقبول اکیڈمی، لاہور ۱۹۷۶ء
اردو مثنوی شمالی ہند میں	ڈاکٹر گیان چند جین	جمال پرنٹنگ پریس، دہلی ۱۹۸۷ء
المیزان	سید نظر الحسن رضوی فوق	مطبع فیض عام، علی گڑھ، ۱۹۱۶
اردو مثنویاں	ڈاکٹر گوپی چند نارنگ	قومی کونسل برائے فروغ زبان، ۲۰۰۱ء
اردو مثنوی کا ارتقا شمالی ہند میں	سید محمد عقیل رضوی	اتر پردیش اردو اکادمی ۱۹۸۳ء
اردو غزل نعت اور مثنوی	ڈاکٹر فرمان فتح پوری	الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء
باقیات دبیرؔ	ڈاکٹر اکبر حیدری	اتر پردیش اردو اکیڈمی لکھنؤ، ۱۹۸۰ء
تاریخ اردو ادب	جمیل جالبی	زریں آرٹ پریس، لاہور ۱۹۱۸ء
تلاش دبیرؔ	کاظم علی خاں	نصرت پبلشرز، امین آباد لکھنؤ ۱۹۷۹ء
تاریخی مثنویاں	کندن لال کندن	ایس کے آفسٹ پریس، دہلی ۱۹۹۱ء
دبستان دبیرؔ	ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی	نسیم بک ڈپو، لکھنؤ ۱۹۶۶ء
حیات دبیرؔ حصہ اول	افضل حسین ثابت لکھنوی	مطبع سیوک سٹیم پریس، لاہور ۱۹۱۳ء
دفتر ماتم جلد بستم	مرزا دبیرؔ	مطبع احمدی لکھنؤ ۱۹۹۶ء
رزم نامہ دبیرؔ	سرفراز حسین خبیر لکھنوی	نسیم بک ڈپو، لکھنؤ ۱۹۵۴ء
سبع مثانی	سرفراز حسین خبیر لکھنوی	نظامی پریس، لکھنؤ ۱۹۵۲ء

سلک سلام دبیرؔ	مرتب ڈاکٹر سید تقی عابدی	اظہار پبلشرز، لاہور ۲۰۰۳ء
شعر العجم جلد چہارم	شبلی نعمانی	مطبع معارف، اعظم گڑھ
شاعر اعظم مرزا دبیرؔ	ڈاکٹر اکبر حیدری	اردو پبلشرز لکھنؤ ۱۹۷۶ء
شمس الضحیٰ	مولوی صفدر حسین	مطبع اثنا عشری، دہلی ۱۲۹۸ھ
کاشف الحقائق	امداد امام اثرؔ	مطبع اسٹار آف انڈیا، ۱۸۹۷ء
طالع مہر	ڈاکٹر سید تقی عابدی	اظہار پبلشرز، لاہور ۲۰۰۳ء
مرزا دبیرؔ اور ان کی مرثیہ نگاری	ڈاکٹر نفیس فاطمہ	لیتھو پریس، پٹنہ ۱۹۸۷ء
مرزا سلامت علی دبیرؔ	پروفیسر محمد زماں آزردہ	مرزا پبلشرز، حسن آباد سری نگر ۱۹۸۵ء
میر تقی میر کلیات	میر تقی میرؔ	لاہور
مجتہد نظم مرزا دبیرؔ	ڈاکٹر سید تقی عابدی	اظہار پبلشرز، لاہور ۲۰۰۳ء
موازنۂ انیسؔ و دبیرؔ	شبلی نعمانی	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ ۱۹۸۸ء
مقدمہ شعر و شاعری	الطاف حسین حالی	دہلی
نادرات دبیرؔ	ڈاکٹر صفدر حسین	چمن بک ڈپو، دہلی ۱۹۷۷ء
رباعیات دبیرؔ	نجیر لکھنوی	نظامی پریس، لکھنؤ ۱۹۵۲ء
رباعیات دبیرؔ	سید عابد علی	مطبع اثنا عشری لکھنؤ ۱۳۲۳ھ
رباعیات انیسؔ	علی جواد زیدی	مطبوعات ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۵ء
اردو رباعیات	ڈاکٹر سلام سندیلوی	نسیم بک ڈپو لکھنؤ ۱۹۵۷ء